دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

تقاریظ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ
مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ
ودیگر مشاہیر امت

مرتب اول
حضرۃ مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

جدید ترتیب
اشرفیہ مجلس علم و تحقیق

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

۸

مرتب
حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

پسند فرمودہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

جدید ترتیب و اضافہ
اشرفیہ مجلس علم وتحقیق

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

جامع الفتاویٰ

تاریخ اشاعت.................. ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
ناشر........................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت......................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ... چوک فوارہ... ملتان — مکتبہ رشیدیہ........ راجہ بازار........ راولپنڈی
ادارہ اسلامیات........ انارکلی........ لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی..... خیبر بازار....... پشاور
مکتبہ سید احمد شہید........ اردو بازار..... لاہور — ادارۃ الانور........ نیوٹاؤن........ کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ........ اردو بازار .... لاہور — مکتبہ المنظور الاسلامیہ... جامعہ حسینیہ... علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ........... بلاک زیڈ........ مدینہ ٹاؤن........ جنگ موڑ......... فیصل آباد
ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

www.islamiurdubook.blogspot.com

فہرست عنوانات

جن مستند فتاویٰ جات سے جامع الفتاویٰ مرتب کیا گیا

فتاویٰ عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ
فتاویٰ عبدالحیٔ	حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحمہ اللہ
فتاویٰ رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ
فتاویٰ باقیات صالحات	حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صاحب دیلوری رحمہ اللہ
فتاویٰ مظاہر علوم	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن صاحب بجنوری رحمہ اللہ
امدادالفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
کفایت المفتی	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ
امدادالاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب تھانوی رحمہ اللہ
امدادالمفتیین کامل	حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ
فتاویٰ احیاء العلوم	حضرت مولانا مفتی محمد یاسین صاحب رحمہ اللہ
خیرالفتاویٰ	حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ
احسن الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ
فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ
فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ
نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ
فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ	حضرت مولانا مفتی نصیر احمد صاحب رحمہ اللہ
منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ	حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب بڑوتی رحمہ اللہ
آپکے مسائل اوران کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

تکمیل مسائل طلاق	مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب قاسمی مدظلہ
فتاویٰ حقانیہ	حضرت مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ (اکوڑہ خٹک)
فتاویٰ مفتی محمود	حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ
گلدستہ تفاسیر	مسئلہ تین طلاق کے بارہ میں سعودی مفتیان کرام کے جدید فتاویٰ جات
فقہی رسائل	حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ
خواتین کے فقہی مسائل	مولانا مفتی محمد عثمان ارکانی مدظلہ
فقہی مقالات	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
ایضاح النور	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی مدظلہ
اشرف الاحکام	ازافادات: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
عملیات وتعویذات کے شرعی احکام	ازافادات: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
فتاویٰ شیخ الاسلام	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
جدید میڈیکل مسائل اور ان کا حل	دارالافتاء دارالعلوم کراچی سے حاصل کئے گئے فتاویٰ کا مجموعہ
فتاویٰ عثمانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
صراط مستقیم	موجودہ فروعی اختلاف میں قرآن وحدیث کی روشنی میں معتدل تعلیمات
اسلام اور سیاست	ازافادات: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
کمالات عثمانی	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ
بہشتی زیور و مسائل بہشتی زیور	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
اصلاحی خطبات و مقالات	حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ
ہدیہ خواتین	مولانا مفتی محمد عثمان صاحب کراچی

www.islamiurdubook.blogspot.com

ارشاداتِ نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر!
اگر تو صبح کو ایک آیت کلامِ پاک کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے۔
اور اگر علم کا ایک باب سیکھ لے تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے۔
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)

نیز ارشاد فرمایا:
سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

کتاب الاقرار

اقرار کے بعض مسائل

سوال......اقرار کے معنیٰ اور رکن اور اس کی شرط نیز حکم کیا ہے مطلع کیا جائے؟

جواب......اقرار کا مطلب ہے اپنے اوپر دوسرے کے حق کے ثابت ہونے کی خبر دینا اور اس کا رکن یہ ہے مثلاً یوں کہہ دے کہ فلاں کا مجھ پر اس طرح یا ایسا ایسا حق ہے وغیرہ اقرار کرنے والے کا عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہے اور حکم اس کا یہ ہے کہ جس چیز کا اقرار کیا گیا ہے وہ چیز ابتداء ظاہر ہو جاتی ہے ثابت نہیں ہوتی۔ عالمگیری میں ہے **الاقرار اخبار عن ثبوت الحق للغير على نفسه كذافی الكافی واماركنه فقوله لفلان علی كذااومايشبهه واماشرطه فالعقل والبلوغ بلاخلاف وحكمه ظهورالمقربه لاثبوته ابتداءً كذافی الكافی** ج۴ص۱۵۶۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

اقرار کا پورا کرنا

سوال......زید نے عمرو سے اقرار کیا اور لکھ دیا ہے کہ اگر میرا یہ کام تیری سعی سے پورا ہو گیا تو میں اور میرے ورثہ نسلاً بعد نسل دس روپے ماہوار کا سلوک کرتے رہیں گے یا یوں اقرار کیا کہ میں اس قدر نقد و جنس تجھ کو دوں گا پھر کام پورا ہو گیا مگر زید اپنے اقرار سے پھر گیا یا فوت ہو گیا اور اس کے ورثہ اس کا اقرار پورا نہیں کرتے یا زید نے عمر سے بغیر کسی کام کے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کیا اور پھر اقرار سے پھر گیا یا فوت ہو گیا اور اب ورثہ اس وعدے کو پورا نہیں کرتے دونوں صورتوں میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ زید سے زندگی میں یا اس کی وفات کے بعد اس کے ورثہ سے قاضی بہ جبر دلائے گا یا نہیں؟ اور زید کو یا اس کے ورثہ کو وعدہ پورا کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب......دونوں صورتوں میں زید کو وعدہ پورا کرنا لازم ہے اور وعدہ خلافی کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اگر زید وعدہ پورا نہیں کرتا تو قاضی کو جبراً دلانے کا حق نہیں پہنچتا ہے کیونکہ مجرد وعدے سے عمر مستحق نہیں ہوتا اور زید کی وفات کے بعد اگر زید نے ورثہ کو وصیت نہیں کی تو ورثہ پر اس وعدے کا پورا کرنا واجب نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص۳۶۲)

اقرار سے استحقاق کا ثبوت

سوال...... ہندہ نے عمر سے اقرار کیا کہ والد مرحوم کا ترکہ مل جانے کے بعد باپ دادا کا ملازم ہونے کی وجہ سے سات روپیہ تازندگی اور میرے بعد میری اولاد دیتی رہے گی اسکے کچھ ماہ بعد ہندہ نے اپنی تمام جائیداد اپنی لڑکی کے نام ہبہ کردی اور ہبہ نامے میں سات روپے کا کوئی ذکر نہیں آیا ہندہ کا انتقال ہوگیا اب عمر ہندہ کی لڑکی سے روپے کی ادائیگی کا دعویٰ کرتا ہے شرعاً صحیح اور قابل سماع ہے یا نہیں؟

جواب...... ہندہ کا عمر سے محض اقرار کرنا استحقاق عمر کو ثابت نہیں کرتا زیلعی نے شرح کنز میں اس کی تصریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ استحقاق بغیر عقد یا قبضے کے نہیں ہوتا' یہی چیز فتاویٰ بزازیہ میں ہے اس لئے عمر کا دعویٰ غیر مسموع ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۱)

سسرال میں رہنے کا اقرار کرنا

سوال...... زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اور اقرار کیا کہ ہندہ کو عمر کے گھر سے اور کہیں نہیں لے جاوں گا پس اس شرط کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور پورا نہ کرنے کی صورت میں عنداللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں؟

جواب...... اس شرط کا پورا کرنا قضاء واجب نہیں لیکن دیانتاً ایفائے وعدہ لازم ہے اور وعدہ خلافی کرنا گناہ اور حرام ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ۳۴۳)

جائز اور ناجائز صلح

صلح کی تعریف اور اس کی شرعی حیثیت

سوال...... صلح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز اسکی کچھ شرطیں وغیرہ بھی ہوں تو بیان کی جاویں؟

جواب...... صلح کے لغوی معنی مصالحت کرنا اور شرعی اعتبار سے صلح وہ ہے جو جھگڑا ختم کرادے اور آپسی رضامندی سے جھگڑا ختم کرادینے کی وجہ سے صلح کو مشروع کیا گیا کمافی التنویر وشرحه (هو) لغة اسم من المصالحة وشرعاً (عقد یرفع النزاع) ویقطع الخصومة (ج ۴ ص ۴۷۲) اور عالمگیری میں مزید وضاحت ہے انه عقد وضع لرفع المنازعة بالتراضی (ج ۴ ص ۲۲۸) اور اس کی شرطیں مختلف انواع پر مشتمل ہیں ایک ان میں سے یہ کہ مصالح عاقل بالغ ہو دوسرے یہ کہ بچہ کے لئے صلح کرنے سے بظاہر نقصان نہ ہو اور ایک یہ کہ مرتد نہ ہو تفصیل کے

لئے دیکھئے عالمگیری اور صلح کا حکم یہ ہے کہ دعویٰ سے برأت ثابت ہو جاتی ہے اور مصالح علیہ: (جس پر صلح کی گئی ہے) اور مصالح عنہ (جس چیز سے صلح کی گئی ہے) میں ملکیت ثابت ہو جاتی ہے تنویر اور اس کی شرح میں ہے (وحكمه وقوع البراء ة عن الدعوى) ووقوع الملك في مصالح عليه وعنه ج ۴ ص ۴۷۳)۔ منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ۔

صلح فاسد کی ایک صورت کا حکم

سوال...... زید وعمر و وبکر و خالد ایک موضع کے زمیندار تھے جب موضع ان کے قبضہ سے برائے بیع نکل گیا تو مبلغ ایک صد روپیہ سالانہ بحق نانکار پاتے رہے اور زید کے سوا دوسروں کو اس موضع میں کچھ زمین بحق ساقط الملکیت بھی حاصل ہے اب زمیندار نے موضع مذکور کو فروخت کر ڈالا اور مشتری جدید نے مبلغ مذکور دینے سے انکار کر دیا عمر و وبکر و خالد نے دعویٰ کا ارادہ کیا اور زید نے دعویٰ سے انکار کیا اور کہا تم خرچ کر کے دعویٰ کرو اگر تم جیت گئے تو مجھے اپنے حصے سے کوئی تعلق نہ ہوگا عمر و بکر و خالد دعویٰ میں کامیاب ہو گئے اب زید ان سے اپنے حصہ حق کا طالب ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ حق نانکار و ساقط الملکیت لینا جائز ہے یا نہیں اور زید کو اپنے حصہ کا مطالبہ درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو جو اس کو حق نہ دے کیا وہ گنہگار ہوگا۔

جواب...... (بصورت تنقیح) بیع کے بعد تو بائع کا مبیع سے کوئی تعلق نہیں رہتا پھر یہ حق مالکانہ کیسا ملتا ہے شرعاً اس حق مالکانہ کا لینا کسی کو بھی جائز نہیں ہے نہ زید کو نہ عمر و بکر کو اور اگر اس معاملہ کی حقیقت کچھ اور ہے تو اس حق مالکانہ کی پوری حقیقت لکھی جاوے کہ یہ کیا ہوتا ہے اور کس وجہ سے ملتا ہے اور کس صورت میں بائع اس کا مستحق ہوتا ہے و نیز اراضی ساقط الملکیت کی بھی مفصل حقیقت تحریر کی جاوے تب مفصل جواب دیا جا سکتا ہے۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۱۳۷)

شفیع کا کچھ حصہ لے کر صلح کرنا

سوال...... اگر شفیع نے مشتری سے اس طرح صلح کی کہ مشتری مکان مشفوع پورا نہ لے بلکہ چوتھائی یا تہائی یا نصف لے لے اور باقی حصے سے دست بردار ہو جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۱)

حقوق کے عوض صلح کرنا

سوال...... اگر شفیع نے حق شفیع کے عوض یا دیگر حقوق کے عوض کسی چیز پر صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۰)

ایک وارث کا دوسرے ورثاء کو کچھ رقم دے کر ان کے حصہ سے صلح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال...... ایک شخص کے پاس زمین ہے جس میں بعض ورثاء کا حق ہے جو ان کو دیا نہیں گیا اب یہ شخص دوسرے ورثاء کے سامنے مثلاً دو سو روپے پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارا جو حق اس جائیداد میں ہے اس کے عوض تم مجھ سے اتنے روپے لے لو باقی کو چھوڑ دو یا باقی سے مجھ کو بری کر دو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... قال فی الهداية: واذاكانت التركة بين ورثة فاخرجوا احدهم منها بمال اعطوه اياه والتركة عقارا وعروض جاز قليلاً كان مااعطوه اياه او كثيراً لأنه امكن تصحيحة بيعاوان كانت التركة فضة فاعطوه ذهبا او ذهبا فاعطوه فضة فكذالك لانه بيع الجنس بخلاف الجنس ويعتبر التقابض فی المجلس لانه صرف وان كانت التركة ذهباوفضة فصالحوه علی فضة او ذهب فلابد ان يكون مااعطوه اكثرمن نصيبه من ذلك الجنس ولو كان فی التركة الدراهم والدنانير وبدل الصلح دراهم والدنانير ايضاً جاز الصلح كيف ماكان صرفاً للجنس الی خلاف الجنس لكن يشترط التقا بض للصرف اه (ص ۲۴۰ ج ۳)

صورت مسئولہ میں یہ طریقہ جائز ہے کہ ایک وارث سے دوسرا وارث یوں کہے کہ تمہارا جو حق ترکہ میں ہے اس کے عوض تم مجھ سے اتنی رقم لے لو یا یوں کہے میں تم کو یہ رقم اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم اپنے باقی حق ترکہ سے خارج اور لا دعویٰ ہو جاؤ یا باقی ترکہ سے صلح کے طور پر یہ رقم لے لو یا باقی مجھ کو چھوڑ دو کیونکہ ان سب صورتوں میں کلام کو صلح پر محمول کرنا ممکن ہے اور صلح بحکم بیع ہے لیکن جائیداد اور سامان غیر نقد میں تو اس طرح معاملہ کرنا مطلقاً درست ہے خواہ اس وارث کو جسے حق ترکہ سے نکالا جاتا ہے قلیل رقم دی جائے یا زیادہ اور اگر ترکہ میں اس وارث کا حق نقدین میں بھی ہو اور اس سے بھی صلح کرنا مقصود ہو تو اس میں بعض قیود کی رعایت ضروری ہے جو عبارت عربیہ میں مذکور ہیں۔

تنبیہ ضروری: آج کل ہمشیرگان کو عام طور سے میراث نہیں دی جاتی اور محض رسم کی وجہ سے ہمشیرہ بھی انکار کر دیتی ہیں اور ایسے مواقع پر اس قسم کے حیلے فقط ظاہری طور پر کئے جاتے ہیں دل سے ہمشیرہ

رضامند نہیں ہوتی سوایسے حیلہ سے مال طیب نہ ہوگا بلکہ جہاں دلی رضامندی سے ہمشیرہ صلح کرنا چاہے اس صورت پر وہاں عمل کیا جاوے اس کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۱۳۹)

میت کی لڑکی اور متبنیٰ میں صلح کی ایک صورت کا حکم

سوال...... زید جو کہ منصب دار تھا ایک لڑکی اس کا شوہر فتح علی اور ایک متبنیٰ سرور علی چھوڑ کر انتقال کر گیا لڑکی نے جہانگیر جو کہ اس کے شوہر کا لڑکا ہے کے نام سے مرحوم باپ کی منصب داری کے جاری کرانے کے لئے متبنیٰ سے صلح کر لی کہ جہانگیر کی تنخواہ میں سے روپے میں سے پانچ آنہ خود اور پانچ آنہ سرور علی اور دو آنہ جہانگیر علی اور چار آنہ مرحوم کے قرضے کی ادائیگی کے لئے لیا کریں گے مرحوم کی اسامی جہانگیر کے نام سے بحال بھی ہوگئی تو یہ صلح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... سرور علی اور فتح علی شرعاً مرحوم کے وارث نہیں صرف لڑکی وارث ہے اور نوکری سرکاری عطیہ ہے جس کا نام سرکاری رجسٹر میں درج ہوگا وہی تنخواہ کا مستحق ہوگا اس میں لڑکی کا بھی حصہ نہیں ہے اور اگر یہ ملازمت بھی متروکہ ہوتو صرف لڑکی وارث ہوگی متبنیٰ اور داماد دونوں محروم اور صلح صحیح نہ ہوگی البتہ جہانگیر کو حق محنت کے طور پر اگر علاتی والدہ کی طرف سے منصب داری کی تنخواہ سے کچھ دیا جاتا ہے تو اختیار ہے اس پر جبر نہیں کیا جائے گا اور قرض کی ادائیگی مال متروکہ میں سے ہوا کرتی ہے اور ملازمت متروکہ نہیں اولاً بغیر کسی اسراف کے مرحوم کی تجہیز و تکفین کی جائے اور پھر باقی تمام مال سے دوسرے دین ادا کئے جائیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۶۱)

صلح اور تعزیرات سے متعلق چند سوالوں پر مشتمل ایک استفتاء

دریں شہر درمیان طلبۂ مدرسہ و ہندواں تنازعہ شد آخر الامر نوبت بایں رسید کہ بہ تعداد کثیر صدہا ہندو جمع شد بر مدرسہ حملہ آور دند القصہ بعد چندیں زد و کوب کلوخہا و چوبہا چہار دندانہا طالبے شکست بضرب ہندواں مقدمہ بروقت در پولیس بود کہ ۱۹ اعدد ہندو بحبس گرفتند اکنوں مقدمہ بعدالت رفتہ است و مجسٹریٹ آنرا بر ضامن رہا کردہ است مگر ہندواں و خود آن مجسٹریٹ کہ ہندو است ملتجی برائے صلح شدہ اند بموجب التجائے او شان کارکنان مدرسہ ایں مصلحت دیدہ کہ اگر استغاثہ شود مبادا ہیچ کلام کذب گفتن پیش آید کہ خاصہ از عدالت کفار است رہائی شود دیگر معلوم نیست کہ چہ شود آن ہم بغیر چندیں سزائے حبس مجرمان ہیچ نیست و دریں کار ضرورت خرچ زیادہ است و در صلح امید غالب حصول دیت دندانہاست بر تقدیر در استغاثہ کامیابی نہ شود و بعدہ ہیچ حاصل نہ شود و براین مصلحت کارکنان

مدرسہ و ہندوان خود آں مجسٹریٹ را امین قبول کردہ نوشتہ دادہ است کہ آنچہ حکم بر ہندوان دیت وسزائے خواہد کرد منظور طرفین باشد اکنوں نمبر ۱ دریں صلح عزت مسلم وتذلیل کفار است یا نہ صلح باید کردیا نہ بہترے وعزت برائے مسلمانان در صلح است یا در استغاثہ نمبر ۲ چونکہ تعین اشخاص جانے کہ دندانہائے طالب شکستہ اند بہ سبب کثرت ہندوان متعدر است دریں صورت دیت بر جمیع است یا چہ حکم است وبوجہ تعذر تعین دیت ساقط گردد یا نہ نمبر ۳ ودریں جرم ہا کہ یکے از آں است کہ بہ تعداد کثیر حملہ آوردن ودوم دندانہا شکستن سوم ایذا رسانیدن چہارم درحد غیر بہ نیت ایذاء رسانیدن داخل شدن نمبر ۴ بغیر دیت دندانہا سیاستہ سزائے حبس وغیرہ برائے ہر واحد جدا جدا شرعاً چہ قدر است نمبر ۵ ودیت وسزائے حبس وغیرہ ہر دو جمع کردن شرعاً جائز است یا نہ۔

جواب وهوالموفق الصواب......

نمبر ۱ اس صورت میں صلح تو بہر حال جائز ہے کیونکہ اس صورت میں حد واجب نہیں جس میں صلح وغیرہ کا حق نہ ہو بلکہ حق العبد ہے جس میں مجروح کو اختیار ہے کمافی الدر المختار ص ۳۳ ج ۳ (وان جرح فقط) ولم يقتل ولم ياخذنصابا الى ان قال فلاحد وللولى القود الخ وقال الشامى المراد بالولى من له ولاية المطالبة فيشتمل صاحب المال والمجروح ايضاً الخ مگر حکم (یعنی امین) کسی مسلمان کو بنایا جاوے یا خود براہ راست مجرموں سے گفتگو کی جاوے لان الشرط من جهته المحكم بالفتح صلاحية للقضاء كمالا يخفى نمبر ۲ في الدر المختار ص ۶۲۴ ج ۵ باب القسامة (وان التقى قوم بالسيوف فاجلوا) اى تفرقوا (عن قتيل فعلى اهل المحلة) لان حفظها عليهم (الاان يدعى الولى على اولئك او) يدعى (على) بعض (معين منهم) الخ اس سے معلوم ہوا کہ بلا تعین بھی کل جماعت پر دعویٰ ہو سکتا ہے جب حملہ آوروں کا گروہ معلوم ہے تو بہر خاص کی تعیین ضروری نہیں اور اس صورت میں ایک دیت سب مجرموں سے لی جاوے گی نمبر ۳ اول وچہارم موجب تعزیر است ودوم یعنی دندان شکستن موجب قصاص (بشرطیکہ) مجرم واحد متعین بود ورنہ موجب دیت) ودر سوم یعنی زدو کوب تفصیل است در بعضے جروح قصاص واجب شود ودر بعضے ارش تفصیل در کتب فقہ باید دید نمبر ۴ دیت وقصاص وارش حق مظلوم است حاکم را معاف کردن نرسد وتعزیر مقدر نیست بلکہ مفوض برائے حاکم است نمبر ۵ سزائے تعزیری در ہر جرم جائز است کمافی الدرالمختار ص ۲۲۷ ج ۳ ولاجمع بين جلدورجم ولا بين

جلدونفی الاسیاسیۃ والتعزیر مفوض للامام وکذافی کل جنایۃ نہر‘فقط واللہ اعلم بالصواب.(امداد الاحکام ج ۴ ص ۱۴۲)

حق شفعہ کے عوض صلح کرنا

سوال.....اگر شفیع نے حق شفعہ کے عوض کوئی چیز لے کر اپنا حق چھوڑ دیا تو صلح جائز ہے یا نہیں؟

جواب.....جائز نہیں‘حق شفعہ باطل ہو جائیگا‘اور جو کچھ شفیع نے لیا وہ واپس کرے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۶۰)

قاذف ومقذوف کی صلح کی ایک صورت کا حکم

سوال.....اگر تہمت لگانے والے نے مقذوف (جس کو تہمت لگائی گئی ہے) کو کچھ دے کر اس بات پر صلح کر لی کہ مقذوف اپنا حق چھوڑ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب.....جائز نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۶۱)

ترکہ میں رجوع عن الصلح کی ایک صورت

سوال.....ایک عورت مردہ کے زوج اور ام اور اب اور دو ابن وارث ہیں تقسیم ترکہ کر کے وقت زوج نے کہا کہ میں نے سب مال سے یہ چیزیں معینہ لے لی ہیں اور باقی سب مال تم کو چھوڑ دیا ہے تم یعنی ام اور اب اور دو ابن باہم تقسیم کر لو ام اب اس پر راضی ہو گئے اور دونوں ابن اس زوج کے صغیر ہیں اس کے بعد ان کو یہ فکر ہوئی کہ اب زوج تو نکل گیا اور ماں باپ اور دو لڑکوں کے درمیان تقسیم کس طرح ہوگی مسئلہ ان کو معلوم نہ تھا زوج نے کہا کہ میں اس صلح سے رجوع کرتا ہوں اور تقسیم میں پھر شریک ہوتا ہوں اور سہام بنا کر پورا پورا حصہ لینے میں زوج نے رجوع کر لیا اور کل مال کا ربع لے لیا اور سدس ماں اور سدس باپ نے لے لیا اور باقی مال دونوں لڑکوں کو دے دیا تو کیا زوج کا یہ رجوع صحیح ہے اگر زوج رجوع نہ کرتا تو بقایا ورثاء کو مال زیادہ آتا اس لئے کہ زوج نے تھوڑی چیزیں لے کر صلح کی تھی۔

جواب.....قال فی الدر الصلح ان کان بمعنی المعاوضۃ بأن کان دیناً بعین ینتقض بنقضھا ای بفسخ المتصالحین وان کان لا بمعناھا ای المعاوضۃ بل بمعنی استیفاء البعض واسقاط البعض فلاتصح اقالۃ ولانقضہ لأن الساقط لایعود اھ ص ۷۳۳ ج۵)

صورت مسئولہ میں نقض صلح جائز نہیں کیونکہ ورثاء میں نابالغ بھی ہیں اور نابالغ کے حق میں صلح مفید تھی اور نقض صلح مضر ہے اور نقض صلح بدون تراضی ورثاء درست نہیں اور نابالغ کی رضا

معتبر نہیں دوسری اس صلح میں استیفاء بعض واسقاط بعض ہے معاوضہ کی صورت نہیں اس لئے بتراضی ورثاء بالغین کے حق میں بھی یہ صلح منتقض نہیں ہوسکتی پس زوج نے جو اشیاء اول لے لی ہیں وہی اس کا حق ہے ماتقی کے چھ سہام کر کے ایک سہم ماں کا ایک سہم باپ کا حق ہے اور چار سہام لڑکوں کے ہیں دو ایک کے دو ایک کے۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۱۴۱)

صلح اور تخارج

تخارج میں صلح عن الدین کے جواز کے حیلے

سوال...... درمختار میں صلح عن الدین کے جواز کے چار حیلے مذکور ہیں۔ **ونصه وصح لو شرط طوراابراء الغرماء منه ای من حصته لانه تمليک الدين ممن عليه فيسقط قدرنصيبه عن الغرماء: اوقضوا نصيب المصالح منه ای الدين تبرعاً منهم واحالهم بحصته: اواقرضوه قدرحصته منه وصالحوه عن غيره بمايصلح بدلا واحالهم بالقرض على الغرماء وقبلوا الحوالة وهذه احسن الحيل ابن كمال والاوجه ان يبيعوه كفامن تمرونحوه بقدرالدين ثم يحيلهم على الغرماء ابن ملک (درمختار كتاب الصلح)**

وفی الشامیه (قوله احسن الحيل) لان فی الاولى ضرراً للورثة حيث لا يمكنهم الرجوع على الغرماء بقدر نصيب المصالح وكذافی الثانية لان النقد خير من النسية اتقانی (قوله والاوجه) لان فی الاخيرة لايخلوعن ضرر التقديم فی وصول المال ابن ملک (ردالمحتار ج ۴ ص ۵۳۶) اس میں اشکال یہ ہے کہ "النقد خیر من النسیئة" کا ضرر حیلہ ثانیہ وثالثہ دونوں میں موجود ہے چنانچہ شامیہ کی عبارت بالا میں بھی تصریح ہے تو حیلہ ثالثہ احسن الحیل کیسے ہوا؟

جواب...... حیلۂ ثانیہ میں "النقد خیر من النسیئة" کا ضرر اس پر مبنی ہے کہ اس حیلے میں حوالہ تسلیم کیا جائے حالانکہ اس میں حوالے کا قول خلاف تحقیق ہے۔ چنانچہ شامیہ میں ہے **(قوله واحالهم)لامحل لهذه الجملة هنا وهی موجودة فی شرح الوقاية لابن ملک وفی بعض النسخ اواما لهم (ردالمحتار ج ۴ ص ۵۳۶)**

جب اس ضرر کی بناہی خلاف تحقیق ہے تو حیلہ ثانیہ میں اس ضرر کا قول کرنا صحیح نہ ہوا ابن ملک نے صاحب درر پر رد کی غرض سے یہ جملہ زیادہ کیا ہے مگر یہ زیادتی صحیح نہیں ذکرہ رداً علی صاحب الدرر وتبعه المصنف حیث قال ولا یخفی مافیه ای هذاالوجدمن الضرربقیة الورثة ولکنه لایدفع لانه یرجع علیهم بما احالهم به فیکون الضرر علیهم مرتین رطحطاوی ج۳ص۳۶۰)اس سے معلوم ہوا کہ حیلۂ ثانیہ میں اگر حوالہ تسلیم بھی کرلیا جائے جب بھی اس حیلے میں "النقد خیر من النسیئة" کا ضرر نہیں لہٰذا حیلۂ ثانیہ میں ضرر سے متعلق قول زیلعی حق ہے۔اس کے بعد حیلۂ رابعہ کو اوجہ کہا ہے غرض یہ کہ حیلہ اولیٰ میں مصالح حصہ دین وعین دونوں کا عوض وصول کرتا ہے باقی ورثہ حصۂ دین کا عوض دیتے ہیں مگر حصۂ دین انہیں نہیں ملتا اس لئے اس میں ان کا ضرر ہے اور حیلۂ ثانیہ میں مصالح صرف حصہ عین کا عوض وصول کرتا ہے اور حصۂ دین کی مقدار باقی ورثا اسے تبرعاً دیتے ہیں اور مقروض پر اس مصالح کے حصے میں رجوع نہیں کرتے اس میں باقی ورثہ کا یہ ضرر ہوا کہ حصۂ دین انہوں نے مصالح کو دیا مگر خود مقروض سے وصول نہ کرسکے۔حیلۂ ثالثہ میں مصالح نے صرف حصۂ عین سے صلح کی اور حصۂ دین اسے باقی وارثوں نے دے دیا اور جو کچھ دیا مقروض سے وصول بھی کرلیا تو اس میں فریقین میں سے کسی کا بھی ضرر نہیں اس لئے یہ احسن الحیل ہوا البتہ اس میں "النقد خیر من النسیئة" کا ضرر وارثوں کے لئے ہے مگر یہ ضرر پہلے دونوں حیلوں سے اہون ہے اور حیلۂ رابعہ میں یہ ضرر بھی نہیں مصالح عین وحصۂ دین دونوں سے صلح کرکے دونوں کا عوض وصول کرلیتا ہے جیسا کہ حیلۂ اولیٰ میں تھا اور بقیہ وارث حصۂ دین کا عوض دے کر اس کے مقابلے میں حصۂ دین وصول کرلیتے ہیں حیلۂ بیع اس میں وارثوں کا وہ ضرر تو نہیں جو حیلۂ اولیٰ میں تھا البتہ یہ ضرر ہے کہ عوض حصۂ دین کا پہلے دیا اور حصۂ دین بعد میں وصول کیا مگر یہ ضرر حیلۂ ثالثہ کے ضرر سے کم ہے اس لئے کہ ثالثہ میں وارث حصۂ دین اپنے مال سے دیتے ہیں اور رابعہ میں ترکے سے دیتے ہیں جو کہ نسبتاً اہون ہے۔علاوہ ازیں اس ضرر کا دفعیہ اس طرح ممکن ہے کہ ترکے سے حصۂ دین کا عوض حصۂ دین کی مقدار کی نسبت کم کردیا جائے،خصوصاً جب کہ صلح کا مدار ہی تسامح اور خط پر ہے اس لئے حیلۂ رابعہ سب سے اوجہ ہوا۔حاصل یہ کہ حیلۂ ثانیہ میں "النقد خیر من النسیئة" کا ضرر نہیں جو کہ ثالثہ میں ہے بلکہ ثانیہ میں یہ ضرر ہے کہ بقیہ وارث حصۂ دین ادا کرتے ہیں مگر مقروض سے وصول نہیں کرتے لہٰذا جن مصنفین نے حیلہ ثانیہ میں "النقد خیر من النسیئة" کا ضرر لکھا ہے۔ان کا قول

خلاف تحقیق ہے، صحیح اور حق وہ ہے جو زیلعی نے بیان فرمایا ہے تکملۂ فتح القدیر میں بھی یہی لکھا ہے اور حاشیہ عنایہ ج ۷ ص ۵۴ میں بھی اسی کو حق قرار دیا ہے کفایہ میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور اس کی وجہ یوں بیان کی ہے "اذلانسیئۃ عندالتبرع" اور "النقد خیر من النسیئۃ" سے متعلق حاشیہ عنایہ میں ہے اقول فیه بحث۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۲۵)

اگر کوئی شخص غلط کوائف ظاہر کر کے عدالت سے فیصلہ کروادے تو اسے کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص زید اپنا نام غلط ظاہر کر کے اور دوسروں کے کوائف مثلاً رشتہ دار وغیرہ بھی غلط ظاہر کر کے کسی عدالت سے اس بنیاد پر اپنے حق میں فیصلے لے لیتا ہے یعنی کسی مرنے والے سے اپنا قریبی رشتہ ظاہر کر کے حق دار ہونے کا فیصلہ اپنے حق میں لے لیتا ہے تو کیا ایسے آدمی کے خلاف شرعاً عدالت میں کسی وقت بھی اس فیصلہ کا کالعدم قرار دینے کے لئے دعویٰ کیا جاسکتا ہے یا اس کے لئے کوئی مدت مقرر ہے۔

جواب......شرعاً شخص مذکور کے خلاف دعویٰ کرنا اور اس کے کئے ہوئے فیصلے کو کالعدم قرار دینا ہر وقت جائز ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۴۰)

بطریق تخارج صلح کے چار اہم مسائل

سوال......ایک آدمی کو وفات پائے چار سال گذر گئے اس نے ورثہ میں ایک بیوی، پانچ لڑکے، چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں، فوت ہونے کے بعد جائیداد تقسیم کی گئی، جائیداد غیر منقولہ میں ساڑھے پینتیس ایکڑ زمین، ایک گھر اور ایک پلاٹ تھا، اور منقولہ جائیداد میں چوپائے، زیورات اور گھریلو سامان تھا زیورات، چوپائے اور جانوروں کی قیمت لگائی گئی اور ساتھ ہی بڑے لڑکے پر جو تیرہ سو روپے قرض تھا وہ بھی اسی قیمت میں جمع کیا گیا۔

کل رقم چودہ ہزار روپے بنی، جو ورثہ کے حصص کے مطابق تقسیم کر کے ہر ایک وارث کا حصہ متعین کر دیا گیا تین لڑکیوں عاقلہ بالغہ شادی شدہ نے چند متعین چیزیں لے کر باقی حصہ اپنے بھائیوں کو بخش دیا۔ اب بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ تخارج باطل ہے جائیداد کی از سر نو تقسیم ہوگی اس لئے کہ صحت تخارج کے لئے ایک تو تمام ورثہ کا عاقل ہونا شرط ہے حالانکہ اس وقت ایک لڑکا ڈھائی سال کا تھا دوسری وجہ یہ کہ ایک وارث پر دین تھا اور ترکے میں دین ہونے کی صورت میں تخارج

باطل ہو جاتا ہے حالانکہ یہ دین وارث پر تھا' جو منقول جائیداد کے ساتھ شامل کر کے ورثہ پر تقسیم کیا گیا تھا بایں صورت کہ جس وارث پر دین تھا اس وارث ہی کے حصے میں اس کو مجرا کیا گیا تھا۔

جواب...... یہاں چار امور قابل تحقیق ہیں۔

۱۔میت کا کسی وارث پر دین ہو تو وہ تخارج سے مانع ہے یا نہیں؟

۲۔مصالح اپنا حصہ صرف بعض وارثوں کو دے دوسروں کو نہ دے تو تخارج صحیح ہوگا یا نہیں؟

۳۔تخارج بغبن فاحش صحیح ہے یا نہیں؟

۴۔وارثوں میں کوئی صغیر ہو تو تخارج درست ہے یا نہیں؟

ان امور اربعہ کی تحقیق بالترتیب کی جاتی ہے۔

۱۔اگر ترکہ منقولہ میں مدیون کے حصۂ میراث سے دین زائد ہو تو تخارج سے مانع ہے ورنہ نہیں اس لئے کہ منع دین کی علت "تملیک الدین من غیر من علیه الدین" ہے جو کہ ترکہ منقولہ میں حصۂ میراث سے متجاوز دین میں موجود ہے کہ مصالح مدیون کے علاوہ دوسرے وارثوں کو بھی دین کا مالک بنا رہا ہے مگر ترکہ منقولہ سے غیر متجاوز دین میں یہ علت مفقود ہے اس لئے کہ ترکۂ منقولہ میں اس کی قیمت لگا کر تقسیم کرنے کا دُستور ہے اور ظاہر ہے کہ کل ورثہ کی تراضی سے دین کو مدیون کے حصے میں محسوب کیا جائے گا۔

مسئلہ زیر نظر میں یہی صورت ہے اس لئے یہ دین صحت تخارج سے مانع نہیں۔

۲۔اگر بدل صلح ترکے سے نہیں قرار پایا بلکہ مصالح اپنے پاس سے ادا کرتا ہے۔تو یہ تخارج مطلقاً صحیح ہے اور اگر ترکے سے بدل صلح قرار پایا تو اس میں چونکہ سب وارثوں کا حق ہے اس لئے اس کی صحت کے لئے سب کی رضا شرط ہے۔

۳۔بدل صلح خواہ کتنا ہی قلیل ہو تخارج جائز ہے البتہ اگر کسی کیساتھ یوں دھوکا ہوا کہ بوقت صلح وہ کسی چیز کی صحیح قیمت سے آگاہ نہ تھا بعد میں غبن فاحش ظاہر ہوا تو اسکو قاضی سے صلح فسخ کرانیکا اختیار ہے۔

۴۔اگر صغیر خود عاقد ہو تو بیع وشرا وغیرہ (یعنی وہ عقود جو نفع وضرر کے درمیان دائر ہوں) کی طرح عقد صلح میں بھی صغیر کا عاقل ہونا شرط ہے بلوغ شرط نہیں۔صغیر غیر عاقل کا عقد منعقد ہی نہیں ہوتا اور عاقل غیر ماذون کا عقد منعقد ہو جاتا ہے مگر اذن بعد البلوغ یا اذن ولی پر موقوف۔ ہے ولی فی المال بالترتیب یہ ہیں۔ باپ' اس کا وصی دادا' اس کا وصی قاضی۔

اور اگر صبی خود مباشر عقد نہ ہو بلکہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا عقد کرے تو صبی کا عاقل ہونا شرط نہیں بہر صورت صلح منعقد ہو جائے گی البتہ اس عقد کے نفاذ کے لئے یہ شرط ہے کہ صبی کی

طرف سے اس کا ولی فی المال عقد کرے اگر غیر ولی نے عقد کیا تو وہ منعقد تو ہو جائے گا مگر وہ صبی کی بعد البلوغ اجازت پر یا اذن ولی یا اذن قاضی پر موقوف رہے گا۔

البتہ تقسیم غیر ترکہ میں دو قول ہیں۔

ایک یہ کہ عام عقود فضولی کی طرح یہ بھی موقوف ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ تقسیم باطل ہے یعنی منعقد ہی نہیں ہوتی' رحمتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجہ الفرق یہ بیان فرمائی ہے کہ عقد فضول کے انعقاد میں وجود متعاقدین شرط ہے جو یہاں مفقود ہے۔ عبارات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ میں جہاں وجود صغیر صحت تقسیم ترکہ سے مانع بتایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تقسیم لازم و نافذ نہیں بلکہ اذن ولی' اذن والی یا اذن بعد البلوغ پر موقوف ہے اس لئے ان عبارات سے بعض اصاغر کا عدم انعقاد پر استدلال غلط فہمی پر مبنی ہے۔

مسئلہ زیر بحث:

امور بالا کی تحقیق سے مسئلہ زیر بحث صاف ہو گیا۔ اس میں صغیر کی طرف سے غیر وکیل نے عقد تخارج کیا ہے اس لئے زمین کا عقد تخارج موقوف ہے کوئی وارث قاضی سے اذن حاصل کرے تو یہ عقد نافذ ہو جائے گا ورنہ صغیر کے بالغ ہونے کے بعد اجازت تک موقوف رہے گا اگر صغیر قبل البلوغ فوت ہو گیا تو اس کے ورثہ کے اذن سے نافذ ہو جائے گا سامان کا عقد تخارج ابتداہی سے نافذ ہے۔

۱۔ ارض صغیر کی بیع کا ولی کو اختیار نہیں مگر بعض مخصوص صورتوں میں لیکن ولی کو زمین کی تقسیم کا اختیار ہے اس لئے کہ تقسیم بہرصورت بیع نہیں ہے بلکہ من وجہ بیع ہے اور من وجہ افراز

۲۔ باپ اور اس کے وصی' دادا اور اس کے وصی' اور قاضی کے سوا کسی دوسرے کو جس طرح صغیر کے لئے تقسیم کا اختیار نہیں اسی طرح صغیر کے مال میں تصرف کا بھی اختیار نہیں اس کے مال میں تجارت اور زمین میں زراعت وغیرہ کی اجازت نہیں۔ البتہ صغیر کی ماں' بھائی اور چچا کو اس کے مال کی حفاظت' بیع منقول بغرض حفاظت اور صغیر کے لئے طعام ولباس وغیرہ ضروریات خریدنے کی اجازت ہے بشرطیکہ صغیر ان کی پرورش میں ہو' البتہ خود ترکے میں طعام یا لباس ہو تو اس سے صغیر کا حصہ اس پر خرچ کرنے میں صغیر کا زیر پرورش ہونا شرط نہیں۔ غرض یہ کہ واقعہ معہودہ میں صغیر کی ماں اور بھائی پر لازم ہے کہ اس کے حصے کی زمین حکومت کی تحویل میں دیں۔

۳۔ اوپر جو تحقیق لکھی گئی وہ نفس مسئلہ سے متعلق ہے صورت زیر نظر میں اگر بہنوں نے بھائیوں کی ناراضگی کے خوف سے یا رواج کے دباؤ سے ایثار کیا ہے تو بھائیوں کے ذمے ان کا شرعی حق باقی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۲۷)

متفرقات

روپیہ لے کر صلح کرنا

سوال...... دو شخصوں نے مار پیٹ کی ایک کے سر میں چوٹ آئی اور زخم ہو گیا مجروح نے نالش کر دی اور لوگوں نے اس طرح صلح کرادی کہ تمہیں پچیس روپے مدعا علیہ سے دلوادیئے جائیں گے تم مقدمہ خارج کرادو اس نے صلح کر لی اب وہ روپیہ مدعی کو لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... ایسے زخم میں حکومت عدل ہے جس کا مدار تخمین یا باہمی رضامندی پر ہے اس لئے یہ روپیہ لینا مدعی کو درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۱۹)

حصہ میراث سے صلح کی ایک صورت

سوال...... زید فوت ہوا اسکے ورثاء میں لڑکیاں بیوی اور چچازاد بھائی رہے متوفی کا ترکہ چچازاد بھائیوں نے اپنے نام کرالیا عرصہ گذر جانے کے بعد زینب نے چچازادگان سے مطالبہ کیا بالآخر پنچائت کے سامنے چچازادگان نے زینب سے کہا کہ میں تم کو فلاں زمین دیتا ہوں زینب نے منظور کر لیا چند ایام کے بعد زینب نے محلے کے امام سے اقرار نامہ لکھوا کر بھائیوں کو دے دیا اور از سر نو دعویٰ کیا کہ میں پورے حصے کا مطالبہ کرتی ہوں کیا مسماۃ کا یہ دعویٰ اور رجوع صحیح ہے؟

جواب...... تخارج اور صلح کے سوال میں مذکور صورت باتفاق ظاہر الروایہ صحیح اور نافذ ہے اور اب زینب کا از سر نو دعویٰ اور مطالبہ باطل اور لغو ہے اور اقرار نامے سے دست برادری کا حق نہیں ہے کیونکہ ابراء سے رجوع کسی طرح صحیح نہیں اس لئے صورت مندرجہ سوال میں اگر فریقین بھی راضی ہو کر اس صلح کو فسخ کرنا چاہیں تو بھی فسخ نہیں ہو سکتی۔ (امداد المفتیین ص ۹۱۴)

رشوت خور اور ظالم قاضی کا حکم، ایک شخص کا ساٹھ سال بعد میراث میں اشتراک کا دعویٰ کرنا، حق مہر میں دی گئی جائیداد اگر کسی اجنبی کے قبضہ میں دی گئی تھی لیکن دینے والے نے دوبارہ قبضہ کر لیا کیا حکم ہے

سوال...... (۱) ایک شخص کذاب، ظالم، راشی مگر بے باک اور بر سر بازار ظلم بازی دری گرم رکھتا ہے کیا اس کو شرعاً وکیل کسی کام کے لئے کر سکتے ہیں یا نہیں اگر حکومت اس کو قاضی بنائے اور

منصب قضا میں کسی غریب کی حق تلفی کرتا ہے اور رشوت کھا کر زبردستی اس کا حق کسی دوسرے کو دیتا ہے اگر وہ غریب مجبور ہو کر حالت غیض وغضب میں آ کر اس قاضی کی بے حرمتی کرے شرعاً وہ مجرم تو نہیں اور اس کے حکم کو مسترد کر دے توہین کرے ایسے شخص کی شاہدی قابل سماع ہے یا نہیں۔

(۲) زید اور عمر کسی میراث کے حقدار ہوئے مگر زید نے جائیداد کل پر قبضہ کر رکھا ہے عمر دیدہ دانستہ عرصہ ساٹھ سال تک خاموش رہا ہے اب عمر مدعی ہو کر اسی حق کی فریاد کرتا ہے یعنی ساٹھ سال کے بعد کیا شرع جائیداد میراث کا حقدار کرے گی۔

(۳) زینب نے اپنی جائیداد دہندہ کے حق مہر ادا کرنے میں کسی اجنبی آدمی کو ملک کر دی گواہ وغیرہ بھی تھے مگر بعد موت کے پھر تصرف اور عود کر لیا جائیداد اس سے واپس لے لی کیا وہی اجنبی آدمی مرتے وقت زینب کے اس مال کے لئے دعویٰ کر سکتا ہے شرع اسے حقدار کرے گی۔

جواب......(۱) موجودہ وقت میں قاضیوں کی حالت واقعی ناگفتہ بہ ہے لیکن پھر بھی ان کی قضا نافذ ہو جاتی ہے اگر رشوت کی وجہ سے ان کی قضاء کو نافذ نہ سمجھا جائے تو تمام قضایا رک جائیں گی اس زمانہ میں رشوت سے بچنا قاضی کے لئے کارے دارد تعطیل احکام کے خطرہ سے نفاذ قضاء کا حکم نافذ کیا جائے گا البتہ اگر وہ قاضی شہادت دے تو بوجہ فاسق ہونے کو اس کی شہادت کو رد کر دینا چاہئے علامہ شامی نے اسی کو اختیار فرمایا ہے فی الکلام علی الرشوۃ پر ج ۴ میں دیکھ لیں نیز کسی شخص کو خود یہ حق نہیں کہ وہ قاضی کو زدوکوب کرے بلکہ اس کے خلاف حکومت میں دعویٰ دائر کرے اس کے راشی و جابر و ظالم ہونے کی ثابت کرے اس کو معزول کرانا واجب ہے نیز اگر اس کا جور ثابت ہو گیا بینہ سے یا اقرار قاضی سے تو اس کا فیصلہ بھی نافذ نہ ہوگا۔ دیکھو شامی باب القضاء

(۲) عمر کا جب زید کے پاس فی الواقعہ شرعاً حق ہے اور زید بھی انکار نہیں کرتا تو بہت زمانہ گزرنے سے حقوق باطل نہیں ہوتے عنداللہ ان کا حق باقی ہے **مطلب فی عدم سماع الدعوی بعد خمس عشرۃ ستۃ** شامی نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اگرچہ قاضی دعویٰ کا سماع نہ کرے لیکن حق عنداللہ ساقط نہیں ہوتا۔

(۳) اگر جائیداد کی ابھی تک اجنبی کے پاس ہے اور اس کو ملک سے خارج نہیں کیا اور کوئی مانع من الرجوع نہ ہو کماھو فی کتب الفقہ تو رجوع کر سکتا ہے اگرچہ گنہگار ہے۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۴۸)

اجمالی معافی سے حقوق مالی کی معافی کا حکم

سوال...... بندہ کو یاد ہوتا ہے کہ بندہ نے زبانی یہ پوچھا تھا کہ جس شخص پر کسی کا مالی حق ہے اور ظاہر کرنا اس کا صاحب کو مناسب نہ ہو تو اس سے مدیون یہ کہہ دے کہ جس قدر تمہارے حقوق مجھ پر ہیں وہ کل معاف کر دو تو حضور نے یہ فرمایا تھا کہ غیبت وغیرہ حقوق تو اس سے معاف ہو جائیں گے مگر مالی حقوق میں تصریح کی ضرورت ہے اگر یہ یاد بندے کی صحیح ہے تو یہ عبارت اس پر دال ہے کہ مالی حقوق بھی بغیر تصریح کے معاف ہو جائیں گے۔"قال جعلتک فی حل الساعة اوفی الدنیا بریٔ فی الساعات کلهاوالدارین خلاصه غصب عیناً فحلله مالکها من کل حق هوله قبله قال ائمة بلخ التحلیل یقع علی ماهوواجبٌ فی الذمة لاعلیٰ عین قائم کذافی القنیة وعن محمد رحمه الله تعالیٰ اذاکان للرجل علی اخرمال فقال قد حللته لک قال هو هبة وان قال حللتک منه فهوبراء ة کذافی الذخیرة من الجزء الثانی من تکملة ردالمحتار: (امدادالفتاویٰ ج ۳ ص ۴۱۷)

صلح فاسد کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال...... ہندہ کا ایک پلاٹ تھا اس نے شوہر کو اس پر مکان بنانے کی اجازت دی مگر شوہر نے اس پر جبراً دو منزلہ مکان تعمیر کر لیا ہندہ چونکہ ناراض تھی اس لئے فیصلہ ہندہ کے والد کے پاس گیا انہوں نے فیصلہ بصورت صلح یہ صادر کیا کہ زمین مع مکان 1/4 ہندہ کا اور 3/4 اس کے شوہر کا ہے اور یہ کہ نیچے کی منزل اگر کرائے پر دی گئی تو ہندہ کو کرائے میں سے 1/2 ملے گا اور اس پر جو مصارف آئیں گے وہ بھی دونوں پر نصف نصف آئیں گے سالانہ اخراجات ٹیکس وغیرہ کی ادائیگی حسب حصص ادا کرنا ہوگی صلح کے بعد زید نے بلا اجازت مزید تعمیر اور مختلف تصرفات کئے سوال یہ ہے کہ ہندہ یہ صلح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب...... مال کی صلح مال کے بدلے کرنا تبصریح فقہاءؒ بیع ہے مصالحت میں نچلے حصے کے کرائے اور اس پر مصارف میں ہندہ کے لئے 1/2 طے کیا گیا جبکہ اسکا حصہ 1/4 تھا یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے اس لئے صلح مذکور فاسد اور واجب الرد ہے۔

حسب سابق زمین ہندہ کی اور مکان زید کی ملک ہے اگرچہ صلح سے پہلے مکان ہندہ کی اجازت کے بغیر تعمیر کیا گیا تاہم صلح سے اذن متحقق ہو گیا البتہ تعمیر صلح کے بعد جو تعمیر و تصرفات کئے ان میں اذن کسی طرح ثابت نہیں، ان کا حکم یہ ہے

۱۔ اگر ہندہ چاہے تو زید کو تعمیر منہدم کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

۲۔ اگر تعمیر منہدم کرنے سے ہندہ کی زمین میں نقصان فاحش پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس قائم واجب القلع عمارت کی جو قیمت بنتی ہو ہندہ ادا کر کے عمارت کی مالک ہو جائے گی۔

۳۔ نقصان معمولی ہو تو تعمیر گرادی جائے گی زمین میں نقصان کا ضمان زید پر واجب ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۳۵)

جب فریقین نے کسی عالم دین کو ثالث مقرر کیا اور انہوں نے موافق شرع فیصلہ کیا تو اس میں ردو بدل جائز نہیں ہے

سوال...... بیان فریق اول: قاری شاہ نواز محمد نواز ساکن مٹ ولد اللہ بخش قوم لشاری

زمین متنازعہ فیہ میں ہماری حصہ داری بھی ہے اور اس زمین کے کاشتکار ہم خود آباؤ اجداد سے چلے آرہے ہیں لہٰذا اس زمین متنازعہ کے ساتھ فریق ثانی رحیموں وغیرہ کا کوئی تعلق نہیں نہ ان کی ملکیت ہے اور نہ یہ کاشتکار اس کے متعلق ہمارے پاس ایک سند ہے کہ ایک دفعہ اس زمین متنازعہ فیہ میں رحیموں کے بھائی قادر نے ایک دفعہ ایک درخت ککھل کاٹا تو میں نے اسے روکا کہ میری زمین سے درخت نہ کاٹو اس وقت وہ رک گیا مگر میرے جانے کے بعد اس نے کاٹ لیا چنانچہ اس کا فیصلہ غلاموں کڑوئی نے کیا ان پر جرمانہ رکھا انہوں نے مبلغ ایک صد روپے جرمانہ ادا کیا نوے روپیہ میں نے رحیموں وغیرہ کو واپس دے دیا اور دس روپے لے لئے۔ دستخط قاری شاہ نواز

بیان فریق ثانی رحیموں و قادر وغیرہ پسران مسوقوم گوندل ساکنان موضع مٹ

یہ زمین متنازعہ فیہ میں نے اپنے چچازاد بھائی گوندل سے خریدی تھی اس زمین میں چوتھائی میری ہے اور تین حصوں کا مالک ثناء اللہ خان ولد ابراہیم خلیل ہے اس زمین کا کاشتکار میں ہوں چنانچہ ایک دفعہ حمید اللہ خان برادر ثناء اللہ خان کو مذکور اور ہم پٹواری کو لے گئے قاری صاحب ہمارے ساتھ تھا تو پٹواری اورنگ زیب خان نے کہا کہ یہ زمین متنازعہ فیہ تمہاری ہے قاری صاحب نے اس پٹواری مذکور کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ عدالت میں جا کر استغاثہ کیا استغاثہ کے بعد جمعدار بمعہ پولیس آیا اور پٹواری نے جمعدار ☆ کو کاغذات دکھلائے اور موقعہ دکھلایا اور زمین متنازعہ فیہ پٹواری نے جمعدار کے سامنے پیمائش کی لیکن قاری صاحب اس وقت موجود نہ تھے اگر تھے بھی تو چھپ گئے یعنی موقع پر ہمارے ساتھ نہ گئے۔ نشان انگشت رحیموں مذکور

گواہان فریق اول قاری شاہ نواز محمد نواز

گواہ نمبرا: قادر ولد اللہ بخش قوم کھر' لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ یہ زمین متنازعہ فیہ میں نے ایک سال کاشت کی جوڑے پر چنانچہ زمین مذکورہ کا فصل میرے ساتھ محمد نواز لشاری نے تقسیم کیا اس زمین کے کاشتکار محمد نواز وغیرہ ہیں اور اس زمین میں ان کا حصہ بھی ہے۔

گواہ نمبر۲: ممدو ولد حسین قوم سیہڑ سفید ریش نمازی ہے لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ یہ زمین متنازعہ فی برائے کاشتکار محمد نواز نے مجھے دی تھی میں نے ایک سال اسے کاشت کیا جب فصل تقسیم کیا گیا تو میرے ساتھ محمد نواز مذکور و جمعہ خان ولد احمد خیل نے یہ فصل تقسیم کیا یعنی محمد نواز وغیرہ اس زمین میں بھی حصہ دار بھی ہیں اور قبضہ کاشت بھی ان کا ہے۔

گواہ نمبر۳: گواہ قاری صاحب غلاموں ولد گل قوم کڑوئی' لفظ اشہد کہہ کر گواہی دیتا ہوں کہ ایک دفعہ قادو نے درخت کاٹا تھا میں نے اس کا فیصلہ کیا تھا جیسا کہ قاری صاحب بیان کر چکا ہے اور بوقت پیمائش پٹواری اورنگ زیب بندہ موجود تھا۔

گواہ نمبر۴: غلام حسن ولد محمد صدیق قوم سیال' لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ زمین متنازعہ فیہ قاری صاحب وغیرہ کی حصہ دار بھی ہے اور قبضہ کاشت بھی ان کا ہے دوسرے فریق کو نہ میں نے کاشت کرتے کبھی دیکھا ہے اور نہ ان کا کوئی واسطہ ہے پہلے چچا محمد نواز کاشت کرتا تھا جب بوڑھا ہو گیا تو دوسروں کو کاشت کے لئے دے دیتا ہے۔

گواہ نمبر۵: فیضو ولد حاجی غلام محمد سیہڑ: یہ زمین متنازعہ فیہ محمد نواز کی ہے اور بہت مدت تک یہ کاشت کرتا رہا۔ دوسرے فریق کا دعویٰ غلط ہے نہ اس کی ملکیت ہے اور نہ انہوں نے کبھی کاشت کیا میں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا کہ زمین مذکورہ قاری صاحب وغیرہ کی ہے قادو نے جو درخت کاٹا تھا وہ بھی میں نے سنا تھا۔

گواہ نمبر۶: غلام سرور ولد بہاول عرف بلا قوم سیال' زمین متنازعہ فیہ میں سے بندہ نے باجازت محمد نواز عمر قاری صاحب ایک دفعہ لکڑیاں کاٹیں تو گوندلوں نے منع کیا۔

گواہ نمبر۷: غلام صدیق ولد اللہ بخش قوکھر' لفظ اشہد کہہ کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ایک دفعہ محمد نواز چچا قاری صاحب سے یہ زمین جوڑے پر لی اور میں نے ایک سال کاشت کی بوقت نالی میں نے ممدو عرف بھنڈی کریمو برادران رحیموں مذکور سے پوچھا کہ اس زمین سے تمہارا کوئی تعلق تو نہیں انہوں نے کہا کہ ہمارا کوئی تعلق نہیں یہ زمین محمد نواز کی ہے تم کاشت کرو۔

گواہ نمبر ۸: زرولی خان ولد جمال خان قوم لشاری بلوچ' لفظ اشہد کہہ کر مسجد کے اندر گواہی دی کہ زمین متنازعہ فیہ کی مغربی جانب میری اور برادرم فرازو کی مشترکہ زمین واقع ہے چونکہ زمین متنازعہ فیہ ہماری نٹھ کے مشرقی جانب متصل واقع ہے لہٰذا ہم سے زیادہ کوئی واقف نہیں اس زمین میں میں نے کبھی رحیموں وغیرہ کو کاشت کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے ملک محمد نواز کو کاشت کرتے ہوئے کئی دفعہ دیکھا ہے اور اس زمین کا فصل کئی دفعہ محمد نواز نے اٹھایا اور دیگر زمیندار فضل خان احمد خیل وغیرہ کے ساتھ تقسیم کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ محمد نواز اس زمین میں معمولی حصہ دار بھی ہے اور کاشت کار بھی ہے۔

گواہان فریق ثانی رحیموں وقادر

گواہ نمبرا: کالو ولد نازو قوم کھر' لفظ اشہد کہہ کر بیان دیتا ہوں کہ زمین متنازعہ فیہ رحیموں گوندل وغیرہ کی ہے میں نے ایک دو دفعہ دیکھا کہ رحیموں وغیرہ نے زمین مذکورہ میں جوار باجرہ کاشت کی ہے میری دانست کے مطابق اس زمین میں رحیموں حصہ دار بھی ہے اور کاشتکار بھی۔

گواہ نمبر۲: احمد ولد سدو قوم گوندل' لفظ اشہد کہہ کر گواہی دیتا ہوں کہ زمین متنازعہ فیہ میں حصہ دار تھا میں نے اپنا حصہ اپنے چچازاد بھائی رحیموں وغیرہ پر فروخت کیا میرا چچا اس زمین کو کاشت کرتا تھا لہٰذا اس زمین مذکورہ میں رحیموں وغیرہ حصہ دار بھی ہیں اور کاشت کار بھی ہیں اس زمین کے جنوبی طرف بند والی زمین میں بھی بندہ شریک تھا وہ بھی بندہ نے رحیموں وغیرہ پر فروخت کی ہے۔

حکم کا فیصلہ

مسمی محمد نواز وقاری شاہ نواز قوم لشاری بلوچ ساکنان مٹ فریق اول و مسمی رحیموں وقادر و پسران مسو قوم گوندل ساکنان مٹ فریق ثانی نے بابت متنازعہ ملکیت زمین وکاشت زمین محدودہ بحدود اربعہ غرباً فرازو وزرولی قوم لشاری و مشرقاً حمید اللہ خان ورحیموں گوندل وغیرہ وشمالاً فضل خان ومحمد نواز وقاری شاہ نواز وغیرہ جنوباً حمید اللہ ورحیموں وغیرہ بندہ کو حکم ثالث شرعی مقرر کیا تھا۔ فقیر نے بعد از سماع بیانات فریقین وشہادت گواہان ودیدن موقعہ وکاغذات سرکاری یوں فیصلہ کیا کہ زمین مذکورہ بالا کے مالکان محمد نواز وقاری شاہ نواز وفضل خان وغیرہ ہیں اس زمین کے ساتھ رحیموں وقادو گوندل وغیرہ کا کوئی واسطہ نہیں ہے اس زمین مذکور بالا میں نہ رحیموں وغیرہ کی ملکیت ہے اور نہ ان کی کاشت ہے بلکہ از روئے شہادت گواہان اس زمین کا مزارع وکاشتکار محمد نواز ہے۔

نوٹ: بندہ نے مزید اطمینان وتسلی حاصل کرنے کے لئے کاغذات سرکاری تحصیلدار محمد حیات خان سکنہ ڈیرہ حال وارد چودھری وغلام صدیق خان پٹواری سکنہ چودھواں کو دکھائے تو ان

دونوں صاحبان نے کہا کہ رحیموں وقادو گوندل کا اس زمین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جواب..... بندہ نے فریقین کے بیانوں کو پڑھا اور جب فریقین نے ایک ثالث کو تسلیم کرلیا اور پھر ثالث نے فریقین کے بیانات کو سنا اور فریقین کے گواہوں کی گواہی بھی ثالث نے سنی اس کے بعد ثالث نے ایک فریق کے حق میں فیصلہ دے دیا تو ثالث کا یہ فیصلہ شرعاً نافذ ہے اس میں کسی قسم کا ردوبدل جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج۸ ص۴۹)

شرکت اور مضاربت

مضاربت کی حقیقت

سوال..... جناب مفتی صاحب! مضاربت کی کیا حقیقت ہے؟

جواب..... مضاربت رب المال اور مضارب کے باہمی اشتراک کا وہ فائدہ مند معاملہ ہے جس میں رب المال کو اس کے مال کی وجہ سے اور مضارب کو محنت کی وجہ سے حصہ دیا جاتا ہے ایسی حالت میں دونوں کے لئے اس معاہدہ کی پابندی ضروری ہوتی ہے جو شرعی قواعد وضوابط کی روشنی میں ان کے درمیان طے پایا ہو۔

قال العلامة ابوالبركات النسفیؒ :هی شركة بمال من جانب والمضارب امین وبالتصرف وكیل وبا لربح شریک وبالفساد اجیر وبالخلاف غاصب وبا شتراط كل الربح له مستقرض وبا شتراطه لرب المال مستبضع وانما تصح بما تصح به الشركة'(كنزالدقائق ص ۳۳۹ كتاب المضاربة)

قال العلامة القدوری رحمه الله:المضاربة عقد یقع علی الشركة فی الربح بمال من احدالشریكین وعمل من الآخر ولاتصح المضاربة الا بالمال الذی بینا ان الشركة تصح به (مختصر القدوری' كتاب المضاربة)ومثله فی الهداية ج۳ ص۲۵۶ كتاب المضاربة فتاویٰ حقانیه ج۶ ص۳۴۵)

شرکت اور مضاربت کی تعریف

سوال..... شرکت اور مضاربت ہر دو کی تعریف کیا ہے؟

جواب......شرکت نام ہے ایسے معاملہ کا جو دو ایسے شریکوں کے درمیان ہو جو اصل اور نفع دونوں میں شریک ہوں تنویر الابصار میں ہے "ھی عبارة عن عقد بین المتشارکین فی الاصل والربح" اور مضاربت نام ہے ایسے عقد و معاملہ کا جس میں نفع میں شریک ہوں اور ایک کا مال ہو اور ایک کا کام ہندیہ میں ہے اماتفسیرھا شرعافھی عبارة عن عقدعلی الشرکة فی الربح بمال من احدالجانبین والعمل من الجانب الآخر (ہندیہ ج۴ص۲۸۵) (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

شرکت مع مضاربت جائز ہے

سوال......زید و عمر میں یہ طے پایا ہے کہ دونوں کاروبار میں برابر سرمایہ لگائیں گے عمر چونکہ کام بھی کریگا لہٰذا کام کے عوض نصف نفع عمر کا ہوگا اور باقی نصف اصل سرمائے کے مطابق دونوں میں برابر تقسیم ہوگا یہ طریقہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا یہ صفقة فی صفقة یا عقد بشرط میں داخل نہیں؟

جواب......شرکت میں عمل من الجانبین شرط ہے جو یہاں مفقود ہے اس لئے یہ شرکت نہیں مضاربت ہے پھر اگر رب المال کی طرف سے مال لگانا شرط کے درجہ میں نہ ہو کوئی اشکال نہیں اور اگر مشروط ہو تو بھی مضاربت و شرکت میں ملایمت کی وجہ سے جائز ہے چونکہ اس صورت میں مضاربت اصل ہے اور شرکت بالتبع اس لئے عمل من الجانبین کی شرط مرتفع ہوگئی۔ اسی طرح اشتراط العمل من الجانبین کے ساتھ تفاضل فی الربح بھی اس لئے جائز ہے کہ یہ صورت اولیٰ کے برعکس اصل میں شرکت ہے اور مضاربت بالتبع' اس لئے اشتراط العمل من الجانبین مضر نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ص۴۰۳)

مضارب کے نفقہ کا حکم

سوال......دوران تجارت مضارب کی خوراک و پوشاک کا خرچہ کس کی ذمہ داری ہے؟

جواب......مضارب مال کی تجارت اپنے شہر میں کرے تو اس کی خوراک وغیرہ کا خرچہ مال مضاربت سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر اپنے شہر سے باہر تجارت کرے تو خوراک و پوشاک کا خرچہ اور دیگر ضروریات زندگی مال مضاربت سے پورا کرنے کی اجازت ہے۔

قال العلامة ابوبکر الکاسانیؒ :واما تفسیر النفقة التی فی مال المضاربة فالکسوة والطعام والادام والشراب واجرالا جیر وفراش ینام علیه وعلف دابته التی یرکبھا فی سفره ویتصرف فی حوائجه وغسل ثیابه ودھن السراج والحطب ونحو ذلک ولا خلاف بین اصحابنا فی ھذاالجملةلان المضارب لا بدله منھا فکان الاذن ثابتاً من رب المال دلالة (بدائع الصنائع ج٦ ص١٠٦ فصل وامابیان حکم المضاربة)

قال العلامة طاهربن عبدالرشيد البخارى رحمه الله : وفى الاصل المضارب مادام يعمل فى المصر فنفقته فى ماله وان كان المصر كبير اوهو قائم فى جانب آخر للتجارة (خلاصة الفتاوىٰ ج۴ ص۱۸۹ الفصل الثالث فى نفقة المضارب ومؤنة) ومثله فى شرح مجلة الاحكام لرستم باز' مادة ۷۵۳ الفصل الثالث فى احكام المضاربة (فتاوىٰ حقانيه ج۶ ص۳۴۷)

شرکت مع مضاربت کا حکم

سوال...... زید' عمر' بکر نے مساوی روپیہ لگا کر تجارت کی اور یہ کل رقم زید کو دیدی کہ تم کام کرو اور نفع میں تم چار آنے محنت پاؤ گے اور بارہ آنے حصہ مساوی بلحاظ روپیہ تینوں میں تقسیم ہونگے اور اگر نقصان ہوگا تو تینوں برابر برداشت کریں گے نفع چار آنے میں تم مضارب ہو اور بارہ آنے میں شریک تو آیا یہ صورت جائز ہے کہ ایک شخص شرکاء میں مضارب بھی ہو اور شریک بھی؟

جواب...... ایک معاملہ میں دوسرے معاملہ کی شرط مفسد عقد ہے ایک معاملہ الگ ہو دوسرا اس طرح الگ ہو کہ وہ قبول کرنے نہ کرنے میں مختار رہے اور حساب دونوں رقموں کا الگ رہے یہ جائز ہے۔(امدادالفتاویٰ ج۳ص۵۱۸)

شرکاء میں سے ایک کا سرمایہ' دوسروں کی محنت

سوال...... زید' بکر' عمر نے مشورہ کیا کہ ٹیلرنگ کا کاروبار کیا جائے اور طے پایا کہ سرمایہ پورا بکر کا ہوگا اور شرکت دار تینوں ہونگے زید چار آنے کا' عمر اور بکر چھ آنے کے نفع کے حصہ دار ہوں گے زید وعمر دکان کی دیکھ بھال کریں گے اور دکان کے سلسلہ میں جو کچھ کام ہوگا سب کریں گے بکر نے بارہ ہزار روپے عمر کو دیئے زید نے ایک دکان لی اور اس میں نام عمر کا ڈال دیا بکر نے اس پر اعتراض کیا زید نے بکر کو زبانی طور سے مطمئن کر دیا اور دکان کی پوری پوری آمدنی عمر اور زید لیتے رہے اس طرح بکر کو اپنی رقم ڈوب جانے کا خدشہ ہوا تو بکر نے ایک مسودہ بنایا جس کو زید وعمر نے تسلیم نہیں کیا بلکہ ان دونوں نے ایک ایک اور مسودہ تیار کیا جو بکر کے لئے قابل تسلیم نہیں تھا تب بکر نے قطعی طور پر محسوس کر لیا کہ زید وعمر دونوں مل کر دھوکہ دے رہے ہیں روپے ملنے کی کوئی صورت نہیں اب سوال یہ ہے کہ جب سارا سرمایہ بکر کا تھے اور زید وعمر محنت کے ذمہ دار تھا ان کا سرمایہ بالکل نہ تھا بکر کے اصرار کے باوجود کاروبار ختم کرنے اور دکان بند کرنے کو

تیار نہیں ہیں اور نہ ہی دکان چھوڑنے کو تیار ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بکر جس کا مکمل سرمایہ ہے زید وعمر کو دکان سے الگ کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... جو صورت سوال میں درج ہے اس کا حکم یہ ہے کہ یہ معاملہ مضاربت سمجھ کر لیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک کا سرمایہ اور دوسرے کی محنت' تجارت ونفع میں شرکت مگر یہاں تجارت نہیں ہے اس لئے اس کو مضاربت نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ اس کی تشکیل یہ ہوئی کہ کل روپیہ کا مالک بکر ہے اس نے زید وعمر کو روپیہ دیا جس سے انہوں نے جو سامان بھی خریدا وہ سب بکر کا ہے مشین فرنیچر وغیرہ دکان کا کرایہ دار بھی بکر ہے اگرچہ رسید کرایہ دار کی عمر کے نام ہے بعد میں جو سامان جو کہ ہزار میں لیا گیا وہ بھی بکر کا ہے زید عمر کی اس میں کوئی شرکت نہیں اتنی مدت میں مشینوں کے ذریعہ جتنے بھی روپے کی کمائی ہوئی ہے اس کے کسی جز کے بھی معاملہ کی رو سے حقدار نہیں وہ سب روپیہ بکر کا ہے (اس لئے) وہ سب روپیہ بکر کو ادا کریں' اور اہل بصیرت سے طے کرائیں کہ اتنی مدت میں جو زید عمر نے کام کیا ہے اگر ان کو اجرت میں رکھا جاتا وہ کتنی اجرت کے مستحق ہوتے جتنی اجرت ان کی ہوتی اتنی اجرت کے وہ حقدار ہیں بشرطیکہ معاملہ مذکورہ ہی مقرر کردہ شرح ۶/۴/۱ سے زیادہ نہ ہوا گر اس سے زیادہ ہو تو وہ اسی ۶/۴/۱ کی مقدار کے حقدار ہوں گے یہ بھی اس وقت ہے جبکہ زید وعمر دونوں نے کام کیا ہو ورنہ اگر ایک کا نام معاہدہ میں فرضی ہو اور کام صرف ایک نے کیا ہے تو صرف کرنے والا حسب تشریح بالا اجرت کا مستحق ہوگا جس وقت سے بکر نے دکان ختم کرنے کو کہہ دیا ہے اسکے بعد وہ دکان چالو رکھنے اور کام کرنے کا حق زید کو نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۰۵)

مضاربت اور اولاد میں مساوات کرنے کی تفصیل

سوال...... زید کے گھرانہ میں اس کی زوجہ' ہندہ ودختر کبریٰ وصغریٰ دو داماد کبیر وصغیر' تین فرزند اکبر' اوسط' اصغر ہیں زید نے اپنے داماد صغیر سے یہ وعدہ کیا کہ میں تمہیں تجارت کرا دوں گا اس لئے تم ملازمت ترک کر کے میرے شہر آ جاؤ چنانچہ صغیر آ گیا زید نے اسے بطور مضاربت تجارت کرا دی عرصہ دراز تک تجارت جاری رہی پھر کام بگڑنے لگا تو زید نے صغیر سے کہا تم اپنے خرچ کے لئے اسی سرمایہ سے بطور قرض لے لیا کرو صغیر نے کہا کہ پورا سرمایہ مجھے قرض دیدیا جائے میں اپنی گذر بھی کروں گا اور قسط وار قرض بھی ادا کروں گا زید نے منظور نہ کیا جب سرمایہ قریب الختم ہو گیا تو زید سے پھر دوسرے کام کے لئے دوسری جگہ جانے کی اجازت چاہی مگر زید راضی نہ ہوا پھر ایک عرصہ بعد جب سرمایہ سے بھی گذر نہ ہو سکا تو زید نے صغیر کو بہ تلاش روزگار دوسری جگہ جانے کی اجازت دیدی اس صورت میں بتایا جائے کہ صغیر زید کی رقم کا کہاں تک ذمہ دار ہے اور ذمہ دار

ہے تو صرف سرمائے کا یا جو نفع ہوا تھا اس میں حصہ زید کے نفع کا بھی؟

جواب...... جبکہ معاملہ مضاربت کا ٹھر گیا تو حکم اس کا یہی ہے کہ دونوں نفع ونقصان میں حسب حصہ شریک ہونگے اور نقصانات کو وضع کرنے کے بعد جو نفع ہوا اس کا حصہ مع اصل راس المال کے صغیر کے ذمہ واجب ہے۔ (امداد المفتیین ص ۸۲۶)

مضارب نفع میں شریک ہے نقصان میں نہیں

سوال...... زید اور بکر کی شرکت تجارت میں اس شرط کے ساتھ ہوئی کہ زید کی رقم اور بکر کی محنت، طے ہوا کہ نفع ونقصان میں نصف نصف ہوگا بکر نے اصل رقم میں یعنی راس المال کی زکوٰۃ مالک یعنی زید کی رقم میں سے اس کے سامنے نکالی مگر یہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ رقم نفع کی ہے یا صرف اصل مالک کے نفع کے حصہ کی ہے جو کہ مالک یعنی زید کا نفع بھی اس میں شامل ہے ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ادا نہیں ہوئی تو ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔

جواب...... یہ معاملہ فاسد ہے، مضاربت میں کام کرنے والا (مضارب) صرف نفع میں شریک رہتا ہے، نقصان میں شریک نہیں رہتا اب جو کچھ زکوٰۃ کے نام سے پیسے دیئے ہیں اس سے اصل مالک (رب المال) زید کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اگر زید نے اجازت دی ہو تو درست ہے بکر نفع میں شریک نہیں بلکہ اجر مثل کا مستحق ہے نفع سب زید کا ہے اور جو پیسے بلا اجازت خرچ کئے ہیں اس کا ضمان لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۴۶)

مضاربت میں خسارہ کی ذمہ داری کا مسئلہ

سوال...... مضارب کی محنت کے باوجود اگر معاملہ فائدہ مند نہ رہے اور مضارب کو آئے دن ناکامی کا سامنا کرتے ہوئے کاروبار میں نقصان ہو رہا ہو جس کے نتیجے میں اصل رقم سے بھی ہاتھ دھونا پڑے تو ایسے حالات میں تاوان کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

جواب...... مضاربت رب المال اور مضارب کے باہمی اشتراک عمل کا نتیجہ ہوتا ہے جس میں رب المال کے ساتھ مضارب کی محنت شامل ہوتی ہے نقصان کی صورت میں دونوں کا متاثر ہونا ظاہر ہے اگر رب المال کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے تو مضارب کی بھی دن رات کی محنت ضائع ہوتی ہے مالی نقصان کا بوجھ مضارب پر ڈالنا بے انصافی کے مترادف ہے اسی لئے مضارب پر مالی نقصان کی ذمہ داری کی شرط کرنا مفسد ہے جو نقصان ہو وہ پہلے منافع سے منہا کیا جائے گا اگر اس سے بھی متجاوز ہو تو پھر راس المال سے منہا کیا جائے گا۔

قال العلامة الحصكفیؒ :وفی الجلالية كل شرط يوجب جهالة فی الربح او يقطع الشركة فيه يفسدها والابطل الشرط كشرط الخسران علی المضارب (الدرالمختارمع ردالمحتارج۵ ص۶۴۸ كتاب المضاربة) قال العلامة سليم رستم بازرحمه الله: الضرروالخسار يعود فی كل حال علی رب المال واذاشرط كونه مشتركا بينه وبين المضارب فلايعتبر ذلک الشرط (شرح مجلة الاحكام مادة ۱۴۲۸ ص۷۵۷ الفصل الثالث فی بيان احكام المضاربة) ومثله فی الهداية ج۳ ص۲۵۸ كتاب المضاربة) (فتاویٰ حقانيه ج۶ ص۳۴۷)

مضارب نے سرمائے کی رقم سے دھوکہ دے کر مکان خریدلیا

سوال......خالد اپنا روپیہ دے کر بکر سے بطور کمیشن چمڑے کا کاروبار کراتا ہے حسب ضرورت روپے دیتا رہتا ہے پھر چالان روانگی مال لین دین کا حساب بھی باہم سمجھ لیا کرتے ہیں بکر نے جعلی خریداری کی رسید بنا کر خالد کو دکھلا کر معمول سے زائد رقم لے کر ایک مکان خرید کر والد کے نام کر دیا جس کا کرایہ بھی چالیس روپے ماہوار مل رہا ہے جب خالد کو بکر کی اس بات کا علم ہوا تو خالد نے بکر کے والد کو لکھا جس پر انہوں نے بکر کو بے حد ملامت کی اور کہا کہ خالد با قاعدہ حساب کر کے لکھے ان کا کس قدر کمیشن تھا یا رہتا ہے اور بکر سے کاروبار بالکل بند کر دیجئے میں رقم ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا لیکن بکر نے کاروبار جاری رکھا اب خالد کا تقاضا ہو رہا ہے کہ مکان میرے نام منتقل کر دیا جائے میرے پیسے سے خریدا گیا ہے اور کرائے کا بھی میں حق دار ہوں اب سوال یہ ہے کہ اپنے نام خالد وہ مکان منتقل کر سکتا ہے یا نہیں؟ خالد کرائے کا حقدار ہے یا نہیں؟ چمڑے و چربی میں بعض بعض موقعوں پر بوقت ضرورت اسامیوں کو مال حاصل کرنے کے لئے پیشگی رقم بھی دی جاتی ہے بعض بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ گاہے گاہے رقم تو دیتے ہیں یہ خسارہ کون برداشت کرے گا رب المال یا کمیشن دار؟ بعض وقت نقصان ہو جاتا ہے تو نقصان کس طرف عائد ہوگا؟

جواب......خیانت اور بددیانتی معلوم ہونے کے باوجود خالد نے کاروبار بدستور جاری رکھا اور اس کو فسخ نہیں کیا اور بکر کے والد کی بات پر اعتماد کر کے باقی رقم کو ماہ بماہ (بساط کے موافق) لینے پر رضامندی دیدی اب مکان مذکور کو اپنے نام منتقل کرانے کا حق نہیں رہا ہاں اگر ماہ بماہ ادا کرنے کا وعدہ پورا نہ ہو تو پھر پوری رقم یک لخت وصول کرنے کا حق ہوگا خواہ نقد کی شکل میں خواہ مکان وغیرہ کی شکل

میں، محض اس وجہ سے کہ بکر نے خیانت کر کے مکان خرید لیا وہ مکان خالد کی ملک نہیں ہوا جب وہ مکان خالد کی ملک نہیں ہوا تو اسکے کرائے کا مستحق بھی خالد نہیں البتہ اپنی بقایا رقم کے عوض میں کرائے کو محسوب کرنے کا معاملہ اگر ہو جائے تو درست ہے۔ یہ مضاربت کی شکل ہے مضاربت میں جس قدر نفع ہوا اس میں رب المال اور مضارب (کمیشن دار) دونوں شریک ہوتے ہیں مثلاً ایک روپیہ نفع ہو تو چار آنے کمیشن دار کو ملیں گے اور بارہ آنے رب المال کو یا کسی اور نسبت سے یہ شرکت تجویز ہو جائے اگر نقصان ہو تو وہ سب اولاً نفع میں سے لیا جائے گا اگر نفع نہ ہو یا نفع سے زائد نقصان ہو جائے تو یہ زیادتی رب المال کے ذمہ ہوتی ہے کمیشن دار پر اس کا تاوان نہیں پڑتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ص ۳۰۷)

جب مضاربت میں خسارہ ہو جائے تو پہلے رأس المال کو پورا کیا جائے گا اور مزدور کے ساتھ کچھ تعلق نہ ہوگا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں ایک شخص نے کسی کو روپیہ دیا تجارت کرنے کو، منافع کی صورت بھی طے کر لی گئی دو یا تین سال تک منافع کھاتے رہے اور راضی رہے بعد میں دکان کو خسارہ ہونے لگا تو فریقین کی آپس میں دل شکنی پیدا ہو گئی باوجودیکہ لوگوں کے ساتھ بھی لین دین کا کافی معاملہ ہو چکا بہت لوگوں سے قرضہ لینا تھا اور بہت لوگوں کو قرضہ دینا تھا دکان کی طرف سے جس کا اندراج رجسٹروں میں پوری طرح بالتفصیل ہے آخر فریقین میں خسارہ کی بنا پر حساب وغیرہ شروع ہوا تو دکان کو نقصان پہنچا جس کی وجہ سے جو صاحب دکان میں کام کرتا تھا وہ بلا اجازت مالک کے چلا گیا اس صورت میں جن لوگوں نے دکان کا قرضہ دینا تھا وہ تمام قرضہ اپنے رجسٹر کے حساب کو کتاب سے مالک دکان نے وصول کر لیا اور جن لوگوں نے دکان سے قرضہ لینا تھا انہوں نے مالک دکان سے مطالبہ کیا کہ ہمارا قرضہ آپ کے ذمہ ہے تو مالک دکان اب انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے جن کو قرضہ دیا ہے اسی سے وصول کرو باوجودیکہ پہلے کام کرنے والے نے مالک دکان کے سامنے قرضہ ہر ایک کا بالتفصیل لکھوایا اس وقت مالک صاحب خاموش رہے اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ قرضہ دکان کا مالک پر آتا ہے یا کام کرنے والے پر آتا ہے یا نصف ونصف آتا ہے نیز جن لوگوں نے دکان سے قرضہ لینا تھا اس میں بعض ایسے شخص بھی موجود ہیں جو کہ مالک دکان کے قریبی رشتہ دار ہیں اس صورت میں اپنے رشتہ داروں کی تخصیص کر سکتا ہے یا نہیں، اگر مالک دکان اپنے قریبی رشتہ داروں کو قرضہ دے دے اور یہ سمجھے کہ ہمارے قرضے کا حصہ ادا ہو گیا تو یہ ان کا تقاضا قرضہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دوسرے

غریب اپنے حق سے محروم ہوں اور ان کے رشتہ داروں کو مکمل روپیہ مل جائے عنداللہ دوسروں کے قرضہ میں ماخوذ ہوں گے یا نہیں لہٰذا ان امور سے حقیقت انکشاف فرمادیں۔

جواب..... بظاہر مالک اور عامل کے درمیان عقد مضاربت تھا اگر عقد مضاربت تمام شروط صحت کے ساتھ ہو چکا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفع طے شدہ شرط کے مطابق تقسیم ہوگا اگر خسارہ ہو جائے تو وہ فقط مالک کا ہوگا اس خسارہ میں مضارب شریک نہ ہوگا البتہ بعد میں جب تک مالک کا خسارہ پورا نہ کیا جائے اس وقت تک نفع تقسیم یعنی آئندہ ہونے والے نفع سے پہلے رأس مال کو پورا کیا جائے گا اس کے بعد تقسیم اگر مضاربت کی شرط صحت کے نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہو جائے (شروط صحت بالتفصیل کسی عالم سے پوچھ لی جائیں) تو عامل کا نفع اور نقصان کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں اپنے کام کا اجر مثل ملے گا یعنی اتنے کام کی جتنی اجرت عرف عام میں ہوسکتی ہے۔ وہ اس کو دی جائے گی باقی رہا دین وقرضہ وغیرہ کا وصول کرنا یا کسی کو ادا کرنا یہ سب حقوق کام کرنے والے سے متعلق ہیں بیوع میں حقوق عقد سب عاقد سے متعلق ہوتے ہیں سب قرضوں کو وصول اور ادا کر کے مندرجہ بالا طرز سے حساب بے باک کیا جائے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج۸ص ۱۶۳)

مضاربت کی ایک صورت اور اسکا حکم

سوال..... زید، عمر، بکر، خالد چاروں نے مل کر ایک کپڑے کی دکان ڈالی اور ایک پانچویں شخص محمود کو چلانے کے لئے دی اور یہ محمود اس دکان میں شریک نہیں صرف چلانے کے عوض میں اس کو نفع کا نصف حصہ ملے گا اور باقی نصف شرکاء میں تقسیم ہو جائے گا محمود کو نفع کا نصف حصہ کم پڑتا ہے اس لئے اس نے شرکاء سے کہا کہ ہر ماہ تنخواہ مقرر کردو نصف حصہ پر شرکاء نے جواب دیا کہ یہ صورت جائز نہیں محمود نے کہا کہ ہر ماہ مجھے بعنوان ہدیہ سو روپے دیا کرو تو اب محمود کا یہ تاویل کر کے سو روپے لینا اور شرکاء کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا یہ صورت مضاربت کی ہے؟

جواب..... مضاربت کے لئے ضروری ہے کہ نقد مضارب کے حوالہ کیا جائے خود مال خریدے پس اگر ان چاروں شرکاء نے کپڑا خرید کر دکان قائم کر لی اور پھر وہ دکان محمود کو چلانے کے لئے دی تو یہ مضاربت صحیح نہیں ہوئی، محمود اس کے نفع میں شریک نہیں بلکہ اجر مثل کا مستحق ہے اگر نقد روپیہ محمود کو دیا اور کپڑے کی دکان کے لئے اس کو کہہ دیا اور محمود نے کپڑا خرید کر کام شروع کر دیا تو مضاربت صحیح ہے لیکن وہ نفع میں شریک رہے گا تنخواہ کا مستحق نہیں ہے مزید سو روپے کا نام ہدیہ رکھنے سے ہدیہ نہیں ہوگا ہدیہ کا اس طرح جبریہ مطالبہ نہیں ہوا کرتا ہے لہٰذا یہ تنخواہ بھی ہے جو کہ

ناجائز ہے نفع ہونے کی صورت میں مضارب خود ہی شریک بن جاتا ہے اور مضاربت خود اس کا بھی کام ہوتا ہے لورا اپنے کل یا جز کی تنخواہ لینے کے کوئی معنی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۴۲)

مضاربت میں فریقین منافع کے حقدار کب بنتے ہیں

سوال......رب المال اور مضارب کے درمیان معاہدہ ہوا کہ مضارب دوسرے شہروں سے مال فروخت کرے گا اور منافع نصف نصف ہوگا اب رب المال نے مضارب سے مال فروخت ہونے سے پہلے کہا کہ یہاں کے بھاؤ کے حساب سے درآمد کردہ مال میں بیس ہزار روپے منافع ہوتا ہے لہٰذا آپ مجھے دس ہزار روپے دے دیں تو کیا رب المال کا ایسا مطالبہ کرنا شرعاً درست ہے؟

جواب...... جب تک منافع کا ظہور نہ ہو جائے رب المال کو ایسا مطالبہ کرنا جائز نہیں اور منافع مال بیچنے کے بعد ہوتا ہے اور اگر فریقین کے مابین اس طرح کا معاہدہ ہو چکا ہو تو یہ مضاربت فاسدہ ہے اس کو فوراً توڑ دینا چاہئے۔

قال العلامة ابن نجيمؒ :واشارالمصنف الى ان للمضارب ان ينفق على نفسه من مال المضاربة فى السفرقبل الربح والى انه' لولم يظهرالربح لاشئى على المضارب' (البحرالرائق ج۷ ص ۲۷۰ كتاب المضاربة) قال العلامة طاهربن عبدالرشيد البخاريؒ :فاذاظهرالربح فهوشريكه بحصته من الربح' (خلاصة الفتاوىٰ ج۴ ص ۱۸۸ كتاب المضاربة' الفصل الاول فى المقدمة) ومثله فى ردالمحتارج ۵ ص ۶۵۸ كتاب المضاربة (فتاوىٰ حقانيه ج۶ ص ۳۴۸)

مضاربت میں عامل کیلئے زیادہ حصہ مقرر کرنا

سوال......اسی صورت مذکورہ میں محمود جو دکان چلانے والا ہے ان چاروں شرکاء کے ساتھ اگر وہ بھی شریک ہو جائے تو اب اس کو دکان چلانے کے عوض میں نصف حصہ ملتا ہے اور راس المال میں شریک ہونے کی وجہ سے نصف کا پانچواں حصہ بھی ملتا ہے آیا یہ صورت جائز ہے کہ نہیں؟

جواب......اس صورت میں بھی تنخواہ لینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۴۲)

مشترک اشیاء اور ان میں تصرف

مشترک مال میں بلا اجازت تصرف کرنا

سوال...... چار بھائیوں کی مشترک جائیداد تھی ان کے والد کا انتقال ہو گیا بعد ازاں دو بڑے بھائی جائیداد میں تصرف کرتے رہے اور دو چھوٹے بھائی جو عاقل و بالغ تھے ان کے تابع ہو کر رہے ان چاروں بھائیوں کی ایک مشترک زمین کسی شخص نے بلا اجازت فروخت کر دی بائع کا انتقال ہو گیا بڑے بھائیوں نے مشتری کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا بالآخر آٹھ سال بعد یہ زمین ان کو واپس مل گئی لیکن دونوں بڑے بھائیوں نے آٹھ سال کی پیداوار مشتری کو معاف کر دی اور پھر زمین دوبارہ اسی کے ہاتھ فروخت کر دی یہ پورا تصرف چھوٹے بڑے بھائیوں کے اذن کے بغیر کیا سوال یہ ہے کہ یہ تصرف صرف بڑے بھائیوں کے حق میں نافذ ہوگا یا چھوٹے بھائیوں کے حق میں بھی؟

جواب...... مالکان کو زمین کے خریدار سے زمین کا اجر مثل یعنی ٹھیکے کی معروف رقم لینے کا حق تھا بڑے بھائیوں کو معاف کرنا صرف ان ہی کے حق میں نافذ ہوگا چھوٹے بھائیوں کا حصہ معاف نہیں ہوگا لہٰذا مشتری کے ذمہ زمین کے اجر مثل سے ان کا حصہ ادا کرنا دیانۃً واجب ہے۔ یونہی بعد میں جو بڑے بھائیوں نے زمین فروخت کی تو یہ تصرف بھی صرف ان کے اپنے حصہ میں صحیح ہے چھوٹے بھائیوں کے حصہ میں صحیح نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۹۶)

مشترک مکان میں بلا اذن تعمیر کا حکم

سوال...... زید مرحوم نے یہ وارث چھوڑے

۱۔ بیوی ایک ۲۔ بیٹے نو ۳۔ چھ بیٹیاں

تمام وارث اپنے اپنے پلاٹ میں رہتے تھے صرف بکر والد کے گھر میں رہتا تھا اس دوران دوسرے ورثہ سے پوچھے بغیر بکر نے والد کے مکان میں ایک باورچی خانہ اور دو کمروں کا اضافہ کیا پھر ورثہ نے فیصلہ کیا کہ یہ پلاٹ بیچ دیا جائے اور رقم تمام ورثہ پر تقسیم کر دی جائے بکر نے کہا مجھے اپنے اضافی مکانوں کی قیمت الگ دی جائے اب دریافت طلب امور یہ ہیں۔

۱۔ بکر کا بوقت فروخت یہ شرط لگانا کہ مجھے اضافی مکانوں کی رقم بھی دی جائے جائز تھا یا نہیں؟ اگر بکر رقم کا حقدار ہے تو کتنی رقم کا؟ اور اب جبکہ رقم سارے وارثوں میں تقسیم کر دی گئی ہے تو

کیا سب سے واپس لی جائے یا کیا صورت اختیار کی جائے؟

جواب...... بکر ایسی عمارت کی رقم لے سکتا ہے جس کے گرانے کا فیصلہ کیا جا چکا ہو جو شاید ملبہ کی قیمت سے زیادہ نہ ہوگی ہر وارث بقدر حصہ بکر کو ادا کرے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۰۵)

مشترک مکان کی بلا اجازت مرمت

سوال...... زید کی تحویل میں مرحوم والد کا مکان ہے جو ہنوز ورثہ میں تقسیم نہیں ہوا مکان کے ایک حصہ سے جو کرایہ حاصل ہوا وہ زید نے تمام ورثہ کا حق سمجھتے ہوئے بطور امانت محفوظ رکھا تاوقتیکہ شرعی تقسیم ہو جائے' اسی اثنا میں مکان کا ایک بوسیدہ حصہ قابل مرمت ہو گیا زید کے پاس مرمت کی گنجائش نہیں تو کیا کرائے کی رقم سے مرمت کرائی جا سکتی ہے نیز دوسرے ورثہ سے اس رقم کے خرچ کرنے کی اجازت لینی پڑے گی یا نہیں؟

جواب...... اگر مکان ورثہ میں قابل تقسیم ہے تو کرائے کی مشترک رقم خرچ کرنے کیلئے دوسرے شرکاء سے اجازت لینا ضروری نہیں اگر مکان قابل تقسیم نہیں یعنی تقسیم کی صورت میں نا قابل انتفاع ہو جاتا ہے تو دوسرے شرکاء سے مرمت پر خرچ کرنیکی اجازت لینا ضروری ہے اگر وہ اجازت نہ دیں تو حاکم کو درخواست دے کر انہیں مرمت پر مجبور کر سکتے ہیں اگر حاکم سے اسکی امید نہ ہو تو شرکاء کی اجازت کے بغیر بھی مرمت پر ان کی رقوم خرچ کرنیکی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۰۱)

مشترک زمین میں بلا اجازت شریک پودے لگا دیئے

سوال...... دو آدمی ایک زمین میں شریک ہیں ایک شریک نے کھجور کے پودے مشترک زمین میں لگا دیئے چند سال بعد جب پودے پھل دینے لگے تو لگانے والے شریک نے کہا کہ چونکہ میں نے پودے لگائے ہیں اس لئے میں شریک ثانی کو حصہ نہیں دیتا۔ شریک ثانی کہتا ہے کہ چونکہ آپ نے زمین مشترک میں بلا اجازت پودے لگائے ہیں اس لئے یہ پودے بھی تقسیم کئے جائیں گے اب اس صورت میں کیا فیصلہ ہوگا؟

جواب...... یہ زمین دونوں میں تقسیم ہوگی پودے لگانے والے کے حصہ میں اس کے پودے برقرار رہیں گے اور دوسرے شریک کے حصہ سے پودے لگانے والا اپنے پودے اکھاڑنے اور پودے اکھاڑنے سے زمین میں جو نقصان واقع ہو وہ اسکے مالک کو ادا کرے۔ اگر پودے اکھاڑنے سے زمین کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہو تو زمین کے مالک کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حصہ میں لگے ہوئے پودوں کی قیمت ادا کرے ان کا مالک بن جائے قیمت ایسے پودوں کی لگائی جائے

گی جو اکھاڑنے واجب ہوں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۰۰)

مشترک مال میں بدون اذن تجارت کی تو نفع ونقصان کا حکم

سوال...... زید کا انتقال ہوا وارثین میں ایک عورت' دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں زید کی املاک' مکان' زمین وغیرہ تخمیناً پندرہ ہزار روپیہ کی ہیں اور نقد آٹھ ہزار روپیہ ہیں زید کے انتقال کے بعد اس کے دونوں لڑکے باپ کے مال سے تجارت کرتے تھے تقریباً بیس ہزار روپے کا نفع حاصل کیا زید کے تمام ورثہ اپنی والدہ کے ماتحت اسی تجارت کی آمدنی سے گذارا کرتے تھے اور آپس میں ملے جلے رہتے تھے زید کی تینوں لڑکیوں کی شادیاں ہوئیں اور زیورات بھی ہر ایک کے لئے اسی مال تجارت سے بنائے گئے رفتہ رفتہ گھر کے کل کنبہ کے اخراجات کی برآمد اس مال تجارت سے تیس ہزار روپے کے قریب ہوگئی ادھر تجارت میں بھی گھاٹا ہونے لگا حتیٰ کہ پینتالیس ہزار کے مقروض ہوگئے' قرض خواہوں نے کورٹ میں دعویٰ کرکے زید کی کل املاک کو ضبط کرلیا اب لڑکیوں کا تقاضہ ہے کہ باپ کی املاک سے ہم کو بغیر شرکت نقصان حصہ ملنا چاہئے لڑکے کہتے ہیں کہ قرض ادا کرکے جو کچھ مال بچے اس میں سے حصہ لے لیں لڑکیاں نہیں مانتی اب حکم شرعی کیا ہے؟

جواب...... زید کے مال متروک میں اس کے ورثہ عورت' لڑکے' لڑکیاں تمام شریک ہیں اور یہ شرکت فی الملک ہے اور شرکت فی الملک میں ہر شریک دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہوتا ہے بلا اجازت اس میں تصرف کرنا جائز نہیں۔ پس دونوں لڑکوں نے جب باپ کے مال متروک سے تجارت شروع کی حالانکہ ابھی وہ تقسیم نہیں کیا گیا تھا تو اس وقت اگر دونوں نے دوسرے وارثوں کی اجازت لی ہے تو مذکورہ نقصان میں وہ بھی شریک ہوں گے ورنہ مذکورہ تجارت کے نفع ونقصان کے ذمہ دار فقط وہ دونوں لڑکے ہی ہوں گے۔

پس بلا اذن صریح ورثہ آپس میں ملے جلے رہ کر گذارا کرنے سے اجازت ثابت نہ ہوگی' اور زید کی لڑکیاں مذکورہ قرض سے بری ہونگی۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۲۷۵)

دو شریکوں میں اگر رقم کا تنازعہ ہو تو فیصلہ گواہوں یا قسم سے ہوگا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اور عمر نے کپاس کی تجارت شروع کی زید علاقہ سے کپاس خرید کر کے عمر کو دیتا اور وہ کارخانہ میں دیتا زید عمر سے رقم لیتا اور دیتا رہا عمر رجسٹر میں رقم دیتے وقت زید کے دستخط رقم وصول کرنے کے کراتا رہا آخر تجارت ختم ہوتے وقت حساب وکتاب شروع ہوا تو رجسٹر میں چند جگہ رقم وصولی کے دستخط نہیں ہیں اور عمر کہتا ہے کہ میں یہ

رقم اعتبار پر دے دی ہے اور دستخط نہیں کرائے اور زید بغیر دستخط رقم کے لینے سے انکاری ہے کہ میں نے یہ رقم بغیر دستخطی کے نہیں لی تو شرعاً کس طرح اس بغیر دستخط رقم کا فیصلہ کیا جائے گواہ کس کے لینے ہوں گے اور حلف کس پر آتا ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب...... صورۃ مسئولہ میں بغیر دستخطوں والی رقم کے ثبوت کے لئے عمر کو گواہ دینا لازم ہے اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو زید پر حلف آئے گا کہ یہ رقم میرے ذمہ نہیں جس طرح کہ عمر دعویٰ کرتا ہے اس کے حلف اٹھانے پر فیصلہ ہو جائے گا یعنی رقم بغیر دستخطوں والی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۱۷۷)

شرکت کی مختلف صورتیں

شرکت میں مرغوں کی تجارت کرنا

سوال...... مرغوں کی تجارت میں شرکت کا کون سا طریقہ جائز ہے کونسا ناجائز؟

جواب...... اگر دو شخص یا اس سے زیادہ رقم ملا کر مرغ خریدیں اور منافع میں دونوں شریک ہوں جائز ہے اور اگر مرغے ایک شخص کے ہوں اور خدمت و عمل دوسرے کی ہو اور نفع میں شرکت طے پائے تو ناجائز ہے اور اگر سائل کی مراد کوئی اور صورت ہے تو اس کو بیان کرنے کے بعد جواب ممکن ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۶۴)

باپ اور بیٹوں کی مشترک کمائی باپ کی ملک ہے

سوال...... زید نے اپنے دو بیٹوں کے ساتھ مل کر کاروبار کیا اور ایک معقول رقم جمع کر لی زید کا ایک بیٹا نابالغ بھی تھا جو اب بالغ ہو گیا ہے لیکن اس نے کچھ کمایا نہیں اب اگر زید تینوں بیٹوں میں برابر تقسیم کرنا چاہے تو جائز ہو گا یا نہیں؟ یعنی تیسرے بیٹے کا اس رقم میں کچھ حق بنتا ہے یا نہیں؟

جواب...... باپ اور بیٹوں کے مشترک کاروبار کی صورت میں تمام ملک باپ کی شمار ہوتی ہے لہٰذا باپ اپنی زندگی میں جو تصرف چاہے کر سکتا ہے اور اسکے مرنے کے بعد اس کے تیسرے بیٹے کو بھی ترکہ میں برابر کا حصہ ملے گا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۹۳)

مشترک اشیاء کے استعمال کا حکم

سوال...... بعض لوگ مورث اعلیٰ کا ترکہ تقسیم نہیں کرتے شرکاء میں بالغ نابالغ اور عیال دار

ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں عیال دار اور بالغ اشیاء کا استعمال کرتے ہیں دوسرے کم نیز جائیداد کی آمدنی اسی تفاوت سے خرچ میں آتی ہے اور بوقت تقسیم اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا کیا اشیاء کا اس طرح مشترک رکھنا اور ان کا استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب..... صورت مسئولہ میں جائیداد کی آمدنی اور پیداوار کا حساب رکھنا ضروری ہے ہر شخص اپنے حصہ کے موافق لے سکتا ہے اس سے زائد لینا جائز نہیں اور اس میں تعدی کرنا حرام ہے اسی طرح اشیاء مستعملہ میں جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ہر شخص کے استعمال کا اثر متفاوت ہے یعنی بعض کے استعمال سے چیز خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے' اور بعض سے نہیں جیسے سواری کا جانور تو ایسی چیزوں کا استعمال بھی جائز نہیں البتہ جو شئی ایسی نہیں بلکہ سب کا استعمال ان میں یکساں ہوتا ہے مثلاً مکان میں رہنا یا ایسے برتن وغیرہ کا استعمال کرنا جس کے استعمال کا اثر یکساں ہو' ان میں گنجائش ہے ہر شریک ان کو پورا پورا استعمال کرے یا اپنے برابر یا زائد' اصل حکم یہی ہے لیکن اس کی حدود کی حفاظت' اور پھر اس میں عدل کرنا چونکہ عادۃً مشکل ہے اس لئے اب یہی ضروری ہے کہ تقسیم کر کے ہر ایک حصہ ممتاز کر دیا جائے' اور ہر شخص اپنے حصہ کو استعمال کرے۔ (امداد المفتیین ص ۸۲۴)

باپ بیٹوں کی مشترک کمائی کی ایک صورت کا حکم

سوال..... میرے والد زندہ ہیں بوجہ مریض ہونے کے کاروبار کچھ نہیں کرتے ہم دو بھائی کام کرتے ہیں' حساب اور کھانا پینا سب شامل ہے تو سامان زیور وغیرہ کا مالک کون ہے اور قربانی کس پر واجب ہے؟

۲۔ بعض جگہ کئی برادر شاملات کاروبار کرتے ہیں بعض جگہ تو کھانا پینا سب کا شامل ہوتا ہے اور بعض جگہ علیحدہ ہوتا ہے اور کاروبار ذریعۂ معاش میں سب شامل ہوتے ہیں اپنے حصہ کو تقسیم نہیں کرتے نہ خرچ کے لئے برابر نکالتے ہیں بلکہ ہر شخص اپنے خرچ کے مطابق لے لیتا ہے تو قربانی کا ایک حصہ کافی ہے۔ یا ہر ایک کی طرف سے علیحدہ ہونی چاہئے۔

جواب..... ا۔ صورت مذکورہ میں مشترک سرمائے کا مالک والد ہے اور اسی کے ذمہ قربانی ہے البتہ جو نقد یا زیور والد نے کسی بھائی کی ملک کر کے اس کو دے دیا ہے وہ اگر بقدر نصاب ہے تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی اسی طرح اگر کسی بھائی کی زوجہ کی ملک میں بقدر نصاب مال زائد از حاجت اصلیہ موجود ہے تو زوجہ کے ذمہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔

۲۔ اس صورت میں جو کچھ مال موجود ہے اس میں سب بھائیوں کا حصہ برابر ہوگا اب اگر ہر بھائی کے حصہ میں بقدر نصاب نقد روپیہ یا مال تجارت آئے تو ہر ایک کے ذمہ جدا جدا قربانی

وغیرہ واجب ہوگی۔ (امداد المفتیین ص ۸۲۱)

باپ اور بیٹے کی مشترک جائیداد کا حکم

سوال..... رحیم بخش کے دو بیٹے ہیں کریم بخش' ذہنی بخش دونوں ایک دوسرے سے جدا ہیں کریم بخش باپ کے ساتھ شریک ہوگیا اور اس شرکت کو عرصہ سولہ سال کا گذر گیا پھر رحیم بخش کی وفات ہوگئی اب مرحوم کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... بوقت اشتراک دونوں کے اموال میں جو تناسب تھا' اس کے مطابق ترکہ سے کریم بخش کے حصہ کا وہ مالک ہے' باقی ترکہ سب وارثوں پر بقدر سہام تقسیم ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۰۴)

بھائیوں اور باپ بیٹوں کا مال کب ایک دوسرے کا شمار ہوگا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم ایک باپ کے چار لڑکے ہیں من سائل سب سے چھوٹا ہے ہمارے والد صاحب زمیندار کے ملازم تھے اور مسجد کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی اور ہم تمام بھائی حسب عمر باپ کا ہاتھ بٹاتے۔ مسجد کی صفائی' پانی وغیرہ کا انتظام کرتے آئے سب سے بڑا بھائی جو تھا وہ جوان ہو کر زمیندار کا ملازم ہوگیا اور اس سے چھوٹا بھائی خوانچہ فروخت کرتا اور باقی ہم دو چھوٹے بھائی پڑھتے تھے اور مسجد کی خدمت کے عوض اہل محلہ سے روٹیاں لے آتے اور سب کا کھانا پینا اکٹھا تھا والد صاحب اور بڑے بھائی کی آمدنی گندم کے علاوہ گھاس مویشیاں بھوسہ لکڑیاں وغیرہ کا کام بھی سرانجام دیتے پھر والد صاحب نے ایک خالی دکان خرید لی جس میں بڑا بھائی (جو کہ خوانچہ فروخت کرتا تھا) نے کریانہ کی دکان کھول لی اور کچھ رقم بطور قرض یا حصہ لے کر کپڑا وغیرہ بھی لے آیا اسی دوران والد صاحب نے ☆ ملازمت چھوڑ کر کارخانہ چکی آٹا نصف حصہ داری پر خرید کیا جس کی قیمت مشترک آمدنی سے ادا کی اور والد صاحب اس چکی پر کام کرتے تھے کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب نے چکی آٹا چھوڑ دیا پھر ملازمت کر لی اور جو بھائی دکان پر کام کرتا تھا والد صاحب نے اس کو تمام کاروبار کا بڑا بنا دیا تو اس بھائی نے کارخانہ چکی پہلے حصہ داران سے علیحدہ کر کے اپنے ماموں کو کل کے نصف کا شریک بنا دیا اور ہم دونوں چھوٹوں کو اپنے زیرنگرانی یعنی مجھ سے بڑے بھائی کو چکی آٹا پر لگا دیا اور مجھے دکان پر بٹھا دیا اور خود تجارت کپاس وغیرہ میں حصہ داران کے ساتھ شامل ہو کر تجارت کرنے لگا چکی آٹے کی آمدنی بھی سنبھال لیتا اور اخراجات (تیل انجن) وغیرہ بھی لا کر دیتا اسی طرح من سائل کو سودے دکان کے خرید کر دیتا اور جو آمدنی ہوتی وہ خود

سنبھال لیتا اور جو کاروبار تجارت تھا اس میں من سائل بھی شریک رہتا مثلاً کپاس خرید کرنا یا کیش وغیرہ کا چلانا' کپاس کا وزن کرانا وغیرہ وغیرہ اور والد صاحب بھی ملازمت کے ساتھ ساتھ ہماری بتلائے ہوئے نرخ سے کپاس خرید کر دیتے اور وزن کرانے وغیرہ کا انتظام بھی کر دیتے جبکہ ہماری خریدی ہوئی اجناس کی آمدنی وغیرہ بھی اس بھائی کے پاس رہتی جو کہ کاروبار میں بڑا تھا نیز اس بھائی کے پاس جو کہ کاروبار کا بڑا بنا دیا گیا تھا کچھ لوگوں کی اجناس کی رقمیں واجب الادا بطور قرض رہ جائیں یا مہلت پر ان کو رقوم ادا کرنے سے دیگر اجناس خرید کر لیتا جس کا حساب لین دین دکان کا کھاتہ جات میں درج رہتا جو کہ میرے پاس رہتے قرض خواہوں کو رقوم میں ادا کرتا یا بڑا بھائی ان مذکورہ کھاتوں میں درج کیا جاتا دوسرے کھاتے بڑے بھائی کے ہاں الگ نہیں تھے۔

قرض و مہلت سے خریدی ہوئی اجناس کی رقوم کو کاروبار تجارت' دکان میں لگائے رکھتے اس اکٹھے رہنے کے دوران میں اس بھائی نے تین چار مرتبہ کچھ اراضی خریدی جو کہ کچھ رہائش کے قابل اور کچھ قابل کاشت تھی جس میں پہلے دو کنال اراضی رہائشی ہم تین بھائیوں کے نام انتقال کرانے کے علاوہ باقی تمام اراضی اپنے نام انتقال کراتا رہا۔ ہم کو چونکہ اعتماد تھا کہ جب علیحدہ ہوں گے تو بانٹ دے گا اگر کبھی کوئی بات ہوئی بھی تو اس نے تسلی کرادی کہ مجھے کسی کے حق کی ضرورت نہیں تجارت کا کاروبار لین دین ہے خدانخواستہ تجارت میں کوئی نقصان آ جائے اور تم میرا ساتھ نہ دو وغیرہ وغیرہ' پھر کچھ عرصہ کے بعد میرا جو سب سے بڑا بھائی ملازم تھا اس نے ملازمت چھوڑ دی ایک سال کے لئے کاروبار میں جو بڑا تھا اس نے عمر میں بڑے بھائی کو بطور منشی تجارت مقرر کیا اور اس سال تجارت میں کچھ نقصان نظر آیا یا کسی اور بات کی وجہ سے ہماری اس عمر میں بڑے بھائی سے ناچاکی ہوگئی تو اس بھائی **1/4** حصہ لین دین قرض و جائیداد سے علیحدہ کر دیا باقی ہم تین بھائی اور باپ اکٹھے رہنے لگے اس کے بعد پھر بھائی صاحب نے دو تین سال ضلع مظفر گڑھ میں کپاس کی تجارت اور من سائل اپنے مقام پر پہلے کی طرح کپاس خرید کرتا اور بھائی صاحب رقم دے جاتے اور کپاس لے جاتے جبکہ اس کپاس کی آمدنی وغیرہ ان ہی کے پاس رہتی اس اکٹھے رہنے کے دوران بھائی صاحب لوگوں کو قرض وغیرہ بھی ادا کرتے رہے کچھ عرصہ کے بعد جو ہمارا بھائی کارخانہ چکی آٹا پر مامور تھا اس سے بھی ناچاکی ہوگئی تو والد صاحب نے ☆ اسے علیحدہ کرنے کیلئے کہا لیکن بھائی صاحب جو کاروبار کے بڑے تھے نے ٹال مٹول کیا تو والد صاحب نے وقتی طور پر کارخانہ چکی اس چکی والے بھائی کو دے کر اپنی گزر اوقات کرنے کو کہا اور خود بھی

اس کے ساتھ شریک ہو گئے والد صاحب اور چکی والے بھائی صاحب کا کھانا پینا اکٹھا اور دونوں بھائی کا کھانا پینا اکٹھا تھا چونکہ کارخانہ خراب پڑا تھا انہوں نے قرضہ وغیرہ لے کر اس کی مرمت کرائی اور والد صاحب ملازمت کرتے اور کارخانہ کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے بعد میں کارخانہ کی مرمت والا قرض بھی انہوں نے خود ادا کیا۔ اسکے بعد بھائی صاحب نے کچھ اراضی خرید کی جسکی قیمت کی ادائیگی کیلئے کچھ قرض والد صاحب اور کچھ بھائی صاحب اور کچھ من سائل نے اٹھایا اور کچھ رقم سابقہ خریدی ہوئی رہائشی اراضی فروخت کر کے ادا کی گئی لیکن پھر اکثر قرض دوسری سابقہ خریدی ہوئی اراضی کے فروخت کرنے سے ادا کیا گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہم دونوں بھائیوں میں بھی ناچاکی ہو گئی اور ہمارا کھانا پینا بھی علیحدہ ہو گیا ہم نے اراضی تقسیم کرنے کو کہا تو بھائی صاحب نے کہا کہ اراضی کا مالک محض میں ہی ہوں اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ جو لوگوں کے قرض میرے پاس رہتے تھے اس سے خریدی گئی ہے اور کچھ قرض ابھی باقی ہے اس میں نہ باپ کا حصہ ہے نہ بھائیوں کا' ہم نے کہا کہ ہم سب اکٹھے تھے۔ کھانا پینا اکٹھا تھا اور تمہیں اپنے کاروبار تجارت کے علاوہ خانگی کام مثلاً لکڑی گھاس بھوسہ وغیرہ آٹا وغیرہ کا انتظام کرنا یا زمین کاشت کرنا یا اس کی پیداوار لے آنے وغیرہ سے آپکا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ سب کام ہم کرتے تھے بلکہ تمہاری کپاس وغیرہ کی تجارت میں بھی شریک رہتے تھے اور بڑے بھائی کو بھی **1/4** حصہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور تم نے کبھی زمین خریدتے وقت یا اکٹھے رہنے کے دوران کبھی ذاتی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اگر کرتے تو ہم پہلے ہی سے علیحدہ ہو جاتے ہم تمہارے ساتھ شریک رہ کر تمہاری علیحدہ جائیداد کیونکر بنواتے' حالانکہ آخری اراضی خریدتے وقت تم نے خود اپنی زبان سے کہا تھا کہ شفعہ کا خطرہ ہے میعاد ختم ہونے پر کچھ اراضی سکنی انتقال تمہارے نام کر دیا جائیگا رہی باقی بقایا قرض کی بات اول تو وہ اکثر قرض قرض خواہ اسے تسلیم نہیں کرتے کیونکہ لین دین میں گڑبڑ ہے یا اس قرض خواہ کے بھائی سے ہم نے تجارتی نقصان کا قرض لینا ہے جبکہ ہمارا مقروض بھی قرض تسلیم نہیں کرتا جو لوگ تجارت میں ہمارے حصہ دار تھے بھائی صاحب ان میں سے بعض پر اپنا قرض بتلاتے ہیں لیکن وہ حصہ داران بھی اس قرض کو تسلیم نہیں کرتے ہم نے کہا ہے کہ جتنا قرض ہے وہ بھی تقسیم کر دو اور جو جائیداد ہے وہ بھی' اگر ہمارا قرض جو لوگوں کے پاس ہے وہ آ گیا تو وہ بھی تقسیم کر لیں گے لیکن وہ کہتا ہے کہ قرضہ پہلے کا اور اراضی کا نرخ اب زیادہ ہے۔ اس لئے یہ جائیداد بھی میری ہے اور قرض لین دین والوں سے میں خود نمٹوں گا کیا یہ جائیداد جو اکٹھے رہنے کے دوران جو

چیز جس بھائی نے خریدی ہے کس طرح تقسیم کی جائے اس میں والد صاحب کا حصہ بھی ہے یا نہیں یا جو جائیداد والد صاحب کی سابقہ ہے وہ کس طرح تقسیم کی جائے۔ بینوا توجروا۔

جواب...... واضح رہے کہ چند شرائط کے ساتھ بیٹے کا کمایا ہوا مال باپ کا مملوک شمار ہوتا ہے۔(۱) بیٹا باپ کی عیال میں ہو(۲) صنعت دونوں باپ بیٹے کی متحد ہو(۳) ان میں سے کسی کا سرمایہ نہ ہو یا محض بیٹے کا نہ ہو غرضیکہ جس صورت میں بیٹا باپ کا معین ومددگار نظر آئے تو اس صورت میں بیٹے کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ کا شمار ہوگا مثلاً باپ کھیتی باڑی یا لوہار یاد رکھان کا کام کرتا ہے بیٹا جوان ہوگیا باپ کے عیال میں تھا اس نے بھی ان کاموں میں باپ کا ہاتھ بٹانا اور تعاون کرنا شروع کیا جبکہ بیٹے کا اپنا کوئی سرمایہ نہ تھا ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں بیٹا عرفاً باپ کا معاون کہلاتا ہے مستقل کارکن شمار نہیں کیا جاتا اس لئے اس کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ کا ہی شمار ہوگا اور اگر بیٹا باپ کے عیال میں نہ ہو تب ظاہر ہے کہ عرفاً اپنے لئے ہی کمانے والا شمار ہوتا ہے اگرچہ باپ کے ساتھ صنعت میں شریک بھی ہو۔ایسی صورت میں بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی یا بیٹا ہے تو باپ کی عیال میں لیکن صنعت ان کی علیحدہ علیحدہ ہے مثلاً باپ کھیتی باڑی کرتا ہے اور بیٹا ملازمت کرتا ہے یا بیٹا بھی باپ کے عیال میں اور صنعت بھی متحد ہے لیکن بیٹا کا خود اپنا ذاتی مال ہے تب بھی بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی بلکہ اگر عیال میں بھی باپ کے ہو صنعت بھی متحد ہو اور ان کا ذاتی سرمایہ بھی نہ ہو تب بھی ان صورتوں میں جن میں عرفاً بیٹا باپ کا معین شمار نہیں ہوتا بیٹے کا کمایا ہوا مال خود اس کا ہی شمار ہوگا مثلاً باپ بیٹا دونوں ایک ہی مل میں ملازم ہیں تو چونکہ بیٹا عرفاً باپ کا معین شمار نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کا اپنا مستقل کام ہوتا ہے جسے ہر ایک نے خود پورا کرنا ہوتا ہے اس لئے ایسی صورت میں بھی بیٹے کی تنخواہ بیٹے ہی کی مملوک ہوگی اور کیونکر ان صورتوں میں بیٹے کا کمایا ہوا مال باپ کا ہوسکتا ہے؟ کیا بیٹا حر انسان نہیں ہے جو خود بھی کسی چیز کا مالک بن سکتا ہے املاک متبائن ہیں اور ذوات مستقلہ ہیں والد جو مال اپنے لڑکوں کی دے دیتا ہے اگر صراحۃً ان کے ملک کر دیتا ہے یا اس کے قرائن موجود تھے اور بطور تملیک کے دیا ہے۔تب تو وہ مال ان لڑکوں کو ملک ہے اور اسکا نفع بھی انہیں کی ملک ہے اگر بطور تملیک نہیں دیا گیا تو پھر دو صورتیں ہیں یا تو کام کاج اصل میں خود باپ کرے اور لڑکے ان کے ساتھ اعانت کرنے پر رہے اور لڑکوں کا خرچ بھی اس کے ساتھ شریک ہو تو اس صورت میں کل مال والد کا ہے اصل بھی اور نفع بھی اگر باپ صرف مال دے دے اور لڑکے تجارت کر کے نفع حاصل کرلیں اور لڑکے خورد ونوش میں والد

کی کفالت میں نہ ہوتو یہ صورت شرکت فاسدہ کی ایک قسم ہے جس کا شرعاً حکم یہ ہے کہ اصل مال اور اس کا نفع والد کا ہوگا اور لڑکوں کا حق المحنت بازار اور عرف ورواج کے مطابق دینا واجب ہوگا۔

قال فی الشامیة من کتاب الهبة واذادفع لابنه مالاً فتصرف فیه الابن یکون للابن اذادلت دلالة علی التملیک الخ ص ۶۸۸ ج۵ وایضاً فی الشرکة الفاسدة من الشامی فی القنیة الاب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئی فالکسب کله للاب ان کان الابن فی عیاله لکونه معیناً له الاتری لوغرس شجرة تکون للاب انتهی کلام الشامی' قلت فما کان المال فیه للاب کان کله للاب بالاولی' وایضاً فیه حاصله ان الشرکة الفاسدةاما بدون مال واما به من الجانبین اومن احدهما الی قوله والثالثة لرب المال وللآخر اجرمثله ص ۳۲۶ ج۴ وقال فی الشامی لواجتمع اخوة یعملون فی ترکة ابیهم ونماالمال فهوبینهم سویة ولواختلفو افی العمل'

صورت مسئولہ میں والد اور بیٹوں کی شرکت اور اکتساب کی مختلف صورتیں ہیں اور ان کے احکام بھی مختلف ہیں لہٰذا فریقین مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار عرف کا واقف اور معاملہ فہم عالم کو ثالث مقرر کریں اور وہ مندرجہ بالا اصول پر مبنی مصالحت اور فیصلہ کرادیں اور انہی اصول پر بھائیوں کے آپس کے کاروبار بھی متفرع ہوں گے۔ (فتاویٰ مفتی محمود جلد نمبر ۸ ص ۱۷۲)

بیٹے کے سرمائے سے مشترک تجارت میں نفع کا حکم

سوال...... زین العابدین نے باپ اور بھائی کو حالت تکلیف میں دیکھ کر ڈیڑھ ہزار روپے سے زین العابدین' احمد صاحب اور محمد قاسم تینوں کے نام پر ایک کمپنی قائم کر کے باپ احمد صاحب اور بھائی محمد قاسم کو اس کا کاروبار چلانے کے لئے مقرر کیا بعد میں مزید ایک ہزار روپے کے ساتھ وہ خود بھی کاروبار میں شریک ہوگیا انہوں نے آپس میں اپنا حصہ کس طرح مقرر کیا اس کا حساب نہیں ملا در یں اثنا زین العابدین انتقال کر گیا اور اپنے پیچھے ایک عورت' دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی' بعدازاں زین العابدین کا نام کمپنی سے کاٹ کر صرف وہ دونوں اپنے نام سے چلاتے رہے اس کے بعد احمد صاحب نے اپنے مرحوم بیٹے (زین العابدین) کے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کا نکاح کر دیا اسکے بعد خود احمد صاحب انتقال کر گئے اب ان کا چھوٹا بیٹا اور مرحوم بیٹے کی مذکورہ اولاد حیات ہے احمد صاحب کا بھی

نام نکال کر صرف محمد قاسم کے نام پر کمپنی چلتی تھی اور حسب سابق گھر کا خرچ مشترک تھا' مرحوم زین العابدین کا لڑکا بھی کمپنی میں شریک ہو گیا اسکے ڈیڑھ سال بعد محمد قاسم نے اپنے بھتیجے کو کمپنی سے جدا کر کے یہ کہہ دیا کہ تیرا یہاں کچھ حصہ نہیں پس اس مسئلہ میں حقوق اور حصے کس طرح ہوں گے؟

جواب...... زین العابدین نے پہلے ڈیڑھ ہزار روپیہ دے کر اپنے باپ بھائی' اور خود کے نام پر جو تجارت شروع کرائی وہ روپیہ اور اس کے بعد ایک ہزار روپے کو مزید داخل تجارت کر کے خود بھی شریک تجارت ہوا وہ روپیہ سب کا سب زین العابدین ہی کا مال ہے ابتداء میں باپ اور بھائی کی کمائی ہوئی رقم اور اس کاروانہ کردہ روپیہ سب تینوں کے مابین مشترک طور پر خرچ ہوتا تھا زین العابدین کے انتقال کے بعد تجارت کی آمدنی باپ' بھائی اور ان کے اہل وعیال کے اخراجات میں اور زین العابدین کے اہل وعیال کے اخراجات میں نیز اس کے بیٹا بیٹی کی شادی کے اخراجات میں صرف ہوتی رہی اور یہ معلوم نہ تھا کہ آپس میں شرکاء کا حصہ کیا مقرر تھا اور زین العابدین کا لڑکا بھی کاروبار میں شریک تھا اور اس کا مقررہ حصہ بھی معلوم نہیں چونکہ صورت حال یہ ہے لہٰذا سرمایہ مذکورہ اسی زین العابدین کا مال ٹھہرایا جائے گا باقی زائد حاصل شدہ نفع ظاہراً ان کے درمیان مشترک محسوب ہوگا پس زین العابدین کا سرمایہ جو ڈھائی ہزار روپے ہے اور اس کا جو نفع ہوگا ان سب کے مجموعہ سے اول اس کی تجہیز وتکفین اور قرض ووصیت کی مشروع ادائیگی کے بعد ماقبی کے ایک سوبیس حصہ کر کے اس کا آٹھواں حصہ یعنی پندرہ اس کی عورت کو اور اس کا چھٹا حصہ یعنی بیس اس کے باپ کو باقی پچاسی حصہ کو پانچ حصوں میں منقسم کر کے اس کے ہر ہر فرزند کو دو دو حصے یعنی چونتیس چونتیس اور دختر کو ایک حصہ یعنی سترہ دیں اور احمد صاحب کا ترکہ یعنی ان کا گھر' اور فرزند زین العابدین کے ترکہ سے حاصل شدہ چھٹا حصہ اور تجارت کے نفع میں سے اگر کچھ ہے تو ان سب کے مجموعہ سے خرچ تجہیز وتکفین' قرض ووصیت حسب سابق نکال کر ماقبی تمام ان کے فرزند محمد قاسم کو دیں ان کے پوتے پوتی اور بہو سب محروم رہیں گے ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۲۷۰)

باپ بیٹوں نے کچھ جائیداد پیدا کی تو؟

سوال...... ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک ذی ہنر' دوسرا جاہل' ذی ہنر چھوٹا تھا اور والد کے ساتھ تھا اور جو بڑا تھا وہ جاہل کبھی والد کے ساتھ اور کبھی جدا رہتا تھا والد محض مسکین تھا اور اس کی اراضی اپنے اپنے نام داخل تھی اور بڑا لڑکا بغیر اراضی گھر کی چیز منقولہ تقسیم کر کے لے گیا تھا اور جو چھوٹا لڑکا تھا وہ وسیع آمدنی والا تھا والد کی خدمت بھی کرتا تھا اور اپنی خرید شدہ اراضی اپنے نام

داخل کراتا تھا صرف خود پیدا کردہ جائیداد کو اور والد سے (قبل از فوت چھ سال) یہ اقرار نامہ لکھوا لیا تھا اب بڑا لڑکا اپنے بھائی کے فوت ہونے کے بعد کچھ اراضی پر دعوئی کرتا ہے حالانکہ عرصہ بارہ سال سے اس نے اپنے نام داخل کر رکھی ہے اور اپنے والد کے اقرار نامے پر اعتماد کر رہا ہے اس جگہ علماء کہتے ہیں کہ اس کو چوتھا حصہ آتا ہے کتاب الشرکت شامی کو دیکھ کر پس آیا اقرار نامہ شرعاً قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اصل ہے یا ہبہ ہو جاتا ہے اور کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار ہبہ ہی ہو جاتا ہے عرصہ چھ سال بعد اس مقر کا انتقال ہو گیا بڑا برادر اپنے برادر کی تمام اراضی پر دعوئی نہیں کرتا بلکہ بعض بعض پر، آیا شرعاً کاذب ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر اقرار نامہ مندرجہ سوال واقعی اور صحیح ہے تو بلاشبہ جو اراضی اس اقرار نامے کی رو سے غوث شاہ (چھوٹا لڑکا) کی ملکیت ثابت ہوتی ہے وہ بعد ان کی وفات کے ان وارثوں پر شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی اس کے علاوہ دوسری جائیدادیں سب تنہا گل محمد شاہ کی ملک ہوں گی ان میں غوث شاہ (والد) کے دوسرے وارثوں کا کوئی حق نہیں کیونکہ اگر فی الواقع یہ جائیدادیں گل محمد شاہ ہی نے اپنے روپے سے خریدی تھیں تب تو اس کا مالک ہونا ضروری ہے لیکن اگر بالفرض غوث شاہ نے اپنے روپے سے نہ خریدی ہوں تب بھی اس اقرار سے وہ گل محمد شاہ کے نام ہبہ ہو گئیں اور گل محمد شاہ اپنے والد ہی کی حیات میں اس کا مالک ہو گیا (بشرطیکہ حیات والد میں گل محمد قابض ہو گیا ہو) بہر حال ان جائیدادوں کا مالک از روئے اقرار نامہ تنہا گل محمد شاہ ہے دوسرے وارثوں کا اس میں حق نہیں اور شامی کی کتاب الشرکت سے جن حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ دوسرے وارث بھی اس میں شریک ہیں تو وہ اس صورت میں ہے جب کہ سب بھائی مل کر باپ کے ساتھ کھانے اور کمانے دونوں میں شریک رہیں اور جو چیز خرید کی جائے وہ مشترکہ روپیہ سے خریدی جائے اور یہ تفاوت معلوم نہ ہو کہ کس کا حصہ کتنا ہے تو یہاں سب میں برابر تقسیم ہوتا ہے اور ایک دوسری صورت بھی شامی نے لکھی ہے کہ ایک بیٹا باپ ہی کی ملک ہوتا ہے مگر یہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ دونوں ایک ہی صنعت میں شریک ہوں اور بیٹا باپ ہی کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ میں شریک ہو۔ اور ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں گل محمد شاہ کی ملک بالکل جدا گانہ ہے اور کمائی میں ایک صنعت کی شرکت ہی نہیں لہٰذا جن جائیدادوں کو اقرار نامے نے گل محمد شاہ کی ملک قرار دیا ہے وہ شرعاً اسی کی ملک ہیں اور کسی کا ان میں حق نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۸۲۲)

جب شریک مال سے کوئی بھی چیز خریدی جائے وہ سب بھائیوں میں شریک ہوگی مفصل فتویٰ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم اپنے والد کے چار لڑکے مسمی مولوی گل محمد' مرزا گل' امام گل' امام الدین تھے والد صاحب کی فوتگی کے بعد ترکہ (بھیڑ بکری گائے وغیرہ پر مشتمل تھا) سے بھیڑ بکری وغیرہ فروخت کر کے چکی لگوائی پھر اس کو فروخت کیا اس کے بعد چکی کی قیمت اور کچھ دوسرے جانور فروخت کر کے دوسری چکی خریدی۔ ہم میں سے بڑا اور تعلیم یافتہ چونکہ مولوی گل محمد صاحب تھے اس لئے ہم نے ان کو اپنا سرکردہ بنایا ہوا تھا اور اسی بنا پر ہم نے تمام سود وزیاں کا اسکو مالک بنایا ہوا تھا۔

اب قابل دریافت یہ بات ہے کہ یہ دوسری چکی ہم بھائیوں میں کیسے تقسیم ہوگی جبکہ بڑا بھائی گل محمد دعویٰ کرتا ہے کہ چکی میں نے اپنی مالیت سے والد صاحب کی وفات کے بعد اپنے لئے خریدی ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ یہ چکی مشترکہ مالیت سے خریدی گئی ہے کیونکہ ہم نے اب تک والد صاحب کا ترکہ تقسیم نہیں کیا پہلی چکی ادھار پر فروخت کی گئی تھی دوسری چکی خرید کرنے کے لئے کچھ بھیڑیں فروخت کی گئیں جن کو ایک بھائی نے بھکر تک پہنچا دیا تھا اور آگے پھر مولوی گل محمد صاحب اور امام گل نے فروخت کی ہیں اور کچھ ایک بھائی مرزا گل کی ذاتی رقم بھی تھی اس مجموعہ سے دوسری چکی خریدی اور مولوی گل محمد صاحب نے دیگر تمام بھائیوں کے مشورہ سے خرید کی اور تقریباً ڈیڑھ سال تک ہم اس پر مشترکہ طور پر کام کرتے رہے جبکہ تقسیم کا مطالبہ کیا تو بڑے بھائی کہنے لگے کہ یہ چکی میں نے اپنے لئے خریدی ہے اور باقی دوسرے بھائی کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ چکی ہم تمام بھائیوں نے مشترکہ خریدی ہے کیونکہ مشترکہ رقم سے خریدی گئی ہے جواب سے مشرف فرمائیں۔

جواب...... ترکہ تقسیم نہیں ہوا بلکہ اسی مشترکہ ترکہ میں سب بھائیوں نے اپنی ہمت اور لیاقت وفراغت کے مطابق کام کیا جس سے پہلی چکی اور پھر دوسری چکی خریدی گئی یہ شرکت ملک تھی جیسا کہ علامہ شامی وغیرہ رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے۔ **یقع کثیرا من الفلاحین ونحوهم ان احدهم یموت فتقوم اولاده علی ترکته بلاقسمة ویعملون فیها من حرث وزارعة وبیع وشراء واستدانة ونحو ذلک وتارة یکون کبیرهم هو الذی یتولی مهما متهم ویعملون عنده بامره کل ذلک علی وجه الاطلاق والتفویض لکن**

بلا تصريح بلفظ المفاوضة (الى ان قال)فاذا كان سعيهم واحدا ولم يتميزما حصله كل واحد منهم بعمله يكون ماجمعوه مشتركاً بينهم بالسوية وان اختلفوا فی العمل والرأی كثرة وصوابا كمافتی به فی الخيرية ١ھ ص٣٠٧ ج٤
اورشرکت ملک میں زیادتی ومنافع بھی رأس المال (اثمان مشترکہ) میں تناسب اشتراک کے مطابق مملوک ہوتے ہیں کمافی کتاب الشرکة

نیز مندرجہ حوالہ میں بھی مصرح ہے کہ جیسے اصل ترکہ مشترک ہوگا ایسے ہی اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی مشترک ہوگی اس صورت مسئولہ میں حسب بیان سائل چونکہ یہ مشین ترکہ کی مشترکہ آمدنی سے خریدی گئی ہے لہٰذا یہ بھی تمام وارثوں میں مشترک ہوگی مولوی گل محمد صاحب کی ملکیت خاص کا دعویٰ خلاف ظاہر ہے جب تک مولوی صاحب موصوف بذریعہ شہادت یہ ثابت کردیں کہ یہ مشین میں نے اپنی رقم سے خاص اپنے لئے خریدی تھی ان کا دعویٰ مسموع نہیں ہوگا عرف اور قرائن واقعہ سبب ان کے دعویٰ کورد کرتے ہیں ردالمحتار کی سابقہ عبارت اس کی کافی دلیل ہے اس میں تصریح ہے کہ جب تک کسی شریک کی خاص آمدنی سے حاصل کردہ چیز متمیز متعین نہ ہوسب اشیاء مشترک تصور کی جائے گی ظاہر ہے کہ متنازعہ فیہ مشین ایسی چیز نہیں جس کے بارے میں دونوں فریقوں کو مسلم ہو کہ یہ ایک فریق کی آمدنی خاص سے خریدی گئی ہے پس بصورت نزاع جو فریق اس طریقے سے تحصیل اور اپنی ملکیت خاص کا مدعی ہے بار اثبات اس کے ذمہ ہوگا ورنہ اصل کے مطابق اشتراک ثابت رہے گا۔

بڑا بھائی مولوی گل محمد دوسرے بھائیوں کی جانب سے خریداری مشین میں وکیل ہے جیسا کہ مشورہ کرنے اور پھر خریداری کے لئے بھیجنے سے ظاہر ہے اور وکیل وموکل میں مشتریٰ کے بارے میں اگر نزاع ہوجائے تو بصورت تکاذب ''تحکیم نقد'' پرعمل کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ادائیگی ثمن موکل کے مال سے ہوئی ہے تو چیز موکل کی ہوگی ورنہ وکیل کی' نقد موکل کی طرف اضافت عقد بھی ضروری نہیں۔ كمافی الهداية وان اضافه الی دراهم مطلقة فان نواها للامر فهوللامر وان نواهالنفسه...... وان تكاذبا فی النية يحكم النقد بالا جماع لانه دلالة ظاهرة علی ماذكر نا اه ص ١٨٣ ج٣

پس صورت مسئولہ میں جب رقم مشترکہ ادا کی گئی ہے اور دوسرے بھائی اس کی نیت اور ملکیت خاص کا انکار کرتے ہیں تو یہ مشین مشترکہ تصور کی جائے گی الا یہ کہ مولوی صاحب موصوف خریداری اور رقم کا اپنی ذاتی ملکیت ہونا ثابت کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جب تمام مال مشترک ہے اور تقسیم بھائیوں کی نہیں ہوئی تو مشین میں مولوی گل محمد کا دعویٰ تخصیص غیر ظاہر ہے۔

جب مال کی تقسیم نہیں ہوئی ہے تو جمیع مال تمام وارثوں میں مشترک ہوگا مولوی گل محمد کا کچھ مال میں خصوصی ملکیت کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ورنہ بصورت دعویٰ تخصیص ثبوت مولوی گل محمد کے ذمہ ہے نہ کہ دوسرے بھائیوں کے ذمہ۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۱۴۷)

مشترک کمائی میں سب کا برابر حصہ ہے

سوال......ایک شخص کے چھ لڑکے ہیں اور سب کے سب کمائی میں شریک ہیں لیکن ان میں بعض ہشیار اور تجربہ کار ہیں جن کی کمائی نسبتہً زیادہ ہے اور بعض بے محنت اور سست ہیں جن کی کمائی کم ہے ان سب نے مل کر ایک زمین خریدی اور پھر فروخت کر دی اب زیادہ کمانے والے بھائی کہتے ہیں کہ اس میں زیادہ حصہ ہمارا ہے اور دوسرے بھائی کہتے ہیں کہ سب کا حصہ برابر ہے کس کی بات درست ہے۔

جواب...... یہ رقم مشترک ہے اور اس میں تمام بھائی برابر کے حصہ دار ہیں لیکن اگر مشترک کاروبار میں تفاوت معلوم ہو اور معین زیادتی اقرار یا بینہ سے ثابت ہو تو اس صورت میں اس کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۹۳)

نابالغ کیساتھ مشترک مصارف

سوال......مرحوم کی بیوہ کے نام کچھ رقم بطور پنشن منظور ہوئی ہے اور سو روپے ماہوار بچوں کے نام ہوئے ہیں بیوہ اور چار بچے جن میں سے دو بالغ ہیں سب اکٹھے رہتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اس رقم کو مجموعہ خرچہ میں صرف کریں یا علیحدہ کر کے اخراجات کا حساب رکھیں؟

جواب......جو رقم نابالغوں کیلئے منظور ہوئی ہے اس میں سے بالغوں پر خرچ کرنا جائز نہیں صرف نابالغوں کے مصارف میں خرچ کی جائے البتہ کھانے پینے میں سب کا حساب مشترک رکھ سکتے ہیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۰۲)

اگر بھائی نے نابالغ بھائی کا مشترک مال خرچ کیا ہو اور نابالغ بھائی نے بعد بلوغ کے مطالبہ نہ کیا ہو تو حق ساقط ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہو گیا دو بیٹے چھوڑ گیا

خالد اور زاہد خالد بالغ اور زاہد نابالغ' باپ کا میراث معمولی تھا لہٰذا دونوں بھائی آپس میں کھیتی باڑی کرتے رہے خالد نے اپنی ہمشیرہ کا بکر سے نکاح کیا بقضاء الٰہی بکر کی لڑکی فوت ہوگئی پھر خالد نے چھ سو روپے لے کر دوسری جگہ شادی کر لی جبکہ زاہد نابالغ تھا اور زاہد نے بھی اپنی ہمشیرہ کے بدلے نکاح کیا اور زاہد کہتا ہے کہ جو چھ سو روپے تم نے دے کر شادی کی تھی وہ روپے مشترک تھے نصف میرا حق ہے خالد کہتا ہے کہ تم چھوٹے تھے سب کاروبار ہم کرتے تھے وہ ہمارا حق ہے زاہد کہتا ہے تم بالغ تھے ہم نابالغ کام دونوں کرتے تھے ہم اپنی قدر کا کام کرتے تھے تم اپنے قدر کا' پھر بھی تھے مشترک' ان کا جو شرعی فیصلہ ہو تحریر فرمادیں۔

جواب..... خالد نے جب مال مشترک سے چھ سو روپے لیکر اپنی منکوحہ کا مہر وغیرہ اخراجات میں صرف کیا اور زاہد نابالغ تھا بالغ ہونیکے وقت اگر وہ راضی بھی ہوا اسکی رضا کا اعتبار نہیں اور بعد بلوغ کے تو وہ مطالبہ کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راضی نہیں اس لئے اسکا حق سالم اس کو ملنا ضروری ہے۔

اگر زاہد نے بعد بلوغ کے اپنی رضا کا اظہار کیا اور بھائی کو بری الذمہ قرار دیا ہو تو اب اسکا دعویٰ صحیح نہیں ہے پہلی رضا سے اسکا حق ساقط ہوگیا اب رجوع نہیں کرسکتا۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۱۵۸)

مشترک کمائی میں شرکاء کے حصہ کا حکم

سوال..... ایک استفتاء آیا ہے جس کا جواب یہ سمجھ میں آتا ہے لیکن دو متضاد روایت قیل قیل کر کے لکھی ہیں کس کو ترجیح دی جائے شامی **فصل فی الشرکة الفاسدة یوخذ من هذاماافتی به فی الخیریة فی زوج امرائة وابنها اجتمعافی داروا حدة واخذ کل منهمایکتسب علی حدة ویجمعان کسبهما ولا یعلم التفاوت ولاالتساوی ولاالتمیز فاجاب بانه بینهما سویة** الخ چند سطر کے بعد **فقیل هی للزوج وتکون المرأة معینة له الااذا کان لها کسباعلی حدة فهولهاوقیل بینهمانصفان.**

جواب..... میرے نزدیک ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں وجہ جمع یہ ہے کہ حالات مختلف ہوتے ہیں جنکی تعیین کبھی تصریح سے کبھی قرائن سے ہوتی ہے یعنی کبھی تو مرد اصل کاسب ہوتا ہے اور عورت کے متعلق عرفاً کسب ہوتا ہی نہیں وہاں تو اسکو معین سمجھا جائیگا اور کہیں گھر کے سب آدمی اپنے اپنے لئے کسب کرتے ہیں جیسا کہ اکثر بڑے شہروں مثل دہلی وغیرہ کے دیکھا جاتا ہے وہاں دونوں کو کاسب قرار دیکر عدم امتیاز مقدار کے وقت برابر آدھے آدھے کا ملک سمجھا جائیگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۹۵)

مشترک کاروبار میں نقصان ہو گیا

سوال......دو ہزار روپے بکر کے اور ایک ہزار روپے زید کے ہوں اور کاروبار میں نقصان ہو جائے تو زید پر کتنا نقصان آئے گا اور بکر پر کتنا؟

جواب......اس نقصان کو پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اگر نفع سے پورا نہیں ہوتا تو دونوں پر بقدر حصہ نقصان آئے گا یعنی ایک ہزار روپے والے پر ایک تہائی' اور دو ہزار روپے والے پر دو تہائی۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۹۷)

اہل سنت اور شیعہ کے مشترک خریدے ہوئے گورستان کا حکم

سوال......گروہ اثناء عشریہ کو بلا مدت اور بلا خرید نے دوسرے گورستان کے نکال دینا از روئے شرع انصاف ہے یا نہیں؟ اور تا وقتیکہ دوسرا گورستان نہ خریدا جائے اس وقت تک یہ اپنے مردے کہاں رکھیں چنانچہ ان کی جائے زر خرید نہیں ہے اور سرکاری جگہ پر دفن کرنا خلاف قانون سرکار ہے اس حالت میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب......جب وہ زمین فریقین کے مشترک روپے سے خریدی گئی ہے تو بقدر نسبت باہمی ہر دو رقم کے وہ زمین دونوں فریق میں شرعاً مشترک ہو گئی یعنی دونوں فریق اپنے اپنے حصۂ رقم کے موافق اس زمین کے مالک ہونگے اور ہر مالک کو اپنی ملک میں تصرف کرنیکا حق حاصل ہے کوئی کسی کو نہیں روک سکتا نیز اہل تشیع سب خارج از سلام بھی نہیں تا وقتیکہ وہ ضروریات دین کا انکار نہ کریں اس پر بھی اگر مصلحت یہی ہو کہ فریقین کے اموات مخلوط طور پر مدفون نہ ہوں تو بقدر حصص اس زمین کو تقسیم کر لیا جائے اور درمیان میں حد قائم کر دی جائے تا کہ دونوں کا قبرستان الگ الگ ہو جائے گو باہم اتصال رہے اور اگر یہ زمین خرید کر سب مالکوں نے یا انکے وکیلوں نے صریح لفظوں سے وقف کر دی ہے تو دوبارہ سوال کیا جائے اور وہ الفاظ وقف کے بھی سوال میں لکھے جائیں اس وقت جواب دیا جائیگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۷)

دکان چلانے کے عوض میں شرکاء سے ہدیہ لینا

سوال......اگر محمود راس المال میں بھی ان چاروں کے ساتھ شریک ہے اور دکان چلانے کے عوض بعنوان ہدیہ ہر مہینہ لیتا ہے اور نفع کا حصہ بھی چلانے کے عوض میں' مطلب یہ ہے کہ اس کو تین طریقے سے آمدنی ہوتی ہے ایک راس المال میں شرکت کی وجہ سے' اور ایک دکان چلانے کے عوض میں نفع کا نصف حصہ اور ہر مہینہ بعنوان ہدیہ' سو روپے' تو یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب.....اس صورت میں بھی تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۴۲)

ہر شریک کو شرکت ختم کرنے کا اختیار ہے

سوال.....زید نے چند شرکاء کے ساتھ مل کر مشترک کاروبار کیلئے ایک دکان خریدی ان کے ساتھ عمرو نے بھی شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اسے اس شرط پر شریک کر لیا گیا کہ وہ حسب معمول تعلیم قرآن کی خدمت میں مشغول رہے گا اور کاروبار میں کسی قسم کا عمل دخل نہ رکھے گا نیز یہ بھی طے پایا کہ زید کام زیادہ کرے گا اس لئے منافع میں اس کا حصہ بھی زیادہ ہوگا یعنی چالیس فیصد نفع زید کے لئے اور ساٹھ فیصد بقیہ شرکاء کے لئے بعد میں شرکاء زید کی خیانت پر مطلع ہوئے اس لئے وہ اسے شرکت سے الگ کرنا چاہتے ہیں کیا شرعاً وہ اس کے مجاز ہیں نیز زید کا مطالبہ ہے کہ الگ ہونے کی صورت میں دکان کی موجودہ قیمت لگا کر اسے اس کا حصہ دیا جائے اس لئے کہ دکان کی موجودہ قیمت پہلے سے زیادہ ہے کیا زید کا یہ مطالبہ درست ہے؟

جواب.....ہر شریک کو ہر وقت اختیار ہے کہ دوسرے شرکاء کی رضا کے بغیر جب چاہے شرکت کو ختم کر دے اس صورت میں اشیاء مشترکہ کی قیمت لگا کر اصل بقدر حصہ اور منافع حسب شرط تقسیم کر لیں اگر کوئی چیز لینے کا ہر شریک خواہش مند ہو تو بصورت نیلام جو شریک زیادہ قیمت لگائے اسے دیدی جائے لہٰذا شرکاء کا زید کی شرکت کو ختم کر دینا صحیح ہے خواہ اس کی کوئی معقول وجہ ہو یا نہ ہو البتہ زید دکان کی موجودہ قیمت سے اپنے حصہ کا مستحق ہے اور اگر تمام شرکاء سے زیادہ قیمت دیکر دکان خود رکھنا چاہے تو زید کو اسکا بھی اختیار ہے جیسا کہ دوسرے ہر شریک کو بھی اختیار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۹۸)

چک بندی میں باغ کو مشترک قرار دئے جانے کی صورت

سوال.....ایک مشترکہ چک میں زید، بکر، عمر، خالد برابر کے شریک تھے، پینتیس سال قبل اس چک میں ایک نمبر چار بیگہ کا ایسا آیا تھا جس میں کچھ آم کے پیڑ تھے پھر بھائیوں کے بٹوارے میں یہ نمبر زید پر چلا گیا اس نے کچھ پیڑ اس باغ میں اور لگائے اب پینتیس سال بعد چک بندی میں اسماعیل کے شریکوں نے اس کو صلاح دی کہ اس باغ والے کھیت کی قیمت چک بندی افسر سے لگوالو تاکہ یہ باغ والا کھیت تم پر رہ جائے اور اس کے حصے کی زمین ہمیں خالی مل جائے رضامندی سے کھیت کی قیمت لگوائی گئی کئی روز کے بعد اسماعیل نے وہ قیمت کٹوادی کہ کبھی میرے پاس کاشت کی زمین بقیہ حصہ داروں سے کم رہ جائے چک بندی والوں نے اس باغ کو پھر مشترکہ

حصہ داران کا رہنے دیا ایک سال ہو گیا ہے چاروں حصہ داران اپنے اپنے نئے چکوں پر چلے گئے اس باغ میں سبھی حصہ دار مع نام اندراج قائم ہیں زید فوت ہو گیا اب اس کے لڑکے بقیہ حصہ داروں کو آمد میں سے حصہ نہیں دیتے آیا ہمارا حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... چک بندی میں باغ کو سب بھائیوں میں مشترک قرار دے دیا تو اب مشترک ہی ہے اس لئے سب حصہ داروں کا باغ میں حصہ ہے آمدنی حصہ داروں میں تقسیم ہونا ضروری ہے۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بھائیوں نے مل کر مشترک تجارت کی تو ان کے درمیان نفع کا حکم

سوال...... زید نے اپنی پہلی مرحومہ عورت کے تین فرزند' عمرو' بکر' خالد کو اپنی ملک میں سے کچھ دے کر علیحدہ کر دیا تینوں بھائیوں نے تجارت شروع کر دی اور کچھ روپے کمائے' تینوں یکساں طور پر کھاتے پیتے رہے ان میں آپس میں کچھ حصہ مقرر نہیں تھا' اس اثنا میں بکر کا انتقال ہو گیا اور ایک عورت اور ایک لڑکا' ایک باپ اور دو بھائیوں کو وارث چھوڑا اس پر اپنی عورت کے مہر کے سوا دوسرا کوئی قرض نہیں ہے اس نے کچھ وصیت بھی نہیں کی پس اس صورت میں بکر کو تجارت کے منافع میں کیا حصہ ملے گا اور اس کا ترکہ کس طرح تقسیم ہونا چاہئے۔

جواب...... درصورت صدق سوال مذکورہ تجارت کا نفع بکر اور اسکے بھائیوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا پس بکر کے حصے سے تجہیز و تکفین اور ادائے مہر کے بعد ماقی کے چوبیس حصے کر کے تین حصے اسکی عورت کو چار حصے اسکے باپ کو دیکر بقیہ سترہ حصہ اسکے لڑکے کو دیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۲۷۲)

شریک کی والدہ سے رقم وصول کرنا

سوال...... ایک عورت نے اپنے بھتیجے کو کچھ رقم ادھار دی لیکن اس عورت کے لڑکے اور بھتیجوں میں مشترک کاروبار تھا اس کاروبار میں جو منافع ہوا لڑکے نے حساب پورا نہیں دیا جب حساب دیکھا گیا تو اس عورت نے جو رقم اپنے بھتیجے کو دی تھی اس سے زیادہ حساب اس آمدنی میں سے ان کی طرف نکلا انہوں نے ادا نہیں کیا وہ عورت اپنے بھتیجے سے رقم طلب کرتی ہے جبکہ اس کو معلوم ہے کہ میرے بیٹے کی طرف میرے بھتیجے کی رقم واجب ہے پھر بھی اس عورت کا بھتیجے پر تقاضا بدستور ہے لہٰذا اس مسئلہ کی پوری وضاحت فرمائی جائے۔

جواب...... عورت نے اگر اپنی مملوکہ رقم بھتیجے کو دی تھی تو وہ اس کی واپسی کا مطالبہ کر سکتی ہے

اور بھتیجے کے ذمہ اس کا واپس کرنا لازم ہے جو کاروبار مشترک ہے یا جو حساب اس عورت کے لڑکے سے متعلق ہے اس میں وہ ادھار کی رقم محسوب کرنے کا حق نہیں ہے جبکہ وہ عورت اور اسکا لڑکا رضا مند نہ ہوں اور شرکاء اجازت نہ دیں۔(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ص ۳۴۷)

ہوٹل کے ایک شریک کا اپنے دوستوں کو مشترکہ کھانا کھلانا

سوال......ایک ہوٹل میں زید' عمر' بکر' شریک تھے زید کے ملنے والے آدمی ہوٹل آتے ہیں اور چائے کھانا وغیرہ بعض مرتبہ کھلانا پڑتا ہے زید سوچتا ہے کہ شرکاء کہیں یہ نہ سوچیں کہ زید کے آدمی چائے وغیرہ پیتے ہیں لہٰذا زید نے شرکاء سے کہا کہ اگرچہ آپ کو کھلانا پلانا برا نہ لگتا ہو مگر میرے دل میں یہ بات گوارا نہیں لہٰذا زید چاہتا ہے کہ عمرو بکر شرکاء کو ایک ایک ہزار روپیہ ماہوار ادا کردے آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......زید کے ملنے والے آدمی چائے کھانا' تینوں کا مشترک کھاپی لیتے ہیں اور زید ان سے قیمت نہیں لیتا عمر' بکر بھی زید کے تعلق کی بنا پر اس کو برداشت کر لیتے ہیں یہ ان کا زید پر احسان ہے زید اگر اس احسان کے عوض بے ضابطہ ان کو کچھ رقم دیدیا کرے (ایک ہزار یا کم وبیش حسب صوابدید) تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ص ۳۴۹)

پیشہ والد کا' کام لڑکوں کا' تو باپ نفع میں شریک ہے یا نہیں؟

سوال......ایک شخص نے اپنی رقم سے اپنے لڑکوں کو تجارت کا سلسلہ شروع کرایا چند سال بعد اس شخص نے وہ کل رقم ان سے لے کر ان ہی لڑکوں کی شادی میں صرف کردی اور رقم کا منافع لڑکوں کے پاس ہی رہنے دیا وہ لڑکے آج تک اسی منافع سے معقول کاروبار کر رہے ہیں تو اس شخص کو تجارت میں کوئی حق یعنی شرکت پہنچتا ہے یا نہیں اور اگر وہ شخص (یعنی والد) تجارت میں سے طلب کرے تو اس کا مطالبہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب......والد نے جو مال اپنے لڑکوں کو دیا تھا اگر صراحۃً ان کی ملک کر دیا تھا یا اس کے قران موجود تھے کہ بطور تملیک دیا ہے تب تو وہ مال اور اس کا نفع ان لڑکوں کی ملک ہے اس میں سے جو واپس لیا گیا ہے وہ بھی ان کا تبرع تھا باپ کو بحیثیت شرکت ان سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں ہوسکتا البتہ باعتبار اولاد ہونے کے ان کے ذمہ واجب ہے کہ اگر والدین محتاج ہوں تو ان کے خرچ کا تکفل کریں اور اس حیثیت سے والدین کو بھی بوقت حاجت جبر کرنے کا حق حاصل ہے اور

اگر بطور تملیک نہیں دیا گیا تھا تو پھر دو صورتیں ہیں یا تو کام کاج اصل میں خود باپ نے کیا اور لڑکے اس کے ساتھ اعانت پر رہے نیز لڑکوں کا خرچ اسی کے ساتھ شریک ہے اور یا باپ نے صرف مال دیدیا اور لڑکوں نے اپنی تجارت کر کے نفع حاصل کیا اور لڑکے خورد ونوش میں والد کی کفالت میں نہیں تھے پہلی صورت میں کل مال والد کا ہے اصل بھی اور نفع بھی اور دوسری صورت شرکت فاسدہ کی ایک قسم ہے جس کا شرعاً حکم یہ ہے کہ اصل مال اور اس کا نفع والد کا ہے اور لڑکوں کا حق المحنت بازار اور عرف ورواج کے مطابق دینا واجب ہوگا۔ (امداد المفتیین ص ۸۱۹)

مشترک جائیداد سے حاصل شدہ منافع کا حکم

سوال...... ایک ریاست مشترکہ ہے جس کی ہندہ (زوجۂ مورث) اور چار لڑکے نابالغ اور تین لڑکی نابالغ وارث ہیں، ہندہ منتظم اور زید کارندہ بجانب ہندہ ہے، خاندان ہندہ میں دختران کا ترکہ پدری اپنے برادران کے حق میں بخوشی معاف کر دینے کا رواج تھا عمرو (ہندہ کا داماد) کو ہندہ نے ریاست کا کام کرنے کی اجازت دی عمرو نے تحصیل کا کام کیا اور رقوم اپنے اور اہلیہ کے تصرف میں لگائیں اور سفر حج کے واسطے ہندہ سے زرنقد بھی لیا اب عمر اپنی اہلیہ کا منافع کا مطالبہ کرتا ہے ہندہ کا عذر ہے کہ میں نے جو رقم بطور مراعات دی اور جو رقوم عمرو نے وصول کر کے اپنے تصرف میں لیں اور جو زرنقد سفر حج کے واسطے دیا گیا یہ جملہ رقوم منافع میں منہا ومحسوب ہو کر باقی ادا کروں عمرو کا عذر ہے کہ ہندہ نے جو کچھ اپنی دختر کو بطور مراعات دیا نا قابل مجری ہے اور جو زرنقد سفر حج کے واسطے لیا وہ اس وجہ سے نا قابل مجری ہے کہ عمرو نے اپنے پدر زید سے لیا زید کا یہ بیان ہے کہ جو رقوم جمع خرچ ریاست مشترکہ میں بنام عمرو درج ہوئیں ان کو ہندہ نے بارہا وقت تذکرہ منافع زوجۂ عمرو میں مجری لینے کا ذکر کیا جس کا علم خود عمرو کو ہے نہ زید کی وہ رقوم تھیں نہ زید نے عمرو کو دیں اس صورت میں جو رقوم ہندہ نے بطور مراعات دیں اور جو رقم عمرو نے خود وصول کر کے خرچ کیں اور جو ہندہ سے عمرو نے سفر حج کے واسطے حاصل کیں یہ سب ہندہ کو منافع زوجۂ عمرو سے مجری پانے کا حق ہے یا نہیں؟ نیز دواب ریاست اور ملازمان سے جو مالکانہ طور پر عمرو نے کام لیا اور سائر خرچ اور پیداوار باغ سے جو تمتع مالکانہ طور پر حاصل کیا اس میں بقدر تصرف عمرو کے ہندہ خرچ میں حصہ پاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر زوجہ عمرو کی جو کہ مورث کی دختر اور حق دار میراث ہے خود ریاست مشترکہ سے کچھ لیتی یا اپنے شوہر کو وکیل بناتی تو اسکا وصول کیا ہوا مال زوجۂ عمر کے حصہ میں مجری کیا جاتا لیکن عمرو

خود حق دار نہیں ہے اس لئے اس نے جس قدر ہندہ کی خوشی سے لیا وہ ہندہ پر پڑے گا اور جس قدر زید سے بلا اذن ہندہ کے لیا وہ زید کے ذمہ سب ورثہ کا مشترکہ قرضہ ہے اور جس قدر عمرو نے خود لیا کہ نہ زید سے اجازت لی اور نہ ہندہ سے اور ہندہ نے اس کو جائز بھی نہ رکھا ہو وہ عمرو کے ذمہ مشترک قرضہ سب ورثہ کا ہے ان صورتوں میں زوجہ عمرو کے حصہ میں مجری نہیں ہوسکتا زوجۂ عمرو اپنا پورا حق لے گی پھر ہندہ یا ورثہ زید سے یا عمرو جس کے ذمہ بھی جس کا قرضہ ہو وہ اس سے مطالبہ کرے گا اور ہندہ کے حصہ میں خرچ پانے کا جو سوال کیا گیا ہے یہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۴)

مشترک جائیداد واگذار کرائی تو شرکاء سے خرچہ لینے کا حکم

سوال...... زید نے جائیداد کثیر چھوڑی اس کے بعد اغیار قابض ہوگئے اور قریب سو برس کے قابض رہے بعد انگریزی حکومت کے چند نے دعویٰ کیا اور باقی اولاد نے کوئی دعویٰ وغیرہ نہیں کیا جن چند نے دعویٰ کیا انہوں نے منجملہ کل جائیداد کے ایک بہت بڑے جزو کی ڈگری پائی جو ان کے حق سے بھی بہت کم ہے ڈگری کے بعد سے ڈگری شدہ جزو پر وہ لوگ تنہا پچاس سال سے قابض ہیں اب زید کی دوسری اولاد میں سے بعض لوگ ڈگری یافتگان سے حساب فہمی کا تقاضہ کرتے ہیں تو آیا شرعاً یہ لوگ مستحق حساب فہمی ہیں باوجودیکہ جائیداد کے حاصل کرنے میں باوجود علم نہ کوئی کوشش کی نہ کوئی کچھ خرچ اور ان لوگوں کے جواب میں مورثوں نے عملاً ڈگری داران کو قابض جائیداد تسلیم بھی کرلیا۔

جواب...... صورت مسئولہ میں مدعین بھی حصہ جائیداد کے مستحق ہیں اور ان مدعین پر کوئی خرچ نہیں پڑے گا جو جائیداد کے چھڑانے میں صرف ہوا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۶)

کسی عمل پر اپنے شرکاء سے تنخواہ لینا

سوال...... چار شخصوں نے مل کر تجارت کی اور باہم یہ بات قرار پائی کہ ایک سال دو شخص مال تجارت لے کر پردیس کو جاویں اور دوسرے سال دوسرے دو اب پوچھنا یہ ہے کہ جو شخص مال تجارت لے کر پردیس جاتے ہیں وہ ان دو شخصوں سے جو مکان پر رہتے ہیں منافع زیادہ لینے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اگر منافع زیادہ نہیں لے سکتے تو اپنا حق المحنت بطور تنخواہ کے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب...... جو لوگ باہر جاتے ہیں وہ منافع زیادہ لے سکتے ہیں مگر تنخواہ معین کرکے نہیں لے سکتے اور منافع جو زیادہ ہو وہ نسبت سے ہونا چاہئے مثلاً دو ثلث وہ لیں گے اور ایک ثلث دوسرے شرکاء جو باہر نہ جاویں گے اور یہ جائز نہیں کہ بیس بیس روپے ماہوار لیا کریں گے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۵)

ایک شریک کے لئے زائد منافع کی شرط

سوال...... زید اور بکر نے مشترک کاروبار شروع کیا زید نے دو ہزار اور بکر نے چھ ہزار شامل کئے طے یہ پایا کہ نفع میں پینتیس فیصد زید لے گا اور پینسٹھ فیصد بکر لے گا اور اسی تناسب سے نقصان بھی برداشت کریں گے لیکن یہ بھی طے ہے کہ زید کوئی کام نہ کرے گا ہر ماہ حساب جانچ پڑتال کے بعد نفع تقسیم کرتے رہیں گے بکر ابتداء میں چند ماہ تک زید کو نفع دیتا رہا بعد میں باقاعدہ حساب کرنا چھوڑ دیا یونہی اندازہ سے کچھ رقم دیتا رہا' تو اندازے سے نفع کی تقسیم جائز ہے یا ناجائز؟

جواب...... اگر عقد کے وقت شریکین میں سے کسی ایک کیلئے کاروبار میں کوئی کام نہ کرنا طے پایا ہو تو اس کیلئے اسکے راس المال کی مقدار سے زائد منافع کی شرط جائز نہیں ہر شریک کا نفع و نقصان دونوں میں اسکے سرمائے کے مطابق حصہ ہوگا زید کا پچیس فیصد اور بکر کا پچھتر فیصد البتہ زید دکان کا کرایہ لے سکتا ہے منافع کی تقسیم میں حساب کی جانچ پڑتال ضروری ہے تخمینہ سے کچھ لینا دینا جائز نہیں اس سے پہلے تخمینے سے جس قدر نفع کی تقسیم ہوتی رہی اس پر فریقین توبہ واستغفار کریں۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ ص۳۹۴)

ایک شریک پر عمل کی شرط لگانا

سوال...... زید' بکر اور عمرو نے مساوی روپیہ لگا کر تجارت کی اور یہ قرار پایا کہ اس تجارت کو زید کرے جو نفع ہو اس کا نصف زید کو ملے گا اور نصف میں آدھا آدھا بکر کو اور عمر کو اور جو نقصان ہو اس کو تینوں شخص برابر برداشت کریں آیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ شرکت ہے اور سرمایہ برابر ہونے کے باوجود نفع میں تفاوت کی شرط بھی جائز ہے مگر کام ایک شریک کے ذمہ ڈالنے کی شرط ناجائز ہے اس لئے یہ شرط فاسد ہوئی نفع سب کو برابر ملے گا۔

(امداد الفتاویٰ ج۳ ص۵۱۷)

نوٹ: قلت وحاصل ذالک کله انه اذاتفاضلافی الربح فان شرطاالعمل عليهما سوية جازو لوتبر ع احدهما بالعمل و كذالوشرطا العمل على احدهما و كان الربح للعامل بقدرراس ماله اواكثر ولو كان الاكثرلغيرالعامل اولاقلهماعملا لايصح وله ربح ماله فقط وهذا اذا كان العمل مشروطاً ردالمحتار ج۳ ص ۳۴۱: مطلب في تحقيق حكم تفاضل في الربح اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ایک شریک پر عمل کی شرط لگانا جائز ہے اور کسی ایک شریک کے لئے زیادہ نفع کی شرط اس تفصیل کے ساتھ جائز ہے کہ اگر

عمل یا زیادہ عمل کی شرط کسی ایک شریک پر عقد میں لگائی گئی ہو تو وہ شریک جو کام بالکل نہ کرتا ہو یا بہت کم کرتا ہو تو اس کے لئے راس المال سے زیادہ نفع کی شرط صحیح نہیں' یہ شرط باطل ہوگی اور وہ شریک راس المال کی مقدار نفع میں شریک ہوگا اور کام کرنے والے' یا زیادہ کام کرنے والے کے لئے زیادہ نفع کی شرط صحیح ہے۔ البتہ اگر کسی ایک شریک پر کام کرنے کی شرط نہ ہو' بلکہ بطور احسان وتبرع ایک شریک عمل کر رہا ہو تو کام نہ کرنے والے کے لئے بھی زیادہ نفع کی شرط جائز ہے۔

نوٹ:۔ شرکت کی مزید بحث جامع الفتاوی جلد سوم ص ۱۸۳ پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

متفرقات

آڑھتی کو مضاربت پر رقم دینا جائز نہیں ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کو زید آڑھت یعنی کمیشن کا کاروبار کرتا ہے جو ایک آنہ فی روپیہ لی جاتی ہے زید سے کہتا ہے کہ میرے پاس روپیہ کم ہے تم روپیہ کی امداد کرو تو نصف آڑھت تم کو دوں گا۔

اس شرط پر بکر زید کو روپیہ دے دیتا ہے اور نصف آڑھت یعنی کمیشن لے لیتا ہے ایسی صورت میں بکر کا نصف آڑھت لینا از روئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہے یا سود کے تحت آ جاتا ہے۔

جواب..... آڑھت کا کاروبار اگرچہ جائز ہے لیکن جس شخص سے آڑھتی نے رقم لی ہے اس نے فی الحقیقت یہ رقم مضاربت پر دی ہے مضاربت میں اس رقم سے کوئی چیز خریدی جاتی ہے اور اس کو بیچ کر اسکے نفع کو تقسیم کیا جاتا ہے بظاہر آڑھتی اس رقم سے کوئی مال نہیں خریدتا بلکہ وہ تو دوسروں کا مال رکھ کر دلال کی حیثیت سے فروخت کرتا ہے اور اسکا کمیشن لیتا ہے اس لئے یہ مضاربت جائز نہیں اور نہ رقم دینے والے شخص کو اپنی رقم کے علاوہ کچھ لینے کی اجازت ہے البتہ اگر آڑھتی اس رقم سے کوئی چیز خود خرید کر فروخت کرتا ہے تو اسکے نفع میں رقم دینے والا شخص شریک ہو سکتا ہے۔ (فتاوی مفتی محمود ج ۸ ص ۱۵۸)

شرکت میں تعیین نفع کا اصول

سوال..... دو شخصوں نے مل کر ایک کتاب چھاپی ان میں سے ایک کتاب کو فروخت کرتا ہے اور جو کچھ نفع ہوتا ہے اس کو بحصہ مساوی یا کم وبیش جیسا کہ طے ہو جائے آپس میں تقسیم کر لیتے' کیا اس قسم کی شرکت شرعاً جائز ہے۔

جواب..... جائز ہے البتہ اگر عقد میں پورا یا اکثر کام ایک شریک کے ذمہ مشروط ہو تو دوسرے

شریک کیلئے اسکے حصہ راس المال سے زیادہ نفع کی شرط جائز نہیں اگر نفس عقد میں یہ شرط نہ ہو بلکہ تبرعاً کام کررہا ہو تو کام نہ کرنیوالے کیلئے بھی زیادہ نفع کی شرط جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ ص ۴۰۱)

سامان میں شرکت عنان صحیح نہیں

سوال...... زید' بکر' عمرو مشترک کاروبار کرنا چاہتے ہیں زید کی ایک دکان ہے جو کرائے پر چلائی ہوئی ہے جس کی قیمت تیرہ ہزار اور کرایہ پینتیس روپے ماہوار ہے بکر اور عمرو چار چار ہزار روپے شامل کرتے ہیں دکان سمیت یہ پوری مالیت اکیس ہزار روپے بن جاتی ہے اب فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ اصل نفع کا نصف تو کام کرنے والے شرکاء کی محنت کا معاوضہ ہوگا اور باقی نصف شرکاء کے سرمائے کے مطابق شرکاء میں تقسیم ہوگا' شرعاً یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ شرکت عنان ہے جس میں نقد روپے کا وجود شرط ہے صورت سوال میں ایک طرف سامان اور دوسری طرف نقد ہے لہٰذا یہ شرکت صحیح نہیں اس کو صحیح کرنے کی شرط یہ ہے کہ پہلے زید' بکر اور عمرو کو مکان میں شریک کرے پھر برابر یا کم وبیش سرمایہ لگا کر عقد شرکت کرلیں۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ ص ۳۹۷)

شرکت عنان کی ایک صورت کا حکم

سوال...... مجھے قرض کی ضرورت ہے ایک صاحب دیتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ تجارت میں مجھ کو بھی شریک کرلو اسکے واسطے میں نے یہ صورت تجویز کی ہے کہ جس قدر روپیہ کی مجھے ضرورت ہو وہ لے لوں اور جن کتابوں کی خواہش ہو ان کو خرید کرلوں اور اپنی کل تجارت میں ان کو شریک کرلوں تاکہ روپیہ جلد ادا ہو جائے ورنہ اگر چند کتابوں میں شریک کروں گا تو روپیہ بہت دنوں میں ادا ہوگا اور فی روپیہ ۲/ نفع طے پایا ہے مثلاً میں نے ۱۶ روپیہ لے کر کتابیں منگوائیں اب ۲ کے حساب سے ۱۶ میں ۲ نفع کے ہوئے اصل ونفع ملا کر ۱۸ ہوئے اب اگر سولہ کی کتابیں علیحدہ دو چار رکھی جاویں تو مدت میں نکلیں گی اس لئے روپیہ لیکر میں کتابیں اپنی ضرورت کی منگواؤں گا باقی اس خیال سے کہ روپیہ جلدی ادا ہو جائے اپنی کل کتابوں میں انکی شرکت کئے لیتا ہوں کیا یہ صورت شرعاً جائز ہے؟ اگر ناجائز ہو تو کوئی آسان صورت تجویز فرمائی جائے؟

جواب...... یہ صورت شرکت عنان کی ہے اور شرکت عنان میں دو شرطیں ہیں وہ یہاں نہیں ہیں کیونکہ ایک کا مال نقد ہے دوسرے کی کتابیں اور نقد والے کا نفع معین ہے لہٰذا یہ شرکت ناجائز ہے اور یہ نفع معین سود ہے جو کہ ایک حیلہ سے قرض لینا مقصود ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸۵)

جانور بطور شرکت پالنا

سوال...... ایک شخص نے بکری یا گائے خرید کر زید کو پالنے کے واسطے دی اور شرط یہ کرلی کہ

دودھ سب تمہارا ہے اور بچوں کی جو قیمت طے ہو وہ ہماری ہے یا اس طرح کہا کہ بچے تمہارے ہیں اور دودھ ہمارا' اس قسم کی شرط لگانا فاسد ہے یا جائز؟

جواب...... اس صورت میں بچے اور دودھ سب مالک کا ہے اور پالنے والے کو اجرت مثل دی جائے گی کیونکہ یہ اجارہ فاسدہ ہے اور اجارہ فاسدہ میں کام کرنے والے کو اجر مثل ملتا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۸۲۹)

محض قرائن سے شریک پر خیانت کا الزام نہ آئے گا

سوال...... ایک شخص نے اپنے لڑکے کو دوسرے شخص کے شریک کیا والد نے شریک سے کہا تم ہوشیاری سے کام کرو لڑکے سے ہوشیار رہو اور تالی' صندوقچہ حساب و کتاب تمہارے قبضہ میں رہے مگر والد نے یہ نہ کہا تھا کہ تم کہیں جاؤ تو ہمارے لڑکے کو دکان پر چھوڑ کر نہ جانا چنانچہ وہ شخص کھانے' نماز پڑھنے یا دہلی گیا تو دکان لڑکے پر چھوڑ دی گئی ڈیڑھ برس میں جو حساب دکان کا کیا گیا ۹۰ عدد جوڑے قیمتی ایک ہزار ایک سوانیس روپے کے کم ہوئے جانچ کی گئی تو معلوم ہوا کہ لڑکے نے تماش بینی کی والد نے کہا کہ تم تالی صندوقچہ اور تالیاں دکان کی ہمارے لڑکے کے سپرد کر دو چنانچہ جوتیاں شمار کر کے اپنے لڑکے کے قبضہ میں کیں برائے آزمائش سوا ماہ کے بعد جوتیاں جوڑی گئیں مو...... کی کمی آئی اور صد ایک دکاندار کے یہاں لے کر گیا اس کے ہاں نہ دیئے چنانچہ وہ مجری نہیں دیتا ہے اس طرح سے...... کی کمی آتی ہے اب اس ایک ہزار کی کمی کا کون مستحق ہوتا ہے؟

جواب...... خیانت محض قرائن سے ثابت نہیں ہوتی اگر شہادت کافیہ یا اقرار خان کا ہو تو خان سے ضمان لیا جائے گا ورنہ دکان میں خسارہ سمجھا جائے گا اور اس لڑکے کے والد سے ضمان نہ لیا جائے گا اول تو اس نے مطلع کر دیا تھا دوسرے اس نے کچھ کفالت نہ کی تھی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۳)

حرام کمائی والے کو تجارت میں شریک کرنا

سوال...... والد صاحب کی تجارت میں ایک شخص پولیس ملازم شریک ہونا چاہتے ہیں مال ان کا مشکوک بل کہ غالب خراب ہے ان کی شرکت کا کیا حکم ہے؟ نمک کی خریداری اس طرح ہوتی ہے کہ روپیہ سرکاری خزانہ میں ہر جگہ جمع کیا جا سکتا ہے وہاں سے رسید لے کر سرکاری پرمنٹ گودام واقع جھیل سانبھر کو بھیج دی جاتی ہے اور نمک وہاں سے آ جاتا ہے یا نوٹ خرید کر کسی آڑتی کو بھیج دیئے جاتے ہیں وہ نمک خرید کر بھیج دیتا ہے ان صورتوں میں خراب روپیہ شامل کرنے میں کیا حکم ہے؟

جواب.....جن کا مال خراب ہے وہ کسی سے قرض لے کر شرکت کرلیں پھر وہ قرض اپنے ذخیرہ سے ادا کردیں اور بدوں اس تدبیر کے خزانہ میں جمع کرنا یا نوٹ خرید نا اس خرابی کو دور نہیں کر سکتا۔ **لان البدل فی حکم المبدل عنه بخلاف القرض فانه لیس بمبادلة** کمالایخفی۔ (امدادالفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۸)

مزارعت میں یہ کہنا کہ آٹھ من دھان دے دینا

سوال.....زید کی زمین میں ہر سال بیس من دھان اور گھاس سو بیڑا پیدا ہوتا ہے زید نے عمرو کو کہا کہ تو اس زمین میں کھیتی کر مجھ کو اس کی پیداوار میں سے ہر سال آٹھ من دھان اور چالیس بیڑا گھاس دے دینا اور باقی جو پیداوار ہو وہ تمام تیری ہوگی تو اس شرط پر زمین دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب.....اس طرح معاملہ کرنا جائز نہیں لیکن اگر یہ قید نہ لگائے کہ اس کی پیداوار میں سے دے دینا بلکہ مطلقاً آٹھ من دھان اور چالیس بیڑا گھاس پر معاملہ کیا گیا' چاہے وہ بازار سے خرید کرے یا کسی اور طرح تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۵۱)

ناجائز آمدنی سے خریدے ہوئے مال کا حکم

سوال.....زید کے قبیلہ میں شراب کی تجارت ہوتی ہے بعض نے اس تجارت سے توبہ کر کے دوسری تجارت مکان کھیتی وغیرہ شروع کردی ہے تو کیا اس کی تجارت اور زید کا ان رشتہ داروں کے یہاں آمدورفت خوردونوش جائز ہوگا؟

جواب.....محض توبہ کر لینے سے مال پاک نہیں ہوا بلکہ وہ کل مال یا اس کی مقدار صدقہ کرنا واجب ہے البتہ اگر اسی مال سے زمین خریدی گئی ہے یا اس سے کوئی جائز تجارت کی جارہی ہے تو اس زمین وتجارت کی آمدنی حلال ہوگی اور ان کے یہاں خوردونوش آمدورفت بھی جائز ہوگی لیکن اس پر ضروری ہوگا کہ جتنے ناجائز روپے اس نے زمین یا تجارت میں لگائے ہیں اس مقدار کو صدقہ کردے اگرچہ اس کی آمدنی سے ہی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۵۲)

مالی منفعت کے لئے خود کو خطرے میں ڈالنا

سوال.....ایسے لوگ جو مالی منفعت کے خیال سے اپنی جان کو خطرے میں ڈال دینے پر رضامند ہوں ان کا یہ فعل شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟

جواب.....ان کا یہ فعل جائز ہے کیونکہ بمباری بھی یقینی نہیں اور بمباری میں ہلاکت بھی یقینی نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۸)

بائع کو اپنا فروخت کردہ مال واپس لینے کا حکم

سوال.....زینب نے رحلت کی اور اس کا خاوند زید ایک دختر ہاجرہ اور ایک حقیقی بہن اس کے وارث تھے اس نے نہ کوئی قرض چھوڑا نہ وصیت کی بعد ازاں زید نے اپنی سالی فاطمہ کو زینب کے ترکہ سے جو ملا تھا اسے اور اس کے خاص زیور دونوں کو سو روپے میں خرید لیا اس طرح دس سال تک اس پر قابض و متصرف رہ کر زید نے وفات پائی زید کے مال کی ہاجرہ مالک بنی (کیونکہ کوئی اور وارث نہ تھا) تین سال بعد ہاجرہ کا انتقال ہوا اور اس کی اکلوتی لڑکی میمونہ اس کے کل ترکہ پر قابض ہوگئی میمونہ کا بھی انتقال ہوگیا اور اس کا ایک حقیقی تایا موجود ہے چونکہ اب اس کی تمام املاک کا مستحق فقط اس کا تایا ہے اس لئے اب فاطمہ نے دعویٰ کیا کہ زید اپنی دختر ہاجرہ کو میرے پاس آنے سے روکتے تھے مجھے ہاجرہ سے بہت محبت تھی زید نے یہ شرط رکھی کہ زینب کے ترکہ سے تمہیں جو حصہ ملنے والا ہے اسے اور تمہارے خاص زیور کو مجھے دے دیا جائے تو تمہارے یہاں ہاجرہ کو آنے جانے سے نہیں روکوں گا اس بات کو جب میں نے قبول کرلیا تو میری مذکورہ تمام ملک کو سو روپے میں بیعنامہ لکھ دیا میں نے وہ سو روپے بھی چھوڑ دیئے ان کے مرنے کے بعد وہ تمام ملک چونکہ میری بھانجی ہی کے پاس تھی اس لئے تب بھی چھوڑی رکھی اس کے بعد میری نواسی میمونہ اس کی مالک ہوئی تو بھی مجھے واپس لینے کا خیال نہ آیا لیکن اب چونکہ مذکورین میں سے کوئی نہیں اور نہ ان کی اولاد ہے اس لئے میری ملک مجھے واپس ملنی چاہئے کیا حکم ہے؟

جواب.....درصورت صدق سوال فاطمہ نے اپنی بہن زینب مرحومہ کے ترکہ کا حصہ اور اپنا خاص زیور جو زید کے ہاتھوں فروخت کیا ہے وہ بیع صحیح ہوگئی پس زید پر اس کا ثمن سو روپے دینا لازم تھا لیکن فاطمہ کا اس کو چھوڑ دینے سے وہ اس سے بری ہوگیا اب زید کے انتقال ہو جانے سے اس کو طلب کرنا بھی شرعاً جائز نہیں پس فاطمہ کو اپنی فروخت شدہ املاک کو واپس لینے کا حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۲۷۳)

داماد کو دی ہوئی چیز لڑکی کے حصہ میں شمار کرنا

سوال.....کبیر زید کا داماد ڈاکٹر ہے اور زید کے خاندان کا علاج مفت کرتا ہے زید نے اپنی زمین اسے دی اور خاندان پر یہ ظاہر کیا کہ چونکہ کبیر کی دوا و فیس وغیرہ کے احسانات بہت ہیں اس لئے میں ان کا بدل کرتا ہوں پھر زید نے ہبہ زمین اپنی دختر کبریٰ کے حق میں لکھا بعد میں زید کو خیال

ہوا کہ میں اپنے لڑکوں کو کچھ دوں اور لڑکیوں کو اس لئے نہ دوں کہ کبریٰ کو زمین اور صغریٰ کے شوہر کو تجارت کرادی آیا اس صورت میں کبریٰ کے حصہ میں موہوبہ زمین وضع کی جاسکتی ہے؟ اور صغریٰ کے حصہ میں فنا شدہ سرمایہ جبکہ صغریٰ اس کا حوالہ بھی قبول کرنے پر تیار نہ ہو محسوب ہوسکتا ہے؟

جواب...... کبریٰ کے شوہر کبیر کو جو زمین دی گئی ہے چونکہ حق الخدمت اور ادویہ وغیرہ کے عوض دی گئی ہیں اس لئے اب اس کو کبریٰ کے حساب میں مجری کرنا صحیح نہیں البتہ صغریٰ کے حصہ میں وہ روپیہ جو بذمہ صغیر عقد مضاربت کے سلسلہ میں واجب ہو چکا ہے مجری دینا مضائقہ نہیں کیونکہ عادۃ عامہ کے اعتبار سے داماد کو کوئی چیز دینا لڑکی ہی کو دینا سمجھا جاتا ہے اور درحقیقت اسی کو دینا مقصود ہوتا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۸۲۶)

ایک وارث کو قرض ادا کر دینا

سوال...... زید اور اس کے ورثہ ایک ہی گھر میں رہتے سہتے ہیں عمرو نے زید سے کوئی چیز خریدی اور ابھی قیمت نہیں دی تھی کہ زید کا انتقال ہو گیا عمر نے قیمت ورثہ زید میں سے ایک کو دے دی تو کیا عمرو اپنے بار سے سبکدوش نہیں ہوا زید کے ورثہ اب تک بدستور سابق ایک ہی گھر میں رہتے ہیں اور ان کے اموال باہم مشترک ہیں۔

جواب...... یہ شرکت املاک ہے شرکت عقد نہیں جس میں ہر شریک دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے پس جب شرکت املاک میں وکالت نہیں تو ایک وارث کو دینے سے دوسرے ورثہ کا مطالبہ اپنے اپنے حصہ کا باقی رہے گا البتہ اگر سب وارث مل کر اس وارث کو اذن دے دیں یا میت اس وارث کو وصی بنا گیا تھا تب البتہ اس کا قبض تمام ورثہ کا قبض ہے البتہ اگر دوسرے ورثہ عمرو سے مطالبہ کریں تو عمرو اس وارث سے اسکے حصہ کے علاوہ بقیہ رقم واپس لے سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸۴)

اگر ایک شخص ملازم ہو اور بچے خرچ وغیرہ مشترک گھر سے کرتے ہیں تو کیا وہ اپنی تنخواہ میں خود مختار ہے ملازم شخص کی تنخواہ کے حقدار والدین ہیں یا اس کے بچے' کیا بھائی کی تنخواہ میں بھائیوں کا حصہ ہوتا ہے کیا غیر شادی شدہ بیٹا باپ کا وارث اور جائیداد کا حقدار بن سکتا ہے اگر والد بیٹے کی شادی میں بیٹی رشتہ میں نہ دے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خالد کی اپنے کاشتکار والدین اور بھائیوں کے ساتھ اکٹھی رہائش ہے اور سب مشترکہ طور پر کھاتے پیتے ہیں خالد گھر سے باہر سرکاری ملازم

ہے ان کی اہلیہ اور بچے گھر پر ہیں اور خالد کے والدین اور بھائی ان کا خرچہ برداشت کرتے ہیں اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ (۱) کیا خالد اپنی تنخواہ کے خرچ کرنے میں خود مختار ہے یا نہیں اس کی تنخواہ میں بیوی بچوں کا زیادہ حق ہے یا والدین کا۔

(۲) خالد کے بھائیوں کا بھی تنخواہ میں حصہ ہے یا نہیں

(۳) غیر شادی شدہ بیٹا جب تک شادی نہ کرے آیا وہ باپ کی جائیداد کا حصہ دار بن سکتا ہے یا نہیں۔

(۴) کوئی والد اگر بھائی کی شادی میں اپنی لڑکی نہ دے تو کیا وہ شرعی لحاظ سے مجرم ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب......(۱) چند شرائط کے ساتھ بیٹے کا کمایا ہوا مال باپ کا مملوک شمار ہوتا ہے (۱) بیٹا باپ کی عیال میں ہو (۲) صنعت دونوں باپ بیٹے کی متحد ہو (۳) ان میں سے کسی کا سرمایہ نہ ہو یا محض بیٹے کا نہ ہو، غرضیکہ جس صورت میں بیٹا باپ کا معین ومددگار نظر آئے ہیں تو اس صورت میں بیٹے کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ کا شمار ہوگا مثلاً باپ کھیتی باڑی یا لوہار یا دکان کا کام کرتا ہے بیٹا جوان ہوگیا باپ کے عیال میں تھا اس نے بھی ان کاموں میں باپ کا ہاتھ بٹانا اور تعاون کرنا شروع کیا۔ جبکہ بیٹے کا اپنا کوئی سرمایہ نہ تھا ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں بیٹا عرفاً باپ کا معاون کہلاتا ہے مستقل کارکن شمار نہیں کیا جاتا اس لئے اس کے عمل سے حاصل شدہ مال بھی باپ ہی کا شمار ہوگا اور اگر بیٹا باپ کے عیال میں نہیں تب ظاہر ہے کہ عرفاً اپنے لئے ہی کمانے والا شمار ہوتا ہے اگرچہ باپ کے ساتھ صنعت میں شریک بھی ہو ایسی صورت میں بیٹے کی کمائی بیٹے کی ہی شمار ہوگی یا بیٹا ہے تو باپ کے عیال میں لیکن صنعت ان کی علیحدہ علیحدہ ہے۔

مثلاً باپ کھیتی باڑی کرتا ہے اور بیٹا ملازمت کرتا ہے یا بیٹا ہے بھی باپ کے عیال میں اور صنعت بھی متحد ہے لیکن بیٹے کا خود اپنا ذاتی مال ہے تب بھی بیٹے کی کمائی بیٹے ہی کی شمار ہوگی بلکہ اگر عیال میں بھی باپ کے ہو صنعت بھی متحد ہو اور ان کا ذاتی سرمایہ بھی نہ ہو تب بھی باپ ان صورتوں میں جس میں بیٹا عرفاً باپ میں سے الگ ہو تو بیٹے کا کمایا ہوا مال خود اسی کا ہی شمار ہوگا مثلاً دونوں باپ بیٹا ایک ہی مل میں ملازم ہیں تو چونکہ یہاں بیٹا عرفاً باپ کا معین شمار نہیں ہوتا بلکہ ہر یک کا اپنا مستقل کام ہوتا ہے جسے خود ہر ایک نے پورا کرنا ہوتا ہے اس لئے ایسی صورت میں بھی

بیٹے کی تنخواہ بیٹے ہی کی مملوک ہوگی اور کیونکہ انہی صورتوں میں بیٹے کا کمایا ہوا مال باپ کا ہوسکتا ہے کیا بیٹا حرانسان نہیں ہے جو خود بھی کسی چیز کا مالک بن سکتا ہے کیا جانور یا غلام ہے کہ ان کا کمایا ہوا مال مالک کا شمار ہوتا ہے املاک متبائن ہیں۔ ذوات مستقلہ ہیں۔

قال فی ردالمحتار (الشامیة ص ۳۲۵ ج ۴) ثم هذافی غیرالابن مع ابیه لمافی القنیة الاب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهماشیٔ فالکسب کله للاب ان کان الابن فی عیاله لکونه معیناً له الاتری لوغرس شجرة تکون للاب ثم ذکر خلافا فی المراة مع زوجهاالخ وهکذافی الفتاوی العالمگیریة ص ۳۴۹ ج ۲)

لہٰذا صورت مسئولہ میں چونکہ خالد کی صنعت ملازمت علیحدہ ہے اس لئے اسکا کمایا ہوا مال خود خالد کا مملوک ہوگا باپ اور بھائیوں کا مملوک شمار نہ ہوگا اور خالد اس میں ہر قسم کے تصرف کا مالک ہے بیوی کا نفقہ خالد کے ذمہ ہے اور خالد کا باپ جو اس وقت ان کے بیوی بچوں پر خرچ کر رہا ہے اگر خرچ کی وصولی کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تو باپ کا ان نفقات کو برداشت کرنا اسکی طرف سے احسان اور تبرع شمار ہوگا۔

(۲) باپ زندگی میں جائیداد کا خود مالک ہے اور باپ کی جائیداد میں اولاد کو حصہ طلب کرنے کا حق شرعاً نہیں البتہ اگر باپ زندگی میں تمام اولاد میں جائیداد تقسیم کرے یا کسی بیٹے کو کچھ حصہ دے کر اس کو الگ کر دے تو یہ جائز ہے لیکن باپ پر ایسا کرنا واجب نہیں بلکہ اس کی طرف سے تبرع اور احسان ہے۔ (۳) سوال کو تفصیل سے لکھ کر جواب معلوم کیا جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بهذاما عندی ولعل عندغیری احسن من هذاوالعلم عندالله جل جلاله (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ص ۱۶۰)

احکام الصید والذبائح

درندوں کی حرمت کا فلسفہ

سوال.....بعض اوقات میرے ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ شریعت مقدسہ نے جو شیر' ریچھ' گیدڑ وغیرہ درندوں کو حرام قرار دیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اور کس فلسفہ کے تحت یہ درندے حرام قرار دیئے گئے ہیں از راہ کرم تسلی بخش جواب دے کر مشکور فرمائیں؟

جواب.....ایک مسلمان کے لئے کسی چیز کے بارے میں حلت وحرمت کا اعتقاد کسی فلسفے کے تحت نہیں ہونا چاہئے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے ماننا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بارے میں حلت وحرمت کا حکم بغیر کسی حکمت کے نہیں فرماتا۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "سارے درندے جانور جن کی سرشت وفطرت میں پنجوں سے چھیلنا اور صولت سے زخم پہنچانا اور جن میں سخت دلی ہے سب حرام ٹھہرائے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑیئے کے بارے میں فرمایا ہے اویا کل احد یعنی کیا بھیڑیئے کو بھی کوئی انسان کھاتا ہے یعنی اس کو کوئی نہیں کھاتا وجہ حرمت ظاہر ہے کہ ان جانوروں کے کھانے سے انسان میں درندگی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی طبیعت اعتدال سے خارج ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں رحم نہیں ہوتا اسی واسطے ہر شکاری پرندے کے کھانے سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔ (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص ۲۰۵ کتاب الاکل والشرب) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۵۷)

حلال وحرام جانور معلوم کرنے کا اُصول

سوال...... حلال وحرام جانور معلوم کرنے کا اصول کیا ہے؟ خواہ درندہ ہو یا پرندہ؟

جواب...... جو جانور شکار کر کے کھاتے ہیں یا ان کی غذا فقط نجاست ہے وہ حرام ہیں جیسے شیر' بھیڑیا' گیدڑ' بلی' کتا' بندر' شکرا' باز' گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں وہ حلال ہیں جیسے طوطا' مینا' فاختہ' چڑیا' بٹیر' مرغابی' کبوتر' نیل گائے' ہرن' بطخ' خرگوش وغیرہ۔ (احسن الفتاویٰ ص ۱۴۱۰ ص ۷)

مسلمان نے ہرن کو تیر مارا اور کافر نے ذبح کیا

سوال...... ایک مسلمان نے ایک ہرن کو گولی مار کر زخمی کر کے گرا دیا اگر کافر یعنی مراجعت اس کو ذبح کرے تو یہ ہرن حلال ہوگا یا حرام؟ اگر اس کے برعکس کافر شکاری نے ہرن کو گولی مار کر گرا دیا اگر مسلمان اس کو ذبح کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... پہلی صورت میں حلت کی کوئی وجہ نہیں یہ ذبیحہ کافر ہے جو بلا شبہ حرام ہے البتہ اگر مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر تیر سے ہرن کو گرایا اور وہ اس حد تک زخمی ہو گیا کہ اس میں مذبوح سے زیادہ حیات نہ تھی اس حالت میں کافر نے اسے ذبح کیا تو یہ صاحبینؒ کے نزدیک حرام ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک حلال ہے اور فتویٰ اسی پر ہے اور حیات فوق المذبوح ہو تو بالاتفاق حرام ہے۔

دوسری صورت میں اگر اس میں حیات فوق المذبوح نہ ہو تو صاحبینؒ کے نزدیک حرام اور امام صاحبؒ کے نزدیک حلال ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور حیات فوق المذبوح ہو تو بالاتفاق حلال ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۸۶ ج ۷)

مآاُهل به لغير الله کی دوصورتیں

سوال...... ایک شخص نے دیوی دیوتاؤں کے نام پر یا کسی پیر' ولی کے نام پر کوئی جانور چھوڑا اب زید اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے تو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟

جواب...... اس کی دوصورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس جانور کو کام اور خدمت سے آزاد کر دینا مقصود ہوتا ہے یعنی اس کی جان کو کسی کیلئے قربان کرنا مقصود نہیں ہوتا یہ حیثیت تو سائبہ کی ہے اس سے جانور میں حرمت نہیں آتی اور جانور اسی مالک کی ملک میں رہتا ہے اگر وہ کسی کو اجازت دے کہ ذبح کر کے کھالو اور کوئی (مسلمان) اسے بسم اللہ کہہ کر ذبح کر لے تو وہ حلال ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر کوئی ذبح کر لے تو ملک غیر ہونے کیوجہ سے حرام ہوگا ماا هل به لغير الله میں

داخل نہ ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جانور کو کسی کے نام پر اس نیت سے نامزد کیا جائے کہ اس کی جان اس منذولہ (مثلاً فلاں دیوی' دیوتا' یا پیر فقیر) کے لئے قربان کی جائے گی خواہ اسی وقت ذبح کیا جائے یا سال دو سال بعد ذبح کرنے کا ارادہ ہو یہ جانور غیر اللہ کے لئے نذر مانا ہوا ہے اور **مااهل به لغير الله** میں داخل ہے یہ اگر مالک کی اس نیت پر ذبح کیا گیا تو خواہ ذبح کرنے والے نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا ہو جب بھی حرام ہے ہاں اگر ذبح سے پہلے مالک اپنی نیت بدل دے اور نذر لغیر اللہ سے توبہ کرلے اور اس کی جان خاص خدا کے لئے قربان کرنے کی نیت کرے اور اس کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے تو حلال ہوگا۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۴ ج ۸)

جس بکرے کو کسی خانقاہ یا مزار کی نذر کی ہو وہ اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں اگر نماز میں ''اتخذ الی ربہ ماباً کے بجائے اتخذ الی ربہ سبیلاً'' پڑھا گیا تو نماز ہوگئی

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے ایک بکرا خانقاہ کی منت کا بعوض گوشت کے جو کہ پیر کی منت کا بکرا (چھترا) خانقاہ پر چھوڑ آتے ہیں جس کا اب حکومت کی طرف سے ٹھیکیدار گوشت وصول کرتا ہے لہٰذا اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ یہ بکرا زید مذکور کے لئے کیسا ہے کیا وہ اس کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہ کیونکہ اب اختلاف پڑا ہوا ہے بعض کہتے ہیں یہ بکرا حرام ہے اس کو استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ غیر اللہ کے نام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کوئی حرام نہیں ہے اور اس کو استعمال میں لانا جائز ہے اس لئے کہ زید نے تو قیمتاً خرید کیا ہے لہٰذا برائے مہربانی اس مسئلہ کو مدلل و مفصل تحریر فرمائیے۔ **بینوا بالکتاب توجروا بیوم الحساب.**

(۲) امام فرض نماز میں ''**اتخذالی ربه مابا** کی جگہ **اتخذالی ربه سبیلا**'' پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی یا دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی برائے کرم بحوالہ کتب مسئلہ تحریر فرمادیں۔

جواب...... (۱) تقریب الی غیر اللہ کے لئے کسی جاندار کو نامزد کرنا اور نذر ماننا باتفاق و باجماع حرام ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس فعل سے یہ جانور اپنے مالک کی ملک سے خارج نہیں

ہوتا لیکن یہ بات محل غور و تامل ہے کہ اگر مالک خود اس جانور کو بیع کر دے یا ہبہ کر دے اور ذبح کرنے کی اجازت دے دے تو دوسروں کے لئے اس کا کھانا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں اس خاص جزئیہ کے ماتحت تو فقہاء حنفیہ کی کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری لیکن تعظیم غیر اللہ کے لئے جو نذر یا منت مانی جائے اس کے حرام و ناجائز ہونے کی تصریحات نہایت واضح طور پر کتب فقہ میں موجود ہیں اور جس طرح وہ شیرینی وغیرہ جو کسی غیر اللہ کی نذر مانی جائے حرام و ناجائز ہے اسی طرح یہ جانور بھی حرام ہونا چاہئے اور اس کا گوشت کھانا یا بیچنا ناجائز ہونا چاہئے البتہ اگر مالک اپنی نیت تعظیم غیر اللہ سے توبہ کر لے تو یہ حرمت رفع ہو جائے گی اور اس کا کھانا یا بیچنا اس کیلئے بھی جائز ہوگا اور دوسروں کے لئے بھی کھانا جائز ہو جائے گا (تفصیل فتاویٰ دار العلوم دیو بند امداد المفتیین دیو بند ص ۲۷۷ جلد دوم میں ملاحظہ ہو) یہاں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے بکرے کی نیت سے رجوع کر لیا ہے ورنہ وہ کیوں فروخت کرتا اگر رجوع کر لیا ہے تو جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲) نماز جائز ہے معنی میں خطا فاحش نہیں ہے نیز یہ بھی قرآن کا لفظ ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۴۳۳)

کھر دار خرگوش کا حکم

سوال...... ہمارے یہاں مشہور ہے کہ خرگوش وہی حلال ہے جس کے کھر ہوں یہاں جو خرگوش پائے جاتے ہیں ان کے پنجے مثل بلی کے پنجوں کے ہیں دانت مثل چوہوں کے ہیں ایسے خرگوش حلال ہیں یا کیا تفصیل ہے؟

جواب...... باوجود حیاۃ الحیوان وغیرہ میں تلاش کرنے کے اس تقسیم کرنے کا حکم مختلف نظر سے نہیں گزرا اور یہ تقسیم ایسی ہو سکتی ہے جیسے مچھلی کی قسمیں مختلف ہیں مگر ہر مچھلی حلال ہے اسی طرح اگر اس کی بھی مختلف قسمیں ہوں تب بھی ہر قسم حلال ہو سکتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۱۸ ج ۳)

کیا خرگوش میں ایسی چیزیں ہیں جو حلت کے منافی ہیں

سوال...... خرگوش (سیہہ) کے متعلق بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ اس کے اندر چند اوصاف ایسے ہیں کہ ان کی حلت کے منافی ہیں مثلاً اوپر اور نیچے کے دانت ہونا اور کتے بلی کی طرح اس کا پنجہ ہونا نیز پچھلی طرف سے خون آنا اور مونچھوں کا ہونا ان علامات کے ہوتے ہوئے یہ کیسے حلال ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب...... خرگوش کے متعلق بعض لوگوں کی مذکورہ باتیں بے اصل ہیں کیونکہ فقہاء نے جو ذی انیاب جانوروں اور ذی مخلب پرندوں کو حرام لکھا ہے محض ان کے ذی انیاب اور ذی مخلب ہونے کو حرمت کا مدار نہیں ٹھہرایا بلکہ جانور ذی انیاب ہونے کے ساتھ پھاڑتا بھی ہو اور پرندہ ذی مخلب ہونے کے ساتھ اس سے شکار بھی کرتا ہو نیز خون آنا بھی کوئی حرمت کی وجہ نہیں بن سکتا اور خرگوش کے حلال ہونے کا ثبوت احادیث سے ہے ترمذی شریف ص ا ج ۲ **عن هشام بن زيد قال سمعت انساً يقول انفجنا ارنبا بمرالظهران فسعى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم خلفهافادر كتهافاخذتها فاتيت بهاابا طلحة فذبحها بمروة فبعث معى بفخذها اووركها الى النبى صلى الله عليه وسلم فاكله فقلت اكله قال قبله الحديث** اس حدیث سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کے ران کو قبول کیا اور اگر حرام ہوتا تو آپ قبول بھی نہ فرماتے اور اس کی حرمت کے متعلق ضرور فرماتے کیونکہ آپ شارع ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خرگوش کے گوشت کو قبول فرمانا اس کے گوشت کی حلت کا واضح ثبوت ودلیل ہے اور نیز کسی جانور کی حلت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود طعام فرمانا بھی ضروری نہیں لہٰذا خرگوش کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۷۸)

گھوڑے اور جنگلی گدھے سے پیدا ہونیوالے بچے کا حکم

سوال...... اگر گھوڑے نے جنگلی گدھے سے گدھا جنا تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام؟ جنگلی اور گھریلو گدھے میں کیا فرق ہے؟

جواب...... حیوانات میں بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے لہٰذا یہ بچہ گھوڑی کے حکم میں ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوگا۔ جنگلی گدھا جس کو حمار وحش اور گورخر بھی کہتے ہیں حلال ہے یہ گدھا اس ملک میں نہیں پایا جاتا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۴ ج ۷)

شوقیا طور پر شکار کھیلنے کا حکم

سوال...... جناب مفتی صاحب! ہمارے گاؤں میں کچھ لوگ بعض موذی جانوروں مثلاً گیدڑ وغیرہ کا شکار شوقیا طور پر کرتے ہیں اس سے ان لوگوں کا مقصود صرف کھیل تماشا ہوتا ہے کیا شرعاً ایسا شکار جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... کسی بھی جانور کا شکار اس غرض سے کرنا چاہئے کہ اس سے کچھ نفع حاصل ہو صرف

کھیل تماشا کے طور پر شکار کرنا جائز نہیں خصوصاً حرام جانور کا شکار کہ جس سے کوئی ظاہراً فائدہ نہ پہنچتا ہو مگر وہ جانور کھیت وغیرہ کو نقصان پہنچاتا ہو تو پھر اسے مارنا جائز اور مرخص ہے۔

لماقال العلامة وهبة الزحيلي: ويكره الصيدلهواً لانه عبث لقوله عليه السلام لاتتخذواشيأً فيه الروح غرضاًای هدفاً من قتل عصفوراً عبثاً عج الی الله يوم القيامة يقول يارب ان فلاناً قتلنی عبثاً ولم يقتلنی منفعة (الفقه الاسلامی وادلته ج۳ ص۶۹۳ الفصل الثانی فی الصيد) لماقال العلامة الحصكفیؒ :هومباح بخمسة عشرشرطاً...... الاالمحرم فی غيرالحرم اوللتلهی كماهو ظاهر' قال العلامة ابن عابدينؒ فی مجمع الفتاویٰ: ويكره للتلهی (الدرالمختارعلی صدررد المحتار ج۶ ص ۴۶۱' ۴۶۲ كتاب الصيد (فتاویٰ حقانيه ج۶ ص ۴۶۲)

باز کے شکار کا حکم

سوال......ایک جانور کو سدھار رکھا ہے ہم بسم اللہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں وہ پنجے میں چڑیا پکڑ کر خون نکال کر مار ڈالتا ہے نوبت ہی نہیں آتی کہ زندہ چڑیا کے حلقوم پر چھری چلائی جائے آیا یہ چڑیا حلال ہے یا حرام؟

جواب......باز کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے اور وہ شکار کو مجروح کر دے اور ذبح پر قدرت سے پہلے جانور مر جائے تو وہ حلال ہے البتہ شکار کی مسلسل تلاش ضروری ہے اگر درمیان میں بیٹھ گیا پھر تلاش کیا اور وہ مردہ ملا تو حلال نہیں اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرنا واجب ہے۔(احسن الفتاویٰ ص۳۸۸ ج۷)

ہُدہُد حلال ہے یا حرام؟

سوال......کیا ہدہد کھانا حلال ہے؟ عالمگیریہ اور طحطاوی میں حلال لکھا ہے اور شامیہ میں مکروہ لکھا ہے۔ ملاعلی قاری نے حدیث **نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم عن قتل اربع من الدواب النملة والنحلة والهدهد' والصردرؤاه ابوداود والدارمی** سے ہدہد کی حرمت پر استدلال کیا ہے حلت' حرمت' کراہت کون سا قول راجح ہے؟ اور وجہ ترجیح کیا ہے؟

جواب......حاشیۃ الطحطاوی اور عالمگیریہ کی عبارت حلت ہدہد میں صریح ہیں اس لئے اس کو ترجیح ہوگی ملاعلی قاری کا اس حدیث سے استدلال محل نظر ہے اس لئے کہ قتل ہدہد سے نہی کی علت احترام بھی ہوسکتی ہے اور نصوص فقہیہ کی موجودگی میں یہی قرین قیاس بھی ہے اس کے احترام کی وجہ

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا اور یہ ایک قوم کے ایمان لانے کا سبب بنا اس لئے تمام پرندوں میں اس کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

نیز ملا علی قاریؒ نے قول حلت بھی ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین نے غرر الافکار سے جو کراہت نقل کی ہے اس کو بھی اسی احترام کی وجہ سے کراہت تنزیہیہ پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۹۹ ج ۷)

طوطا' بگلا' ہد ہد' لالی حلال ہیں یا نہیں ذبح فوق العقدہ کا کیا حکم ہے بغیر وضو اذان دینا

سوال......(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ طوطا حلال ہے یا حرام۔

(۲) بگلا ہر دو رنگ کا سرخ وسفید آبی جانور ہے مچھلی کے شکار میں مصروف کار رہتا ہے حلال ہے یا حرام۔

(۳) ہد ہد حلال ہے یا حرام ہے۔

(۴) شارک ملتانی زبان میں لالی کو بولتے ہیں یا جانور عام پھرتا ہے حلال ہے یا حرام۔

(۵) ذبح فوق العقدہ حلال ہے یا حرام ہے باحوالہ نقل فرما دیں۔

(۶) اذان بغیر وضو درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب......(۱) جو جانور اور جو پرندے شکار کر کے کھاتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہے ان کا کھانا ناجائز ہے جیسے شیر' بھیڑیا' کتا' باز' گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا' بگلا' مینا' فاختہ' چڑیا' مرغابی' ہد ہد' وغیرہ سب جائز ہیں۔ **کمافی الهدایة ص ۴۳۸ ج ۴ ولا یجوزاکل ذی ناب من السباع ولاذی مخلب من الطیور' لان النبی علیه السلام نهی عن اکل کل ذی مخلب من الطیور و کل ذی ناب من السباع الخ**

(۲) ذبحہ فوق العقدہ میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض حرمت کے قائل ہیں اور بعض نے حلت کا فتویٰ دیا ہے اور اس اختلاف کا مبنی صرف یہ امر ہے کہ ذبح کی رگیں جو کہ چار ہیں حلقوم' ودجان' مری' ذبح فوق العقدہ سے منقطع ہوتی ہے یا نہیں محرمین کا زعم یہ ہے کہ چونکہ ذبح مافوق العقدہ سے اکثریت جو کہ حلت ذبح کے لئے شرط قطع ہے نہیں ہوتے اس لئے کہ حلقوم اور مری کی انتہا عقدہ پر ہے ذبح اگر عقدہ سے روبر ہو جائے تو یہ دورہ جاتی ہیں تو اکثر قطع نہیں ہوتی ہو اور حلت کے لئے تین کا قطع ہونا شرط ہے لہٰذا وہ جانور حرام ہے اور مستحلین کی تحقیق یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ سے عروق منقطع ہو جاتی ہیں لہٰذا حلال ہے تو یہ بات مشاہدہ اور اہل تجربہ سے متعلق ہے شامی نے بھی کافی

بحث کے بعد قول فیصل یہی لکھا ہے کہ اہل تجربہ سے دریافت کرنا چاہئے یا خود مشاہدہ کرنا چاہئے کہ عروق منقطع ہوئی ہے یا نہیں چنانچہ شامی ص ۲۹۵ ج ۶ پر لکھتے ہیں اقول والتحریر للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقال شراح الهداية تبعاللر ستغفی والافالحق خلافه اذلم یوجد شرط الحل باتفاق اهل المذهب ویظهر ذلک بالمشاهدة اوسوال اهل الخبرة الخ

اب یہ بات ثقات سے محقق ہے کہ ذبح فوق العقدہ سے بھی عروق منقطع ہوجاتی ہے لہٰذا ذبیحہ فوق العقدہ حلال ہوگا چنانچہ اس کے متعلق مولانا عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ (اقول وبالله التوفيق حل المذبوح فوق العقدة هوالراجح رواية ودراية عزیز الفتاویٰ ص ۶۷۴ ج ۱) اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی تحقیق اس مسئلہ میں مجھ کو سالہا سال سے تحقیق کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے اس کی تحقیق کے لئے خود گائے کا سرا منگا کر دیکھا ہے میرے نزدیک محرمین جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ذبحہ فوق العقدہ ہوگا تو حلقوم اور قطع نہیں ہوں گے صحیح نہیں ہے منشاء اس کا عدم تجربہ ہے (حوالہ بالا) سے اور اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے فتویٰ (چونکہ مشاہدہ قطع کا رویت ثقات سے محقق ہوچکا۔ اس لئے حلت کا حکم دیا جائے گا امداد الفتاویٰ ص ۵۳۹ ج ۳) سے یہ حکم واضح ہوا کہ ذبیحہ فوق العقدہ حلال ہے البتہ بہتر یہ ہوگا کہ ذبح فوق العقدہ نہ کیا جائے بلکہ تحت العقدہ ہوتا کہ باتفاق فقہاء حلال ہوجائے۔

(۳) بے وضو اذان کہنا درست ہے البتہ باوضو اذان کہنا افضل اور مستحب ہے۔ كمافى الهدايۃ ص ۷۴ ج ۱ وينبغى ان يؤذن ويقيم على طهر فان اذن على غيروضؤ جازلانه ذكر وليس بصلوة فكان الوضو استحباباً الخ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۷۱)

زیز جانور کا حکم

سوال......ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کا نام منجد میں زیز لکھا ہے۔ یہ موسم بہار کے آخر میں پیدا ہوتا ہے اور تقریباً دو ہفتے میں مرجاتا ہے۔ درختوں پر رہتا ہے اور تیز آواز نکالتا ہے۔ اس کی غذا معلوم نہیں کیا ہے؟ کیا یہ حلال ہے؟

جواب......لغت میں زیز اور جراد کی تعریف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیز جراد سے علاحدہ جنس کا کیڑا ہے زیز اور جراد میں درج ذیل امور میں فرق ہے۔

۱۔ جراد مستقیمۃ الاجنحہ کے قبیلہ سے ہے اور زیز نصفیۃ الاجنحہ کے قبیلہ سے

۲۔زیز تیز آواز کرنے والے حشرات میں سے ہے جراد نہیں۔

۳۔زیز ان حشرات میں سے ہے جو انڈے سے مچھر یا کیڑے کی شکل میں نکلتے ہیں اس کے بعد اصل شکل اختیار کرتے ہیں اور جراد اپنی اصل شکل ہی میں انڈے سے نکلتی ہے جدید تحقیقات میں تصریح موجود ہے۔

۴۔زیز پودوں کا رس چوستی ہے اور جراد پتے کھاتی ہے۔(احسن الفتاویٰ ص ۴۰۱ ج ۷)

معلوم ہوا زیز حلال نہیں "م،ع"

جس مرغی کا سر بلی نے الگ کیا ہو وہ ذبح کرنے سے حلال ہوگئی یا نہیں، پانی خشک ہونے کی وجہ سے جو مچھلی مرجائے حلال ہے یا نہیں، کافر نے مچھلی پکڑ لی اور مرگئی مسلمان کے لئے حلال ہے یا نہیں، اونٹ کو مروجہ طریقہ سے ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) مرغی کا سر تک بلی نے جدا کرلیا اور مرغی تڑپ رہی ہے اگر مرغی کے سانس نکلنے سے پہلے جب قاعدہ شرعیہ تکبیر کہہ کر گردن کا کچھ حصہ قطع کر دیا جائے تو مرغی مذکورہ حلال ہے یا اب مکروہ ہے یا قطعاً حرام ہے۔

(۲) مچھلی پانی کے گڑھا میں زندہ موجود ہے پانی خشک ہو جاتا ہے مچھلی مر جاتی ہے لیکن ابھی بو بالکل نہیں پڑی یا بو پڑ گئی ہے جاری ندی یا دریا میں مر کر ایسے ہی جا رہی ہے بو بالکل نہیں پڑی یا اس صورت میں بو پڑ گئی۔کافر نے مچھلی پکڑی اس کے ہاتھ میں مرگئی وہ مسلمان کو دیتا ہے پانچوں صورت میں مچھلی کی حلت وحرمت کا کیا حکم ہے؟

(۳) اونٹ کے ذبح کا طریقہ تحریر کریں موجودہ وقت میں نہ نیزے ہیں اور نہ ہی تیر کا رواج ہے بلکہ بخلاف اور جانوروں کے اونٹ کا گلا دو جگہ ذبح کے وقت کاٹا جاتا ہے ایک حلقوم کے موقع پر دوسرا گردن اور دھڑ کے اتصال کے قریب یہ صورت جائز ہے یا نہ۔بینوا توجروا۔

جواب......(۱) مرغی کا سر اگر ایسا ہے کہ گردن کی رگیں یعنی دو شہ رگ اور ایک حلقوم یا مری باقی تھیں تو حلال ہے اور اگر بالکل تینوں کو کاٹ ڈالا ہے تو حرام ہے شامی ص ۳۰۸ ج ۶ **شاة قطع الذئب اوداجها وهي حية لاتذكى لفوات محل الذبح ولوانتزع رأسها وهي حية تحل بالذبح بين اللبة واللحيين انتهى.**

(۲) مچھلی پانی میں اگر خود بخود مر جائے تو حرام ہے اور اگر کسی آفت کی وجہ سے مر جائے تو حلال ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر پیٹ اوپر کو تھا تو خود بخود مر گئی ہے اور یہ حرام ہے اور اگر پیٹھ اوپر تھی تو آفت کی وجہ سے ہے اور یہ حلال ہے درالمختار ص ۳۰۶ ج۶ **ولا یحل حیوان مائی الاالسمک الذی مات بآفة ولوطافیة مجروحة وهبانیة (غیر الطافی) علے وجه الماء الذی مات حتف انفه وهومابطنه من فوق فلو ظهره من فوق فلیس بطاف فیو کل انتها:** مچھلی بدبودار حرام ہے اور کافر کے ہاتھ اگر زندہ مچھلی مر جائے تو حلال ہے۔

(۳) اونٹ کے ذبح کا طریقہ مسنونہ نحر یہ ہے البتہ ذبح بھی جائز ہے (**درمختار وحب نحر الابل وکره ذبحها) وینبغی ان تکون الکراهیة تنزیها انتهی** اور اونٹ کا گلا دو جگہ سے کاٹنا ظلم ہے۔ شامی ص ۳۰۳ ج۶ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص ۷۷)

گردن مروڑی ہوئی مرغی حلال ہے یا نہیں؟

سوال..... بلی نے مرغی پر حملہ کر کے سر توڑ دیا لیکن مرغی زندہ ہے اُچھل رہی ہے تو ذبح کر کے کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مسئولہ میں اگر مرغی زندہ ہے اور گردن کا اتنا حصہ باقی ہے کہ ذبح کر سکے تو ذبح کر کے کھانا درست ہے لیکن توڑا ہوا سر کھانا درست نہیں ہے اور جب سر کیساتھ پوری گردن بھی توڑ دی ہو اور ذبح کرنیکی مقدار حصہ نہ بچا ہو تو ذبح کرنیکا کوئی راستہ نہیں اسکا کھانا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۴ ج۲)

کھیری کھانا درست ہے

سوال..... گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۲)

ایسی مرغی کا حکم جس کو حرام گوشت کھلایا گیا ہو

سوال..... مردار جانوروں کا گوشت بھاپ میں پکا کر مشینوں کے ذریعے پیس کر سکھا کر باریک پاؤڈر بنالیا جاتا ہے اور مرغیوں کی خوراک میں استعمال کیا جاتا ہے کبھی اس گوشت میں کتے کا گوشت بھی ہوتا ہے۔ کیا ان مرغیوں کا گوشت کھانا جائز ہے؟

جواب..... ایسی مرغی کا گوشت حلال ہے اگر خوراک میں غالب حرام ہو تو بہتر ہے کہ ایسی مرغی کو تین روز بند رکھ کر حلال غذا دی جائے پھر ذبح کی جائے البتہ اگر مرغی کے گوشت میں حرام

غذا اور نجاست کھانے سے بدبو پیدا ہو جائے تو اس کو اتنی مدت بند رکھ کر حلال غذا دینا ضروری ہے کہ بدبو زائل ہو جائے بدبو زائل ہونے سے قبل ذبح کر دیا تو اس کا گوشت حلال نہ ہوگا۔
(احسن الفتاویٰ ص ۴۰۸ ج ۷)

بکری کے جس بچے کی پرورش عورت کے دودھ سے ہوئی ہو حلال ہے یا حرام

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بکری نے بچہ دیا اتفاقاً بکری مرگئی اس بکری کے بچہ کو ایک عورت نے اپنے پستانوں سے دودھ بلایا اور تقریباً دو ماہ تک دودھ پلاتی رہی اس بچہ کا کیا حکم ہے جس نے بنی نوع انسان کے دودھ سے پرورش پائی اس کو ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے یا ناجائز۔اس وقت بکری کا بچہ اور عورت دونوں زندہ ہیں۔

جواب.....اس بکری کے بچہ کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے کیونکہ یہ بکری کا بچہ ہی تو ہے اور جو دودھ انسان کا پی چکا ہے وہ فنا ہو کر ختم ہو چکا ہے لہٰذا اس بچہ کا کھانا بعد از ذبح شرعاً جائز ہے کما قال فی فتاویٰ قاضیخان علے هامش العالگیریة ص ۳۵۹ ج ۳ روی ان جدیاً غذی بلبن الخنزیر لاباس باکله لان لحمه لایتغیر وما غذی به یصیر مستهلکا لایبقی له اثر' وفی الفتاوی العالمگیریة ص ۲۹۰ ج ۵ الجدی اذا کان بربی بلبن الاتان والخنزیر ان اعتلف ایاماً فلاباس لانه بمنزلة الجلالة والجلالة اذا جست ایاماً فعلفت لاباس لها فکذا هذا کذافی الفتاویٰ الکبری. (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۶۵)

جان کے بدلے جان کی نیت سے ذبح کرنا

سوال.....جانور اس نیت سے ذبح کرنا کہ جان کا بدلہ جان ہو جائے جانور کی جان چلی جائے اور انسان کی جان بچ جائے درست ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ خیال تو بے اصل ہے اباحت صرف اس خیال سے ہے کہ اللہ کے واسطے جان کی قربانی دی جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ جیسے صدقہ مالیہ اللہ کی رحمت متوجہ کرتا ہے اسی طرح یہ قربانی رحمت کو متوجہ کرلے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مریض کو شفا عطا فرمادے۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۴ ج ۸)

ایصال ثواب کیلئے جانور ذبح کرنا

سوال.....جانور اس نیت سے پالا جائے کہ کسی بزرگ یا ولی کی نیاز دلائی جائے گی یعنی اس

جانور کو ذبح کر کے اس کا ثواب اس ولی یا بزرگ کو پہنچایا جائے گا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ درست ہے مگر عوام کی نیت اکثری طور سے یہ ہوتی ہے کہ جانور کی جان اس بزرگ کا تقرب حاصل کرنے کی جہت سے قربان کی جائے گی اور یہ نیت اس جانور کو مااھل به لغیر الله میں داخل کر دیتی ہے اور وہ حرام ہو جاتا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۵ ج ۸)

بیمار کی طرف سے خدا کے نام پر جانور ذبح کرنا جائز ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بیمار ہے کیا اس پر جانور خدا کے واسطے ذبح کیا جا سکتا ہے اور نیت خاص فی سبیل اللہ کی ہے اور باقی کوئی رسوم نہیں کی گئی۔ بینوا توجروا۔

جواب...... جانور خدا کے نام سے ذبح کر کے اس کے گوشت کو صدقہ کر لیا جائے یہ جائز ہے کسی طرح کی اس میں قباحت نہیں ہے البتہ ثواب صدقہ کا ملے گا ذبح کرنے اور خون بہانے کا کوئی ثواب علیحدہ نہیں ذبح کرنے اور خون بہانے کا ثواب یا تو زمین حرم میں ہوتا ہے یا بقرعید کے موقع پر قربانی کا عام طور پر خون بہانا کوئی زائد ثواب نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۷۳)

شیخ سدو کے نام پر ذبح کرنا

سوال...... زید نے ایک بکرا، شیخ سدو کے نام کا پالا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا تو وہ حلال ہے یا حرام؟ نیز دوسری صورت یہ ہے کہ اس بکرے کو اللہ کے نام پر پرورش کیا اور بوقت ذبح شیخ سدو کہہ کر چھری پھیری پس یہ ذبیحہ کیسا ہے؟

جواب...... یہ دونوں صورتیں مااھل به لغیر الله میں داخل ہیں جس صورت میں تقرب الی غیر اللہ مقصود ہو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اگرچہ بوقت ذبح بسم اللہ کہی جائے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۷۷)

مذبوح جانور کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کا حکم

سوال...... مذبوح جانور کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلا تو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ اور ذکاة الجنین ذکاة اُمه کا کیا مطلب ہے؟

جواب...... حرام ہے اور ذکاة الجنین ذکاة اُمه کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے ذبح کا طریقہ وہی ہے جو ماں کے ذبح کا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۹ ج ۷)

جو گائے سور سے حاملہ ہوئی اور اس کے دودھ، گھی کا کیا حکم ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کسی گائے کو خنزیر سے حاملہ کرایا گیا ہو تو

اس کا دودھ گھی استعمال کرنا حرام ہوگا یا نہیں۔

جواب...... اس گائے کے دودھ گھی وغیرہ کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں حلال ہوگا البتہ اس سے جو حمل پیدا ہوگا اس کی حلت وحرمت میں تفصیل ہے کمافی الدرالمختارمع شرحہ ردالمحتار وان ینز کلب فوق عنزفجاء ھا تناج لہ راس کلب فینظر فان اکلت لحمافکلب جمیعھا وان اکلت تبنأ فلاالرأس یتروبوکل باقیھا وان اکلت لذا' وذافاضر بنھا والصیاح بخیر' وان اشکلت فاذبح فان کرشھا بدافعتر والا فھوکلب فیطمر ص ۱۱ ۳ ج ۶ فقط واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۷۴

شارک جانور حلال ہے یا حرام؟

سوال...... شارک کی دو قسمیں ہیں ایک کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور ایک کی پیلے رنگ کی' یہ دونوں قسمیں مرغی کے پاخانے وغیرہ میں چونچ مارتی رہتی ہیں کیا ان کو بھی مرغی کی طرح تین دن بند رکھا جائے یا یوں ہی شکار کر کے کھانا جائز ہے؟

جواب...... شارک کی دونوں قسمیں حلال ہیں تین دن تک بند رکھنے کی ضرورت نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۰۹ ج ۷)

بندوق، غلیل' شکاری کتے کے شکار کا شرعی حکم

سوال...... حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ البقرہ رکوع پانچ میں آیت انما حرم علیکم المیتۃ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مردار وہ ہے جو خود بخود مرجائے اور ذبح کرنے کی نوبت نہ آئے یا خلاف شرع طریقہ سے اس کو ذبح یا شکار کیا جائے مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کو پتھر لکڑی غلیل بندوق سے مارا جائے یا کسی عضو کو کاٹ لیا جائے یہ سب کا سب مردار اور حرام ہے اس کے برعکس بعض مفسرین یہ تشریح بھی کرتے ہیں کہ جس جانور کے ذبح کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً وحشی جنگلی جانور یا طیور وغیرہ تو ان مذکورہ بالا کو بندوق، غلیل یا شکاری کتے سے شکار کرتے ہوئے اگر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جائے تو یہ سب حلال ہیں اب سوال یہ ہے کہ غلیل' بندوق یا شکاری کتے کے ذریعے جو شکار کیا جائے اور شرعی طریقہ سے ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو کیا یہ سب مردار اور حرام ہیں؟

جواب...... جس جانور کے ذبح کرنے پر قادر ہو اس کو تو شرعی طریقہ سے ذبح کرنا ضروری ہے اگر ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ مردار ہے۔

شکار پر اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑ دیا جائے (بشرطیکہ وہ کتا سدھایا ہوا ہو) اور شکاری کتا اس شکار کو زخمی کردے اور وہ زخم سے مرجائے تو یہ ذبح کرنے کے قائم مقام ہوگا اور شکار کا کھانا حلال ہے لیکن اگر کتا اس کا گلا گھونٹ کر ماردے اسے زخمی نہ کرے تو حلال نہیں۔

اسی طرح اگر تیز دھار کا کوئی آلہ شکار کی طرف بسم اللہ کہہ کر پھینکا جائے اور شکار اس کے زخم سے مرجائے تو یہ بھی ذبح کے قائم مقام ہے لیکن اگر لاٹھی بسم اللہ کہہ کر پھینک دی اور شکار اس کی چوٹ سے مرگیا تو وہ حلال نہیں اسی طرح غلیل یا بندوق سے جو شکار کیا جائے اگر وہ زندہ مل جائے تو اس کو ذبح کرلیا جائے اور اگر وہ غلیل یا بندوق کی گولی کی چوٹ سے مرجائے تو حلال نہیں خلاصہ یہ کہ غلیل اور بندوق کا حکم لاٹھی کا سا ہے تیز دھار والے آلہ کا نہیں اس سے شکار کیا ہوا جانور اگر مرجائے تو حلال نہیں۔ (آپ کے مسائل ج۴ ص۲۴۱)

جانور میں سات چیزیں حرام ہیں

سوال..... حلال جانور کے اندر کتنی چیزیں حرام ہیں؟ اور کیا کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب..... ۱۔ بہتا خون ۲۔ مذکر کی پیشاب گاہ ۳۔ خصیتین ۴۔ مؤنث کی پیشاب گاہ ۵۔ غدود ۶۔ مثانہ ۷۔ پتہ، مکروہ چیز کوئی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۰۶ ج۷)

حلال جانور کے حرام اجزاء

سوال..... حلال مذبوحہ کے بدن سے کون کون سی چیزیں کھانا حرام ہیں؟

جواب..... حلال جانور کا شرعی طریقہ سے ذبح ہونے کے باوجود اس کے سات مندرجہ ذیل اعضا کا کھانا حرام ہے۔ ۱۔ پتا ۲۔ مثانہ ۳۔ غدود ۴۔ فرج ۵۔ ذکر ۶۔ خصیتین اور ۷۔ دم مسفوح

لماقال العلامة محمدبن حسن الشيبانیؒ :عن مجاهد قال كره رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشاة سبعاً: المرارو المثانة والغدة والحياء والذكر والانثيين والدم .انتهى (كتاب الآثارص ۱۷۹ باب مايكره من الشاة الدم وغيره) قال العلامة علاؤالدين الكاسانیؒ :وأمابيان مايحرم أكله من اجزاء الحيوان المأكول فالذى يحرم أكله منه سبعة الدم المسفوح والذكر والانثيان والقبل والغدة والمثانة والمرارة' (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ج۵ ص ۶۱ كتاب الذبائح) ومثله فی تنقيح

الحامدیة ج ۲ ص ۲۳۲ کتاب الذبائح فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۵۳)

مشتبہ ذبیحے کی ایک صورت کا حکم

سوال......زید کی گائے چوری ہوگئی اور اس نے جنگل میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح شدہ پڑی ہے چمڑا اس کے اوپر نہیں ہے صرف گوشت ہی گوشت ہے مگر اسکے کھر اور سینگ سے پہچان ہوتی ہے کہ یہ گائے وہی ہے جو گھر سے چوری ہوگئی ہے اب اس کا گوشت مالک کھا سکتا ہے یا نہیں؟ ذبح اور تسمیہ کا بھی علم نہیں ہے؟

جواب......اس گائے میں وجہ اشتباہ دو ہیں۔

اول یہ کہ یہ گائے خود اس کی گائے ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ ذابح کون ہے اور ذبح بسم اللہ کے ساتھ واقع ہوا ہے یا نہیں؟ پہلے شبہ کا حکم یہ ہے کہ اگر مالک نے اس کے سینگ اور کھر وغیرہ سے اچھی طرح پہچان لیا ہے اور اسے یقین یا گمان غالب ہے کہ یہ گائے میری ہی ہے تو وہ اس کی ملک ہے اسے استعمال کرنا جائز ہے۔ دوسرے شبہ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ گائے ایسے مقام پر پائی کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی ہے اور اس کے قرب و جوار میں غیر مسلم آباد نہیں تو بظن غالب اسے کسی مسلمان نے ہی ذبح کیا ہوگا اس کا کھانا جائز ہے لیکن اگر اس جگہ غیر مسلم لوگوں کی آبادی ہے یا مخلوط ہے یا غیر مسلم اس جگہ یہ کام کرتے ہوں یعنی جانوروں کے چمڑے اتار کر گوشت چھوڑ جایا کرتے ہوں تو ان حالات میں اس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۲ ج ۸)

مشینی ذبیحہ کا حکم

سوال......آج کل جدید سائنسی آلات سے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے شریعت مقدسہ میں مشینی ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب......کسی جانور کو ذبح کرنے کے لئے شریعت مقدسہ نے چند شرائط رکھی ہیں (۱) ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا (۲) بوقت ذبح تسمیہ پڑھنا (۳) تحت العقد ذبح کرنا

لہٰذا اگر جدید سائنسی آلات سے ذبح کرنے میں مذکور شرائط موجود ہوں تو ذبیحہ حلال ہوگا اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں بصورت دیگر ایسا ذبیحہ حلال نہیں اور نہ اس کا کھانا جائز ہے۔

لماقال الامام ابوالحسن احمدبن محمدالبغدادی القدوریؒ : وذبیحة المسلم والکتابی حلال ولا توکل ذبیحة المرتدوالمجوسی والوثنی

والمحرم وان ترک التسمية عمداً فالذ بيحة ميتة لاتؤ كل وان تر كهانا سياً اكل والذبح بين الحلق واللبة والعروق التى تقطع فى الزكاة اربعة الحلقوم والمرى والودجان (مختصرالقدورى ص۲۷٦ كتاب الذبائح) قال الامام عبدالله بن محمودبن مودودالموصلیؒ :والذكاة الاختيارية وهى الذبح فى الحلق واللبة والاضطرارية وهى الجرح فى اى موضع اتفق وشرطهما التسمية وكون الذابح مسلماً اوكتابياً (الاختيارتعليل المختار ج۵ ص۹ كتاب الذبائح) ومثله فى كنزالدقائق ص٤١٦ كتاب الذبائح (فتاویٰ حقانيه ج٦ ص٤٤٥)

ایسے پرندے کا حکم جس کی کھوپڑی اُتر گئی ہو

سوال...... پرندے کو غلیل لگی اور اس کی کھوپڑی اُتر گئی اور اس کی گردن باقی ہے اس جانور میں جان بھی ہے اس حالت میں اس کو ذبح کرنا کیسا ہے؟

جواب...... اس بارے میں امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ میں اختلاف ہے کہ ذبح کے وقت کس قدر حیات کا ہونا شرط ہے صاحبینؒ کے یہاں حیات مستقرہ (یعنی ذبح کیے ہوئے جانور میں جتنی زندگی ہوتی ہے اس سے زیادہ زندگی بوقت ذبح ہو) ضروری ہے اور امام صاحبؒ کے یہاں مطلق حیات شرط ہے یعنی بوقت ذبح بہت کم اور ہلکی زندگی بھی کافی ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ محل ذبح (حلق اور سینے کے درمیان کی جگہ) موجود ہے اور حیات بھی باقی ہے اگرچہ قلیلہ ہے لہٰذا امام صاحبؒ کے قول پر یہ جانور حلال ہے اور اسی پر فتویٰ ہے البتہ جو کھوپڑی الگ ہوگئی وہ حرام ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۳۸۳ ج۷)

دھات کا جانور

یہاں یہ بات پہلے سے ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ جاندار کی تصویر اور صورت بنانے کا حکم اور اسکی تجارت کا حکم بالکل الگ الگ ہے اس لئے دونوں کا حکم الگ الگ سرخیوں سے بیان کیا جاتا ہے۔

تانبا، پیتل وغیرہ دھات کے جانور بنانا

بین الاقوامی تجارت میں یورپین ممالک کے خریدار ایکسپورٹر کے پاس دھات کے جانوروں کا اونچے پیمانے پر آرڈر بھیجتے ہیں اور ایکسپورٹر ان آرڈروں کو قبول کر کے اپنے کاری گروں کو دھات کے جانور بنانے کا آرڈر دیتا ہے تو کیا جانور بنانے والے کاریگر کے لئے آرڈر

کے مطابق جانور بنانا جائز ہے یا نہیں تو اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں پر ہوگا جو کسی جاندار کی تصویر اور شکل بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ تم ہی اس میں جان ڈال دو اور وہ جان نہ ڈال سکیں گے جس کی وجہ سے ان پر مسلسل سخت ترین عذاب ہوتا رہے گا اس لئے مسلم کاریگروں پر لازم ہے کہ ایسا آرڈر لینے سے صاف انکار کردیں رزق کا مالک خدائے رزاق ہے وہ سب کو رزق دیتا ہے اس لئے اس کی پرواہ نہ کریں نیز اس عذاب میں آرڈر دینے والے بھی آرڈر دینے کی وجہ سے شامل ہوں گے کیونکہ بنانے میں ان کا بھی بڑا دخل ہے ملاحظہ کیجئے بخاری و مسلم کی حدیث میں کتنی بڑی وعید وارد ہوئی ہے۔

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اشد الناس عذاباً عنداللہ المصورون. بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰۱.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ کے یہاں سب سے زیادہ سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو جانداروں کی تصویر بناتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جانداروں کی صورت و شکل بنانے والوں سے کہا جائے گا کہ جن کو تم نے بنایا ہے ان میں تم خود جان ڈال دو اور ان کو زندہ کرو حالانکہ یہ لوگ اس پر قادر نہ ہوں گے جس کی وجہ سے مسلسل عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

عن ابن عباسؓ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من صور صورة فی الدنیا کلف ان ینفع فیھا الروح یوم القیمة ولیس بنافع الحدیث. بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۱، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰۱.

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں کسی جاندار کی شکل بناتا ہے اس کو قیامت کے دن اس کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونک دے اور وہ اس میں روح نہ ڈال سکے گا۔ لہٰذا کتا، بلی، ہاتھی، ہرن، بیل وغیرہ چوپائے نیز پرندوں میں کسی قسم کے جاندار کی صورت و شکل بنانا ہرگز جائز نہ ہوگا نیز جس طرح دھات سے بنانا حرام ہے اسی طرح اگر قلم سے نقاشی کی جائے یا پریس وغیرہ سے چھاپا جائے یا فوٹو کے ذریعہ سے عکس کو قائم کیا جائے تو یہ بھی بالاجماع حرام ہے (متفاد الفقہ ص ۶۲، امداد المفتیین ص ۹۹۴) اور اگر مشرکین کی عبادت کی اشیاء مثلاً مورتی وغیرہ بنائی جائے تو اور زیادہ

حرام اور گناہ کبیرہ اور عذاب الٰہی کا باعث ہوگا نیز یہ تمام امور کفر میں براہ راست تعاون کرنے کے مرادف ہیں ہاں البتہ غیر جاندار مثلاً عمارت، درخت، پھل پھول وغیرہ کی تصویر بنائی جاتی ہے تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔ (مستفاد جواہر الفقہ ج ۴ ص ۴۰)

دھات کے مجسمہ جانوروں کی تجارت وآمدنی

جانوروں کے مجسمہ اور تصویر کی تجارت میں دو حیثیتیں ہیں۔

(۱) جانوروں کی تصویروں کی تجارت میں اگر بائع مشتری کا مقصد ان کی مالیت نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد صرف تصویر اور صورت وشکل ہے تو تجارت ناجائز اور حرام ہے اور ان کی قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہے جیسا کہ مٹی کا مجسمہ یا سادہ کاغذ وغیرہ میں بنی ہوئی تصویر ہوتی ہے کہ ان میں مالیت مقصود نہیں ہوا کرتی ہے بلکہ تصویر ہی مقصود ہوا کرتی ہے اس لئے ان کی قیمت ادا کرنا شرعاً لازم نہیں ہے اور قیمت لینا بھی جائز نہیں ہے۔ (مستفاد جواہر الفقہ ص ۲۳۸ ج ۳)

علامہ علاؤالدین حصکفیؒ نے درمختار میں اس مسئلہ کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے

اشترى ثوراً او فرساً من خزف لاجل استئناس الصبى لايصح ولاقيمة له . الخ (در مختار ج ۵ ص ۲۲۶)

کسی نے مٹی کے بنے ہوئے بیل یا گھوڑے کو خرید لیا تا کہ اس سے بچے کو بہلائے اور خوش کرے تو عقد بیع شرعاً صحیح نہیں ہے اور مشتری پر اس کی قیمت ادا کرنا بھی لازم نہیں ہے۔ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جانبین میں عقد صحیح نہ ہونے کی وجہ سے قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہے لیکن اگر قیمت ادا کردی ہے تو بائع پر لازم ہے کہ خریدار کو واپس کردے۔

۲۔ دوسری حیثیت یہ ہوتی ہے کہ تجارت میں مجسمہ اور تصویر مقصود نہیں ہوتی ہے بلکہ مقصود اصلی وہ دھات یا لکڑی وغیرہ ہوتی ہے جس سے مجسمہ بنایا جاتا ہے جیسے تانبا پیتل اور لکڑی وغیرہ کا مجسمہ اور تصویر کا حال ہے اگر ان اشیاء کی مالیت ہی تجارت میں مقصود ہے اور شکل وصورت اصل مالیت کے تابع ہوتی ہے چنانچہ اس کے لین دین کا سارا معاملہ وزن اور تول سے ہوا کرتا ہے اس لئے تجارت حرام تو نہیں ہوتی ہے لیکن تعاون علی المعصیۃ کی وجہ سے مکروہ تحریمی ضرور ہوجاتی ہے جیسا کہ مرادآبادی دھات سے بنے ہوئے مجسموں کو جب فروخت کیا جاتا ہے تو مالیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قیمت وصول کی جاتی ہے تصویر پیش نظر نہیں رکھی جاتی ہے اس لئے ایسی شکل میں حضرات فقہاء نے مالیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تجارت کو مکروہ تحریمی نقل فرمایا ہے اور حرام قرار نہیں

دیا ہے یعنی خریدار پر اس کی مالیت کی قیمت ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ عین دھات کے اندر فطری مالیت ہونے کی وجہ سے شکل ختم ہونے کے بعد بھی اس سے انتفاع ممکن ہے لہٰذا کراہت تحریمی کے ساتھ نفس معاملہ صحیح ہو جائے گا حضرت علامہ شامیؒ نے اس مسئلہ کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

لانها لو كانت من خشب او صفر جاز اتفاقاً فيما يظهر لامكان الانتفاع بها الخ (شامی کراچی ص ۲۲۶ ج۵)

اس لئے کہ (مجسمہ اور تصویر) لکڑی یا پیتل وغیرہ سے بنائی گئی ہے تو بالاتفاق بیع جائز ہے۔

اس کی اصل مالیت سے انتفاع واضح اور ممکن ہونے کی وجہ سے اور ایسی اشیاء کی تجارت کی آمدنی کے حلال ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعاون علی المعصیۃ کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے اور احتیاطاً حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کے مذہب پر جواز مع الکراہت کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ صاحب درمختار نقل فرماتے ہیں۔

ان قامت المعصية بعينه يكون بيعه تحريماً والافتنزيها. الخ (در مختار ص ۳۹۱ ج۶)

بیشک جس شئی کی ذات کے ساتھ معصیت کا تعلق ہو اس کی تجارت مکروہ تحریمی ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ حضرت علامہ شامیؒ اس کی مثال خنزیر چرانے کی اُجرت و آمدنی کے ساتھ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

وعلى هذا الخلاف لو اجره دابة لينقل عليه الخمر او اجره نفسه ليرعى له الخنازير يطيب له الاجر عنده وعندهما ان يكره (شامی ص ۳۹۲ ج۶)

اور اسی اختلاف پر اگر اس کو اپنا جانور شراب منتقل کرنے کیلئے اجرت پر دیا ہے یا خود اس کو خنزیر چرانے کیلئے نوکری پر لایا ہے تو اس کے لئے خنزیر چرانے کی اجرت حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور حضرات صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے۔ لہٰذا ہم احتیاطاً حضرات صاحبین کے قول کے مطابق کراہت کے ساتھ آمدنی کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں۔

برتنوں میں قرآن کریم کی آیتیں

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایکسپورٹر نمونہ کے طور پر برتن میں قرآن کریم کی آیتیں چھپوا کر امپورٹر کو دکھاتا ہے اور امپورٹر اس کو پسند کر کے آرڈر دیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود امپورٹر آیت قرآنی لکھے ہوئے برتنوں کا آرڈر دیتا ہے اور ایکسپورٹر اور کاریگر پیسوں کی حرص میں آ کر تیار کر کے

ارسال کرتا ہے شرعی طور پر اس میں قرآن کریم کی سخت ترین توہین اور اہانت ہے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض برتنوں میں پوری سورہ مزمل بعض میں پوری سورہ اخلاص اور بعض میں آیۃ الکرسی اور بعض میں سورۃ یٰسین اور بعض میں ایک دو آیتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں اس میں مختلف وجوہ سے متعدد خرابیاں لازم آجاتی ہیں جن کی وجہ سے قرآن کریم کو ان آلات و ادانی میں چھاپنے کو ہرگز جائز نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۱۔ قرآن کریم کی ایک آیت پکڑنے کے لئے بھی وضو کرنا فرض ہے یہاں مزدوروں میں یہ احتیاط نہیں ہوتی۔

۲۔ بعض دفعہ پالش اور چھلائی کرتے ہوئے پیر سے دباتے بھی ہیں یہ قرآن کریم کی سخت اہانت اور حقارت ہے جو سراسر حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۳۔ برتن پیالہ وغیرہ انسان کی استعمالی اشیاء ہیں جنکی حیثیت شی محترم کی طرح نہیں ہوتی ہے انکو کہیں بھی رکھ دینا برا نہیں سمجھا جاتا ہے لہٰذا قرآن کریم کو ایسی اشیاء میں شامل کر لینا کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ جب قرآن کریم کو استعمالی آلات وغیرہ میں استعمال کیا جائے گا تو آہستہ آہستہ قرآن کریم کی بلند حیثیت اور اہم ترین عظمت مسلمانوں کے دلوں سے نکلنا شروع ہو جائے گی اس لئے قرآن کریم کی کوئی بھی آیت یا کوئی بھی ٹکڑا ان اشیاء میں استعمال جائز نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے کسی بھی بندہ کو رزق سے محروم نہیں کرتا اس لئے حرص میں آکر ہمارے تاجر بھائی ایسا آرڈر ہرگز قبول نہ کیا کریں۔

علامہ زین الدین ابن نجیم مصریؒ البحر الرائق میں نقل فرماتے ہیں۔ **و کذایکرہ کتابۃ الرقاع والصاقها فی الابواب لمافیہ من الاھانۃ (البحر الرائق ص ۳۷ ج ۲)**

اور ایسا ہی کاغذ اور پرزہ کو لکھ کر دروازوں پر چسپاں کرنا اہانت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت سے بھی اس مسئلہ کا حکم بخوبی معلوم ہوسکتا ہے

لایجوزان یتخذقطعۃ بیاض مکتوب علیہ اسم اللہ علامۃ فیما الاوراق لمافیہ من الابتذال باسم اللہ تعالیٰ الخ. فتاویٰ عالمگیری ص ۳۲۳ ج ۵)

اوراق کے درمیان علامت کے طور پر ایسی تختی بنانا جائز نہیں ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی اور حقارت لازم آتی ہے۔ اور اسی طرح کسی شئی پر قرآن کریم کا مونوگرام بنانا بھی ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے۔

www.islamiurdubook.blogspot.com

مستفاد امداد الفتاویٰ ص ۶۱ ج۴ ایضاح المسائل ص ۴۳‘ (رسالہ ایضاح النوادر ص ۷۹ تا ۸۶)

بوقت ذبح جانور کا سرتن سے جدا کرنا مکروہ ہے

سوال......ذبح کرتے وقت اگر ذابح سے جانور کا سر کٹ جائے تو کیا اس سے مذبوحہ پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب......ذبح کرتے وقت ذبیحہ کا سر کٹ جانے سے ذبح پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس کا گوشت حلال اور کھانے کے قابل ہے تاہم جانور کے ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کا سر کاٹنا بوجہ غیر ضروری تعذیب کے کراہت سے خالی نہیں۔

لماقال الامام ابوالحسین احمدبن محمدالبغدادیؒ :ومن بلغ بالسکین النحر وقطع الراس کرہ لہ ذلک وتوکل ذبیحتہ‘(مختصرالقدوری ص ۲۷۶ کتاب الذبائح) ۲.لما قال الامام عبدالله بن محمودبن مودور الموصلی ویکرہ ان یبلغ بالسکین النحر اویقطع الراس وتوکل (الاختیارعلی تعلیل المختارج۵ ص ۱۲ کتاب الذبائح) ومثلہ فی الدرالمختارعلی صدررد المحتارج۶ ص ۲۹۶ کتاب الذبائح (فتاویٰ حقانیہ ج۶ ص ۴۴۳)

ذبح وشکار اور حلال وحرام جانور

ذبح سے پہلے گولی مار کر گرانا

سوال: ہم گائے ذبح کرتے ہیں‘ ایک آدمی کا گائے ذبح کرنا بہت مشکل ہے‘ چنانچہ ایک چھوٹی سی بندوق سے گائے کے سر میں ایک چھوٹی سی گولی ماری جاتی ہے جس سے فوراً گائے گر جاتی ہے‘ پھر فوراً اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے‘ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

جواب: ذبح کا یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے اور بے وجہ اذیت پہنچانا ہے جو حقوق بہائم کے خلاف اور ان پر ظلم ہے باقی اگر اس طرح جانور بیہوش ہو کر ذبح سے قبل نہیں مرتا‘ زندہ رہتا ہے اور گردن کی چار رگ ودجین‘ حلقوم مری میں سے‘ ودجین اور بقیہ دوسری ایک رگ کٹ کر خون پورا نکل جاتا ہے تو ذبیحہ حلال کہا جائے گا اور اس کھانا جائز رہے گا۔ (نظام الفتاویٰ ج ا ص ۳۷۰)

عمداً تارک تسمیہ کے ذبیحہ کا حکم شرعی

سوال: کوئی حنفی مرغ یا بکرا ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دے وہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام ہے؟ اور اس کی خرید وفروخت اور کھانا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حنفی المذہب اگر ذبیحہ پر جان بوجھ کر بسم اللہ کہنا چھوڑ دے تو اس کا کھانا' کھلانا' مسلم یا غیر مسلم کو اور خرید وفروخت کرنا ناجائز اور حرام ہوتا ہے اس لیے کہ قرآن پاک میں نصوص مثلاً لَاتَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور مثلاً ارشاد باری كُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ان تمام شقوں کو شامل اور حاوی ہیں اس لیے کہ اس کے الفاظ عام ہیں اور اعتبار عموم الفاظ ہی کا ہوتا ہے نہ کہ محض خصوصی مورد کا۔ اسی طرح اس کا خریدنا' فروخت کرنا سب ناجائز اور حرام ہو جاتا ہے کیونکہ مطہر و مذکی حقیقت میں اللہ کا نام بوقت ذبح لینا ہی ہوتا ہے اور جب چھوڑ دیا تو وہ جیفہ اور مردار کے حکم میں ہو گیا اور مردار کا حکم یہی ہے اور انہی وجوہ سے فقہاء و مشائخ نے فرمایا: اِنْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ عَامِدًا لَايَسَعُ اجْتِهَادَ وَلَوْ قَضَى الْقَاضِي بِجَوَازِ بَيْعِهِ لَايَنْفُذُ' هدايه علىٰ فتح القدير ج۸ص۵۷ وكذا فى البحرو الردوغيرها. یعنی اگر ذبح کرنے والے نے بسم اللہ کو عمداً ترک کر دیا تو اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں' حتیٰ کہ اگر قاضی نے اس کی بیع کے جواز کا فیصلہ کر دیا تو وہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ج۱ص۳۷۶)

اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

سوال: اہل کتاب یہود وعیسائی کا خدا کا نام لے کر ذبح کیا ہوا گوشت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عیسائی عموماً ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ مسیح ابن اللہ بھی کہتے ہیں اس لیے جب تک ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کے سامنے محض اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کر دے یا جب تک ایسا نہ ہو کہ اس عیسائی کے مذہب کے اعتبار سے ایسا ہو کہ محض اللہ کا نام بوقت ذبح لیتا ہے تو اس کا کھانا درست نہ ہوگا' ہاں یہودی اپنے مذہب کے اعتبار سے بوقت ذبح محض اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اس لیے ان کا ذبیحہ درست و جائز ہوگا۔ هكذا فى الدر مع الرد ج۲ص۲۵۹۔ ''لیکن اگر کوئی کاغذی یہودی یا عیسائی ہے اور حقیقت میں ملحد ہے تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا'' (م ع) (نظام الفتاویٰ ج۱ص۳۸۴)

بیرونی ممالک کی مذبوحہ مرغیوں کا حکم

سوال: یہاں سعودی عرب میں یورپ اور دیگر ملکوں سے مذبوحہ مرغیاں آتی ہیں اور ان کے

پیکنگ پر لکھا ہوتا ہے "مذبوحۃ علی طریقۃ الشرعیۃ" اس کا تحقق کا کوئی بھی ذریعہ نہیں کہ شرعی طریقہ سے ذبح شدہ ہیں یا نہیں؟

جواب: تجارت کا یہ اصول عام ہے کہ تجارت فریب دہی سے کبھی خالی اور اسی لیے بڑے تاجر فریب دہی سے بچے نہیں پھر یہ ہے کہ اب بھی حلال و حرام کو تحقیق سے پرکھتی ہے تو جن ڈبوں پر لکھا ہوا ہو "مذبوحۃ علی طریق الشرعیۃ" تو جب تک ان کے خلاف کا ثبوت دلیل شرعی سے نہ ہو جائے ازروئے فتویٰ استعمال کی گنجائش رہے گی باقی ازروئے تقویٰ اجتناب اولیٰ ہے۔ چونکہ "مذبوحۃ علی طریق الشرعیۃ کی صحت کا ثبوت بھی ہمارے پاس کچھ نہیں" (م ع) (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۷)

کیا مشینی ذبیحہ حلال ہے؟

سوال: مونٹریاں کناڈا میں سعودی عرب اور کویت کو حلال مرغیاں بھیجنے کے لیے کچھ مشینیں لگائی جا رہی ہیں، جن میں مرغیاں لٹکی رہتی ہیں اور بٹن کے ذریعے چلتی رہتی ہیں اور اس میں ایک مقام پر تیز دھار چھری لگی ہوئی ہے جو مرغی آتے ہی اس کی گردن پر چلتی جاتی ہے پھر یہ مرغی بٹن کے ذریعے ہی آگے چلی جاتی ہے، یہاں اس کو گرم پانی میں (خون نکلنے کے بعد) غوطہ دیا جاتا ہے پھر اس کے پر مشین کے ذریعے سے نکالے جاتے ہیں اور مشین ہی سے پوری پیکنگ ہوتی ہے، امریکہ میں اس طرح کی دو مشینیں ہیں جہاں انہوں نے ایک مسلمان نوکر رکھا ہے کہ جب مرغی اس تیز دھار سے کٹے وہ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا رہے اور دوسری جگہ ایک ٹیپ ریکارڈر لگا ہوا ہے جس میں بسم اللہ، اللہ اکبر بجتا رہتا ہے اور مرغیاں کٹتی رہتی ہیں؟

جواب: تیز دھار چھری جو مرغیوں کی گردن کاٹتی ہے وہ جس بٹن یا پرزے کے دبانے سے چلتی ہے اگر کوئی مسلمان ذبح کرنے کی نیت سے ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہوا بٹن دبائے اور اس کو دبانے یا چلانے سے وہ دھار دار چیز گردن کاٹے اور کٹنے میں ودجین "خون کی رگ" اور حلقوم "غذا کی نلکی" اور مری "سانس کی نلکی" سب کٹ کر خون پورا نکل جائے تو اگرچہ یہ طریقہ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہو مگر ذبیحہ حلال ہو جائے گا اور اس کا کھانا جائز رہے گا اگر ان سب قیود میں سے کسی ایک قید کا بھی لحاظ کیے بغیر ذبح کر دیا جائے تو وہ ذبیحہ شرعی نہ ہو گا ان سب قیود کا لحاظ کیے بغیر محض کسی مسلمان کا گردن کٹنے کے وقت بس اللہ اللہ اکبر کہتے رہنا یا ٹیپ سے اس کی آواز آتے رہنا کافی نہیں۔ خوب غور سے سمجھ لیا جائے۔

اسی طرح اگر ذبح کرنے اور خون نکلنے کے بعد شکم سے آلائش دور کیے بغیر کھولتے پانی میں ڈال دیا جائے تو غلاظت تمام گوشت پوست میں سرایت کر کے سب کو ناپاک بنا دے گی اور پھر کھانا

ممنوع ہوجائے گا اس لیے کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنے سے قبل شکم چاک کرکے خواہ مشین ہی کے ذریعے ہو شکم چاک ہوتا رہے اور آلائش سب نکل کر الگ ہوتی رہے اور اس کے بعد کھولتے پانی میں پڑتی رہیں جب صحیح رہے گا۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۸)

پیلو پرندہ کھانا

سوال: پیلو پرندہ کھانا حلال ہے یا حرام؟ جواب: تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ پیلو پرندہ ہے جس کو حیدرآباد دکن میں پیلک کہتے ہیں' قد میں ستارک کے برابر' زرد رنگ اور دونوں بازوؤں پر سیاہی ہوتی ہے' اصل غذا دانہ ہے اور حشرات الارض سے کملوں کو کھاتا ہے' پنجہ سے شکار نہیں کرتا اور نہ مردار خور ہے اس لیے اس کے حلال ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۴۱۴)

بطخ حلال ہے یا حرام؟

سوال: بطخ کھانا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کو ذبح کرنے سے پہلے پیر کاٹ دیئے جائیں تو وہ حلال ہوجاتی ہے' کیا یہ اس کے ذبح کا مخصوص طریقہ ہے؟ جواب: بطخ کھانا حلال ہے اور اس کے ذبح کا طریقہ وہی ہے جو مرغا اور مرغی کے ذبح کا طریقہ ہے۔ ''ذبح سے پہلے پیر کاٹنا تکلیف پہنچانا ہے جو منع ہے'' (م' ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۲۷۸)

کیا انڈا حرام ہے

سوال: کچھ عرصہ پیشتر ماہنامہ ''زیب النساء'' میں حکیم سید ظفر عسکری نے کسی خاتون کے جواب میں تحریر کیا تھا کہ انڈے کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں کہیں نہیں ملتا بلکہ اسے انگریزوں نے متعارف کرایا ہے اس وجہ سے انڈا کھانا حرام ہے' براہ کرام اس مسئلہ کا تفصیلی حل اسلامی صفحہ میں شائع کریں؟

جواب: یقین نہیں آتا کہ حکیم صاحب نے ایسا لکھا ہو اگر انہوں نے واقعی لکھا ہے تو یہ ان کا فتویٰ نہایت ''غیر حکیمانہ'' ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث تو پڑھی یا سنی ہوگی جو حدیث کی ساری کتابوں میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کی نماز کے لیے سب سے پہلے آئے اسے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا' پھر بکرے کی قربانی کا پھر مرغی صدقہ کرنے اور سب سے آخر میں انڈا صدقہ کرنے کا اور جب امام خطبہ شروع کردیتا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے اپنے صحیفوں کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف)

سوچنا چاہیے کہ اگر ہماری شریعت میں انڈا کھانا حرام ہے تو کیا (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حرام چیز کے صدقہ کی فضیلت بیان فرمادی؟ آج تک کسی فقیہ اور محدث نے انڈے کو حرام نہیں بتایا اس لیے حکیم صاحب کا یہ فتویٰ بالکل لغو ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ص ۳۵۳)

طوطا حلال ہے یا نہیں؟

سوال: طوطا حلال ہے یا حرام ہے' یہ پرندہ چنگل سے کھاتا ہے؟

جواب: طوطا حلال ہے اس لئے کہ یہ چنگل سے شکار نہیں کرتا ہاں چنگل سے پکڑ کر کھاتا ہے لیکن اس کی وجہ سے حرام سمجھنا صحیح نہیں ہے' حرام پرندہ وہ ہے جو چنگل سے شکار کرتا ہے۔ ''جیسے باز' گدھ وغیرہ'' (م'ع) (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ص ۲۴۱)

ہُد ہُد کی حلّت

صاحب حیات الحیوان ہد ہد کو حرام لکھتے ہیں اور صاحب فتاویٰ برہنہ بھی اور صاحب غایۃ الکلام نے ہد ہد کو حلال لکھا ہے' پس مذہب امام اعظم میں یہ حلال ہے یا حرام؟

جواب: ہد ہد مذہب حنفی میں حلال ہے' بغیر کراہت کے اور مصنف حیات الحیوان شافعی ہیں' انہوں نے اپنے مذہب کے موافق تحریر لکھی ہے اور فتاویٰ برہنہ کا مقابلہ کتب معتبرہ سے نہیں ہوسکتا۔ ''اس لیے شبہ نہ کیا جائے'' (م'ع) (فتاویٰ عبدالحئی ص ۴۰۴)

موطوء جانور (چارپائے) کا شرعی حکم

سوال: کسی حیوان سے بدفعلی کرنے سے اس فعل کی قباحت اور حرمت سے قطع نظر اس کے گوشت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جواب: کسی حلال جانور سے ایسے مکروہ فعل کے کرنے سے اس کا گوشت یا دودھ حرام نہیں ہوتا ہے تاہم ایسے حیوان کی موجودگی اس غیر فطری عمل کے تذکرہ اور یاددہانی کا ذریعہ ضرور ہے اس لیے فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ ایسے جانور کو ذبح کرکے اس کا گوشت جلادیا جائے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ شناعت دائمی نہ رہے تاہم کسی دور دراز علاقہ میں لے جاکر فروخت کرنے سے بھی ایسے جانور کو دور کیا جاسکتا ہے۔

لما قال العلامة ابن الهمام: (والذی یروی انه تذبح البهیمة وتحرق ذلک لقطع) امتداد (التحدث به) کلما رؤیت فیتاذی الفاعل به ولیس بواجب واذا ذبحت وهی مما لاتؤکل ضمن قیمتها ...... وان کانت مما تؤکل اکلت و ضمن

عند ابی حنیفۃ وعند ابی یوسفؒ لاتؤکل. (فتح القدیر شرح الھدایۃ ج۵ص۴۵ کتاب الذبائح) (قال العلامۃ ابن نجیمؒ: والذی انھا تذبح البھیمۃ و تحریم فذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب قالوا ان کانت الدابۃ مما لاتأکل لحمھا تذبح و تحرق لما ذکرنا وان کانت مما تؤکل تذبح وتؤکل عندا بی حنیفۃ وقالا تحرق ھذا ایضاً: (البحرالرائق ج۵ص۱۷ کتاب الذبائح) وَمِثْلُہٗ فی ردّالمحتار ج۴ص۲۶ کتاب الحدود' مطلب فی وط الدابۃ) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۵۰)

گھوڑے کی حلت وحرمت

سوال: آئمہ اربعہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ واحمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے' جیسا کہ شیخین کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت کی اجازت عطا فرمائی' امام اعظم اور امام مالک مکروہ فرماتے ہیں' امام مالک کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور بعض اصحاب حنفیہ کراہت تحریمی کے قائل ہیں اور بعض کراہت تنزیہی کے' صاحب کافی نے کراہت تنزیہی کو صحیح لکھا ہے اور مطالب المؤمنین میں تحریمی کو صحیح لکھا ہے۔

تفسیر احمدی میں ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ گھوڑے کے تندرست ہونے کی حالت میں جواز کا فتویٰ نہ دے کیونکہ آلہ جہاد میں کمی واقع ہوگی لیکن اگر گھوڑا قریب الہلاک ہو تو جواز کا فتویٰ دے دے کہ مال مومن ضائع نہ ہو اور امام صاحب کا قول حرمت سے رجوع ثابت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ "غور کیا جائے تو اب کل یگ ہے گھوڑا آلہ جہاد میں وہ درجہ نہیں رکھتا" (م'ع) (فتاویٰ عبدالحئی ص ۴۱۲)

گدھی کا دودھ حرام ہے

سوال: آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہو جاتی ہے تو اسے گدھی کا دودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور بہت سے لوگ ایسا کر گزرتے ہیں' پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دودھ پینا تو حرام ہے پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہو جاتا ہے؟ جواب: گدھی کا دودھ حرام ہے اور دوائی کے طور پر بھی اس کا استعمال درست نہیں جبکہ حلال دوائی سے علاج ہو سکتا ہو۔

(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۴۴)

چمگادڑ کی حلّت وحرمت

سوال: چمگادڑ حلال ہے یا حرام؟ جواب: اس کا حکم مختلف فیہ ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے

کہ چمگادڑ حلال نہیں اس لیے کہ وہ ''ذوناب'' ہے۔ ''کچلی دانت والا ہے'' اور عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ حرمت کا قول محل نظر ہے کیونکہ ہر ذی ناب حرام نہیں' جب کہ وہ اپنے کچلی دانتوں سے شکار نہ کرتا ہو۔ ''اس اختلافی حالت میں احتیاط کا تقاضا پرہیز کرنا ہے'' (م'ع) فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۴۱۳)

کوے کا کھانا

سوال: کوے کا کھانا کیسا ہے؟ مطلقاً' مطلقاً کی قید اس لیے لگائی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب میں یہی فرمایا ہے؟ مطلقاً اگر جنگل کا کوا ہے تو مطلقاً کیوں فرمایا؟

جواب: کوے کا گوشت کھانا مطلقاً ممنوع نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کوے کی ہر قسم کو ممنوع کہنا غلط ہے اس لیے کہ جو کوا صرف دانہ کھاتا ہے وہ بالاتفاق درست ہے اور جو کوا مردار و غلاظت ہی کھاتا ہے وہ بالاتفاق ممنوع ہے اور جو کوا دانہ بھی کھاتا ہے اور کبھی غلاظت و مردار بھی کھاتا ہے تو وہ مرغی کے حکم میں ہے۔ ''کہ تین روز بند رکھ کر ذبح کیا جائے'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۲۷)

حلال کوا کھانے سے ثواب ہوگا

سوال: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو ثواب ہوگا یا نہیں؟ جواب: ثواب ہوگا۔ ''ہمارے دیار میں کوا کھانا جہاد کے مرادف ہے'' (م'ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۹۷)

خرگوش حلال ہے

سوال: خرگوش حرام ہے یا حلال؟ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خرگوش بالکل چوہے کی شکل کا ہے اور اس کی عادتیں بھی چوہے سے ملتی ہیں' یعنی ہاتھوں سے چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے' پاؤں کی مشابہت بھی حرام جانوروں سے ملتی جلتی ہے اور بل بنا کر رہتا ہے اس لیے حرام ہے تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟ جواب: خرگوش حلال ہے' حرام جانوروں سے اس کی مشابہت نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر آئمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۴۳)

گڑول کا حکم

سوال: گڑول یعنی ڈھینگ حلال ہے یا حرام؟ جواب: گڑول بھی گرگس کی ایک قسم اور مردار خور پرندہ ہے' جو حرام ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۴۱۲)

کبوتر کا حکم

سوال: جنگلی کبوتر' گھریلو کبوتر دونوں حلال ہیں کہ نہیں؟

جواب: دونوں حلال ہیں' کوئی حرام نہیں۔ "پالتو کبوتر قیمتی ہونے کی وجہ سے ذبح نہ کریں یہ الگ بات ہے" (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۶۱)

بگلہ' گرسل' نیل کنٹ کا حکم

سوال: بگلہ' گرسل' نیل کنٹ حلال ہے یا نہیں؟ جواب: بگلہ حلال ہے' گرسل اور نیل کنٹ دانا کھانے والی حلال ہے اور جس کی غذا غلاظت و مردار ہے وہ ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۶۱)

ریگ ماہی کھانے کا حکم

سوال: ریگ ماہی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اطباء ایک قسم کی مچھلی بیان کرتے ہیں جو مصر سے آتی ہے؟

جواب: جائز نہیں کیونکہ وہ ہوام ارض سے ہے' صرف تشبیہاً ماہی کہلاتی ہے۔ "اور ہوام ارض کا کھانا جائز نہیں" (م'ع) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۱۵)

اوجھڑی کی حلت بھنگے کی حرمت

سوال: ایک وکیل ہیں انہوں نے "بہشتی زیور" میں کچھ شکوک پیدا کیے کہ اوجھڑی حلال ہے' گولر کے بھنگے حرام اور آرسی میں منہ دیکھنا ناجائز' ان ہر سہ مسئلوں کی فقہی روایات کیا ہیں؟

جواب: اوجھڑی کی حلت اس لیے ہے کہ اس میں کوئی وجہ حرمت نہیں' فقہاء نے اشیاء حرام کو شمار کر دیا ہے' یہ ان کے علاوہ ہے اور گولر کے بھنگے کا عدم جواز ردالمحتار ص ۲۹۹ ج ۵ میں لکھا ہے اور آرسی کا مسئلہ بالکل ظاہر ہے کہ چاندی کے آئینہ کا استعمال حرام ہے اور اس میں منہ دیکھنا اس میں داخل ہے۔ "اس لیے ناجائز ہے" (م'ع) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۰۴)

تلی' اوجھڑی' کپورے وغیرہ کا شرعی حکم

حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

سوال: گزارش ہے کہ کپورے حرام ہیں' اس کی کیا وجوہ ہیں؟

جواب: حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔ (۱) بہتا ہوا خون (۲) غدود (۳) مثانہ (۴) پتہ (۵) نر کی پیشاب گاہ (۶) مادہ کی پیشاب گاہ (۷) کپورے۔

اول الذکر کا حرام ہونا تو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں' اس لیے "ویحرم علیھم الخبائث" کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں۔ نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ۴/۵۳۵' مراسیل ابی داؤد ص ۱۹' سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/۷) (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۵۵)

کلیجی حلال ہے

سوال: میں بی اے فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں اور ہمارے پروفیسر صاحب ہمیں اسلامک آئیڈیالوجی پڑھاتے ہیں' اسلامی آئیڈیالوجی والے پروفیسر بتا رہے تھے کہ قرآن شریف میں کلیجی کھانا حرام ہے' کلیجی چونکہ خون ہے اس لیے کلیجی حرام ہے اور حدیث میں کلیجی کو حلال کہا ہے تو کیا واقعی کلیجی حرام ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں بہتے ہوئے خون کو حرام کہا گیا ہے جو جانور کے ذبح کرنے سے بہتا ہے' کلیجی حلال ہے' قرآن کریم میں اسکو حرام نہیں فرمایا گیا ہے' آپکے پروفیسر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ حوالہ بالا۔

تلی کھانا جائز ہے

سوال: اکثر شادی بیاہ وغیرہ میں جیسے ہی کوئی جانور ذبح کیا' ادھر اس کی تلی اور کلیجی وغیرہ پکا کر کھا لیتے ہیں یا اکیلی تلی کو آگ پر سینک کر علیحدہ کھانے کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

جواب: جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۵۶)

گردے' کپورے اور ٹڈی حلال ہے یا حرام

سوال: جب کہ ہمارے معاشرے میں لوگ بکرے کا گوشت عام کھاتے ہیں اور لوگ بکرے کے گردے بھی کھاتے ہیں' آپ یہ بتائیں کہ یہ گردے انسان کے لیے حرام ہیں یا حلال؟ میرے دوست کہتے ہیں کہ بکرا حلال ہے کپورے حلال نہیں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ مکڑی بھی حلال ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جواب: گردے حلال ہیں' کپورے حلال نہیں' ٹڈی دل جو فصلوں کو تباہ کر دیا کرتی ہے وہ حلال ہے' مکڑی حلال نہیں ہے۔ حوالہ بالا۔

جو مرغی اذان دے اس کا کھانا

سوال: ہمارے گھر میں ایک مرغی ہے جو کہ اذان دینے لگی ہے تو میں کیا کروں' لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ نحوست کی علامت ہے؟

جواب: یہ نحوست کی بات نہیں ہے اس مرغی کو پالنا' اس کا انڈا استعمال کرنا یہ کوئی نحوست کی بات نہیں ہے۔ "بلکہ نحوست کا خیال غلط ہے" (م'ع) فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۳۶۴)

حرام مغز کی کراہت

سوال: حرام مغز مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اور بصورت کراہت تحریمی اس کا مغز نکالنا صرف بڑے جانوروں سے ضروری ہے یا ہر بڑے چھوٹے سے؟

جواب: نصاب الاحتساب اور مطالب المومنین میں اس کو مکروہ لکھا ہے اور ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت تنزیہی ہے۔ لہٰذا اگر کسی جانور کا مغز نکالنے میں دشواری ہو تو ضروری نہیں ورنہ نکال لیا جائے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۴۶)

مغز حرام کھانا منع ہے

سوال: مغز حرام کا کھانا غذاء یا دواء کیسا ہے؟

جواب: فتاویٰ رشیدیہ میں سات چیزوں کا حرام ہونا لکھا ہے' ذکر' فرج مادہ' مثانہ' غدود' حرام مغز جو پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے' خصیہ' پتہ' مرارہ جو کلیجی میں تلخ پانی کا ظرف ہے اور خون سائل قطعی حرام ہے' باقی "حلال جانور کی" سب اشیاء کو حلال لکھا ہے مگر بعض روایت میں کڑدے کی کراہت لکھتے ہیں اور کراہت تنزیہہ پر حمل کرتے ہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۳۲)

جو بکری کا بچہ خنزیر کے دودھ سے پلا ہو

سوال: اگر بکری کا بچہ خنزیر کا دودھ پی لے تو اس کا گوشت اور کھال استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس بچہ کا گوشت بھی حلال ہے اور اس کی کھال بھی قابل استعمال ہے' وہ خنزیر کے حکم میں نہیں' اگر اس دودھ سے مستقل پرورش کی گئی ہو اور دودھ چھوٹنے کے بعد کچھ مدت گھاس وغیرہ سے بھی پرورش کی گئی ہو تو اس میں کوئی کراہت بھی نہیں' اگر اس کی نوبت نہ آئی ہو یعنی اس نے گھاس وغیرہ نہ کھایا ہو تو اس کے ذبح کرنے میں جلدی نہ کی جائے ورنہ مکروہ ہے۔ "مطلب یہ کہ ایسی صورت میں چند روز گھاس وغیرہ سے پرورش کر کے ذبح کیا جائے" (م'ع) فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۷۷)

جس اونٹ کو خنزیر کا گوشت کھلایا گیا ہو

سوال: ایک شخص نے اپنے اونٹ کو خنزیر کا گوشت کھلایا ہے تا کہ خوب فربہ ہو' اگر اس شتر کو ذبح کیا جائے تو وہ گوشت اس اونٹ کا کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: ایسے اونٹ کا گوشت حلال ہوگا' مگر ذبح سے پہلے بعض علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو چند روز تک حلال چارہ دیا جائے اس کے بعد اس کو ذبح کیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۰۵)

غیر فطری طریقہ کی پیداوار غیر ملکی گائے کا حکم

سوال: بعض نسل کی گائیوں کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کی نسل کشی کے لیے خنزیر کا مادہ منویہ بذریعہ ٹیسٹ ٹیوب یا بذریعہ جفتی استعمال کیا جاتا ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے' ایسی گائے کو جرمنی یا غیر ملکی گائے کہا جاتا ہے' ایسی گائے کے گوشت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: حیوانات کی نسل مادہ سے ثابت ہوتی ہے' نر کے مادہ منویہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اس لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بکری کے ساتھ کوئی درندہ جفتی کرے تو بچہ ماں کے تابع ہوگا' لہٰذا صورت مسئولہ کے مطابق جرمنی کی مذکورہ گائے کو ذبح کرنا اور اس سے انتفاع حاصل کرنا یعنی اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

لما قال العلامة الكاساني رحمه الله: فان كان متولداً من الوحشي والانسي فالعبرة للام فان كانت اهلية يجوز والا فلا حتى ان البقرة الاهلية اذا نزعها ثور وحشي فولدت ولداً فانه يجوز ان يضحي به وان كانت البقر وحشية والثور اهليا لم يجز لان الاصل في الولد الام لانه ينفصل عن الام (بدائع الصنائع ج۵ ص ۶۹ كتاب الذبائح) (قال العلامة ابوبكر الجصاص الرازيؒ: الاقرى ان حمارة اهلية لوولدت من حمار وحشي لم يؤكل ولدها ولوولدت حمارة وحشية من حمار اهلي أكل ولدها فكان الولدتا بعالامه دون ابيه. (احكام القرآن ج۵ ص ۳ سورة النحل) (فتاویٰ حقانیه ج ۶ ص ۴۵۱)

گدھ کی طرح کے جانور کا کھانا

سوال: گدھ کی طرح ایک پرندہ ہے' لمبی گردن و چونچ' بڑے ڈیل ڈول کا ہوتا ہے' گدھ کے ساتھ وہ بھی عموماً مردار کھاتا ہے' کبھی دریائی جانور مچھلی وغیرہ کا شکار بھی کرتا ہے اس کا کھانا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: ناجائز ہے۔ ''جب غذا مردار اور غلاظت ہے تو حلت کا سوال ہی نہیں'' (م'ع)
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۰۹)

مذبوحہ جانور آگ میں جھلسنا

سوال: شکار کیا ہوا پرندہ اور گھریلو مرغیاں ذبح کرنے اور پروں کے نوچنے کے بعد ان کو

...آگ میں کیسے جلسا جائے شکم چاک کر کے یا بغیر چاک کیے؟

جواب: دونوں طرح درست ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۳۱)

کیکڑا حرام ہے یا نہیں؟

سوال: کیکڑا حرام ہے یا حلال؟

جواب: امام مالک اور اہل علم کی ایک جماعت نے تمام دریائی جانوروں کو حلال کہا ہے لیکن بعض نے خنزیر انسان اور کتے کا استثناء کیا ہے۔ امام شافعی سے بھی یہی روایت ہے کہ انہوں نے تمام دریائی جانوروں کو حلال کہا ہے اور کھانے اور خرید و فروخت کرنے کا اختلاف ایک ہی ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے: "اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ" کہ تمہارے لیے دریائی شکار حلال کیا گیا' نیز حدیث میں ہے کہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے' نیز یہ بھی دلیل ہے کہ دریائی جانوروں کے اندر خون نہیں ہوتا جو حرمت کا اصل سبب ہے اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر خبیث چیزوں کو حرام کرتا ہے اور مچھلی کے ماسوا تمام دریائی جانور خبیث ہیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دوا سے منع فرمایا جس میں مینڈک پڑا ہو اور کیکڑے کی بیع سے بھی منع فرمایا اور جو آیت امام مالک وغیرہم نے دلیل میں پیش کی ہے وہ محمول ہے' شکار کرنے پر نہ کہ کھانے کی حلت پر کیونکہ جو جانور حلال نہیں شکار ان کا بھی مباح ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۳۴)

کچھوا کھانے کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب! کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ دریائی جانور سب پاک ہیں اس لیے کچھوا کھانا بھی جائز ہے جبکہ کچھ لوگوں کے نزدیک اس کا کھانا درست نہیں' شریعت مطہرہ کے احکامات کی روشنی میں بتائیں کہ کچھوا کھانا حلال ہے یا حرام؟ جواب: احناف کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام' لہٰذا کچھوا (شمشتی) کھانا بھی حرام ہے۔

قال العلامۃ المرغینانیؒ: ولا یوکل من حیوان الماء الا السّمک. (الھدایۃ ج ۴ ص ۴۴۰ کتاب الذبائح) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۵۷)

مرغی غلاظت کھاتی ہے پھر بھی وہ حلال کیوں؟

سوال: خنزیر کا کھانا منع ہے کیونکہ وہ نجس العین ہے اور مرغی بھی غلاظت کھاتی ہے پھر بھی اس کا کھانا جائز ہے ایسا کیوں؟ جواب: خنزیر نجس العین اور حرام ہے' غلاظت کھائے یا نہ کھائے۔ پس

مرغی کہ حلال ہے ان دونوں میں کوئی مناسبت نہیں' ہاں جو مرغی غلاظت کھاتی ہے اس کو چند دن بند رکھیں اور جب بدبو زائل ہو جائے تو ذبح کر کے کھائیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۳۸)

زندہ مرغی کو تول کر فروخت کرنا

سوال: آج کل بازار میں زندہ مرغیاں تول کو فروخت کی جاتی ہیں جبکہ ان کا گوشت حساب شدہ وزن سے کم ہوتا ہے' تو کیا ایسا معاملہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: چونکہ زندہ مرغیوں کے مروجہ طریقہ بیع میں پولٹری فارم والا مشتری پر صرف گوشت فروخت نہیں کرتا بلکہ وہ زندہ مرغی فروخت کرتا ہے اس لیے اصل مبیع معلوم ہونے کی وجہ سے ایسا معاملہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

قال العلامة علاؤ الدين الحصكفي رحمه الله: البيع شرعاً مبادلة شئي مرغوب فيه بمثله ...... علٰى وجه مفيد مخصوص اى بايجاب اوتعاط. اه (الدر المختار على صدر ردالمحتار ج۴ ص۵ كتاب البيوع) (قال الشيخ وهبة الزحيلي: البيع: واصطلاحاً عندالحنفية مبادلة مال بمال علٰى وجه مخصوص اوهو مبادلة شئي مرغوب فيه مثله علٰى وجه مخصوص اى بايجاب اوتعاط. اه (الفقه الاسلامى وادلّتهٗ ج۴ ص ۳۴۴ الفصل الاوّل عقدالبيع) وَمِثْلُهٗ فى فتح القدير ج۵ ص ۷۳ كتاب البيوع) (ص۱۱۰ج۶)

دوسرے کی مرغی اگر نقصان کرے تو اس کو ذبح کرنا

سوال: مالک مرغیاں کہنے سننے پر بھی مرغیوں کی صحیح نگرانی نہیں کرتے' ایسی صورت میں جو مرغیاں چارہ وغیرہ کا نقصان کرتی ہوئی ملیں تو ان کو مار ڈالنا کیسا ہوگا؟

جواب: مرغیوں والوں سے کہہ دیا جائے کہ ہمارے گھر آ کر آپ کی مرغیاں نقصان کرتی ہیں' ان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے ورنہ ہم ذبح کر دیں گے' اگر وہ پھر بھی انتظام نہ کریں تو جو مرغی مکان میں آ کر نقصان کرے تو اس کو ذبح کر کے مالک کو دے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۲۴)

فارمی مرغیوں کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: آج کل جو فارمی مرغیاں فروخت ہو رہی ہیں' ان کو جو خوراک دی جاتی ہے اس میں دیگر چیزوں کے علاوہ خشک خون بھی ہوتا ہے جو کہ حرام ہے تو کیا اس طرح خون کھانے والی مرغیوں کی خرید وفروخت اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ان مرغیوں میں نجاست اور خون ملی ہوئی خوراک کھانے کی وجہ سے بدبو پیدا

ہو جاتی ہو تو پھر ان کا کھانا ناجائز اور خرید و فروخت مکروہ ہے اور اگر ان مرغیوں کو نجاست اور خون وغیرہ کھلانا بند کر کے پاک غذا کھلائی جائے یہاں تک کہ ان کی بدبو بالکل ختم ہو جائے تو پھر ان کا کھانا' بیع و شراء اور ہبہ وغیرہ سب درست ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ: وفی الملتقیٰ المکروہ الجلالة التی اذا قربت وجد منها رائحة فلا توکل ولایشرب لبنها ولا یعمل علیها ولا یکرہ بیعها وھبتها وفی تلک حالها. (ردالمحتار حاشیة علی الدرالمختار جلد۵ ص ۲۱۵ کتاب الذبائح) (وفی الهندیة: انما تکون جلالة اذا نتن وتغیر لحمها ووجدت منه ریح منتنة فهی الجلالة حینئذٍ لایشرب لبنها ولا یؤکل لحمها وبیعها وھبتها جائز هٰذا اذا کانت لاتخلط ولا تأکل الاالعذرة غالباً. الخ (الفتاویٰ الهندیة ج۵ ص ۲۸۹ الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان ومالا) وَمِثْلُهٗ فی البحرالرائق ج۸ ص ۱۲۳ کتاب الکراھیة)

چونکہ اس بارے میں تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مرغیوں کی غذا میں خون یا دوسرے نجس اجزاء نہایت کم مقدار میں ہوتے ہیں' دوم یہ کہ اس غذا کی تیاری میں کیمیکلز استعمال ہوتے ہیں جس کی وجہ سے خون اور دیگر نجس اجزاء کی ماہیت بدل جاتی ہے۔ لہٰذا قلب ماہیت اور اجزاء نجسیہ کے مغلوب ہو جانے کی وجہ سے فارمی مرغیوں کا کھانا' ان کی خرید و فروخت اور ہبہ وغیرہ سب درست اور جائز ہے۔ (فتاوی حقانیہ ج ۶ ص ۱۱۲)

مملوک حوض سے مچھلی پکڑنا

سوال: بہت سے لوگ اس علاقہ میں اپنی زمین میں حوض کھدواتے ہیں اور مچھلیاں پالتے ہیں' زید نے ایک رات چپ چاپ ان کے حوض سے مچھلی پکڑی' کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: اپنی زمین میں حوض کھدوا کر اس میں مچھلی لا کر ڈالنے اور پالنے سے وہ مچھلی مالک کی ہو جاتی ہے' بغیر مالک کی اجازت کے کسی کو اس کے پکڑنے کا حق نہیں' البتہ خود پیدا شدہ مچھلی جو تالاب یا دریا میں ہوتی ہے اس کے پکڑنے کا ہر ایک کو حق ہے۔ "وہ پکڑنے کے بعد پکڑنے والے کی ملک میں آتی ہے۔" (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۴۲)

خود بخود مرنے والی مچھلی کا حکم

سوال: وہ مچھلیاں جو دریا وغیرہ میں خود مرکر اوپر آجایا کرتی ہیں ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جو مچھلی بغیر کسی حادثہ کے پانی میں مرکر اوپر الٹی تیرنے لگے تو اس کا کھانا حلال نہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج۱ ص۳۳۳) "کہ وہ مردار ہے" (م ع)

جریش مچھلی کا حکم

سوال: جریش جو ایک قسم کی مچھلی ہوتی ہے حلال ہے یا حرام؟
جواب: حلال ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص۴۱۰) "کہ مچھلی کی سب قسمیں حلال ہیں" (م ع)

جو مچھلی شدت حرارت سے مرجائے

سوال: تھوڑے پانی میں جو مچھلیاں بوجہ شدت حرارت کے مرجائیں ان کا کیا حکم ہے؟ یا بیماری سے مرجائیں؟ جواب: دھوپ کی سختی سے مرجائیں تو ان کا کھانا جائز ہے‘ یہ کیسے معلوم ہوا کہ بیماری سے مری؟ (امدادالفتاویٰ ج۴ ص۱۰۳)

ژالہ باری سے متاثر ہونے والی مچھلیوں کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: بعض اوقات بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے مچھلیاں پانی کے اوپر تیرنے لگتی ہیں جو کہ بظاہر مری ہوئی نظر آتی ہیں لیکن ان میں کسی قسم کی بدبو اور تعفن نہیں ہوتی تو بعض لوگ ان مچھلیوں کو اکٹھا کرکے فروخت کرتے ہیں تو کیا اس طرح کی مچھلیوں کا کھانا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو مچھلی طبعی موت سے مری ہو تو اس کا کھانا اور خرید وفروخت برائے خوراک جائز نہیں ہے اور جو مچھلی کسی عارضی سبب مثلاً بارش یا اولے وغیرہ پڑنے کی وجہ سے مری ہو تو اس کھانا اور خرید وفروخت جائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ کی بیع بھی درست ہے۔

لما فی الهندية: والاصل ان السمک متی مات بسبب حادث حل اکله وان مات حتف انفه لابسبب ظاهر لایحل اکله. (الفتاویٰ الهندية ج۵ ص۴۲۸ الباب السادس فی الصید السمک) (قال العلامة الحصکفیؒ: ولا یحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بآفة ولو متولداً فی ماءٍ نجس ولو طافية مجروحة وهبانية غیرالطافی علیٰ وجه الماء الذی مات حتف انفه. (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار ج۵ ص۲۱۶ کتاب الذبائح) وَمِثْلُهٗ فی البحرالرائق ج۸ ص۱۷۲ فصل مایحل وما لا یحل) (فتاویٰ حقانیه ج ۶ ص ۱۱۵)

دوا کے لیے بچھو کو جلانا

سوال: زندہ بچھو کو اسپرٹ میں ڈال کر دوا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اسپرٹ میں ڈالنے سے بچھو کو زیادہ تکلیف ہوگی اور جان دیر میں نکلے گی؟

جواب: بچھو کو بھی بلاوجہ تکلیف نہ دی جائے، مار کر سپرٹ میں ڈال دیا جائے پھر دوا بنالی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۸۴) ''نہ تعذیب ہوگی نہ تاثیر میں فرق آئے گا'' (م،ع)

بچھو کی راکھ حلال ہے

سوال: جلا ہوا بچھو کھانے میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ جلانے سے اس کی ماہیت بدل جاتی ہے؟ جواب: جائز ہے۔ لما ذکر فی السوال۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۰۱) ''کہ راکھ ہو جاتا ہے'' (م،ع)

بندوق کے شکار کا حکم

سوال: ایک شخص نے مرغابی کا شکار بندوق کی گولی سے کیا، تلاش کرنے کے بعد وہ مردہ حالت میں پائی گئی، پھر اس کو ذبح کرنے سے تھوڑا خون بھی نکلا اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بندوق میں جو گولی یا چھرا ہوتا ہے وہ چاقو یا تیر کی طرح دھاردار نہیں ہوتا وہ تیر کے حکم میں نہیں، اگر بسم اللہ پڑھ کر بندوق چلائی اور اس سے جانور مر جائے، ذبح کی نوبت نہ آئے تو وہ جانور حلال نہیں، اگر اس کو زندہ پالیا اور شرعی طریق پر ذبح کرلیا تو وہ حلال ہوگا، مرنے کے بعد ذبح کرنے سے حلال نہ ہوگا۔ اس صورت میں غائب ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، ذبح کرنے سے پہلے اگر اس کی موت و حیات میں شک ہو اور ذبح کرنے پر اس میں کوئی حرکت نہ ہو، جیسے زندہ جانور کو ذبح کرتے وقت حرکت ہوتی ہے اور نہ اس طرح سے اس میں خون نکلے تو وہ حلال نہیں، محض خون نکلنا علامت حیات نہیں مگر خون اس طرح جوش کے ساتھ نکلے جس طرح زندہ سے نکلتا ہے تو وہ علامت حیات ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۵۳)

جال سے شکار کرنا جائز ہے

سوال: بعض علاقوں میں مچھلی یا پرندوں کے شکار کے لیے جال استعمال کیا جاتا ہے جس میں عموماً پرندوں کو سبز باغ دکھا کر پکڑا جاتا ہے، کیا یہ طریقہ دھوکہ دہی کے دائرہ میں ہو کر شکار پر اس کا کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب: شکار قرآن وحدیث کی روح سے مباح ہے ایسے مباح امر کے حصول کے لیے کسی

حیلہ کا اختیار کرنا شرعاً ممنوع نہیں' جال سے شکار کرنا کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے' فقہاء کی عام عبارتیں اس کے جواز پر دال ہیں۔

لما قال العلامة قاضی خانؒ: رجلٌ حفرفی ارضہٖ حفیرة فوقع فیها صیداً فجاء رجلٌ واخذه قال الصید یکون للأخذ وان کان صاحب الارض اتخذتلک الحفیرة لاجل الصید فهو احق بالصید. (الفتاویٰ قاضی خان علیٰ هامش الهندیة ج۳ص ۳۵۹ کتاب الصید والذبائح) (قال العلامة ابن البزاز الکردریؒ: کمن نصب فسطاطاً بارض صید فی ارض رجل او انکسرر جله فیها او وقع فیه بحیث لایقدر علی البراح فاخذه انسان ونازعه صاحب ان کان صاحب الارض بحیث لو مدّیده یصل الیه فهو لهٗ وان کان بعیدًا لایصل الیه یده لومدّه فهو للاخذ. (الفتاویٰ البزازیة علیٰ هامش الهندیة ج٦ص۳۰۳ الباب الخامس فی تملیک الصید) وَمِثْلُهٗ فی الهندیة ج۵ص۴۱۸ الباب الثانی فی تملیک مابه الصید......الخ) (فتاوی حقانیہ ج ٦ ص ۴۵۸)

زندہ چیز کو کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا

سوال: زندہ چیز مثلاً مینڈک کیچوے وغیرہ کو کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: زندہ چیز کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا ناجائز ہے' اس لیے کہ اس میں حیوان کو تکلیف دینا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۹۷)

''اس چیز کو مار کر کانٹے میں لگایا جاسکتا ہے' شکار بہرصورت حلال ہے'' (م'ع)

عضو شکار ذبح سے پہلے جدا ہوگیا

سوال: ایک نیل گائے پر شکاری نے بندوق سے فائر کیا' ایک ران شکار سے جدا ہوگئی' شکار آگے نکل گیا' زید نے دوڑ کر شکار کو پکڑا اور اسے شرع کے مطابق ذبح کیا' اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو ران کٹ کر گرگئی تھی اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ ران مردار ہے' اس کا کھانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۱۳)

''اور وہ شکار جو ذبح کیا گیا حلال ہے'' (م'ع)

مجروح شکار کا ذبح کرنا ضروری ہے

سوال: مجروح شکار اگر چند لمحے زندہ رہ سکتا ہو یا اضطراری موت سے محفوظ ہو جائے تو اس کی حلت کے لیے زخمی ہونا ہی کافی ہے یا اس کا ذبح کرنا ضروری ہے؟

جواب: مجروح شکار جب کچھ دیر زندہ ہو یا کم از کم اضطراری موت سے بچ سکتا ہو تو شرعاً ذبح کرنا ضروری ہے کیونکہ جرح ذبح اختیاری کا حکم میں ہے اور یہ اس وقت کار آمد ہے جب تک ذبح اختیاری قابل عمل نہ ہو۔

لما قال العلامة ابوبکر الکاسانیؒ: وقال اصحابنا رحمهم الله لوجرحه السهم اوالکلب فادرکه لکن لم یأخذه حتّٰی مات فان کان فی وقت لواخذه یمکنه ذبح فلم یأخذ حتّٰی مات لم یؤکل لان الذبح صار مقدوراً علیه فخروع الجرح من ان یکون ذکاةً. (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج۵ص ۵۱ کتاب الصید) (قال العلامة علاؤالدین الحصکفیؒ: د ولا بدمن ذبح صید مستأنس لان ذکاة الاضطرار انما یصار الیها عندالعجز عن ذکاة الاختیار و کفٰی جرح نعم) کبقروغنم (توحش) فیجرح کصید (اوتعذرذبحه) کان تردی فی بئرأوند اوصال حتّٰی لوقتله المصول علیه مریداً ذکاته حل.(الدرالمختار علٰی صدر ردالمحتار ج۶ ص۳۰۳ کتاب الذبائح) وَمِثْلُهٗ فی البحرالرائق ج۸ص ۱۷۱ کتاب الذبائح)

شکاری کتے کے شکار کا حکم

سوال۔ ہمارے گاؤں میں لوگ شکار کیلئے کتے پالتے ہیں اور انکو شکار کی تعلیم دیتے ہیں اور پھر ان سے شکار کھیلتے ہیں تو اگر وہ کتا شکار کو پکڑے اور خود نہ کھائے بلکہ مالک کے پاس لے آئے لیکن وہ شکار راستے ہی میں اس کے منہ میں مرجائے تو کیا اس شکار کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اسلام نے شکار کی غرض سے کتا پالنے اور اس کے ذریعے شکار کرنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ اس کو شکار کرنے کی تعلیم دی گئی ہو اور وہ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے لیکن خود اس سے نہ کھائے تو ایسے کتے کا شکار کیا ہوا جانور حلال ہے اگر چہ وہ جانور کتے کے منہ میں ہی ختم ہو جائے۔ لیکن اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ مالک نے شکار پکڑنے کیلئے کتا چھوڑتے وقت اللہ کا

نام لیا ہو بدون اس کے شکار حلال نہیں۔

لقوله تعالىٰ: يسئلونك ماذااحل لهم قل حل لكم الطيبت وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمو نهن مما علمكم الله فكلوا مما امسكن عليكم واذكروا اسم الله عليه. (سوره المائده آيت ۴)

چیتے اور شیر کے ذریعے شکار کرنا

سوال۔ جناب مفتی صاحب! کیا چیتے اور شیر کے ذریعے شکار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ حنفی کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب۔ چونکہ یہ دونوں جانور اپنی درندگی اور خونخواری کی وجہ سے تعلیم کے قابل نہیں ہوتے اس لئے فقہاء نے ان کے کیلئے شکار کرنے کو نا جائز قرار دیا ہے۔ تاہم اگر یہ دونوں جانور تعلیم یافتہ ہو کر شکار کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں' اس لئے کہ علت کی بناء پر ان کے شکار کو نا جائز قرار دیا گیا تھا وہ مفقود ہو چکا ہے۔

لما قال العلامة الحصكفیؒ: فلا يجوز الصيد بذب واسد لعدم قابليتهما للتعليم فانهما لايعملان للغير الاسد لعلوهمته والذب لخساسته (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتارج ۶ ص ۴۶۳ كتاب الصيد) قال العلامة ابن عابدينؒ: وحاصله البحث فى استثناء الخنزير والاسد والذب وفى التعليل لان الشرط فى ظاهر الرواية قبول التعليم فيحل بكل معلم ولو خنزير. (ردالمحتارج ۶ ص ۴۶۴ كتاب الصيد) قال العلامة وهبة الزحيلى: واستثنىٰ ابويوسفؒ من ذلك الاسد والذئب لانهما لايعملان لغيرهما الاسد العلوهتمه والذب لخساسته والحق بعضهم الحدأة لخساستها والخنزير مستثنىٰ. (الفقه الاسلامى وادلته' ج ۳ ص ۷۰۴ الفصل الثانى فى الصيد)

کیچوے کے ذریعے کیے ہوئے شکار کو کھانا

سوال: مچھلی کا شکار چھوٹی زندہ مچھلی سے' نیز کیچوے جونک' مینڈک' چوہا وغیرہ زندہ کانٹے میں لگا کر شکار کرتے ہیں' ایسی شکار کی ہوئی مچھلی کا کھانا اور اس طرح شکار کرنا درست ہے یا نہیں؟ خاص طور سے محتاط لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اس طرح ”زندہ جانور سے“ شکار کرنا درست نہیں بلکہ مار کر کانٹے میں لگانا چاہیے لیکن ایسی مچھلی کا کھانا درست ہے‘ باقی محتاط لوگ اس کے کھانے سے پرہیز کریں تو بہتر ہے‘ ممکن ہے کہ ان کے اجتناب کی وجہ سے دوسرے لوگ اس طرح شکار کرنے سے باز آ جائیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ا ص ۲۴۰) ”اور شکاری لوگوں کو سمجھایا بھی جا سکتا ہے“ (م‘ع)

مجوسی کی شکار کردہ مچھلی

سوال: اگر کافر یا مجوسی شکار کر کے مچھلی لائے تو حلال ہے یا نہیں؟

جواب: حلال ہے‘ علامہ دمیری نے حیات الحیوان میں حسن بصری کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ستر صحابہ کو دیکھا جو مجوسیوں کا شکار کھاتے تھے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۴۱۲)

”مچھلی کا شکار چونکہ اس میں ذبح کی ضرورت نہیں“ (م‘ع)

قصاب کا ذبیحہ اور بیمار جانور ذبح کرنے کا حکم

سوال: یہاں قصائی پیشہ ور کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں سمجھتے اور عالمگیری کا فتویٰ بتلاتے ہیں کہ ناجائز لکھا ہے‘ نیز یہ لوگ گلا سڑا مریل جانور ذبح کر ڈالتے ہیں جس کے سبب لوگ ان سے بہت ہی متنفر ہیں؟

جواب: سوال میں فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ صحیح نہیں‘ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ذبیحہ ہر مسلمان مرد عورت کا حلال ہے‘ قصائی بھی اس حکم سے خارج نہیں‘ اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے‘ البتہ پیشہ ور کو بیمار اور خراب گوشت کے عام نظروں سے اترے ہوئے جانوروں کے ذبح کرنے سے احتیاط کرنا ضروری ہے چونکہ یہ رویہ مصلحت عامہ کے خلاف اور پریشانی مسلمین کا سبب ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) ”لوگ اگر اچھے جانور کے ذبح کا انتظام کیا کریں بہت اچھی بات ہے“ (م‘ع)

غیر مسلم کے ذبیحہ کا حکم

مسلمان اور کتابی کا ذبیحہ جائز ہے‘ مرتد و دہریئے اور جھٹکے کا ذبیحہ جائز نہیں

سوال: گزارش خدمت یہ ہے کہ میری بڑی بہن امریکہ میں مقیم ہیں۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر جو گوشت ملتا ہے وہ جھٹکے کا ہوتا ہے اس لیے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ویسے انہوں نے اس گوشت کو ابھی تک نہیں کھایا کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ وہ ناجائز طریقہ سے ذبح کیا جاتا ہے‘ مگر وہاں پر جو دوسرے پاکستانی ہیں وہ اس کا استعمال کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ کراچی میں کون ہر

جانور پر اللہ اکبر پڑھتا ہے، وہاں پر بھی گوشت ایسے ہی ذبح کیا جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں ذرا وضاحت سے تحریر کریں تاکہ وہ اس کا جواب دوسروں کو دے سکیں، آیا وہ گوشت جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ گوشت کو اگر ویسے نہ کھایا جائے تو کسی نہ کسی چیز میں کسی نہ کسی طریقے سے وہ شامل ہوتا ہے، برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: جو حلال جانور کسی مسلمان یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال ہے اور کسی مرتد، دہریئے کا ذبیحہ حلال نہیں۔ اسی طرح جھٹکے کا گوشت بھی حلال نہیں، ہماری معلومات کے مطابق کراچی میں جھٹکے کا گوشت نہیں ہوتا۔

نوٹ: ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کسی مسلمان نے جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھی تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ البتہ اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور بھولے سے بسم اللہ نہیں پڑھ سکا تو ذبیحہ جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۱۶)

کن اہل کتاب کا ذبیحہ جائز ہے؟

سوال: ہم دو دوست امریکہ میں رہتے ہیں، ہم کو یہاں رہتے ہوئے تقریباً بیس سال ہو گئے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے دوست کا کہنا ہے کہ اہل کتاب چاہے کیسا بھی ہو اس کا ذبح کیا ہوا جانور جائز ہے اور وہ دلیل قرآن کی آیت سے پیش کرتا ہے اور میرا کہنا یہ ہے کہ ہر اہل کتاب کا جانور ذبح کیا ہوا جائز نہیں بلکہ ہر وہ اہل کتاب جو اپنی شریعت سابقہ پر مع اعتقاد عمل کرتا ہو اور اس کے ذبح کا طریقہ بھی وہی ہو جو ان کی کتاب میں ہے کیونکہ ان کا اور مسلمانوں کا طریقہ ایک ہے، یعنی بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کرنا، اگر اس کے خلاف ہو تو حرام ہے، پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آیا ہم دونوں میں سے کون درست عمل پر ہے اور اگر دونوں غلط عمل پر ہیں تو صحیح مسئلہ کیا ہے؟ براہ مہربانی اس کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل سے لکھیں اور اس کے ساتھ ذبح کرنے والے کے لیے کوئی شرائط ہوں جن کی وجہ سے وہ حلال ہوتا ہے وہ بھی واضح فرمائیں؟

جواب: اس گفتگو میں آپ کی بات صحیح ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے مگر اس میں چند امور کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

اول:...... ذبح کرنے والا واقعتاً صحیح اہل کتاب بھی ہو۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قومی حیثیت سے یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں مگر عقیدتاً دہریئے ہیں اور وہ کسی دین و مذہب کے قائل نہیں ایسے لوگ شرعاً اہل کتاب نہیں اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

دوم: ...... بعض لوگ پہلے مسلمان کہلاتے تھے پھر یہودی یا عیسائی بن گئے' یہ لوگ بھی اہل کتاب نہیں بلکہ شرعاً مرتد ہیں اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔

سوم: ...... یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (بسم اللہ کے ساتھ) ذبح کیا ہو اس کے بغیر بھی حلال نہیں۔ چہ جائیکہ کسی کتابی کا۔

چہارم: ...... ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو۔ آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور ساتھ میں ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کی ٹیپ لگا دی جاتی ہے۔ گویا بسم اللہ کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے اور ذبح کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار کے حکم میں ہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۱۷)

یہودی کا ذبیحہ جائز ہونے کی شرائط

سوال: اسلامی طریقہ پر ذبیحہ گوشت اگر دستیاب نہ ہو سکے تو یہودیوں کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: یہودی اگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کتاب کو مانتا ہو تو وہ اہل کتاب ہے اس کا ذبیحہ جائز ہے' بشرطیکہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۱۸)

یہودی کا ذبیحہ استعمال کریں یا عیسائی کا

سوال: بیرون ملک ذبیحہ مسلمانوں کے لیے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اکثر جو ذبیحہ دستیاب ہوتا ہے وہ یا تو یہودیوں کا ہوتا ہے یا پھر عیسائیوں کا ذبیحہ۔ اہل کتاب کے نقطہ نظر سے زیادہ تر یہودیوں کا ذبیحہ صحیح سمجھا جاتا ہے جبکہ عیسائیوں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کے مطابق بھی ذبح نہیں کرتے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے ذہنوں میں بڑی الجھن پائی جاتی ہے۔ ازراہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل بیان فرمائیے؟

جواب: اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ اگر یہ اطمینان ہو کہ یہودی صحیح طریقہ سے ذبح کرتے ہیں اور عیسائی صحیح طریقہ سے ذبح نہیں کرتے تو یہودی کے ذبیحہ کو ترجیح دی جائے۔ نصرانی کے ذبیحہ سے پرہیز کیا جائے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۱۸)

روافض کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

سوال: ۱۔ شیعہ مسلمان ہیں یا کافر؟ ۲۔ شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ ...... ۳۔ کیا شیعہ کے گھر کی پکی ہوئی چیزیں کھانا جائز ہے؟

......۴۔ کیا شیعہ کا ذبیحہ جائز ہے؟ جواب: اثناء عشری شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں، تین چار کے سوا باقی تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور حضرت علیؓ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم مفترض الطاعۃ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ تمام عقائد ان کے مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہوں وہ مسلمان نہیں، نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے نہ ان کا جنازہ جائز ہے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان عقائد کا قائل نہیں تو اس مذہب سے برأت کا اظہار کرنا لازم ہے جس کے یہ عقائد ہیں اور ان لوگوں کی تکفیر ضروری ہے جو ایسے عقائد رکھتے ہوں۔ جب تک وہ ایسا نہیں کرتا اس کو بھی ان عقائد کا قائل سمجھا جائے گا اور اس کے انکار کو "تقیہ" پر محمول کیا جائے گا۔ (حوالہ بالا)

یورپ کے ذبح شدہ جانوروں کے گوشت کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب بلاد عرب میں نیوزی لینڈ، آسٹریلیا وغیرہ یورپی ممالک سے بند ڈبوں میں مرغی اور دیگر جانوروں کا گوشت آتا ہے اور ان ڈبوں پر یہ تحریر ہوتا ہے کہ حلال طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو کیا ایسے گوشت کا استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: ایسے گوشت کے بارے میں اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس کے ذابحین مسلمان ہیں اور انہوں نے اسلامی طریقہ سے ذبح کیا ہے تو فتویٰ کی رو سے اس کا استعمال کرنا مرخص ہے مگر تقویٰ کی رو سے اس سلسلہ میں عصر حاضر کی دیگر بے احتیاطیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے استعمال سے پرہیز ہی کرنا چاہیے۔

لما قال العلامة التمرتاشی رحمه الله: وزكوٰة الاختيار ذبح اطلق واللبة ...... والمرى والورجان ......وشرط كون الذابح مسلماً حلالاً خارج الحرم ...... والشرط فى التسمية هوالذكر الخالص عن شوب الدعاء. (تنوير الابصار علىٰ صدر ردالمحتار ج٦ص٢٩٦ كتاب الذبائح) (وفى الهندية: الاختيارية فركنها الذبح فيما يذبح من الشاة......والذبح هو فرى الاوداج ومحله مابين اللبة واللحيين ...... منها ان يكون مسلماً او كتابياً ...... منها التسمية حالة الزكاة عندنا ...... منها ان يريدبها التسمية على الذبيحة ...... منها قيام اصل الحياة فى المستأنس وقت الذبح. (الفتاوىٰ الهندية ج٥ص٢٨٥،٢٨٦ كتاب الذبائح، الباب الاول) وَمِثْلُهٗ فى الهداية ج٤ص٤٣٧ كتاب الذبائح) (فتاوىٰ حقانيه ج ٦ ص ٣٥١)

بعض مچھلیوں کے احکام

دریائی جانوروں کا حکم

سوال...... میرے کچھ دوست عرب ہیں ایک روز دوران گفتگو انہوں نے بتایا کہ ''وہ لوگ سمندر سے شکار کئے ہوئے تمام جانوروں کو کھانے کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور بلا کراہت کھاتے ہیں'' جبکہ ہم پاکستانی مچھلی اور جھینگوں کو عموماً حلال سمجھتے ہیں اور کیکڑوں' لابسٹر وغیرہ کو بعض لوگ مکروہ سمجھتے ہوئے کھاتے ہیں براہ مہربانی آپ صحیح صورت حال سے ہمیں آگاہ کیجئے مزید یہ کہ کیا مچھلیوں کی ایسی قسمیں ہیں جو کھانے کے لئے جائز نہیں ہیں؟

جواب...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے دیگر ائمہ کے نزدیک دیگر جانور بھی حلال ہیں جن میں خاصی تفصیل ہے اس لئے آپ کے عرب دوست اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہوں گے مچھلیوں کی ساری قسمیں حلال ہیں مگر بعض چیزیں مچھلی سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ مچھلی نہیں مثلاً جھینگے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۴۸)

مچھلی کا بندوق سے شکار کرنا

سوال...... مچھلی کا بندوق سے شکار کرنا اور اس کو کھانا کیا حرام ہے؟

جواب...... مچھلی کا بندوق سے شکار کرنا جائز ہے اور حلال ہے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۹ ج ۸)

جال سے شکار کرنا جائز ہے

سوال...... بعض علاقوں میں مچھلی یا پرندوں کے شکار کیلئے جال استعمال کیا جاتا ہے جس میں عموماً پرندوں کو سبز باغ دکھا کر پکڑا جاتا ہے کیا یہ طریقہ دھوکہ دہی کے دائرہ میں ہو کر شکار پر اسکا کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب...... شکار قرآن وحدیث کی رو سے مباح ہے ایسے مباح امر کے حصول کیلئے کسی حیلہ کا اختیار کرنا شرعاً ممنوع نہیں' جال سے شکار کرنا کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے فقہاء کی عام عبارتیں اسکے جواز پر دال ہیں۔

لماقال العلامة قاضی خانؒ :رجل حفر فی ارضه حفیرة فوقع فیها

صيداً فجاء رجل واخذه قال الصيديكون للأ خذوان كان صاحب الارض اتخذ تلك الحفيرة لاجل الصيد فهواحق بالصيد (الفتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية ج٣ ص ٣٥٩ كتاب الصيدو الذبائح) قال العلامة ابن البزاز الكردريؒ : كمن نصب فسطاطاً بارض صيد في ارض رجل اوانكسر رجله فيها اووقع فيه بحيث لايقدر على البراح فاخذه انسان ونازعه صاحب ان كان صاحب الارض بحيث لومديده يصل اليه فهوله وان كان بعيداً لايصل اليه يده لومده فهوللاخذ (الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية ج٦ ص ٣٠٣ الباب الخامس في تمليك الصيد) ومثله في الهندية ج٥ ص ٤١٨ الباب الثاني في تمليك مابه الصيدالخ (فتاوىٰ حقانيه ج٦ ص ٤٥٨)

دریائی جانور اُود بلاؤ کے انڈوں کا حکم

سوال......ایک جانور دریائی اُود بلاؤ ہوتا ہے اسکے انڈے خوشبودار اور مشک کے مشابہ ہوتے ہیں ان کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

جواب......اگر وہ جانور دریائی ہے تو اس کے اجزاء پاک ہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۱) فتاویٰ رشیدیہ میں یہ تفصیل دریائی جانور غیر ماہی کی حلت اور طہارت مرقوم ہے اور دلیل پر اُحل لکم صیدالبحر ہے یعنی دریا کا شکار حلال ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۱)

کچھوے کے انڈے حرام ہیں

سوال......سنا ہے کہ کراچی میں کچھوے کے انڈے بھی مرغی کے انڈوں میں ملا کر بکتے ہیں یہ فرمائیں کہ کیا کچھوے کے انڈے کھانا حلال ہے یا مکروہ یا حرام؟

جواب...... یہ اصول یاد رہنا چاہئے کہ کسی چیز کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس چیز کا ہے کچھوا چونکہ خود حرام ہے اس لئے اس کے انڈے بھی حرام ہیں اور ان کو فروخت کرنا بھی حرام ہے حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں پر تعزیر جاری کرے جو لوگ بکری کی جگہ کتے کا گوشت اور مرغی کے انڈوں کی جگہ کچھوے کے انڈے کھلاتے ہیں۔(آپ کے مسائل ج۴ ص ۲۵)

دریائی مچھلی حوض میں ڈالنے سے مرگئی کیا حکم ہے؟

سوال......دریا سے مچھلی پکڑ کر لائے وہ زندہ تھی اسی حال میں اسے پانی کے حوض یا برتن میں

ڈال دیا کچھ دیر بعد وہ مرگئی تو کیا شرعاً اس کا کھانا حلال ہے؟ یا کہ طافی ہونے کی وجہ سے حرام ہے؟

جواب..... اس مچھلی کی موت کا سبب اسے پکڑنا ہے لہٰذا حلال ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۸۹ ج ۷)

مچھلی شکار کرنے کیلئے زندہ کیڑوں کو کنڈوں میں لگانا جائز نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مچھلی کا شکار کھیلتا ہے مچھلی کیڑے کے مارنے سے حاصل ہوتی ہے جس کیڑے کو لوگ سانپ کہتے ہیں اس کیڑے کو مار کر یا زندہ کنڈی کے منہ پر لگادیا جاتا ہے جس سے مچھلی جلدی شکار ہوتی ہے کیا شریعت میں کیڑے کو مارنے کا گناہ ہوگا یا نہیں یہ بھی بتائیں کہ سانپ مچھلی شرعاً حرام ہے یا حلال

جواب..... شکار کے لئے زندہ کیڑوں کو کنڈی پر لگانا درست نہیں البتہ مارنے کے بعد درست ہے سمک یعنی مچھلی بجمیع انواعہ حلال ہے اور مار ماہی بھی سمک ہے۔ فی الدر المختار کتاب الذبائح (۳۰۷ ج ۶) الا الجریث اسود والمار ماھی سمک فی صورۃ الخ) فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۶۵)

چھوٹی مچھلی مع آلائش حرام ہے

سوال..... مرسلہ فتویٰ میں جواہر الاخلاطی کے حوالے سے لکھا ہے السمک الصغار کلھامکروھۃ کراھۃ التحریم ھو الا صح کیا یہ فتویٰ صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو چھوٹی مچھلی کی تعیین فرمادی جائے نیز جواہر الاخلاطی کس کی تصنیف ہے؟

جواب..... اس پر بندے کو مدت سے اشکال تھا کہ مچھلی کا رجیع کیوں کر حلال قرار دیا گیا جواہر الاخلاطی کی نص کراہت تحریمیہ سے اطمینان ہوا۔ جواہر الاخلاطی کے حوالے عالمگیریہ میں بکثرت موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ یہ معتبر کتاب ہے چھوٹی مچھلی کے حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ آلائش صاف کئے بغیر کھائی جاتی ہے اس سے مراد متعین ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۸۹ ج ۷)

ملاحظہ: جامع الفتاویٰ جلد اول میں فتاویٰ محمودیہ کے حوالے سے ایک سوال وجواب منقول ہے اس کو بھی ملاحظہ کرلیا جائے۔

دوا سے مری ہوئی مچھلی کا حکم

سوال..... مچھلی کو پکڑنے کی غرض سے اگر پانی میں کوئی ایسی دوا ڈال دی گئی جس سے مچھلی کی موت واقع ہوگئی تو اس صورت میں اس مچھلی کا کھانا حلال ہے یا حرام؟

جواب..... ایسی مچھلی حلال ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۹۰ ج ۷)

خشکی میں مرنے والی مچھلی حلال ہے

سوال...... ہمارے پنجاب کے علاقے میں نہروں میں مچھلیاں آتی رہتی ہیں اور بعض دفعہ نہر خشک ہو جاتی ہے تو پانی خشک ہونے کی وجہ سے جو مچھلیاں مر جائیں وہ حلال ہیں حرام؟

جواب...... حلال ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۹۰ ج ۷)

جو مچھلی پانی میں اپنی موت مر جاتی ہیں حلال ہیں یا حرام

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو مچھلی حتف انف اپنی موت مر جاتی ہے حلال ہے یا حرام یا کسی بیماری یا سردی وغیرہ کی وجہ سے مر جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے اور مچھلی طافی کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے اور اگر صورت مسئولہ میں حرام ہے تو کھانے والے کا کیا حکم ہے بالتفصیل بحوالہ کتب آگاہ فرمادیں۔

جواب...... جو مچھلی اپنی موت مر جاتی ہے بغیر آفت کے اوز پیٹ اوپر ہو اس کو طافی کہتے ہیں اس کا کھانا حلال نہیں ہے اگر پشت اوپر ہو اس کو طافی نہیں کہتے اس کا کھانا حلال ہے اگر کسی آفت سے یا دوسری وجہ سے مر جائے تو اس کا کھانا جائز ہے **ولایحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بأفة ولومتولداً فی ماء نجس طافیة مجروحة غیر الطافی علے وجه الماء الذی مات حتف انفه وهوما بطنه من فوق فلوظهره من فوق فلیس بطاف فیوکل کما یوکل مافے بطن الطافی ومامات بحر الماء اوبرده اوبربطه فیه اوالقاء شی فموته بأفة ص ۳۰۶ ج ۶ والله اعلم (الفتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۶۳)**

کوچھ مچھلی کی تحقیق اور اس کا حکم

سوال...... کوچھ مچھلی جس کی صورت "بام مچھلی" سے ملتی ہے مگر وہ مائل بہ سرخی ہے اور اس کو پر نہیں دم کی جانب تھوڑا سا معلوم ہوتا ہے حلق کی دو طرف سے چھوٹا سا سوراخ ہے پانی ہی میں رہتی ہے خشکی میں دیر تک رکھنے سے تڑپ تڑپ کر اور مچھلیوں کی طرح مر جاتی ہے اس کا گوشت کمزوری کو ختم اور خون پیدا کرتا ہے المنجد میں تصویر دی ہوئی ہے اس کو جلکی کہتے ہیں جلکی کی تصویر ہو بہو کوچھ مچھلی سے ملتی ہے حیاۃ الحیوان ص ۳۵۱ میں لکھا ہے **جلکی کمرضیٰ متولد بین الحیة والسمک اذااذبح لایخرج منه دم وعظم رخویوکل مع لحمه یسمن النساء اذااکل وهونعم العلاج لذالک والله اعلم** کوچھ کے بدن میں خون بہت ہے مگر کاٹنے

سے نکلتا نہیں علامہ دمیری نے جریث، جری اور مار ماہی کو ایک ہی لکھا ہے جس کو ہم بام مچھلی کہتے ہیں یورپ کے ماہرین علم حیوانات نے کوچھ اور بام کو مچھلی میں شمار کیا ہے آیا یہ حلال ہے؟

جواب...... جریث اور مار ماہی کے بارے میں امام محمد کا اختلاف ہے اور اختلاف کا مبنی یہ ہے کہ اس کے مچھلی کی قسموں میں داخل ہونے میں شبہ ہے اسی طرح تحریر سوال میں جلکی کے حالات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نوع سمک کے اندر داخل ہونا بے غبار اور بے اشتباہ نہیں ہے اس لئے ان تمام انواع سمک کے متعلق احتیاط کی بات تو یہ ہے کہ تعلیم نبوی (دع مایریبک الی مالا یریبک) پرعمل کیا جائے اور اس کے کھانے سے بچا جائے (الابضرورة التداوی کما هو حکم سائر المحرمات) اور گنجائش اس کی بھی ہے کہ جو لوگ انواع سمک میں بصیرت رکھتے ہیں ان میں سے معتبر لوگوں سے دریافت کرے اگر وہ اس کو مچھلی قرار دیں اور ان کے قول پر اطمینان ہو جائے تو اس کے لئے کھانا جائز ہو جائے گا۔ (امداد المفتیین ص ۹۳۱)

جھینگا کھانا اور اس کا کاروبار کرنا

سوال...... جھینگا کھانا یا اس کا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بہت سے لوگ اسے کھانے اور کاروبار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

جواب...... جھینگا مچھلی ہے یا نہیں یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے جن حضرات نے مچھلی کی ایک قسم سمجھا انہوں نے کھانے کی اجازت تو دی البتہ احتیاط اسی میں بتلائی کہ نہ کھایا جائے اب جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھینگا مچھلی نہیں ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی اپنی تمام قسموں کے ساتھ حلال ہے اور چونکہ جھینگا مچھلی نہیں اس لئے امام اعظمؒ کے نزدیک کھانا جائز نہیں ہوگا البتہ بطور دوا کھانے میں یا اس کی تجارت میں گنجائش ہوگی کیونکہ مسئلہ اجتہادی ہے امام شافعیؒ کے نزدیک کھانا حلال ہے اب مسئلہ یہ ہوا کہ جھینگا کھایا تو نہ جائے البتہ اس کی تجارت میں گنجائش ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۴۹)

فرش مچھلی حلال ہے یا حرام؟

سوال...... ایک سمندری مچھلی جس کو عربی میں "فرش" کہتے ہیں اور المنجد میں اس کی یہ تعریف لکھی ہے کہ یہ مچھلی کلب البحر کے نام سے معروف ہے جانور (شکار) کو تلوار کی طرح دانتوں سے کاٹتی ہے اس سے سمندر کے تمام جانور ڈرتے ہیں اس کے علاوہ سمندری حالات سے واقف لوگوں کا قول ہے کہ اس مچھلی کو حیض آتا ہے اور یہ عام مچھلیوں کے برعکس بچے دیتی ہے یہ مچھلی حلال ہے یا

حرام؟ حضرت مولانا عبدالحیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی حرمت کا قول نقل فرمایا ہے۔

جواب...... اس قسم کی تحقیقات میں شرعاً وعقلاً ماہرین فن کا قول ہونا چاہئے دور جدید کے ماہرین حیوانات مچھلی کی چار علامات بیان کرتے ہیں۔

۱۔ ریڑھ کی ہڈی ۲۔ سانس لینے کے گلپھڑے ۳۔ تیرنے کے پنکھے ۴۔ ماحول کے مطابق جسم کے درجہ حرارت کا کم وبیش کرنا۔ یہ علامات فرش میں موجود ہیں اس کی صورت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے اسلئے یہ حلال ہے مع ہذا اختلاف کی وجہ سے احتیاط کرے تو بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۹۱ ج ۷)

دریاؤں میں موجود مچھلیوں کو بیچنا جائز نہیں

سوال...... بعض دریاؤں میں مچھلیوں کی کثرت کو دیکھتے ہوئے حکومت ان دریاؤں کو بطور ذریعہ آمدنی استعمال کرتی ہے اور ایسی جگہوں پر ان لوگوں کو مچھلی کا شکار کرنے کی اجازت دیتی ہے جو حکومت کو ایک خاص رقم ادا کرتے ہیں عرف میں اس اجازت کو ٹھیکہ کہا جاتا ہے کیا شرعاً اس طرح معاملہ طے کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... ملکیت کے لئے جہاں فروخت (بیع) بطور سبب استعمال ہوتا ہے اس میں یہ ضروری ہے کہ جو چیز فروخت کرنی مقصود ہو اس کی تسلیم بائع (فروخت کرنے والے) کے دائرہ اختیار میں ہو اور جہاں کہیں فروخت کی ہوئی چیز سے بائع مشتری کے حوالے کرنے سے قاصر ہو تو وہاں پر بائع کا یہ معاملہ ناجائز ہو کر اس کے لئے یہ رقم لینا ناجائز ہے اس لئے صورت مسئولہ میں حکومت کا یہ ٹھیکیداری معاملہ ایک بے بنیاد معاملہ ہے تاہم اگر ٹھیکیدار محنت کرے اور مچھلی کا شکار کر کے فروخت کرے تو شکار کرنے سے اس کی ملکیت ثابت ہو کر اس کی آمدنی اس کے لئے حلال ہوگی۔

لماقال العلامة برهان الدين المرغينانیؒ :ولا يجوزبيع السمک قبل ان يصطادلانه باع مالا يملكه ولا فی خطيرة اذاكان لايوخذ الابصيد لانه غير مقدور التسليم (الهداية ج۳ ص۵۵ كتاب الصيد)قال العلامة ابن نجيمؒ : (قوله والسمک قبل الصيداى لم يجزبيعه لكونه باع مالا يملكه فيكون باطلاً اطلقه فشمل مااذاكان فی خطيرة اذاكان لايؤخذ الابصيدلكونه غيرمقدور التسليم(البحرالرائق ج٦ ص٧٣ كتاب الصيد) ومثله فی فتح القديرج٦ ص٩ ٤ كتاب الصيد (فتاوىٰ حقانيه ج٦ ص ٢٦٠)

دوسرے کے بنائے ہوئے گڑھے میں سے مچھلی پکڑنا

سوال...... زید نے سرکار کی اجازت سے دریائی زمین کی قریب گڑھا بنا رکھا ہے اور اس میں درخت کی شاخیں ڈال رکھی ہیں تا کہ مچھلیاں جمع ہوں کبھی اس نالی کا بند کھل کر دریا کا پانی داخل ہونے سے قرب و جوار کی زراعت کا کچھ نقصان ہوتا ہے مگر شاذ و نادر اب عمر جو زید کا پڑوسی ہے کہتا ہے کہ اس نالی کو بند کر دو ورنہ مجھے بھی مچھلیوں میں شریک کر دیا اپنی زمین کی آڑ اونچی کر دو ورنہ تمہارے لئے مچھلی کھانا حرام ہوگا اب یہ سوال ہے؟

الف۔ کیا زید کو وہ پانی بند کرنا پڑے گا؟

جواب...... محض اس وجہ سے اس نالی کا بند کرنا زید کے ذمہ ضروری نہیں۔

ب۔ کیا اس گڑھے سے زید کو مچھلیاں کھانا حرام ہوگا۔

جواب...... نہیں بلکہ مباح ہوگا۔

ج۔ کیا عمرو کو اس خطیرے (گڑھے) سے مچھلیاں پکڑنا جائز ہوگا؟

جواب...... ناجائز ہوگا۔

د۔ کیا زید کو اپنی آڑ اونچا کرنا ہوگا؟

جواب...... محض مچھلیوں کی اجازت نہ دینے پر تو آڑ کا اونچا کرنے کا مطالبہ ناحق ہے اگر اس سے زراعت کو نقصان پہنچتا ہے تو پھر مطالبہ درست ہے اور چونکہ آڑ سرکار نے بنائی ہے اس لئے اونچا کرنے کا مطالبہ سرکار ہی سے کیا جائے۔

ہ۔ اس گڑھے سے مچھلیاں پکڑنا' اور یہ استدلال کرنا کہ یہ مچھلیاں کھانا جائز ہے اس لئے کہ جو شئے کسب کے ذریعے ہو اس کا کھانا جائز ہوتا ہے کیا درست ہے؟

جواب...... اگر مچھلیوں کے لئے کسی نے گڑھا بنایا اور اس میں مچھلیاں داخل ہوگئیں تو وہ خطیرے والے کی ملک ہے اور صورت مسئولہ میں زید نے مچھلیوں کے لئے خطیرہ بنایا ہے پس اس کی مچھلیاں زید کی ملک ہیں دوسروں کو ان کا پکڑنا کھانا بغیر زید کی اجازت کے جائز نہیں اور یہ استدلال اس صورت پر منطبق نہیں بلکہ اگر کوئی شخص غیر مملوک مباح الاصل مچھلی وغیرہ کو پکڑے اس وقت اس کو یہ استدلال درست ہوگا اور صورت مسئولہ میں وہ مچھلیاں زید کی ملک ہو چکی ہیں اس لئے یہ استدلال درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۲ ج ۶)

ذبح اور ذبیحہ

کن چیزوں سے ذبح جائز ہے

سوال...... کن کن اشیاء سے ذبح جائز ہے۔ بینوا توجروا

جواب...... ہر وہ چیز جو دھار دار ہو جس سے رگیں کٹ جائیں اور خون بہہ جائے جیسے چھری دھار دار پتھر' گنے یا بانس کا چھلکا وغیرہ سب سے ذبح کرنا جائز ہے درمختار ص ۲۹۵ ج ۶ میں ہے۔ وحل الذبح بکل ماافری الاوداج وانحر الدم...... الاسنا وظفر اقائمین. (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۲۸)

ذبح کرنے کا طریقہ

سوال...... جانور کو کس طرح ذبح کیا جائے؟

جواب...... ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رولٹا کر تیز چھری ہاتھ میں لے کر قبلہ رُخ ہو کر بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر گلے پر چلائی جائے یہاں تک کہ گلے کی چار رگیں کٹ جائیں ایک نرخرہ جس سے جانور سانس لیتا ہے دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو شہہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہے اگر ان چار رگوں میں سے تین کٹ جائیں تو بھی ذبح درست ہے اور اس کا کھانا حلال ہے البتہ اگر دو ہی رگیں کٹیں تو اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۴ ج ۷)

ذبح' قربانی اور عقیقہ کا بیان

اگر جانور ذبح کرے تو نماز قضا ہوتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو جانور مردار ہو جاتا ہے کیا حکم ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص صبح کو فجر کی نماز کے وقت بیدار ہوا تو گائے بھینس مری جارہی تھی اگر ان جانوروں کو حلال کرتا ہے نماز قضاء ہوتی ہے اگر نماز پڑھتا ہے تو جانور حرام ہوتے ہیں اب کیا کرے۔ جنبی شخص جانور کو ذبح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب...... ایسی صورت میں جائز ہے کہ جانور ذبح کرے اور نماز کی قضاء کرے اور اگر کوئی

صورت ممکن ہو سکے کہ جانور بھی ذبح ہو جائے اور نماز بھی قضا نہ ہو اس پر عمل کرے ورنہ قضاء کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ بتصریح فقہاء مال کے ضائع ہونے کی صورت میں نماز کا توڑنا جائز ہے لہٰذا تاخیر بھی جائز ہوگی۔ کماقال فی الدالمختارمع ردالمحتار ص ۶۵۴ ج ۱ (باب مکروھات الصلوٰۃ) ویباح قطعها نحولقتل حیة ونددابة وفور قدر وضیاع ماقیمته درهم له اولغیره. جنبی شخص جانور ذبح کر سکتا ہے کیونکہ ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے اس کے طاہر ہونے کی قید کوئی نہیں ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص ۵۲۵)

فوق العقدہ ذبح کئے ہوئے جانور کا حکم

سوال.....اگر جانور ذبح کرتے وقت عقدہ (زبان کی جڑ) نیچے رہ جائے تو وہ جانور حلال ہوگا یا نہیں؟ اس طرف اس میں بہت اختلاف ہے کتب بھی مختلف ہیں۔

جواب.....بندہ نے اس کو تحقیق کیا ہے اور گائے مذبوح کا سر منگا کر دیکھا ہے لہٰذا بندے کی رائے میں اگر رگیں کٹ جاتی ہیں تو مذبوح حلال ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ذبح جیسا کہ حدیث میں ہے مابین اللبه واللحیین ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ص ۲۱۳ ج ۱)

سودی رقم سے خریدے گئے گوشت کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک آدمی کسی سے سود پر روپیہ لے کر پھر اسی رقم پر بھینس گائے وغیرہ خرید کر ذبح کرنے کے بعد پھر لوگوں پر اسی جانور کا گوشت فروخت کر رہا ہے اور جو لوگ اس آدمی سے گوشت خرید کرتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔

ایک یہ کہ ان کو پتہ ہے کہ یہ سودی رقم پر لیا ہوا گوشت ہے دوسرے یہ کہ ان کو پتہ نہیں کہ یہ سودی رقم پر لیا ہوا گوشت ہے اور دونوں صورتوں میں گوشت کو پھر کھاتے ہیں آپ سے ان دونوں صورتوں کا حکم مطلوب ہے آیا دونوں صورتوں میں گوشت کھانا حلال ہے خریدنے والوں کے لئے یا کہ دونوں صورتوں میں حرام ہے یا ایک صورت میں حلال ہے اگر ایک صورت میں حلال ہے تو یہ تعین فرمادیں۔

جواب.....حرام مال اگر نقد ہے تو اس میں کرخی کا قول ہے کہ اگر بوقت اشتراء اس خاص رقم کی طرف اشارہ کیا ہو اور پھر ادا بھی اس سے کیا ہو تو خرید کردہ اشیاء حرام ہوں گی اگر بوقت اشتراء اس حرام رقم کی طرف اشارہ نہ کیا یا اشارہ کیا مگر اس سے ادا نہیں کیا بلکہ دوسری رقم سے ادا کیا تو اس حالت میں خریدی ہوئی اشیاء میں کوئی کراہت نہیں موجودہ زمانہ میں عام طور پر اشتراء مطلق ہوتا ہے کسی خاص رقم کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر اشارہ اور رقم کی طرف کیا مگر ادا اس سے

کیا تو کرخی کے نزدیک اس میں بھی کراہت نہیں بعض نے کرخی کے خلاف بھی تصحیح کی ہے اور ترجیح بھی اسی کی معلوم ہوتی ہے کہ ہر حال میں حرام مال سے حاصل کردہ اشیاء حرام ہیں خواہ اشارہ کیا ہو یا نہ اور اسی میں احتیاط بھی ہے۔ وان کان ممالا یتعین فعلی اربعة اوجه فان اشار الیها ونقدها فکذلک یتصدق وان اشارالیها ونقد غیرها اواشارالی غیرهاونقدها اواطلق ولم یشر ونقدهالا یتصدق فی الصور الثلاث عند الکرخی' قیل وبه یفتی والمختار انه لایحل مطلقاً کذافی الملتقی ولوبعدالضمان هوالصحیح کمافی فتاویٰ النوازل واختار بعضهم الفتوی علی قول الکرخی فی زماننا لکثرة الحرام وهذا کله علی قولهما وعندابی یوسف لا یتصدق شی منه کمالواختلف الجنس ذکره الزیلعی فلیحفظ وفی الشامیة تحت (قوله قیل وبه یفتی) قاله فی الذخیرة وغیرهاکمافی القهستانی (الی ان قال)قال مشائخنا لایطیب قیل ان یضمن وکذابعد بعدالضمان بکل حال هوالمختارلا طلاق الجواب فی الجامعین والمضاربة الخ' وایضافی الشامیة ولایخفی انهما (ای قول الکرخی وخلافه) قولان مصححان وایضاً فبها عن الحمیدی عن صدر الاسلام ان الصحیح لایحل له الاکل ولاالوطی لان فی السبب نوع خبث اه فلیتامل (شامی ص ۱۵۹ ج ٦ کتاب الغصب)

الحاصل باوجود علم کے اس گوشت کا استعمال درست نہیں اگر لاعلمی میں کھالیا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۲٦)

بوقت ذبح بسم اللہ عربی میں کہنا ضروری ہے

سوال...... کیا بوقت ذبح بسم اللہ عربی میں کہنا ضروری ہے یا کسی اور زبان میں بھی کہہ سکتے ہیں؟

جواب...... بسم اللہ عربی میں کہنا ضروری نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۵ ج ۷)

ذابح کے معین کا بسم اللہ پڑھنے کا حکم

سوال...... جیسا کہ ذبح کرنے والے پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے اسی طرح معین ذابح پر بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اور معین ذابح وہ ہے کہ جو ذبح کے وقت جانور کے ہاتھ پاؤں وغیرہ پکڑتا ہے یا وہ جو ذبح کرنے والے کے ساتھ خود بھی چھری وغیرہ پھیرتا ہے؟

جواب...... معین ذابح کا بھی بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے اور معین ذابح وہ شخص ہے جو ذبح

کرنے والوں کے ساتھ خود بھی چھری چلاتا ہے مذبوحہ کے ہاتھ پاؤں کے پکڑنے والوں کو تو رسی وغیرہ کے مانند سمجھنا چاہئے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۷۴)

معاون ذابح کے لئے تسمیہ کا حکم

سوال...... مذبوحہ کی حلت کے لئے اگرچہ ذابح کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام لینا ضروری ہے لیکن اگر کوئی شخص ذابح سے تعاون کر رہا ہو تو کیا اس کے لئے بھی ذابح کی طرح تسمیہ کہنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اس کے تسمیہ ترک کرنے سے مذبوحہ پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب...... اگر معاون کی حیثیت اس درجہ کی ہو کہ ذابح کا کردار اس کے بغیر نامکمل ہو، یہاں تک کہ چھری ہاتھ میں لے کر ذبح کرنے میں دونوں شریک کار ہوں تو ہر ایک کے لئے تسمیہ کہنا ضروری ہے اور ہر ایک مستقل ذابح شمار ہوگا۔

لماقال العلامة علاؤ الدين الحصكفيؒ :وفيها ارادالتضحية فوضع يده مع يدالقصاب فى الذبح واعانه على الذبح سمى كل وجوباًفلو تركهااحدهما اوظن ان تسمية احدهما تكفى حرمة (الدرالمختار على صدردالمحتار ج٦ ص ٣٣٤ كتاب الاضحية) لماقال العلامة المرغينانىؒ :رجل ارادان يضحى فوضع صاحب الشاة مع يدالقصاب فى الذبح واعانه على الذبح حتى صارذابحاً مع القصاب' قال الشيخ الامام رحمه الله تعالىٰ يجب على كل واحدمنهما التسمية حتى لوترك احدهماالتسمية لاتحل الذبيحة (الفتاوىٰ قاضى خان على هامش الهندية ج٣ ص٣٥٥ كتاب الاضحية' فصل فى مسائل متفرقة. (فتاوىٰ حقانيه ج٦ ص ٤٤١)

ایک تسمیہ سے دو جانوروں کو ذبح کرنا

سوال...... اگر زید نے دو بکریوں کو اوپر نیچے ڈال کر ایک ہی بسم اللہ سے یکبارگی ذبح کر دیا تو یہ ذبح اور اس کا گوشت کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب...... جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۷۸)

بوقت ذبح بسم اللہ بھول جانے کا حکم

سوال...... اگر ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا تو جانور حلال ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر

درمیان میں یا آخر میں یاد آئے تو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر بسم اللہ بھول گیا تو جانور حلال ہے رگیں کٹنے سے پہلے یاد آ گیا تو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے بعد میں یاد آیا تو ضروری نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳-۴ ج ۷)

بوقت ذبح عمداً تسمیہ چھوڑنے کا حکم

سوال...... اگر کوئی شخص جانور ذبح کرتے وقت قصداً وعمداً بسم اللہ چھوڑ دے تو کیا یہ ذبیحہ حلال ہوگا یا نہیں؟

جواب...... احناف کے ہاں ذبح کرتے وقت بسم اللہ الخ قصداً وعمداً ترک کرنا ذبیحہ کے مردار ہونے کا سبب ہے لہٰذا بوقت ذبح عمداً بسم اللہ ترک کرنے سے ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے جس سے کسی بھی قسم کا انتفاع جائز نہیں نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو کھلا سکتا ہے۔

لماقال العلامة المرغينانی رحمه الله: ان ترک التسمية عمداً لايسمع الاجتهاد ولوقضی القاضی بجواز بيعه لاينفذ (الهداية علی صدرفتح القدير ج۸ ص۵۷ کتاب الذبائح) قال العلامة ابن عابدينؒ :ولاتحل ذبيحة من تعمدترک التسمية مسلماً او کتابيا لنص القرآن ولانعقادالاجماع (ردالمحتار ج۶ ص۲۹۹ کتاب الذبائح) ومثله فی الهداية ج۴ ص۴۳۵ کتاب الذبائح' فتاویٰ حقانيه ج۴ ص۴۵۲)

بسم اللہ سنت ابراہیم خلیل اللہ کہہ کر ذبح کرنا

سوال...... جس جانور کے اوپر بسم اللہ' اللہ اکبر کے بجائے بسم اللہ سنت ابراہیم خلیل اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے آیا وہ شرع کے اندر جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جو عبارت وہ شخص پڑھتا ہے اس سے ذبیحہ حرام نہیں ہوتا البتہ اس طرح پڑھنا خود مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۰۲ ج ۳)

ذبیحہ اور ذابح کا قبلہ رخ ہونا

سوال...... بوقت ذبح جانور کا قبلہ رخ لٹانا مستحب ہے یا سنت مؤکدہ؟ نیز ذابح کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب...... ذبیحہ کا قبلہ رخ لٹانا اور ذابح کا قبلہ رخ ہونا دونوں امر سنت مؤکدہ ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۶ ج ۷) ''مذبوح کی حلت' حرمت میں مؤثر نہیں'' م ع

بوقت ذبح گردن کٹ جانے کا حکم

سوال......اگر ذبح کرتے وقت مرغ کی گردن کٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب......قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے بدون قصد کوئی کراہت نہیں گوشت بہر صورت مکروہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۷)

کسی جانور کا حرکت کرنا یا خون نکلنا باعث حلت ہے

سوال......اگر کسی جانور میں بظاہر زندگی کے آثار نہیں پائے جاتے ہوں لیکن ذبح کرنے کے بعد اس سے خون نکل آئے یا وہ حرکت کرے تو کیا اس سے وہ جانور حلال تصور ہوگا یا نہیں؟

جواب...... جب کسی جانور میں ظاہری علامات حیات مفقود ہوں لیکن بوقت ذبح حرکت کرے یا اتنا خون نکل آئے جتنا کہ زندہ جانور سے نکلتا ہو تو اس کی زندگی کے لئے یہ علامت کافی ہے اور اس سے یہ جانور حلال سمجھا جائے گا۔

لماقال العلامة علاؤ الدين الحصكفيؒ :ذبح شاة مريضة فتحركت اوخرج الدم حلت والالابان لم نذرحياته' قال ابن عابدينؒ (قوله اواخرج الدم) كمايخرج من الحى (ردالمحتارج٦ ص٣٠٨ كتاب الذبائح) قال العلامة طاهربن عبدالرشيدالبخارىؒ :رجل ذبح شاة اوبقرة وتحركت بعدالذبح خرج منهادم مسفوح تحل وكذاان تحركت ولم يخرج الدم اوخرج الدم ولم يتحرك...... وفى شرح الطحاوى وخروج الدم لايدل على الحيوة الااذاكان يخرج كمايخرج من الحى (خلاصة الفتاوىٰ ج۴ ص ۳۰۶ كتاب الذبائح) ومثله فى الفتاوى البزازية على هامش الهندية ج٦ ص۳۰۵ كتاب الذبائح)' فتاوىٰ حقانيه ج٦ ص ۴۴۲)

بوقت ذبح جانور سے خون نہ نکلنا

سوال......اگر صحیح وسالم زندہ بکری کو ذبح کیا گیا لیکن اس کی رگوں سے خون نہیں نکلا یا خون تو نکلا مگر مذبوح نے وقت ذبح کوئی حرکت وغیرہ نہیں کی تو مذبوح حلال ہوگا یا نہیں؟

جواب......حلال ہے۔

اضافہ برمسئلہ بالا: تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر ذبح سے متصل جانور کا زندہ ہونا یقینی ہو تب تو ذبح سے وہ حلال ہو جاتا ہے خواہ حرکت کرے یا نہ کرے خون نکلے یا نہ نکلے اور اگر حیات یقینی نہ ہو تو اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس کو ایسی حرکت اور نشانی ہو جو حیات پر دلالت کرے مثلاً آنکھ یا منہ بند کر لینا یا پاؤں کا سمیٹ لینا یا بال کھڑے ہو جانا یا اتنا خون نکلنا جیسے زندہ جانور کے نکلتا ہے تو حلال ہے ورنہ حرام۔

ذبح کرتے وقت خون کو وہیں بند کر دینا

سوال..... قصاب بکری اور خصی ذبح کرتے وقت خون باہر نہیں نکلنے دیتا بلکہ اسکے اندر پیوست کر دیتا ہے اور دبلے جانور کو گاہک کو فربہ دکھانے کیلئے اس جانور کی نالیوں میں انجکشن کے ذریعے ایسی دوا بھر دیتا ہے جس سے جانور فربہ دکھائی دے اسکا گوشت کھانا کیسا ہے؟ اور قصاب کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب..... اس سے وہ سب گوشت نجس ہو جائے گا جس میں دم مسفوح پیوست ہو جائے گا دبلے جانور کو اس طرح فربہ دکھانا دھوکہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ ج ۱۷) ''جو منع ہے'' م'ع

جس جانور کی چار رگیں کٹ گئی ہوں لیکن ذبح گھنڈی سے اوپر ہو تو کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) اگر جانور ذبح کرنے کے وقت چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن گھنڈی دھڑ کے ساتھ مل جائے تو کیا مذبوحہ حلال ہے یا نہیں

(۲) اگر کوئی جانور بے احتیاطی سے مر جائے اور مرنے کے بعد اس پر تکبیر پڑھ لی جائے کیا چمڑی حلال ہو جائیگی یا نہیں اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ گوشت تو اس کا حرام ہے لیکن اسکے چمڑے کے حلال ہونیکی وجہ اور صورت کیا ہے کیا وہ چمڑا تکبیر پڑھنے کے بعد حرام ہے یا حلال۔ بینوا تو جروا۔

جواب..... (۱) جب رگیں کٹ چکی ہیں تو اس کے حلال ہونے میں ہرگز شبہ نہیں کرنا چاہئے بہر حال یہ مذبوحہ حلال ہے اس کا استعمال درست ہے۔

(۲) اس کے چمڑے کو دھوپ وغیرہ میں سکھایا جائے تو اس کا بیچنا اور استعمال کرنا درست ہوگا۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۲۹)

ذبح میں خون بہت آہستہ آہستہ نکلنا

سوال..... ایک بیمار گائے گر کر مرنے لگی اس کے سر کو ذبح کرنے کے لئے سیدھا کیا گیا

تو اس کے کان میں جنبش ہوئی آنکھ کھلی اور بند ہوئی اس کے علاوہ کوئی اور نشانی زندگی کی ظاہر نہ ہوئی گائے ذبح کردی گئی خون شرناٹے کے ساتھ نہ نکلا آہستہ آہستہ پانی کی طرح بہتا رہا زمین پر پانچ فٹ ایک انچ لمبائی اور ایک فٹ سات انچ چوڑائی تک خون گیا تو یہ گائے حلال ہے یا حرام؟

جواب......اگر جانور کی ذبح کے وقت زندگی یقینی تھی تو وہ بلا شبہ جائز ہے اگر اس کی حیات کا علم نہ تھا تب بھی چوں کہ خون نکلا ہے اس لئے وہ جائز ہے۔ کیونکہ ایسے جانور کے متعلق دو چیزوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے یا حرکت کرے یا خون نکلے اگر دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو جائز نہیں یہاں ایک چیز موجود ہے پس وہ حلال ہے۔ اور مرنے کے بعد ذبح کرنے سے اس قدر خون نہیں نکلتا بلکہ اولاً اس میں قطعاً خون نہیں رہتا اگر رہتا بھی ہے تو بہت معمولی سا اور شرناٹے سے نہ نکلنا بہت ممکن ہے کہ کسی بیماری یا ضعف کی وجہ سے ہو۔ فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۶ ج ۶)

کتنی چیزوں سے ذبح کرنا جائز ہے؟

سوال......کس کس چیز سے ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب......جس سے رگ کٹ جائیں اور خون بھی بہہ جائے اس سے ذبح جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۷ ج ۳)

بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا خلاف سنت ہے

سوال......کیا بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب......جائز ہے مگر خلاف سنت ہے البتہ اگر کوئی عذر ہو تو پھر خلاف سنت بھی نہ ہوگا

بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

سوال......کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

جواب......خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۰۲)

چھری کب تیز کرے؟

سوال......چھری کب تیز کرے؟

جواب......جانور کے لٹانے سے پہلے چھری کا تیز کرنا مستحب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۷ ج ۳)

ذبح کے وقت علامات حیات کی دوصورتیں

سوال......کسی جانور کا شکار کرنے کے بعد علامات حیات (مثلاً آنکھوں کا پھڑکنا' یا سانس چلنا' یا جسم کے کسی حصے کا حرکت کرنا) کی حالت میں ذبح کیا گیا لیکن خون نہیں نکلا لہٰذا یہ جانور حلال ہے کیونکہ بعض امراض ایسے ہیں جن میں خون پانی ہوجاتا ہے یا خشک ہوجاتا ہے مثلاً صدمہ وغیرہ اس لئے ایسی حالت میں تو حیات کے باوجود خون نہیں نکلے گا۔ دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اگر بظاہر کوئی بھی علامات حیات موجود نہ ہوں لیکن ذبح کرنے میں شہ رگ سے اتنا خون نکلے کہ چھری تر ہوجائے تو حلال ہے ورنہ نہیں بعض علامات مذکورہ بالا جسم یا آنکھیں پھڑکنے کے باوجود خون نکلنا شرط ہے کیونکہ بعض امراض ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے جسم اور آنکھیں پھڑکنے لگتی ہیں حالانکہ روح پرواز ہوچکی ہوتی ہے اور روح کی موجودگی میں شہہ رگ میں اتنا خون رہتا ہے جس سے چھری تر ہوجائے اگر اتنا بھی خون نہیں ہے کہ جس سے کم از کم چھری تر ہوجائے تو یہ اس کے مردہ ہونے کی علامت ہے جیسا کہ سکتہ میں ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی علامت موجود نہیں ہوتی۔

جواب......جس جانور کی حیات کا علم نہ ہو اور وہ ذبح کرنے سے متحرک ہو یا اس سے خون نکلے تو حلال ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۵۶ ج۱۴)

حاملہ جانور کو ذبح کرانا مکروہ ہے

سوال......پنجاب وغیرہ میں حاملہ بھیڑوں کو ذبح کرکے ان کے بچوں کی کھالیں اتار لی جاتی ہیں اور ان کی کھالوں کو ہندوستان کے باہر فروخت کیا جاتا ہے اتنی رقم بڑی بھیڑ یا بکری کی نہیں ملتی جتنی کہ ان بچوں کی ملتی ہے آپ شرعی فتویٰ مع دلیل ارشاد فرمائیں؟

جواب......حاملہ جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے کراہت کی تو فقہاء نے بھی تصریح کی ہے لیکن جبکہ اس کو بطور کاروبار کے اختیار کرلیا جائے اور حاملہ جانوروں کو ذبح کرنے کی اس قدر کثرت ہو جائے کہ نسل ختم ہوجانے کا اندیشہ غالب ہو تو پھر یہ فعل حرام ہوجائے گا اور اس کے انسداد کے لئے موثر تدبیر اختیار کرنا لازم ہوگی ذبح کرنے والوں کے شخصی فائدے سے عمومی نقصان کا لحاظ قطعاً مقدم ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۶۴ ج۸)

کارآمد جانور کو تجارت کے لئے ذبح کرنا

سوال......کوئی بیل' یا جھوٹا یا بار بردار گائے ہل میں چلنے والا اور ٹھیلہ کھینچنے والا کارآمد جانور

کو بہ نیت تجارت ذبح کرنا اور اس کا گوشت بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ایسے کارآمد جانور کو ذبح کر کے محض اس کا گوشت کھال فروخت کر کے پیسے کمانا مناسب نہیں لیکن وہ پیسہ بھی حرام نہیں ہوگا بالکل جائز ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۵ ج ۱۷)

جس جانور کے دو ٹکڑے ہو جائیں اس کا ذبح کرنا

سوال...... اگر کوئی جانور ریل میں کٹ جائے یا مثلاً کوئی دھار دار چیز پھینک کر مارنے میں مرغی کی گردن کٹ جائے یا ہرن کٹ کر دو ٹکڑے ہو جائے اور دونوں ٹکڑے تڑپتے ہوں تو یہ ذبح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ذبح ہو تو کس طریق پر اور دونوں حصے حلال ہوں گے یا نہیں؟

جواب...... اگر کسی جانور کے ریل سے دو ٹکڑے ہو جائیں تو سر والے ٹکڑے کو گردن پر معروف طریقے سے ذبح کر لیا جائے وہ حلال ہوگا اور دوسرا حصہ حرام ہوا اگر دھار دار چیز کے ذریعے سے ہرن مرغ وغیرہ کی ذبح کی گئی رگیں کٹیں اور ساتھ میں گردن بھی تمام کٹ گئی تو اس کا کھانا درست ہے اگرچہ اس طرح کاٹنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۳ ج ۴)

ذبح کرتے وقت جانور پانی میں جا پڑا

سوال...... نیل گائے کو ذبح کیا جا رہا تھا ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ اس میں جان کی رمق باقی تھی کہ بدن جھاڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور ندی میں جا کر ڈوب مرا پھر دوبارہ اس کو ذبح نہیں کیا جا سکا شرعاً اس کا کھانا حلال ہوگا یا نہیں؟ کتنا ذبح کرنے کو ذبح شرعی سمجھا جائے گا جو جانور کو حلال کر دے؟

جواب...... حلقوم، مری و دوجان اگر یہ رگیں کٹ چکی ہوں جن کے بعد زندگی باقی نہیں رہتی مگر تڑپتا ہوا اُٹھ کر قریب ہی کسی پانی میں جا گرا اور مر گیا تو وہ حلال ہے اس کی موت ذبح کی وجہ سے ہوئی ہے جیسے مرغ کو ذبح کر دیا جائے وہ تڑپتا اور اُچھلتا ہوا پانی میں جا گرے اگر یہ رگیں پوری نہیں کٹی تھیں اور اس کی زندگی متوقع تھی اور پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے تو وہ مردار ہے اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۹ ج ۱۴)

جانور کی کھال اتارنے کی حد کیا ہے؟

سوال...... اگر کسی نے کسی حلال جانور کا گوشت بیچنے یا کھال بیچنے کی غرض سے ذبح کیا اور اسکی کھال سینگ کے حصے تک (جس کو عرف میں چوٹی کہتے ہیں) نکال لی تو یہ شرعاً کسی بے رحمی میں تو شامل نہیں؟

جواب...... جب جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے اور اسکا دم نکل جائے تو اس کی کھال

نکالنا جائز ہے خواہ پوری کھال اتاری جائے یا ٹکڑے ٹکڑے اتاری جائے یا سینگوں تک کی کھال جسم کی کھال کے ساتھ شامل کر لی جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں اور شریعت میں اس کی اجازت ہے اس کو بے رحمی قرار دینا غیر معقول اور شریعت کے خلاف ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۵۶ ج۸)

سرد ہونے سے پہلے ذبیحے کا چمڑا اتارنا

سوال...... ذبح کئے جانور کے سرد ہونے سے پہلے چمڑا اتارنا یا گردن علیحدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۷۵)

ہندو کی مدد سے ذبح کرنا

سوال...... جنگل میں مسلمان شکاری نے ہرن یا نیل گائے وغیرہ کا شکار کیا اکیلے شکار قابو میں نہیں آتا وہاں کسی ہندو سے امداد لی گئی جو کافر ہے کیا حکم ہے؟

جواب...... ہندو نے جانور کے پکڑنے اور قابو کرنے میں امداد دی اور ذبح مسلمان نے کیا تو اس میں کوئی خرابی نہیں مذبوحہ شکار حلال ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۶۲ ج۸)

اگر قصاب شیعہ ہوں تو گوشت کا کیا حکم ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے شہر میں گوشت کا کام شیعہ مذہب کے لوگ کرتے ہیں بعض بکری ذبح کرنے والے قصائی شیعہ قسم کے لوگ ہیں لہٰذا فتویٰ طے فرمادیں کہ سنی لوگ اسے جائز سمجھ کر کھا سکتے ہیں مہربانی ہوگی۔

جواب...... حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں شیعہ کے ذبیحہ کی حلت میں علما اہل سنت کا اختلاف ہے راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے قال الشامی و کیف ینبغی القول بعدم حل ذبیحتہ مع قولنا بحل ذبیحۃ الیھود والنصاری (امدادالفتاویٰ ج۶۰۸ ج۳) لیکن مجھے اس مسئلہ میں تاحال تشفی نہیں ہوئی۔

کچھ تشفی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ کفر کا حکم کیا جا سکتا ہے اسلام کا حکم اول میں تو خود اس کے معاملات کے اعتبار سے احتیاط ہے اور حکم ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے عتبار میں یہ احتیاط ہے پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا یعنی اس سے نہ تو ناکحت کی اجازت دیں گے نہ اس کی اقتدا کریں گے نہ اس کا ذبیحہ کھائیں گے اور نہ اس پر یاست کافرانہ جاری کریں گے اگر تحقیق کی قدرت ہو اس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اس

تفتیش کے بعد جو ثابت ہو ویسے احکام جاری کریں گے اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد الفتاویٰ ص۵۴۲ ج۴) فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص۵۴۶)

ان الله هو العلي الكبير کہہ کر ذبح کرنا

سوال...... اہل قرآن ذبیحہ پر بجائے بسم اللہ' اللہ اکبر کے آیت ان اللہ ہو العلی الکبیر پڑھتے ہیں اس سے ذبیحہ حلال ہوتا ہے یا کچھ شک رہ جاتا ہے اور بسم اللہ' اللہ اکبر سے ذبح کرنے کو حلال نہیں جانتے حرام جانتے ہیں اور لفظ اللہ اکبر کو شرک کہتے ہیں اگر ان اللہ ہو العلی الکبیر سے پہلے بسم اللہ بھی کہہ لیں تب ذبح کیسا ہے؟

جواب...... صرف ان الله هو العلي الكبير سے بھی اور اس کے قبل بسم اللہ کہنے سے بھی ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے اگر چہ اللہ اکبر کو شرک کہنا بہت بڑی جہالت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۰۸ ج۳)

اگر ما اہل بہ لغیر اللہ کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے تو حلال ہے یا نہیں

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کے مقتدیان اختلاف عقیدہ کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں ایک فریق کہتا ہے کہ نذر نیاز و ما اہل بہ لغیر اللہ حرام ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ حلال ہے نیز دلیل پیش کرتا ہے کہ ذبح کے وقت یہ نہیں کہتے کہ بسم اللہ فلاں بسم اللہ فلاں بلکہ تکبیر پڑھ کر ذبح کرتے ہیں اور تکبیر سے چیز حلال ہوتی ہے اور فریق اول کہتا ہے کہ جو نذر و نیاز اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی نبی' ولی یا جن' فرشتہ کے نام پر مانی جائے اسی وقت حرام ہو جاتی ہے اگر چہ بوقت ذبح تکبیر بھی پڑھی جائے ہرگز حلال نہیں ہے اسی اختلاف کی وجہ سے ہر دو فریق اس مسجد میں یکے بعد دیگر اوقات پنجگانہ میں نماز باجماعت الگ الگ مقام میں ادا کرتے ہیں کیا اس صورت میں دونوں جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں نیز جمعیت اکابرین اہل سنت کے عقیدے کے مطابق کون سا فریق اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔

جواب...... فریق اول کی بات صحیح ہے اور فریق ثانی کا استدلال غلط ہے نذر و نیاز غیر اللہ کی ہرگز جائز نہیں ماسوی اللہ کے تقرب اور تعظیم کے لئے کوئی چیز دی جائے یا کوئی جانور ذبح کیا جائے وہ وما اہل بہ لغیر اللہ اور ما ذبح علے النصب میں داخل ہے ایسے نذر و نیاز والے جانور پر ذبح کے وقت اگر صرف تکبیر ہی کہی جائے غیر اللہ کا نام نہ بھی لیا جائے لیکن جب مقصود تقرب اور تعظیم غیر اللہ کی ہے پھر بھی حرام ہے قال في الدر المختار ص ۳۰۹ ج۶ (ذبح القدرم

الامیر)ونحوہ کواحدمن العظماء (یحرم) لانہ اھل بہ لغیراللہ (ولو) وصلیۃ (ذکراسم اللہ تعالیٰ ولو)ذبح (للضیف لایحرم) لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ والفارق انہ ان قدمھالیاکل منھا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف وللولیمۃ اوللربح وان لم یقد مھا لیا کل منھا بل یدفعھا لغیرہ کان لتعظیم غیراللہ فتحرم وقال فی البحرالرائق واماالنزر الذی ینذرہ اکثر العوام شاھد کان یکون لانسان غائب اومرنص اولہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی بعض الصلحاء فیجعل سزا علی راسہ بالیدی فلان ان ردغائبی اوعوفی مربض اوآفت حاجتی فلک من الذھب کذا اومن الفضۃ کذااومن الطعام کذا اومن الماء کذاادین شمع کذا اومن الذیت کذافھذ النذر باطل بالا جماع لو جوہ منھاانہ نذر مخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون للمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنھا ان لحن ان المیت یتصرفھا فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذالک کفر الھم الاالخ: لہٰذاجو جانورکسی نبی‘ولی وغیرہ کےتقرب کے لئے نامزدکیا گیاہواس کوذبح کرتے وقت اگرصرف تکبیرہی کہی جائے وہ حلال نہیں ہوتا ہے درمختارکی عبارت میں اس کی صراحت موجود ہے ہاں اگراس عقیدہ تقرب سے قبل ازذبح رجوع کرکے صرف اللہ جل مجدہ کے تقرب اورتعظیم کے لئے ذبح کیا جائے پھرحلال ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ مفتی محمود ج۹ص۵۵۱)

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے جانور ذبح کرنا

سوال......جیسا کہ نفل نماز اورروزہ جب چاہےادا کرے ثواب ہوتا ہےاسی طرح اگرذی الحجہ کےایام قربانی کےسوااوردنوں میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اللہ تعالیٰ کےنام پر بغیروجوب کےبکراذبح کرےتوثواب ہوگا یانہیں؟

جواب......بجزدماءمنقولہ(قربانی‘عقیقہ وغیرہ)کےدوسرے دماء سےتقرب غیرمشروع ہےنیزان میں تشبہ بھی ہےمشرکین کےساتھ کہ وہ تقرب کے لئے ایسا کرتے ہیں نیزہمارےعلماء نےتصریح فرمائی ہےکہ خون بہانا خلاف قیاس ہےپس وہ وارد کےساتھ خاص ہوگا اورصورت مسئول عنھا واردنہیں لہٰذابدعت ہے۔(امدادالفتاویٰ ص۵۵۸ ج۳)

ذبح اضطراری کا ایک طریقہ اور اس کا حکم

سوال..... کوئی جانور، گردن کی جگہ سے مٹی یا بوجھ میں دبا ہوا ہے اور جب تک نکالا جائے مرنے کا اندیشہ ہے تو اس کو کس جگہ سے حلال کیا جائے اور اگر جانور بے موقع دبا ہوا ہے آدمی اس جگہ تک نہیں جا سکتا ہے تو دور کھڑا ہو کر برچھی تکبیر پڑھ کر مارے اور خون بہہ جائے تو وہ حلال ہے یا نہیں؟

جواب..... درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۵٦ ج ۳)

ذبح کی جگہ متعین کرنا

سوال..... تبرک جان کر عیدگاہ کے علاوہ ذبیحہ کی جگہ مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب..... اگر غیر اللہ کی تعظیم مقصود نہ ہو تو ذبح کی جگہ متعین کرنا جائز ہے مگر ضروری نہ جانے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۷ ج ۳) ضرورۃ کرے م، ع

بدعتی کے ذبیحے کے متعلق ایک نفیس بحث

سوال..... زید کہتا ہے کہ کسی بھی مشرک کافر، بدعتی کا ذبیحہ حلال نہیں ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ بات قرآن واحادیث سے ثابت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فکلو امماذ کراسم الله عليه. ولاتا کلوا مما لم يذكر اسم الله عليه** پس اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف اسم اللہ کی قید ذکر کی کافر ومشرک یا بدعتی کی نہیں پس میرے نزدیک اس آیت کریمہ کے حکم عام اور حدیث عائشہؓ **ان قوماً حديث عهدبجاهلية ياتوننا بلحمان لاندری ذكروااسم الله عليها ام لم يذكروا اناكل منها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم سمواالله وكلوا** اور حدیث رافع بن خدیج۔ **ماانهر الدم وذكراسم الله عليه فكلو** کے مطابق علماء محققین مثلاً علامہ شوکانی وغیرہ اس کی حرمت کے قائل نہیں پس مشرک ہو یا بدعتی یا کافر جب اس پر اللہ کا نام ذکر کرے گا تو میں اس کو کھالوں گا ان دونوں میں سے کون سا قول صحیح ہے؟

جواب..... عمرو کا قول غیر معتبر ہے حق تعالیٰ شانہ سورۃ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے **وطعام الذين اوتواالكتب حل لكم** اور مراد طعام سے یہاں بالاتفاق ذبیحہ ہے پس اگر ذبیحہ ہر شخص کا حلال ہوتا حتیٰ کہ مشرکین کا بھی تو اہل کتاب کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی اور آیت **فكلو مماذ كراسم الله عليه** اور آیت **ولاتا كلوا ممالم يذكر اسم الله عليه** وغیرہ میں صرف بوقت ذبح ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرط کا بیان ہے اور مقصود صرف اس قدر ہے کہ بدون بسم اللہ کے

ذبیحہ حلال نہیں اور ذبح کا عموم وخصوص اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا اور اگر ایسا ہی ان آیت کے اطلاق سے سند پکڑی جائے تو باب اطلاق مذبوح میں اس پر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ کسی مذبوح کو ان آیات میں خاص نہیں کیا بلکہ جس پر اسم اللہ کا ذکر ہو اس پر حکم حلت ہو پس لازم آتا ہے کہ کوئی شخص کتایا اور جانور جن کا گوشت حرام ہے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے تو اس کا گوشت درست ہو جائے حالانکہ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں۔ الحاصل ان آیات میں صرف کیفیت ذبح کا بیان اور بوقت ذبح حلت کی شرط کا بیان ہے ذابح ومذبوح کے اطلاق وتخصیص سے اس میں کچھ غرض نہیں پس جس طرح مذبوح کی تخصیص اور آیات واحادیث سے ثابت ہے اسی طرح تخصیص ذابح کی بھی اور جگہ سے ثابت ہے۔ ایک تو آیت سابقہ دوسری وہ حدیث جو مصنف عبدالرزاق میں مروی ہے مجوس یعنی آتش پرست کے حق میں ارشاد ہے۔

من اسلم منهم قبل ومن لم يسلم ضربت عليهم الجزية غير ناكحى نسا ئهم ولا آكلى ذبائحهم یعنی جو ان میں اسلام لائے گا اس کا اسلام قبول ہوگا اور جو اسلام نہ لائیگا ان سے جزیہ لیا جائے گا مگر ان کی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے گا اور نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائیگا۔

اسی طرح اور بھی احادیث اور آثار صحابہ اس باب میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کافر کا ذبیحہ سوائے اہل کتاب کے درست نہیں ہے اور حدیث عائشہ اس پر دلالت نہیں کرتی کہ ہر کافر ومسلم کا ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اس حدیث میں سوال ان لوگوں کے ذبیحے سے ہوا ہے جو نئے مسلمان ہوتے تھے اور رسوم جاہلیت میں مبتلا تھے اور علامہ شوکانی جن کا انتقال ۱۲۵۰ھ یا ۱۲۵۵ھ میں ہے گو علم وادب میں تحقیق ان کی اچھی ہو مگر اجتہاد اور فتویٰ ائمہ اربعہ کے مقابلے میں قابل اعتبار نہیں ہے اس مسئلے سے ائمہ اربعہ بلکہ اکثر مجتہدین بھی تحقیق کر گئے کہ سوائے مسلمان اور کتابی کے کسی کا ذبیحہ حلال نہیں پس اب شوکانی کہ اس صدی کے علماء سے تھے اگر اس کے مخالف لکھیں تو ان کا اعتبار نہیں ہوسکتا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۷۶)

دیوبندی کا ذبیحہ

سوال...... بقرعید میں چند جانور میں نے ذبح کیے دعا میں اور بسم اللہ اللہ اکبر بھی پڑھا اور میں مسلمان ہوں قریب قریب نماز روزہ بھی کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول اور کتاب پر بھی دل سے عقیدہ رکھتا ہوں میری غلطی اتنی ضرور ہے کہ میں علمائے دیوبند کے عقیدوں سے اتفاق کرتا ہوں اس وجہ سے میرے وہاں کے ''جیٹ طیارے'' جو کہ تازہ تازہ بریلی سے گالی بکنا سیکھ آئے

ہیں انہوں نے زبانی فتویٰ دے دیا کہ میرے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے۔

جواب...... جو مسلمان بسم اللہ' اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے اس کی ذبح کی ہوئی بھینس بکری سب حلال ہے علمائے دیوبند کا مسلک بفضلہ تعالیٰ قرآن پاک' حدیث شریف' فقہ حنفی اولیائے کرام کے عین مطابق ہے اس مسلک کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے ذبیحے کو حرام قرار دینا غلط اور عناد ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۱ ج ۸)

اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

سوال...... موجودہ دور کے عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب...... شریعت مقدسہ میں ذابح کا مسلمان یا اہل کتاب ہونا ضروری ہے اس لئے عیسائی اور یہودی اگر اپنے مذہب کی بنیادی تعلیمات کی پیروی کے دعویدار ہوں تو ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں تاہم موجودہ دور کی جدت پسندی کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ عیسائی اور یہودی ایسے عقائد ونظریات پر عمل پیرا ہیں جو ان کے مذہب کے بنیادی عقائد سے متصادم ہیں اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ ان کا ذبیحہ کھانے سے احتراز کیا جائے۔

لما قال العلامه ابو البرکات عبدالله بن احمد النسفیؒ : حل ذبیحة مسلم و کتابی' الخ (کنز الدقائق ص ۴۱۶ کتاب الذبائح) قال الشیخ ابو الحسین احمد بن محمد البغدادیؒ : و ذبیحة المسلم و الکتابی حلال' (مختصر القدوری ص ۲۷۵ کتاب الذبائح) ومثله فی الاختیار لتعلیل المختار ج ۵ ص ۹ کتاب الذبائح (فتاویٰ حقانیه ج ۶ ص ۴۴۶)

قصاب کے ذبیحے کو حرام کہنا

سوال...... ایک مسلمان قصاب نے ایک حلال جانور بکری یا گائے بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا تو وہ حلال ہے یا حرام؟

جواب...... قوم قصاب کے کسی شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام نہیں کیونکہ قصاب بھی مسلمان ہیں اور مسلمان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔

تتمہ السوال: کوئی آدمی قصاب کے ذبیحے کو حرام قرار دے اور اس کو جماعت سے نکالنا' حتیٰ کہ وقف عام قبرستان میں دفن تک نہ ہونے دے تو کیا حکم ہے؟

جواب..... کسی ملا کا اس ذبیحے کو حرام قرار دینا غلط ہے احکام شریعت سے لاعلمی یا ضد ونفسانیت پر مبنی ہے اور اس بنا پر قصاب کو جماعت سے علیحدہ کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا سخت گناہ ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۶۱ ج ۸)

دیوث شخص کے ذبیحے کا حکم

سوال..... ایک شخص کی عورت غیر مرد سے کھلم کھلا زنا کراتی ہے اور خاوند کو اس کا خوب اچھی طرح علم ہے کیا ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے؟

جواب..... وہ اس فعل شنیع سے اپنی زوجہ کو منع کرتا ہو یا نہ کرتا ہو دونوں صورتوں میں اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ کفایت المفتی ص ۲۶۳ ج ۸ ہاں فعل شنیع پر حسب قدرت منع نہ کرنیکا گناہ ہوگا" م ع

جماعت اسلامی والوں کو قربانی میں شریک کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عید قربان سے قبل یہاں کے امام مسجد صاحب نے جو خیر سے جمعیۃ العلماء اسلام احرار تحفظ ختم نبوت سبھی سے اپنے کو منسوب کرتا ہے یہ اعلان بر سر منبر کیا کہ جو لوگ جماعت اسلامی والوں کے ساتھ جانور کی قربانی میں حصہ لیں گے ان کی قربانی نہیں ہوگی اس فتویٰ سے خلجان پیدا ہو چکا ہے مہربانی کر کے پوری احتیاط سے بدلائل واضح کیا جائے کہ مفتی مذکور کا یہ فتویٰ شریعت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔

جواب..... واضح رہے کہ قربانی میں شریک ہونا ہر اس شخص کے ساتھ جائز ہے جو مسلمان ہو اور ثواب کی نیت سے قربانی کرتا ہو وہاں اس شخص کے ساتھ قربانی میں شریک ہونا جائز نہیں ہے جو کافر ہو یا گوشت حاصل کرنے کی غرض سے قربانی کرتا ہو ثواب کی نیت نہ رکھتا ہو کماقال فی الکنز ص ۳۶۵ وان کان شریک الستة نصرانیا او مریداللحم لم یجز عن واحدمنهم

جماعت اسلامی والوں کو کسی مشہور عالم نے ابھی کافر یا مرتد نہیں کہا ہے لہٰذا ان کیساتھ جو شخص قربانی میں شریک ہوگا اسکی قربانی ہو جائیگی ہاں یہ اور بات ہے کہ مودودی صاحب کے مخصوص عقائد وخیالات والے اشخاص کو علماء کرام نے گمراہ ضرور کہا ہے اس لئے ان کیساتھ قربانی میں شریک نہ ہوں تو بہتر ہے اگرچہ ان کیساتھ قربانی میں شریک ہونے سے قربانی ادا ہو جائیگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مولوی صاحب مذکور کا یہ فتویٰ زجر وتوبیخ کی وجہ سے ہوگا جس کا اسے حق پہنچتا ہے۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۸۲)

نابینا شخص کے ذبیحے کا حکم

سوال...... زید نابینا ہے اور جانوروں کو ذبح کرنے کا پیشہ کرتا ہے اس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ذبح کی حلت کے لئے ذبح کرنے والے کا بینا ہونا شرط نہیں ہے نابینا کا ذبیحہ بھی حلال ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ آنکھوں والے سے ذبح کرایا جائے۔ (کفایت المفتی ص۲۶۳ ج۸)

ناپاک اور شرابی کے ذبیحے کا حکم

سوال...... ذبح کرنے والا نماز روزے کا پابند نہیں اور نشہ بھی کرتا ہے اور طاہر بھی نہیں رہتا اور قصاب روزانہ اس سے ذبح کراتے ہیں اس کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ذبیحے کے جواز کے لئے ذابح کا مسلمان ہونا کافی ہے بشرطیکہ ذبح کرتے وقت قصداً تسمیہ کو ترک نہ کرے۔ (کفایت المفتی ص۲۶۲ ج۸)

ذبح کے وقت کتنی چیزوں کی رعایت ضروری ہے؟

سوال...... کچھ ذبح کرنے والے جانور کو ذبح کرتے وقت ظالمانہ برتاؤ کرتے ہیں لہٰذا اس موقع پر کن کن چیزوں کا لحاظ ضروری ہے؟

جواب...... ۱۔ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ کھلائے پانی پلائے بھوکا پیاسا رکھنا مکروہ ہے۔

۲۔ آسانی سے گرائے' بیجا سختی کرنا مکروہ ہے۔

۳۔ ذبح کی جگہ لے جاتے وقت گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے۔

۴۔ قبلہ رخ آسانی سے لٹائے کہ جان آسانی سے نکلے اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

۵۔ چار پیر میں سے تین باندھے

۶۔ چھری تیز رکھے کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

۷۔ چھری تیز کرنا ہو تو جانور سے چھپا کر کرے جانور کے سامنے تیز کرنا مکروہ ہے۔

۸۔ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرلے بعد میں تیز کرنا مکروہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص جانور کو پچھاڑ کر تیز کرنے لگا یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بکرے کو ایک سے زائد موت دینا چاہتے ہو۔ ۹۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

۱۰۔ لٹانے کے بعد فوراً ذبح کرے بے فائدہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۱۱۔سختی سے ذبح نہ کرے کہ سر الگ ہو جائے یا حرام مغز (گردن کے اندر کی سفید رگ) تک چھری اتر جائے کہ یہ مکروہ ہے۔ ۱۲۔گردن کے اوپر سے ذبح کرنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اس میں جانور کو ضرورت سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

۱۳۔ذبح کے بعد جانور سرد ہونے سے پہلے گردن علیحدہ نہ کرے اور نہ چمڑا اتارے کہ یہ مکروہ ہے (ھدایہ، درمختار، شامی وغیرہ)

مذکورہ بالا احکام قربانی کے جانور کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر ذبیحہ کیلئے ہیں۔(فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۸/۹۷ ج ۲)

حائضہ، نفساء جنبی کے ذبیحے کا حکم

سوال......حائضہ، نفسا اور جنبی کا ذبیحہ شرعاً حلال ہے یا حرام؟

جواب......حلال ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۳ ج ۱۴)

فرقہ مہدویہ کے ذبیحہ کا حکم

سوال......فرقہ مہدویہ جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا انکے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب......فرقہ مہدویہ جو اطراف دکن میں پایا جاتا ہے یہ کافر ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں۔(کفایت المفتی ص ۲۴۷ ج ۸)

شیعہ قادیانی وغیرہ زنادقہ کا ذبیحہ حرام ہے

سوال......شیعہ، آغاخانی اور قادیانی وغیرہ گمراہ فرقوں کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب...... شیعہ، قادیانی، آغاخانی، ذکری، پرویزی، انجمن، دینداراں اور اس قسم کے دوسرے فرقے جو کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلم کہلاتے ہیں اسلام میں تحریف کر کے اپنے عقائد کفریہ کو اسلام ظاہر کرتے ہیں اور اسکی اشاعت کرتے ہیں یہ سب زندیق ہیں انکا ذبیحہ حرام ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۰۲ ج ۷)

نابالغ بچے کے ذبیحے کا حکم

سوال......ذبیحہ عورت اور نابالغ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......عورت اور نابالغ کا ذبیحہ بشرطیکہ ذبح کر سکتا ہو اور بسم اللہ کہے جائز ہے۔(امداد الفتاویٰ ص ۵۴۸ ج ۳)

چور کے ذبیحے کا حکم

سوال......سارق کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟ حلال ہے یا حرام؟

جواب.....حلال ہے کیونکہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور حرام ملک غیر ہونے کی وجہ سے ہے اگر ذبح کے بعد مالک اجازت دے دے کھانا جائز ہے بخلاف اس کے وہ جانور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو کبھی مباح ہو نہیں سکتا۔(امداد الفتاویٰ ص ۵۵۰ ج ۳)

چور اگر چوری کردہ بکری کو ذبح کرے تو حلال ہے یا نہیں

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چور نے ایک بکری چوری کی دوسرے گاؤں میں جا کر ذبح کر دی بکری کا مالک بھی وہاں پہنچ گیا اب بکری ذبح چور نے کی تھی چور نے چونکہ تکبیر تین بار پڑھی بکری حلال ہے یا حرام ہے؟

جواب.....اگر چور مذکور نے ذبح کرتے وقت عمداً تکبیر ترک کی تو جانور مردار ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر تکبیر پڑھ چکا ہے یا پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے قال تعالیٰ لاتاکلوا ممالم یذکر اسم اللہ علیہ الآیۃ باقی مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کرنے کی صورت میں جانور مردار نہیں بن جاتا بلکہ اس کا گوشت حلال ہے اگرچہ چوری کرنے کا بہت بڑا گناہ چور کے سر پر ہوگا حتیٰ کہ اصل مالک اگر یہ مذبوحہ جانور اس سے لے تو وہ کھا سکتا ہے یا یہ چور ضمان ادا کر دے تو اس کیلئے بھی کھانا جائز ہو جاتا ہے جیسا کہ فقہاء نے ذبح غاصب کی صورت میں لکھا ہے۔

ھوالمصوب.....صحیح ذبح کی صورت میں اگرچہ گوشت اس جانور کا مردار نہیں ہے لیکن اس کا کھانا مالک کی اجازت کے بغیر حرام قطعی ہے۔(فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۲۲)

غیر مزکی کے ذبیحہ کا حکم

سوال.....ذبیحہ جس کی زکوٰۃ ثابت نہ ہو کیسا ہے؟

جواب.....معلوم نہیں لفظ زکوٰۃ سے سائل کی کیا مراد ہے؟ یہ لفظ ''ذال'' کے ساتھ تو ذبح کے معنی میں ہے سو ذبح شرعی (حقیقی ہو یا حکمی) کے بغیر حلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر مراد زکوٰۃ دینا ہے سو جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا مگر فرض جانتا ہے اس کا ذبیحہ حلال ہے ورنہ باوجود مسلمان ہونے کے فرض نہیں جانتا وہ مرتد ہے اس کا ذبیحہ حرام ہے۔(امداد الفتاویٰ ص ۵۴۶ ج ۳)

حالت جنابت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال.....حالت جنابت میں ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے یا حرام؟

جواب...... حالت جنابت میں ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے ذبح کے لئے حدث اکبر یا اصغر سے پاک ہونا شرط نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۸۳ ج ۸)

غیر اللہ کو متصرف سمجھنے والے کا ذبیحہ حرام ہے

سوال...... جو لوگ انبیاء اور اولیاء کو عالم الغیب اور عالم کے نظام میں تصرف کرنے والا جانتے ہیں اور قبروں کا طواف کرتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے حالات کو جانتے ہیں اور ان کے لئے نذر و نیاز کرتے ہیں اور بظاہر نماز روزہ بھی کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

جواب...... انبیاء اور اولیاء کو امور عالم میں متصرف جاننے والا کافر ہے اور ذبیحہ اسکا حرام ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۸۸ ج ۷)

گونگے کے ذبیحے کا حکم

سوال...... گونگے کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام یا کیا؟

جواب...... بلا کراہت حلال ہے۔ جیسے نماز نکاح وغیرہ سب درست "م ع۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۳۷۷)

عورت کے ذبیحہ کا حکم

سوال...... عورت کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

جواب...... بلا کراہت حلال ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۸ ج ۷)

عورت کا ذبیحہ کن صورتوں میں حلال ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا مسلمان عورت جو ذبیحہ اور تسمیہ جانتی ہو اس کا ذبیحہ کن کن صورتوں میں حلال ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

جواب...... مسلمان عورت کا ذبیحہ بہر صورت حلال ہے اگر اور کوئی خرابی صحت ذبح میں نہ ہو تو. صرف عورت ہونیکی وجہ سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی یہ صرف عوام کے غلط مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہ عورت ذبح نہیں کر سکتی۔ کذا فی جمیع کتب الفقہ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۴۷)

بدزبان شخص کے ذبیحہ کا حکم

سوال...... قصاب مسلمان ہے نماز بھی پڑھتا ہے بکرے بھی ذبح کرتا ہے بعض مسلمان اس کی ذبح چاہتے ہیں اور بعض نفرت کرتے ہیں اور قصاب بدمزاج اور بدزبان ہے کیا ایسی صورت میں اس کا ذبیحہ شرعاً درست ہے؟ جواب...... ذبیحہ ہر مسلمان کا حلال ہے بدمزاجی اور بدزبانی سے ذبیحہ کے حلال ہونے میں فرق نہیں پڑتا۔ (کفایت المفتی ص ۲۶۲ ج ۸)

متفرقات

کتے کے شکار کرنے پر ایک شبہ کا جواب

سوال...... کتے کا ہونٹ ناپاک ہے پھر کتے کا پکڑا ہوا شکار جس کی نجاست دانتوں کے ذریعے دوران خون کے ساتھ تمام گوشت میں سرایت کر جاتی ہے کیونکر پاک ہوا؟ علاوہ ازیں یہ زہریلا جانور ہے جس کا زہر خون کے دوران کے ذریعہ تمام گوشت میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا پکڑا ہوا شکار کیوں کر حلال ہوگا؟ حالانکہ زہر حرام ہے۔

جواب...... اگر شبہ کرنے والا مسلمان نہیں تب تو اس وجہ سے جواب لاحاصل ہے کہ کفار سے اصول میں گفتگو ہے فروع میں کیوں بحث کو دراز کیا جائے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کو اتنا جواب کافی ہے کہ دلیل شرعی سے جو امر ثابت ہو ہم کو اس کی لم کی تفتیش اور طبعیات ظنیہ بلکہ وہمیہ کے معارضات کا جواب و تطبیق ہم پر ضروری نہیں یہ جواب تو سائل صاحب کے لئے ہے۔

باقی میں آپ کا انتظار رفع کرنے کیلئے ایک جواب لکھتا ہوں وہ یہ کہ اس تعلیل میں تامل ہے کیونکہ یہی دلیل سانپ بچھو کے اور بورانی کتے وغیرہ کے کاٹنے میں بھی جاری ہے حالانکہ مدعا مختلف ہے نیز اس دلیل سے لازم ہے کہ اس وقت تمام افعال طبعیہ معطل ہو جائیں اور تمام جسم کا نظام درہم برہم ہو جائے اور محض کتے کے کاٹنے سے موت طاری ہو جائے حالانکہ یہ خلاف شاہد ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۱۸ ج ۳)

کتے کو ہرن پر چھوڑا اس نے اول خنزیر کو پکڑا پھر ہرن کو' کیا حکم ہے؟

سوال...... کتا شکار کے پیچھے چھوڑا اچانک اس نے ایک خنزیر کو پکڑ لیا اور اس کے خون میں دانت آلودہ کرنے کے بعد ہرن کو پکڑ لیا اور وہ ہرن مر گیا اب اسکا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو جس نے کھایا ہے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ اور اگر اس کتے نے نہیں مارا بلکہ ذبح کیا گیا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... اس کتے نے ہرن کو گلا گھونٹ کر مارا ہے زخمی نہیں کیا ہے یا وہ سدھایا ہوا کتا نہیں ہے یا

اس کتے کو بسم اللہ پڑھے بغیر چھوڑا ہے تو وہ ہرن حرام ہو گیا اسکا کھانا حرام ہے جس نے کھایا ہے وہ گنہگار ہے توبہ لازم ہے اور اگر وہ سدھایا ہوا کتا ہے اور اسکو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا ہے اور اس نے ہرن کو زخمی کر دیا نیز درمیان میں محض خنزیر کو بطور شکار پکڑنے کیلئے ٹھہرا اور پھر فوراً ہرن پر دوڑ گیا تاخیر نہیں کی اور نہ کسی اور طرف متوجہ ہوا تو ہرن کا کھانا درست ہے اگر کتے نے نہیں مارا بلکہ ذبح کر دیا گیا تو بہرحال درست ہے البتہ جس جگہ کتے کے دانت لگے ہوں اس جگہ کو پاک کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۶ ج ۱۱)

شکار کھیلنا اور اس کا پیشہ بنانا

سوال...... قرآن اور احادیث سے شکار کا مباح ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ یہ کہنا کہ صرف تین دن فاقے کے بعد شکار جائز ہے یا نہیں؟ حلال جانوروں کا شکار کر کے فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... شکار کھیلنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے لہو ولعب مقصود نہ ہو یہ قول غلط ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۵۶) حلال جانوروں کا شکار کر کے فروخت کرنا جائز ہے۔

تجارت کی غرض سے شکار کا حکم

سوال...... جناب مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ ہم چند ساتھی اجتماعی طور پر دریائے سندھ میں مچھلی کا شکار کرتے ہیں اور پھر اسے فروخت کر دیتے ہیں ایک صاحب کا کہنا ہے کہ شکار صرف کھانے کی حد تک جائز ہے تجارت کے لئے شکار جائز نہیں آنجناب سے گذارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ تجارت کی غرض سے شکار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اگرچہ بعض علماء کے ہاں شکار کو بطور پیشہ اختیار کرنا مکروہ ہے مگر راجح قول یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لہٰذا صورت مسئولہ کے مطابق تجارت کے لئے شکار کرنا مباح ہے اس میں حرمت کا کوئی شائبہ نہیں۔

لماقال العلامة الحصكفیؒ :هومباح الالمحرم فی غيرالحرم اوللتلهی كما هو ظاهراوحرفة علی مافی الاشباه قال المصنفؒ وانمازدته تبعاله والا فالتحقيق عندی اباحة اتخاذه حرفة لانه نوع من الاكتساب وكل انواع الكسب فی الاباحة سواء علی المذهب الصحيح'

(الدرالمختارعلی صدرردالمحتار ج۶ ص ۴۶۲ كتاب الصيد)

قا ل العلامة ابن عابدينؒ :وفی التاتارخانية قال ابويوسفؒ اذا طلب الصيد لهواً

ولعباً فلاخیرفیه واکرهه وان طلب منه مایحتاج الیه من بیع اوادام اوحاجة اخری فلابأس، ردالمحتار ج٦ ص ٤٦٢ کتاب الصید)(فتاویٰ حقانیه ج٦ ص ٤٦٣)

ناپاک شکار کو پاک کر کے کھانا چاہئے

سوال.....ایک پہاڑا شکاری کا زخمی کیا ہوا جا رہا تھا راستے میں سور کی برچھی سے (جس میں سور کا خون لگا ہوا تھا) اس پر وار کر دیا پھر اس کو ذبح کر دیا گیا وہ گوشت کھانے کے قابل ہے یا نہیں؟

جواب.....اگر وہ جانور حلال ہے یعنی اس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور اس کو زندہ ہونے کی حالت میں شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے پاک کر کے کھانا چاہئے۔(فتاویٰ محمودیہ ص۳۲۰ ج۶)

بندوق‘ نیزہ‘ شمشیر اور تیر سے کئے ہوئے شکار کا حکم

سوال.....اگر کوئی شخص بندوق‘ تیر یا نیزے سے شمشیر وغیرہ سے بہ نیت شکار بسم اللہ کہہ کر جانور پر لگا دے اور وہ جانور اتنی جلد اس ضرب سے مر جائے کہ ذبح کی نوبت نہ آئے تو کھانا ایسے جانور کا درست ہے یا نہیں؟

جواب.....تیر اور نیزے وغیرہ کو اگر شکار کی نیت سے مارے اور اس جانور کو زخم ہو جائے اگر وہ فی الفور مر جائے تو اسکا کھانا جائز ہے اور بندوق سے کیا ہوا شکار بغیر ذبح کے حلال نہیں۔(فتاویٰ عبدالحیٔ ص۳۷۸)

کتے کا شکار کیا حکم رکھتا ہے

سوال.....میں جمعہ ایڈیشن میں آپ کا کالم ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ بڑے غور وفکر سے پڑھتا ہوں اور اس کے پڑھنے سے میری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور اسی طرح کا ایک مسئلہ درپیش ہے اس کا حل تجویز فرمائیے میرا ایک دوست ہے وہ شکار کا بہت ہی شوقین ہے اور وہ شکار شکاری کتوں کے ذریعے کرتا ہے جبکہ میں اس کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں کہ یہ حرام ہے وہ جنگل میں خرگوش کے پیچھے شکاری کتے لگا دیتے ہیں اور کتے اسے منہ میں دبوچ کر لے آتے ہیں اور پھر وہ تکبیر پڑھ کر اسے ذبح کرنے کے بعد پکا کر کھا لیتے ہیں حالانکہ اسلام کی رو سے کتا ایک پلید اور حرام جانور ہے لہٰذا اس کا کوئی مفید حل لکھئے اور یہ اخبار میں شائع کریں شاید ایسا کرنے سے بہت سے انسان شکار سے باز آ جائیں۔

جواب......شکاری کتا اگر سدھایا ہوا ہو اور وہ شکار کو کھائے نہیں بلکہ پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو تو اس کا شکار حلال ہے جہاں اس کا منہ لگا ہو اس کو دھو کر پاک کر لیا جائے اور اگر زندہ پکڑ لائے تو اس کو تکبیر پڑھ کر ذبح کر لیا جائے۔(آپ کے مسائل ج۴ص۲۴۰)

چیل وغیرہ کا شوقیہ شکار کرنا

سوال......حرام جانور جیسے چیل وغیرہ کو بندوق سے شوقیہ مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......چیل اور کوے جیسے موذی جانوروں کا مارنا ثواب ہے اور اگر بہ نیت جہاد نشانے کی مشق کی غرض سے مارا جائے تو اور بھی زیادہ ثواب ہے مگر مارنے کے بعد تڑپتے چھوڑنا جائز نہیں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جلدی جان نکل جائے۔(احسن الفتاویٰ ص۴۰۸ ج ۷)

اہل بدعت کا ذبیحہ کھانے سے بچنا

سوال......غیر مقلدین حنفیوں کی دعوت اور ذبیحہ کھانے سے نفرت کرتے ہیں اگر ہم بھی اس وجہ سے ان سے نفرت رکھیں تو کیا حرج ہے؟

جواب......غیر مقلدین کا مباح اور حلال چیز سے اس طرح نفرت کرنا خلاف مشروع ہے اور غیر مشروع چیز پر تنبیہ کرنا مشروع ہے لہٰذا اگر زجر کی وجہ سے (نہ کہ اعتقاداً) ان سے نفرت کرے تو مضائقہ نہیں۔(امداد الفتاویٰ ص۶۰۴ ج ۳)

کچا گوشت کھانا

سوال......حلال جانور کا کچا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام یا مکروہ ہے؟

جواب......اس کی حلت وحرمت کا مدار ضرر پر ہے اگر کچا گوشت صحت کے لئے مضر ہے تو حرام ہے ورنہ حلال، ضرر وعدم ضرر کی تحقیق طبیب سے کی جائے۔(احسن الفتاویٰ ص۴۱۰ ج ۷)

کافر کی دکان سے گوشت خریدنے کا حکم

سوال......گوشت کے سوا تمام اشیاء جب تک ان کا ناپاک ہونا ثابت نہ ہو جائے پاک ہیں لیکن گوشت کے متعلق جب تک یہ تحقیق نہ ہو جائے کہ ذبیحہ کو کسی مسلمان نے اسلامی طریقہ سے ذبح کیا ہے اور ذبح ہونے کے وقت سے فروخت ہونے تک کوئی مسلمان اس کا نگہبان رہا ہے اس کو ناپاک سمجھا جائے گا چنانچہ بعض مقامات میں یہ رواج ہے کہ ایک ہندو قوم بکری کے گوشت کا کاروبار کرتی ہے وہ لوگ بکری مسلمان سے ذبح کراتے ہیں اور ذبح کے وقت سے گوشت

فروخت ہونے تک برابر ایک مسلمان دکان پر موجود رہتا ہے کیا شرعاً یہ ضروری ہے؟

جواب...... چونکہ گوشت میں اصلی حرمت ہے اسکی حلت بعض شرائط پر موقوف ہے اس لئے ذبح کے وقت سے فروخت ہونے تک کسی مسلمان کی نگرانی ضروری ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۰۷ ج ۷)

مسئلہ سمجھانے کے لئے آدھے سر کی تصویر بنانا

سوال...... رسالہ ''الذبح فوق العقدہ'' میں سمجھانے کے لئے آدھے سر کی شکل بنانا جو طولاً درمیان سے کاٹا ہوا ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... سر کی آدھی صورت بنانا اس غرض سے مباح ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۸ ج ۸)

صدقے کے جانور کے چرم سے دوسرا جانور خریدنا

سوال...... جو جانور صدقۂ نافلہ کی نیت سے ذبح کیا جائے اس کی کھال میں (جو فقراء کا حق ہے) اگر اس طرح کیا جائے کہ کھال بیچ کر کھال کے داموں سے دوسرا جانور صدقے کی نیت سے لیا جائے اور اس کو ذبح کر کے کھال کی قیمت کے بجائے فقراء کو گوشت تقسیم کیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب...... درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۳۹ ج ۳)

تتمۃ السوال: صدقۂ نافلہ کے لئے چند لوگوں نے مل کر جانور خریدا اور ان میں بعض فقیر اور محتاج بھی ہیں تو اب اس جانور کا گوشت ان فقراء اور محتاج لوگوں کو جو چندے میں شریک ہیں دینا کیسا ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو یہ حیلہ جواز کے لئے کافی ہو سکتا ہے یا نہیں کہ مثلاً پانچ آدمی ایک ایک روپے کے شریک ہیں تو گوشت کے پانچ حصے کر کے ایک حصہ مثلاً زید کا ایک عمرو کا ایک فلاں کا' ایک فلاں کا' علیحدہ علیحدہ ہو گیا اور زید کے حصے سے عمرو کو اور عمرو کے حصے سے زید کو گوشت دیا گیا؟

جواب...... تقسیم سے پہلے ایسا کیا تو اس میں جس قدر اس شخص کا حصہ ہے جس کو گوشت دیا گیا ہے وہ صدقہ نہ ہوگا اور بعد تقسیم اگر ایک نے دوسرے کو دے دیا سب کا صدقہ ادا ہو جائے گا لیکن اگر پہلے سے یہ شرط ٹھہرائی تو ثواب کی امید نہیں بلکہ اگر اس شرط کے خلاف کرنے سے جبر یا نزاع کا احتمال ہو تو معصیت ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۰ ج ۳)

جس مرغی کا سر بلی نے الگ کر لیا ہو کیا اس کا ذبح جائز ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مرغی کو بلی نے پکڑ کر اس کا سر توڑ لیا اس کے بعد وہ مرغی اچھی طرح پوری حیاتی سے کچھ دیر تک زندہ رہی اور پھرتی رہی تو اسی اثناء میں

ایک مسلمان آدمی اس مرغی کی باقی ماندہ گردن پر جس کے ساتھ کہ مرغی کا سر نہیں تھا تکبیر پڑھ کر چھری چلائی اور ذبح کیا اور اس کا پیٹ بھی تکبیر پڑھ کر کچھ چاک کیا اس کے بعد بھی وہ مرغی اپنی حیات سے کچھ دیر حرکت کرتی رہی کیا یہ مرغی حلال ہوگی یا نہ۔

فتاویٰ بزازیہ اور عالمگیریہ میں بظاہر دو متضاد عبارتیں ہمیں معلوم ہوتی ہیں ان دونوں عبارتوں کا مطلب بھی ہمیں واضح فرمادیں۔

(۱)شاہ قطع الذئب اوداجها وهی حیة لاتزکی لفوات محل الذبح عالمگیریه باب الثالث فی المتفرقات (۲)ولو انتزع الذئب رأس الشاة وبقیت حیة تحل بالذبح بین اللبة واللحیین' بزازیه کتاب الذبائح عبارت سے مرغی کا حرام ہونا اور عبارت سے مرغی کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے۔

جواب......اگر بلی نے اس کا سر بدن سے جدا کر دیا تھا تو پھر یہ مرغی ذبح کرنے سے حلال نہ ہوگی **سنور قطع رأس دجاجة فالباقی لاتحل بالذبح وان کان یتحرک کذا فی الملتقط عالمگیریه ص۲۸۷ ج۵.**

ان دونوں جزئیات میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ جزئیہ نمبر۱ میں محل ذبح فوت ہونے کی وجہ سے حرمت کا حکم کیا گیا ہے جبکہ جزئیہ نمبر۲ میں محل ذبح موجود ہے پس اگر حیاۃ کے ہوتے ہوئے اس جگہ پر چھری پھیر دی تو وہ حلال ہوجائے گی۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص۵۳۷)

کتے نے مرغی کو پکڑ لیا اس کو ذبح کر کے کھانا

سوال......ایک کتے نے مرغی کو پکڑ لیا اس کے دانت کے نشان بھی ظاہر ہیں اور اس جگہ سے خون بھی نکل آیا ہے تو اس مرغی کو ذبح کر کے کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب......درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۵۴ ج۱۴)

کتے کے منہ سے گوشت چھین کر خود کھانا

سوال......ایک شکاری آدمی نے اپنا شکاری کتا ہرن کے پیچھے چھوڑا اور کتے نے ہرن کو پکڑ لیا مالک نے پہنچ کر ہرن کو ذبح کر لیا اور پھر کتا داؤ لگا کر گوشت کا ٹکڑا اٹھا کر بھاگ گیا کتے کا مالک بھی پیچھے بھاگا اور وہ ٹکڑا چھڑا لیا اور اس کو دھو کر کھا لیا شرعاً ایسا گوشت پاک ہے؟ اور اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب...... جب وہ گوشت پاک کر لیا گیا تو شرعاً اسکا کھانا صحیح ہے اس میں مضائقہ نہیں پاک کرنے سے گوشت پاک ہوجاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۳۸ ج۶)

اگر بندوق سے جانور کا سر الگ ہو جائے لیکن گردن مکمل باقی ہو تو کیا حکم ہے زمین سے عشر نکالتے وقت آبیانہ اور ٹیکس مستثنیٰ ہونگے یا نہیں

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلے کے بارے میں کہ۔

(۱) عشر یا نصف عشر کل کھیتی کے ماحصل سے ادا کیا جائے گا یا گندم کی صفائی کی اجرت' بار برداری کے اخراجات اور آبیانہ وغیرہ کے اخراجات اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(۲) اگر بندوق کی گولی یا اور کسی ذریعے سے جانور کی کھوپڑی گردن سے جدا ہو جائے اور رگیں باقی ہوں یعنی گردن سالم رہ جائے تو کیا ذبح کرنے سے یہ جانور حلال ہو جائے گا یا نہیں۔

اور اگر گردن بالکل کٹ جائے تو اس صورت میں ذبح کرنے کی صورت کیا ہوگی جبکہ اس کی حیات ابھی باقی ہو۔

جواب...... (۱) بلا وضع مصارف کل پیداوار میں عشر واجب ہے بارانی زمین میں عشر اور جس زمین کا آبیانہ ادا کیا ہو جاتا ہے اس میں نصف عشر (بیسواں) ہے بہر حال عشر یا نصف کل پیداوار میں ہے سوال میں مذکورہ اخراجات وضع کئے بغیر کل ماحصل ہی پر عشر لازم ہے **قال فی شرح التنویر بلارفع مؤن ای کلف الزرع وبلااخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج** (درمختار ص ۳۲۹ ج ۲)

(۲) اس بارہ میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے کہ عندالذبح کس قدر حیات کی موجودگی شرط ہے صاحبین کے ہاں حیات مستقر (یعنی **فوق مایکون فی المذبوح**) ضروری ہے اور امام صاحب کے ہاں مطلق حیات شرط ہے یعنی بوقت ذبح حیات قلیلہ خفیفہ بھی کافی ہے اور یہی قول مفتی بہ ہے پس صورت مسئولہ میں چونکہ محل ذبح (یعنی **مابین الحلق واللبة**) موجود ہے اور جانور میں حیات بھی باقی ہے اگرچہ قلیلہ ہے لہٰذا امام صاحب کے قول پر یہ جانور بعد الذبح حلال ہے (وعلیہ الفتویٰ)

البتہ جدا شدہ کھوپڑی حرام ہے **لقوله علیه السلام مابین من الحی فهو میت**) اگر محل ذبح بالکل نہ رہے تو جانور حرام ہے اس لئے کہ ذبح متحقق نہیں۔ **والدلائل فی العالمگیریة کتاب الصید وهدایه.** (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۴۰)

احکام قربانی

قربانی کی تعریف

سوال..... قربانی کسے کہتے ہیں؟

جواب..... جو جانور قربانی کے دنوں میں ذبح کیا جائے اس کو لغت میں قربانی کہتے ہیں اور شرعاً مخصوص جانور (مثلاً گائے بھینس وغیرہ) کا بہ نیت ثواب مخصوص وقت (ایام نحر) میں ذبح کرنے کو قربانی کہا جاتا ہے قال فی التنویر وشرحه(هی) لغة اسم لمایذبح ایام الاضحی وشرعاً(ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص)(شامی ۱۹۸ ج۵) منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ

قربانی کا سلسلہ کب سے ہے؟

سوال..... بھینس گائے وغیرہ کا ذبح کرنا کب سے شروع ہوا ہے؟

جواب..... جب سے حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے جب سے ہی ان جانوروں کا ذبح کرنا بحکم الٰہی جاری ہے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل وقابیل کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ ہابیل نے قربانی کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوئی اور وہ جانوران کی قربانی کا اونٹ یا مینڈھا تھا۔ اور جب سے اب تک سب امتوں میں ان جانوروں کا ذبح کرنا جاری ومشروع رہا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم کیا تھا ان الله یامرکم ان تذبحو ابقرة الآیة نیز اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان جتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: الله الذی جعل لکم الانعام لترکبوا منها ومنها تاکلون الآیة (امداد الفتاویٰ ص۵۶۴ ج۳)

اُضحیتہ (قربانی کے جانور) کی عمر

سوال..... شریعت مقدسہ میں قربانی کے لئے جانور کی عمر کی کوئی حد مقرر ہے یا نہیں؟

جواب..... شریعت مقدسہ نے قربانی کیلئے مختلف اجناس کے حیوانات میں مختلف عمروں کا اعتبار کیا ہے اونٹ میں پانچ سال، گائے بھینس میں دو سال دنبہ اور بکری میں ایک سال کا تعین کیا ہے تاہم اگر دنبہ موٹا تازہ ہو اور ایک سال کا دکھائی دیتا ہو تو پھر اس میں چھ ماہ کی عمر کے دنبے کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

لماقال العلامة برهان الدين المرغينانیؒ :ويحزی من ذلک کله الثنی فصا عداً الاانضأن فان الجذع منه يجزی...... اذکانت عظيمة لوخلط بالثنيان يشتبه علی الناظر من بعيد والجذع من الضأن ماتحت له ستة اشهرفی مذهب الفقهاء ...... والثنی منها ومن المعزابن سنة ومن البقرابن سنتين ومن الابل ابن خمس سنين ويبدخل فی البقرالجاموس لانه من جنسه (الهداية ج۴ ص۴۴۷ کتاب الاضحية) قال الشيخ ابوبکربن علی الحداداليمنیؒ : (قوله يجزی فی ذلک الثنی فصا عداً الاالضأن فان الجذع منه يجزی يعنی اذاکان عظيماً بحيث اذا خلط بالشايا يشتبه علی الناظر من بعيدفالجذع من الضان ماتم له ستة اشهروقيل سبعة والثنی منهاومن المعز ماله سنة وطعن فی الثانية ومن البقرماله سنتان وطعن فی الثالثة ومن الابل ماله خمس سنين وطعن فی السادسة ويدخل فی البقر الجواميس لانهامن جنسها' (الجوهرة النيرة ج۲ ص۲۸۵ کتاب الاضحية) ومثله فی بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ج۵ ص۷۰ کتاب الاضحية (فتاویٰ حقانیہ ج۶ ص۴۶۸)

ایام نحر میں شک ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال......ایام نحر میں شک ہوگیا کہ بارہویں ذی الحجہ ہے یا تیرھویں' تو قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب......صورت مسئولہ میں تیسرے روز تک تاخیر نہ کرے تاخیر ہوجانے کی صورت میں قربانی کرکے سب گوشت تقسیم کردینا مستحب ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۸۹ ج۲)

پہلے روز عید کی نماز نہ ہوسکی تو قربانی کا حکم

سوال......یہاں برسات کی شدت کی وجہ سے پہلے روز عید کی نماز نہیں پڑھی گئی اب قربانی کس وقت ذبح کریں؟

جواب......اسی روز زوال کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۸۴ ج۷)

تکبیر تشریق کا ثبوت اور اصل کیا ہے؟

سوال......تکبیر تشریق کی اصلیت کیا ہے؟

جواب......فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ تکبیر تشریق کی اصلیت یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فدیہ لے کر جاؤ یہ فدیہ لے کر آئے تو اس ڈر سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر ڈالیں گے اللہ اکبر، اللہ اکبر پکارنے لگے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ آواز سنی تو بشارت سمجھ کر پکار اٹھے ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' حضرت اسماعیل سمجھے کہ فدیہ آ گیا تو اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکریہ ادا کرنے لگے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۹ ج ۲)

قربانی کی شرعی حیثیت

سوال......قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب......ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے مشرکین اور عیسائی بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں سورۃ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے بیان فرمایا ہے ''بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا ہر سال برابر قربانی کرتے تھے (ترمذی) جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں حج کے موقع پر واجب نہیں بلکہ ہر شخص پر ہر شہر میں واجب ہوگی بشرطیکہ شریعت نے قربانی کے واجب ہونے کے لئے جو شرائط اور قیود بیان کی ہیں وہ پائی جاتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اسی لئے جمہور علمائے اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۷۱)

قربانی کرنے والے روزہ رکھنا

سوال......قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب......قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے البتہ سنت یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی دس تاریخ کو قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے نہ پئے کھانے کی ابتداء قربانی کے گوشت سے کرے۔ فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۰ ج ۱۷۔ مگر یہ روزہ نہیں جیسا کہ بعض نادان سمجھتے اور کہتے ہیں ''م ع

عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن وغیرہ کاٹنے کی حیثیت

سوال......جس شخص پر قربانی واجب نہیں وہ اگر حجامت نہ کرے اور ناخن نہ کاٹے تو اس کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب......نہیں یہ استحباب صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے وہ بھی اس شرط سے کہ زیر ناف اور بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے ۴۰ روز نہ گزرے ہوں اگر چالیس روز گزر گئے ہوں تو ان چیزوں کی صفائی واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۶ ج ۷)

بے وضو ادا کی گئی نماز عید کے بعد قربانی کا حکم

سوال......اگر نماز عید پڑھ کر فوراً قربانی کر دی گئی اور بعد میں معلوم ہوا کہ امام صاحب نے بھولے سے بے وضو نماز پڑھا دی اور نماز کا اعادہ کیا گیا تو جو قربانی کی جا چکی ہے اسکا بھی اعادہ لازم ہوگا؟

جواب......ایسی قربانی کا اعادہ لازم نہیں بلکہ وہ قربانی درست ہوگئی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۴ ج ۴)

دو رکعت نماز پڑھنے اور بال نہ ترشوانے سے قربانی کا ثواب

سوال......زید نے اپنے خطبے میں کہا کہ جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت نہ ہو اگر وہ بقرعید کی نماز کے بعد گھر پر دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ کوثر پڑھے تو اس کو قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے اسی طرح سر کے بال اور ناخن نہ ترشوانے سے قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے اس میں کہاں تک اصلیت ہے؟

جواب......اس طرح دو رکعت پڑھنے سے قربانی کا ثواب ملنا میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا زید سے حوالہ دریافت کیجئے البتہ ناخن اور بال کے متعلق بعض علماء سے ایسا سنا ہے اور حدیث میں قربانی والے کیلئے اس کو مستحب کہا ہے۔ فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۶ ج ۴۔ یہی صحیح ہے مسموع غیر ثابت ہے" م،ع

بدعتی مشرک کی شرکت سے کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی

سوال......ایک بریلوی کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرامؒ مختار کل ہیں نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں بیماری اور صحت، عزت، وذلت اور اولاد ان کے اختیار میں ہے ایسا انسان اضحیہ میں شریک ہو جائے تو دوسرے شرکاء کی قربانی ہو جائے گی؟

جواب......ایسا شخص مشرک ہے اس کے ساتھ اضحیہ میں شرکت جائز نہیں جو لوگ اس کے

ساتھ شریک ہوں گے ان میں سے کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔ احسن الفتاویٰ ص ۵۰۹ ج ۷ اگر عقیدہ مذکورہ محقق ہو" م ع۔

شیعہ کی شرکت سے کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی

سوال...... قربانی میں اہل سنت کے ساتھ شیعہ شریک ہوسکتا ہے؟

جواب...... شیعہ کافر ہیں اگر کسی جانور میں اس کا حصہ رکھ لیا گیا تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہو گی (احسن الفتاوے ص ۵۰۹ ج ۷) تفصیل کسی عالم سے زبانی سمجھ لی جائے" م ع

قربانی میں بینک ملازم کی شرکت کا حکم

سوال...... ایک گائے میں بینک یا انشورنس کا ملازم یا کوئی بھی ایسا شخص شریک ہوا کہ جس کی کل یا اکثر آمدی حرام ہے اس کی شرکت سے دوسرے شرکاء کی قربانی پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب...... اس صورت میں کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۳ ج ۷)

سودخوار کو قربانی میں شریک کرنا

سوال...... سودخوار کے ساتھ شریک ہوکر قربانی کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب...... سودخوار کے ساتھ قربانی میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۸ ج ۸)

قربانی کے گوشت سے پہلے چائے وغیرہ پینا

سوال...... جس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو اس کے لئے قربانی کا گوشت کھانے سے پہلے چائے وغیرہ درست ہے یا نہیں؟ جس کا قربانی کرنے کا ارادہ نہیں ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب...... قربانی کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو بہرحال قربانی کے گوشت سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے چائے بھی نہ پئے کیونکہ چائے میں دودھ اور شکر کی وجہ سے غذائیت ہے یہ حکم صرف مستحب ہے اس کے خلاف کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۵۲۰ ج ۷)

قربانی کے بجائے پیسے خیرات کرنا

سوال...... اگر کوئی شخص قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ قربانی کے پیسوں سے قربانی دینے کے بجائے کسی مستحق شخص کی خدمت کرے جس کو واقعتاً ضرورت ہو تو کیا قربانی کا ثواب مل جائے گا یا قربانی کا ثواب صرف قربانی سے ہی ملتا ہے؟ یاد رہے کہ قربانی دینے والا ویسے اس غریب شخص کی خدمت نہیں کرسکتا۔

جواب......جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہو اس کے ذمہ قربانی کرنا ہی ضروری ہے غریبوں کو پیسے دینے سے قربانی کا ثواب نہیں ہوگا بلکہ یہ شخص گنہگار ہوگا اور جس کے ذمہ قربانی واجب نہیں اس کو اختیار ہے کہ خواہ قربانی کرے یا غریبوں کو پیسے دے دے لیکن دوسری صورت میں قربانی کا ثواب نہیں ہوگا صدقہ کا ثواب ہوگا۔(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۳)

قربانی اور اس کا وجوب

قربانی صاحب نصاب پر ہر سال واجب ہے

سوال......قربانی جو کہ سب سے پہلے اپنے اوپر واجب ہے اور پھر دوسروں پر، کیا ایک دفعہ کرنے سے واجب پورا ہو جاتا ہے یا ہر سال اپنے اوپر کرنی واجب ہوتی ہے؟

جواب......قربانی صاحب نصاب پر زکوٰۃ کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے قربانی کے واجب ہونے کیلئے نصاب پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے۔(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۷۳)

وجوب قربانی کا نصاب کیا ہے؟

سوال......وجوب قربانی کا نصاب کیا جائے؟

جواب......۴۷۹،۸۷ گرام سونا یا ۶۱۲،۳۵ چاندی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد سامان یا ان میں سے بعض ہو تو قربانی واجب ہے۔ تین جوڑوں سے زائد لباس، ریڈیو، ٹیلی ویژن جیسی خرافات انسانی حاجات میں داخل نہیں اس لئے ان کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی۔(احسن الفتاویٰ ص ۵۰۸ ج ۷)

قربانی واجب ہونے میں زمین کا حکم

سوال......قربانی کے واجب ہونے میں زمین کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا پیداوار کا؟ اگر قیمت کا اعتبار ہے تو خالی پڑی ہوئی زمین کی قیمت بھی لگائی جائے گی یا نہیں؟

جواب......اگر مقدار معاش سے زائد زرعی وغیر زرعی زمین کی قیمت اور پیداوار کا مجموعہ یا کوئی ایک بقدر نصاب ہو تو قربانی واجب ہوگی۔(احسن الفتاویٰ ص ۵۰۶ ج ۷)

وجوب اُضحیہ کیلئے حولان حول شرط نہیں

سوال......ایک شخص کے پاس قربانی کے ایام میں بہ قدر نصاب یا اس سے زیادہ مال ہے مگر

اس پر ابھی تک سال نہیں گذرا کیا اس پر قربانی واجب ہے؟

جواب......واجب ہے بشرطیکہ حوائج اصلیہ سے زائد ہو حولان حول شرط نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۵۰۲ ج ۷)

قربانی کا جانور اگر فروخت کر دیا تو رقم کو کیا کرے

سوال......اگر کسی آدمی نے قربانی کا بکرا لیا ہو اور اس کو قربانی سے پہلے کسی وجہ سے فروخت کر دے۔ اب وہ رقم کسی اور جگہ خرچ کر سکتا ہے؟

جواب......وہ رقم صدقہ کر دے اور استغفار کرے اور اگر اس پر قربانی واجب تھی تو پھر دوسرا جانور خرید کر قربانی کے دنوں میں قربانی کرے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۴)

ایام قربانی ختم ہونے سے پہلے مال ہبہ کر دیا

سوال......ہندہ کے پاس اتنا مال ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے اگر ہندہ اپنا سارا مال شوہر کو دیدے تو اس پر قربانی واجب رہے گی یا نہیں؟

جواب......اگر ایام قربانی ختم ہونے سے پہلے ہندہ نے اتنا مال شوہر کو ہبہ کر دیا کہ ہندہ کے پاس بہ قدر نصاب مال نہ رہا تو اس پر قربانی واجب نہیں (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۸ ج ۷) ''ہبہ'' ہو مگر بہ صورت ہبہ نہ ہو'' م ع۔

مقروض پر وجوب قربانی کا حکم

سوال......کسی کے پاس وجوب قربانی کا نصاب کامل موجود ہو مگر اس پر قرض بھی ہو نصاب سے قرض ادا کرنیکے بعد اتنی مالیت بچ جاتی ہے جس سے قربانی کا جانور خرید سکے تو اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب......نصاب سے قرض وضع کرنے کے بعد اگر نصاب میں نقص نہیں آتا نصاب کامل باقی رہتا ہے تو قربانی واجب ہے ورنہ نہیں (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۷ ج ۷)

مال حرام پر قربانی واجب نہیں

سوال......حرام مال پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ جیسے رشوت کی کمائی۔

جواب......حرام مال تو سارا ہی صدقہ کرنا واجب ہے لہٰذا قربانی واجب نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۶ ج ۷) واجب التصدق ہے جبکہ مالکان کو پہنچانا متعذر ہے'' م ع

کس قربانی میں ثواب زیادہ ہے؟

سوال.....زید پر قربانی فرض نہیں اس کی والدہ ہندہ پر کچھ عرصہ پیشتر فرض تھی جبکہ ہندہ مالک نصاب تھی مسئلہ کا علم نہ ہونے سے قربانی نہ کرتی تھی اب زید اپنی طرف سے قربانی کرے یا اپنی والدہ کی طرف سے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے؟ کس میں ثواب زیادہ ہے؟

جواب.....زید اگر صاحب نصاب ہے تو اس کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اسکے ترک کی گنجائش نہیں جتنے برس واجب ہونیکے باوجود والدہ نے قربانی نہیں کی اتنے برس کی قربانی کا صدقہ کرنا واجب ہے والدہ کی مرضی سے زید بھی ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہے اس سے والدہ کا ذمہ بری ہوکر آخرت کی پکڑ سے بچ جائیگی اس میں بہت بڑا اجر ہے گنجائش ہو تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کردیں ورنہ دیگر حسنات کا ثواب پہنچادیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۹ ج۱۷)

صاحب نصاب مگر روپیہ ندارد شخص پر قربانی کا حکم

سوال.....بکر صاحب نصاب ہے مگر روپیہ ایک تجارتی کمپنی میں دیا ہے اور بغیر ایک سال کے روپیہ مل نہیں سکتا غرض کہ بکر کے قبضہ میں نہیں ہے اور بکر اس وقت حالت افلاس میں ہے قربانی کرنے کو روپیہ نہیں ہے نہ قرض مل سکتا ہے تو کیا کیا جائے؟

جواب.....اگر کوئی چیز ضرورت سے زائد فروخت کر کے قربانی کر سکے تو واجب ہے ورنہ نہیں ہے (امداد الفتاویٰ ص۵۵۳ ج۳) کتنا بھی آسان کام ہو ہمت ضروری ہے''م'ع

قربانی نہ کر سکا تو دام کتنے خیرات کرے؟

سوال.....قربانی کیلئے جانور نہ مل سکے تو قربانی کے دو یا تین بعد کم سے کم کتنے دام خیرات کرے؟

جواب.....قربانی کے جانور کے گائے کی ساتویں حصے کی قیمت خیرات کرے۔

(کفایت المفتی ص۲۱۲ ج۸)

قربانی کے لئے قیمت دوسری جگہ بھیجنا

سوال.....افریقہ والے اپنی قربانی ہندوستان میں کراتے ہیں وہاں خود نہیں کرتے اس میں کوئی حرج نہیں؟

جواب.....بدون حرج درست ہے۔

مگر بہتر یہ ہے کہ جانور خود پسند کرے اس کی خدمت گزاری کرکے اس سے محبت کا تعلق پیدا

کرے کیونکہ یہ ایک بڑے ثواب کا ذریعہ بننے والا ہے یہی نہیں بلکہ اولاد کی قربانی کے قائم مقام ہے اور مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے ذبح نہ کر سکے تو اس مبارک وقت پر حاضر رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس حاضر رہو کیونکہ قربانی کے خون کے ہر قطرے کے عوض تمہارے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور مستحب یہ ہے کہ اپنی قربانی میں سے کھائے ہو سکے تو کھانے کی ابتداء اپنی قربانی کے گوشت سے کرے اور پڑوسی عزیز و اقارب' نیز غریبوں' رشتہ داروں کو کھلائے دوسری جگہ پر قربانی کرانے سے ان نعمتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے اگر کسی عذر یا شرعی مصلحت کی بنا پر یہ کیا جاتا ہو تو پورے اجر کی بلکہ زیادہ ثواب کی بھی امید کی جا سکتی ہے صحیح طریقے اور نیت پر مدار ہے وطن میں خویش و اقارب' اور رشتہ داروں کا حق ادا کرنے کے لئے بعض قربانی کا انتظام کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۵ ج ۲)

قرض دینے والے پر قربانی واجب ہے

سوال...... زید نے سعودی عرب جانے کے لئے اپنے گھر سمیت تمام سامان فروخت کر کے پانچ ہزار روپے عمر کو دیئے عمر زید کو سعودی عرب نہ بھیج سکا اور خود چلا گیا اور وہاں سے خط لکھا کہ عید الاضحیٰ کے بعد تمام رقم روانہ کر دوں گا دریافت یہ کرنا ہے کہ زید پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ دین قوی ہے جس پر بالاتفاق زکوٰۃ فرض ہے لہٰذا قربانی بہ طریق اولیٰ واجب ہے۔ البتہ قربانی کے لئے نہ نقد رقم ہے اور نہ ضرورت سے زائد اتنا سامان ہے جسے فروخت کر کے قربانی کر سکے تو قربانی واجب نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۲ ج ۷)

بغیر اجازت قربانی کرنا

سوال...... لڑکا سفر میں تھا بقرعید کے موقع پر اس کے باپ نے اس کی طرف سے قربانی کر دی گھر آنے کے بعد لڑکے نے اس کو منظور کر لیا اور روپیہ بھی دے دیا تو اس کی قربانی صحیح ہوگئی یا نہیں؟ اور باقی چھ شرکاء کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب...... والد نے جو قربانی کی یہ تبرع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کا ثواب اس کو بخش دیا ثواب زندوں کو بھی بخشا جا سکتا ہے اب اس سے روپیہ لینا درست نہیں روپے واپس کر دیئے جائیں قربانی سب کی ادا ہوگئی جو مسافر تھا اس کے ذمہ قربانی واجب نہ تھی اب اس کی قربانی کی قیمت کا صدقہ واجب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ ج ۱۷)

ھدایہ کی ایک عبارت کا مفہوم

سوال..... صاحب ہدایہ نے متن دیا ہے الاضحیة واجبة علی کل مسلم مقیم موسرفی یوم الاضحی عن نفسه وعن ولده الصغار اس عبارت میں عن ولده الصغار کا جملہ آیا ہے پوچھنا یہ ہے کہ ولد صغیر کی طرف سے جب والد پر قربانی واجب ہوئی اگرچہ ولد صغیر کے مال ہی میں سے ہوتو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب..... یہ روایت امام صاحب سے حضرت حسن نے نقل کی ہے جو کہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے ظاہر الروایۃ میں اولاد صغیر کی طرف سے قربانی واجب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۰ ج۱۷)

قضاء قربانی کے ساتھ ادا قربانی کرنا

سوال..... قربانی کے ساتھ شرکاء میں سے ایک نے گذشتہ سال کی قربانی کی نیت کی تو سب شرکاء کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

جواب..... درست ہو جائے گی لیکن اس شریک کی جس نے قضاء کی نیت کی ہے نفلی قربانی ہوگی قضاء ادا نہ ہوگی قضاء کے عوض ایک درمیانی بکرے کی قیمت خیرات کرنی ضروری ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ص۸۰ ج۲)

کچھ سونا کچھ چاندی دونوں پر قربانی

سوال..... ایک شخص کے پاس ایک تولہ سونا ہے اور ایک روپے کا نوٹ ہے اس پر قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب..... نرخ کے اعتبار سے اتنی مالیت پر قربانی واجب ہے جبکہ یہ مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۰ ج۴)

چاندی کے نصاب بھر مالک ہو جانے پر قربانی واجب ہے

سوال..... قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں

جواب..... قربانی ہر اس مسلمان عاقل' بالغ' مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان' پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی مشروط نہیں، بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال بھی ہو تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں، اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہو گئی۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۷۳)

قیمتی بکرے کے عوض گائے کی قربانی کرنا

سوال......ایک شخص نے بکرا قربانی کی نیت سے پالا جب وہ خوب فربہ ہو گیا جس کی قیمت سے گائے خریدی جا سکے تو اس نے خیال کی کہ اس کی قیمت سے گائے خرید لی جائے اس میں سات آدمیوں کی قربانی ہو جائے گی کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب......اگر اپنے ذمے اس کو نذر مان کر واجب نہیں کیا تو محض قربانی کی نیت سے پالنے کی وجہ سے اسکی قربانی متعین طور پر واجب نہیں ہوئی بلکہ اس کا وہ مالک ہے اس کیلئے جائز ہے کہ اسکو فروخت کر کے عمدہ بڑا جانور خرید لے جس میں سات آدمی شریک ہو کر اپنا واجب ادا کر سکیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۱ ج ۱۴)

ایام اضحیہ میں مقیم مسافر ہو گیا

سوال......اگر کوئی شخص عیدالاضحیٰ کا دن شروع ہونے کے بعد سفر پر چلا گیا یا کوئی مسافر بارہ ذی الحجہ کے غروب سے قبل وطن آ گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی یا نہیں؟

جواب......وجوب قربانی میں آخر وقت کا اعتبار ہے لہٰذا پہلی صورت میں قربانی واجب نہیں دوسری صورت میں واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۹۴ ج ۷)

غنی نے جانور خریدا اور ایام نحر میں فقیر ہو گیا

☆ سوال۔زید مال دار تھا اس نے چھ ماہ پہلے قربانی کی نیت سے جانور خریدا پھر زید مسکین ہو گیا تو کیا اس جانور کی قربانی زید پر واجب ہے یا مستحب؟

جواب۔واجب نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۵۱۱)

مقروض کو قربانی کی بجائے قرض ادا کرنا بہتر ہے

سوال......انسان کو قربانی کرنا کس حالت میں جائز ہے؟ اگر مقروض بھی ہے اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ میں قرضہ بھی لیکر قربانی دوں تو اس کو جائز ہے یا نہیں؟ اور اسکے ثواب کا حقدار ہے یا نہیں؟

جواب...... جو شخص مالک نصاب ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے اور اگر اس قدر مال یا سامان نہ ہو تو ضروری نہیں اور جو شخص مقروض ہو اس کو قرض اتارنے کی فکر کرنا چاہئے قربانی نہ کرے لیکن اگر کر لی تو ثواب ہوگا۔ کذا عرفت من القواعد الفقهية (امداد المفتيين ص ۹۲۰

مسافر قربانی کے بعد مقیم ہو گیا

سوال...... ایک شخص نے عید کے روز مسافت سفر پر جا کر قربانی کر دی پھر بارہ ذی الحجہ کو غروب سے قبل وطن واپس آ گیا تو اس پر دوبارہ قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب...... اس کی وہی قربانی صحیح ہو گئی سفر سے واپسی پر دوسری قربانی واجب نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص ۵۱۹ ج ۷)

جانور ادھار خرید کر قربانی کرنا جائز ہے

سوال...... قربانی کا جانور ادھار خرید کر قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں کیونکہ قربانی کرنے کے بعد موت آ جائے اور وارث قرض ادا کرنے سے انکار کر دے تو کیا ہوگا؟

جواب...... جانور ادھار خرید کر قربانی کرنا جائز ہے قرض اس کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا وارث انکار کرے تو دائن اپنا حق جس طرح بھی ممکن ہو لے سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۳ ج ۷)

دین مہر پر قربانی واجب نہیں

سوال...... زینب نصاب کی مالکہ نہیں مگر اس کا دو ہزار روپیہ مہر شوہر کے ذمہ ہے کیا زینب پر دو ہزار روپے وصول ہونے سے پہلے قربانی واجب ہے؟

جواب...... اس کی تین صورتیں ہیں

۱۔ مہر معجّل ہو اور شوہر مالدار ہو ۲۔ مہر معجّل ہو اور شوہر مسکین ہو ۳۔ مہر مؤجل ہو شوہر خواہ غنی ہو یا فقیر پہلی صورت میں قربانی واجب ہے دوسری اور تیسری صورت میں واجب نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۲ ج ۷)

کسی ایک شریک قربانی کا اپنے حصہ کی زیادہ قیمت دینے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سات آدمی شریک ہو کر سولہ روپے سے ایک گائے خرید کر کے قربانی کرتے ہیں اب عرض یہ ہے کہ ۴ ادا کر کے کل پندرہ روپے اور ساڑھے پندرہ آنے ہوتے ہیں اور دو پیسہ کی کمی رہتی ہے ان سات آدمیوں میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ وہ دو پیسہ میں اپنی خوشی سے زیادہ دیتا ہوں تم اطمینان رکھو آیا اس صورت

میں قربانی میں اس گائے مذکورہ کے کچھ حرج تو نہیں۔ بینوا توجروا

جواب...... اگر اس شخص کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنا حصہ دو پیسہ زائد میں خریدتا ہوں یا یہ مطلب ہے کہ میں سب شرکاء کا دین بخوشی اپنی طرف سے ادا کرتا ہوں تو جائز ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس شخص کا حصہ بقدر دو پیسہ کے قربانی میں دوسروں سے زیادہ ہوگا تو درست نہیں لکون الستة لایملک سبعاً کاملاً احدمنهم (امدادالاحکام ج ۴ ص ۲۴۹)

شرکت میں مقروض اور نابالغ زوجہ کی طرف سے قربانی کرنے کا حکم

سوال...... زید، عمر، بکر، خالد حقیقی بھائی مشترک رہتے ہیں تین نابالغ اور ایک خورد سال ہے منجملہ تین بالغ کے ایک ملازم اور دو زمین دارہ کرتے ہیں ان کے پاس بیس بیگہ زمین، دو بیل، ایک گائے اور ایک بھینس ہے اور قریب ڈھائی سو روپے ان کے ذمہ قرض ہے کیا وہ صاحب نصاب ہو سکتے ہیں؟ اگر صاحب نصاب ہوں تو صرف ایک بکرا قربانی کرنے سے سب کی طرف سے یہ فریضہ ادا ہو جائے گا؟ اگر صاحب نصاب نہ بھی ہوں تاہم ایک بکرا قربانی کرنا چاہیں تو کیا وہ ثواب قربانی کے مستحق ہوں گے؟ صاحب نصاب کی بیوی اور اولاد کے لئے کیا حکم ہے جو شامل ہوں؟

جواب...... جب چاروں بھائیوں کا مال مشترک ہے تو وہ چاروں برابر کے حصہ دار ہیں اور قربانی اس شخص پر واجب ہے جسکے پاس حاجات ضروریہ سے زائد بہ قدر نصاب مال ہو پس اگر ان چاروں کا مال مشترک اس قدر قیمت رکھتا ہو کہ ادائے قرض کے بعد ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہو جائے تو ان میں سے بالغوں پر فرض ہوگی نابالغ پر نہیں اور جن پر فرض ہوگی ان میں سے ہر ایک پر ایک بکرا یا گائے وغیرہ کا ساتواں حصہ کرنا ضروری ہوگا مال مشترک میں سے ایک بکرا کر دینا کافی نہیں بکرا اگر بہ نیت قربانی دو شخصوں کی طرف سے کیا جائے تو خواہ قرض قربانی کرنا مقصود ہو یا نفلی ناجائز ہے اور وہ قربانی نہ ہوگی بیوی اور اولاد اگر صاحب نصاب ہوں تو خود ان پر قربانی واجب ہوگی اور اگر وہ صاحب نصاب نہ ہو تو زوج ووالد پر انکی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۱۷۵ ج ۸)

گذشتہ برسوں کی واجب قربانی کا حکم

سوال...... جس پر قربانی واجب تھی اس نے برسوں تک نہیں کی تھی تو اب کیا کرے؟

جواب...... خدائے پاک جل مجدہ سے قربانی نہ کرنے کے گناہ کی معافی مانگے اور جتنے برسوں کی قربانی رہ گئی اس قدر قیمت کا صدقہ کر دے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۰ ج ۳)

سات سال مسلسل قربانی واجب ہونے کی بات غلط ہے

سوال..... قربانی کے مسائل کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں کہ انسان پر کتنی قربانیاں واجب ہیں کیونکہ میں نے یہ سنا ہے کہ بلکہ عمل کرتے دیکھا ہے کہ جب کوئی آدمی قربانی دیتا ہے تو پھر اس پر لگاتار سات سال تک سات قربانیاں واجب ہو جاتی ہیں اور وہ سات قربانیوں کے بعد بری الذمہ ہے کیا یہ حد درست ہے؟

جواب..... جو شخص صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے اور جو صاحب نصاب نہ ہو اس پر واجب نہیں سات سال تک قربانی واجب ہونے کی بات بالکل غلط ہے اگر اس سال صاحب نصاب ہو تو قربانی واجب ہے اور اگلے سال صاحب نصاب نہ رہے تو قربانی بھی واجب نہ ہوگی۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۴)

عورتوں پر قربانی کا شرعی حکم

سوال..... ایسا مال جس کی مالکہ عورتیں ہیں اور اس کی زکوٰۃ ان کے شوہر ادا کرتے ہیں ایسی عورتوں پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب..... جب عورتیں صاحب نصاب ہیں تو ان پر واجب ہے کہ اپنے پیسے سے قربانی کریں خود کے پاس رقم نہ ہو تو شوہر کے پاس سے لے کر قربانی کریں یا شوہر عورتوں سے اجازت لے کر ان کی طرف سے قربانی کرے تو واجب قربانی ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۳ ج ۲)

قربانی کی نیت کرنے کے بعد جانور کو بدلنا

سوال..... ایک غریب شخص کے پاس پالا ہوا بکرا ہے عید ہونے سے گھر ہی میں قربانی کرنے کا ارادہ تھا مگر بیماری کی وجہ سے بکرا بیچنا چاہتا ہے تو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... بکرے وغیرہ کا مالک غریب ہو یا امیر جب وہ نیت کرتا ہے کہ اس بکرے کی قربانی کروں گا تو اس پر قربانی لازم نہیں ہوتی بدلنا یا فروخت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ جس کی ملکیت میں پہلے ہی سے جانور ہو تو اس کی قربانی کی نیت کر لینے سے اس کی قربانی لازم نہیں ہوتی اسی طرح جانور خریدنے کے وقت قربانی کی نیت نہ ہو تو بعد میں نیت کرنے سے اس جانور کی قربانی لازم نہیں ہوگی۔ البتہ غریب (جس پر قربانی واجب نہیں) ایام نحر میں قربانی کی نیت سے جانور خرید لے تو اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہو جاتی ہے اس کو نہ بیچ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۳ ج ۲)

قربانی کے جانور کو تبدیل کرنا

سوال......ایک شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا' بعدازاں محض اس لالچ کی وجہ سے فروخت کرنا کہ دوسرا کم قیمت والا جانور مل جائے تو کچھ رقم کا فائدہ ہوگا تو کیا اس صورت میں اس خریدے ہوئے جانور کو فروخت کر کے دوسرا جانور خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......اگر قربانی کرنیوالا غنی ہو اور اس پر قربانی واجب ہو تو ایسی حالت میں خریدنے سے جانور متعین نہیں ہوتا اس لئے اس حال میں تبدیلی مرخص ہے لیکن اگر قربانی نفلی ہو جو کہ خریدنے سے واجب ہو جاتی ہے پھر اس میں تبدیلی مرخص نہیں' یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں ایسی صورت میں زائد رقم بچے تو اس کا تصدق کیا جائیگا بلکہ فقہاء نے صورت اولی میں بھی زائد رقم کے تصدق کو اولیٰ قرار دیا ہے۔

لماقال العلامة طاهر بن عبدالرشيد البخاريؒ :وفى الاصل اشترى اضحية ثم باعها جازفي ظاهر الرواية ولواشترى مثلها وضحى بهاان كانت الثاني مثل الاولى اوخيراً منهاجازلايلزمه شي اخر وان كان دون الاولى تصدق بفضل القيمتين (خلاصة الفتاویٰ ج۴ ص ۳۱۹ كتاب الاضحية) وذكرفي الهندية: رجل اشترى شاة لاضحية واوجبها بلسانه ثم اشترى اخرى جازله بيع الاولى فى قول ابى حنيفة ومحمد رحمهماالله تعالیٰ وان كانت الثانية شراً من الاولى وذبح الثانية فانه يتصدق بفضل مابين القيمتين (الفتاویٰ الهنديته ج۵ ص ۲۹۴ الباب الثاني فى وجوب الاضحية بالنذر) (فتاویٰ حقانيه ج۶ ص ۴۷۲)

دوسرے شخص کی طرف سے بغیر اجازت قربانی کرنا

سوال......کئی اشخاص مل کر جانور خریدیں ان میں سے ایک شخص یا چند وہاں موجود نہ ہوں اور موجودین ان کی طرف سے نیت کر کے ذبح کر دیں تو قربانی ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب......ایک شخص دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت واطلاع کے قربانی نہیں کر سکتا اور اگر کر دے تو اس شخص کے ذمہ سے واجب الادا نہ ہوگا اور کسی شریک کی بھی قربانی درست نہ رہے گی۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۰)

ایام قربانی میں قربانی کی قیمت وغیرہ دینا

سوال......بغیر جانور لئے اور ذبح کئے صرف رقم دینے سے قربانی ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا

قربانی کے عوض رقم دے دینے سے گناہ سے بچ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... ایام نحر میں تونگر پر ایک بکرا مثلاً قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کے نام پر خون بہانا واجب ہے اگر کسی عذر سے ان دنوں میں بکرا ذبح نہ کر سکا اور قربانی کے ایام گذر گئے تو بکرے کی قیمت محتاج کو دینا لازم ہے پس اگر کوئی ان دنوں میں بکرے کی قیمت یا بکرا ہی محتاج کو دے دے گا تو قربانی ادا نہ ہوگی اور قربانی نہ کرنے کا گناہ ہوگا اور اگر عمداً قربانی ترک کر کے ایام مذکورہ گذرنے کے بعد اس کی قیمت محتاج کو دے گا تو بھی ترک واجب کا گناہ ہوگا قربانی سے جو مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر حیوان ذبح کر کے خون بہانا وہ نفس ذبح سے ادا ہو جاتا ہے بکرے کا گوشت خود کھانا اور دوسروں کو دینا افضل ہے اگر کسی آدمی کو ذبح کردہ بکرا دے دیں اور وہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کسی محتاج کو دے دے تو جائز ہے اسی طرح چمڑا بھی ہے۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۶۷۷)

جملہ ”اس بکری کو ایام نحر میں ذبح کروں گا“ کا حکم

سوال...... ایک مالدار آدمی نے ایام نحر سے پہلے ایک بکری اس نیت سے خریدی کہ اس کو ایام نحر میں ذبح کروں گا بطور اس قربانی کے جو اللہ نے اس پر واجب کی ہے اور یہ نہیں کہا کہ اس کی قربانی کرنا مجھ پر واجب ہے یعنی اس کو اپنے اوپر واجب نہیں کیا صرف یہ کہا کہ قربانی جو اللہ نے واجب کی ہے وہ کروں گا کیا اس صورت میں اگر اس نے اس بکری کو ایام نحر میں ذبح کر دیا تو اس کی واجب قربانی ادا ہو جائے گی؟ یا وہ بکری نذر ہو جائے گی اور قربانی کے لئے دوسری بکری خریدنی پڑے گی؟

جواب...... اگر اس شخص نے اپنی واجب قربانی ادا کرنیکی نیت سے اس بکری کو قربان کر دیا تو اللہ تعالیٰ کا فریضہ اس سے ادا ہو گیا اور دوسری بکری کی قربانی اس پر واجب نہ ہوگی کیونکہ اس نے پہلی بکری خریدتے وقت اپنے اوپر خود واجب کرنے یا بطور اپنی طرف سے قربانی کرنیکی نیت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو نذر بن جاتی اور اس خریدی ہوئی بکری کو اس نے اپنے واجب شرعی کی ادائیگی کیلئے متعین کیا جو خریدنے سے پہلے اسکے ذمہ تھا اور اس قسم کے کلام سے نذر منعقد نہیں ہوتی۔ (کفایت المفتی ص ۱۹۸ ج ۸)

زائد مکان کی قیمت میں قربانی ہے یا نہیں؟

سوال...... جس کے پاس دو مکان ہوں ایک میں خود قیام پذیر ہو اور دوسرا کرائے پر دیا ہو تو قربانی کے متعلق مال داری میں اس گھر کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

جواب...... دوسرا مکان کرائے پر دے یا نہ دے قربانی اور صدقۂ فطر کے سلسلے میں تکمیل نصاب میں اس کی قیمت کا اعتبار ہے کیونکہ یہ اس کی ضرورت سے زیادہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۷ ج ۲)

کرائے پر دیئے ہوئے مکان کی قیمت قربانی میں معتبر ہوگی

سوال......جس کے پاس ایک مکان ہو لیکن اس میں خود نہیں رہتا کرائے پر دے رکھا ہے اور خود کرائے کے گھر میں رہتا ہے تو قربانی کے متعلق مالداری میں اس کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا؟

جواب......اپنا گھر چاہے کرائے پر دیا ہو یا مفت' یا خالی پڑا ہو اور خود دوسرے مکان میں کرائے پر رہتا ہو یا مفت ہر ایک صورت میں قربانی اور فطرہ کے متعلق مالداری میں اس مکان کی قیمت کا اعتبار ہوگا کیونکہ یہ مکان فی الحال حاجت اصلیہ سے زائد ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۷ ج ۲)

عید کے دن سال پورا ہو رہا ہے تو قربانی کا کیا حکم ہے؟

سوال......جو بکرا گذشتہ سال عید کے روز پیدا ہوا ہو اس سال اس کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب......اس بکرے کی قربانی امسال عید کے دوسرے دن کر سکتے ہیں قربانی ادا ہو جائے گی اگر احتیاطاً اس کو چھوڑ کر دوسرا بکرا تجویز کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۸ ج ۸)

ایام نحر میں فقیر امیر' مسافر مقیم' یا کافر مسلمان ہو گیا

سوال......وجوب قربانی کیلئے مال داری کا اعتبار قربانی کے اول دن کا ہے یا آخری دن کا؟

جواب......آخری دن کا اعتبار ہے اگر وہ شخص پہلے روز غریب ہؤیا مسافر ہو یا کافر (معاذ اللہ) مگر قربانی کے آخری دن یعنی ایام نحر گذرنے سے قبل غریب مالدار ہو گیا اور مسافر مقیم بن گیا یا کافر مسلمان ہو گیا بشرطیکہ وہ مال دار بھی ہو تو قربانی واجب ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۸ ج ۸)

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد کسی کو شریک کرنا

سوال......قربانی کے لئے جانور خریدنے کے بعد کسی کو اس میں شریک کیا جائے تو کیا اس طرح کرنے سے قربانی پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب......قربانی کا جانور خریدنے سے قبل سات افراد تک کی شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ ایک دفعہ چند افراد مل کر قربانی کا جانور خریدیں اور ان میں سے کسی ایک شخص کی قربانی نفلی ہو تو ایسی حالت میں کسی کو بعد ازاں شریک کرنا جائز نہیں البتہ اگر تمام حصہ داروں کی قربانی واجب ہو تو پھر کسی کو شریک کرنے میں کوئی حرج نہیں تاہم بہتر یہ ہے کہ قربانی میں شرکت کا دائرہ قربانی کا جانور خریدنے سے قبل تک محدود رکھا گیا ہو۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۷۰)

باپ بیٹا شریک ہوں تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں

سوال...... عمرو اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں شریک ہے کھانا پینا وغیرہ سب ایک ساتھ ہے شرعاً عمرو پر صدقہ فطر، قربانی، اور حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر عمرو کا کاروبار میں مستقل حصہ نہیں اور الگ بھی اس کے پاس بقدر نصاب مال نہیں تو اس پر کچھ بھی فرض نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۷ ج ۷)

نابالغ کے مال میں سے ولی نے قربانی کردی

سوال...... نابالغ لڑکا مالدار ہو تو اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ ولی اس کی طرف سے اس کے مال سے قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ولی نے قربانی کردی تو گوشت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب...... نابالغ پر قربانی واجب نہیں ولی کو اس کی طرف سے اس کے مال سے قربانی کرنا جائز نہیں اگر ولی نے قربانی کردی تو اسے نہ اس میں سے کھانا جائز ہے نہ صدقہ کرنا، نابالغ خود کھا سکتا ہے زائد گوشت سے اس کے لئے کوئی باقی رہنے والی چیز مثلاً کپڑا وغیرہ خریدا جا سکتا ہے نقدی کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۷ ج ۷)

حصہ لے کر چھوڑنا

سوال...... قربانی واجب تھی، حصہ لے لیا مگر کسی کے مجبور کرنے سے وہ حصہ اس کو دے دیا کہ تم یہ رکھ لو میں اور جگہ لے لوں گا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... مکروہ ہے ویکرہ ان یبدل بھاغیرھا قال فی الکفایۃ اذا کان ثمیناً۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

شرکاء قربانی کی تعداد

سوال...... گائے، بھینس وغیرہ کی قربانی میں کتنے اشخاص شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب...... گائے بھینس کی قربانی میں شرعاً سات حصوں کی حد مقرر ہے اس سے زائد حصوں کی گنجائش نہیں تاہم سات سے کم حصوں میں کوئی حرج نہیں۔

لماقال العلامۃ علاؤ الدین ابوبکربن مسعود الکاسانیؒ: ولایجوز بعیر واحد ولابقرۃ واحدۃ عن اکثرمن سبعۃ ویجوزذلک عن سبعۃ اواقل من ذلک (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج۵ ص ۷۰ کتاب الاضحیۃ)

شرکاء قربانی کی نیت کا حکم

سوال...... اگر قربانی کے شرکاء کی نیت قربت کی حیثیت مختلف ہو مثلاً بعض نے وجوب اور بعض نے نفل کی نیت کی ہو تو کیا اس سے قربانی متاثر ہوگی یا نہیں؟

جواب...... شریعت مقدسہ نے قربانی کے جانور (گائے، بھینس وغیرہ) میں شراکت کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ سب کی نیت حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہو اگرچہ مختلف انواع کی قربات ہوں لہٰذا متنفلین وواجبین کی قربانی صحیح ہے۔

لماقال العلامة ابوبکربن مسعود الکاسانیؒ :ولوارادواالقربة الا ضحية او غيرها من اجزاء هم سوأ كانت القربة واجبة اوتطوعاً اووجبت علي البعض دون البعض وسواء انتفقت جهات القربة اواختلفت (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ج۵ ص ۷۱ کتاب الاضحية) قال العلامة طاهر بن عبدالرشيد البخاریؒ :والتقدير بالسبع يمنع الزيادة كما لايمنع النقصان حتى لوكانت الشركاء فی البدنة اوالبقرة ثمانية لم يجزهم ولوكانوااقل من ثمانية الاان نصيب واحدمنهم اقل من السبع لايجوز ايضاً (خلاصة الفتاوىٰ ج۴ ص۳۱۵ کتاب الاضحية) ومثله فی الفتاوىٰ الهندية ج۵ ص۳۰۴ الباب الثامن فيمايتعلق بالشركة فی الضحايا ۲. قال العلامة محمدالشهير بالطوریؒ: تجوزعن سبعة بشرط قصدا لكل القربة واختلاف الجهات فيمالايضر كالقرآن والمتعة والاضحية لا اتحاد المقصود وهو القربة (البحرالرائق ج۸ ص۱۷۷ کتاب الاضحية) ومثله فی الفتاوىٰ الهندية ج۵ ص۳۰۴ الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فی الضحايا (فتاوىٰ حقانيه ج۲ ص۲۶۹)

قربانی کا جانور

لفظ ''جذعہ'' کی تشریح

سوال......عربی میں ''جذعہ'' کا معروف معنی بکری کا ایک سالہ بچہ ہے مولانا گنگوہیؒ فرماتے ہیں قال اهل اللغت وغيرهم الجذع التى تمت لهاسنة ركوب اور مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ نے لکھا ہے الجذع فى اللغة ما تمت له سنة تو جب جذعہ کے معنی ایک سالہ بچہ ہے تو شارع کے ارشاد فتة بحوا جذعة من الضان میں بھی جذعہ سے مراد ایک سالہ ہی ہوگا نہ کچھ اور مگر فقہاء جذعہ کے معنی یہ بیان کرتے ہیں الجذعة ماتمت له سنة اشهر'' آخر وہ کون سا قرینہ ہے جس کی بنا پر اہل لغت کے معروف معنی کو چھوڑ کر ایک مخصوص معنی مراد لیا جا رہا ہے؟ بعینہ یہی سوال لفظ ''مسنتہ'' کے متعلق بھی ہے کہ اس کے معروف لغوی معنی تو ''الذى القى ثنيية'' کے ہیں اور مراد لیا جاتا ہے ماالتت عليه سنة

جواب......جس طرح علم حدیث مستقل فن ہے اس کی مخصوص اصطلاحات ہیں ضروری نہیں کہ ان اصطلاحات کو لغوی معنی ہی میں استعمال کیا جائے بلکہ وہ منقول ہیں جیسے معضل' شاذ' منکر وغیرہ اگر لغوی معنی ہی میں ان کو لیا جائے گا تو مطلب خبط ہو جائے گا۔ اسی طرح فقہ بھی مستقل فن ہے اس کی بھی مخصوص اصطلاحات ہیں لازم نہیں کہ ان کو لغوی ہی معنی میں استعمال کیا جائے صلوٰۃ' زکوٰۃ' حج' جہاد' نکاح' طلاق' خلع' عبادات کو جن کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے وہ منقول ہیں محض لغوی معنی مراد نہیں ''جذعہ'' کی تشریح میں ائمہ لغت کے دو قول ہیں عن الزهرى الجذع من المعز سنة' ومن الضان ثمانية اشهر جلیل القدر محدث حضرت وکیع کا قول امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے قال وكيع الجذع مايكون ابن سبعة اوستة اشهر معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی فقہاء کا قول اجنبی اور قابل رد نہیں بلکہ ان کے کلام میں تشریح موجود ہے اگر جذعہ سے مراد ماتمت له سنة ہو تو اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ماتمت له سنة تو بکری بھی کافی ہے پھر بعض صحابہ کا نماز عید سے پہلے مخصوص طور پر ''جذع'' کے متعلق سوال کرنا اور جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم اس جذعہ کی قربانی کردو یہ کس لئے ہے؟ اور بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے کہ کسی اور کو اجازت نہیں اور بعض روایات میں معز کی تخصیص بعض میں ''ضان'' کی تخصیص ہے یہ سب قرائن قویہ ہیں کہ قربانی کے لئے جو عمر معروف ہے جذعہ اس عمر کو نہیں پہنچا بلکہ اس سے کم ہے۔

امام بخاریؒ نے حدیث بیان کی ہے **ذبح اُبوبردۃ قبل الصلوٰۃ فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ابدلها قال لیس عندی الاجذعة قال شعبة واحبه قال هی خیر من مسنة قال اجعلها مکانها ولن تجزی عن احدبعدک**

حنفیہ کے دلائل اعلاء السنن ج ١٧ میں موجود ہیں جانوروں کی عمروں کو عامۃً دانتوں سے پہچانا جاتا ہے اس لئے بکری، گائے اونٹ کی عمر کیلئے وقت خاص پر مسنۃ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ٣١٩ ج ٤)

ایام نحر سے پہلے قربانی کا جانور خریدنا

سوال...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کا جانور ایام نحر سے پہلے لینا چاہئے ان کی دلیل یہ حدیث ہے **سمنو ضحایا کم فانها علی الصراط مطایاکم** بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایام نحر میں خریدنا چاہئے کس کا قول صحیح ہے؟

جواب...... فریق ثانی جو ایام نحر سے پہلے قربانی کا جانور خریدنے کو ناجائز کہتے ہیں یہ ان کا اختراع اور ضلالت ہے اس لئے کہ

١۔ قربانی کی نیت سے خریدنے سے قربانی کا وجوب فقیر پر ہے نہ کہ غنی پر۔

٢۔ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ قربانی کے جانور کا دودھ اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ پس اگر ایام نحر سے پہلے خریدنا جائز نہ ہوتو اس جزئیے کا محمل کیا ہوگا؟ اگر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد نذر کا جانور ہے تو اس قول کو باطل کرنے کے لئے یہ جزئیہ کافی ہے **ومنهم من اجازهما للغنی لوجوبها فی الذمة فلاتتعین شرح التنویر** تنبیہ حدیث "**سمنو اضحایا کم**" کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ٤٨١ ج ٧)

قربانی کا جانور خریدتے وقت تحقیق کرنا

جس طرح دیگر عیوب کی جانچ کی جاتی ہے کیا اسی طرح حصہ وغیرہ پر دینے کی جانچ بھی خریدار پر واجب ہوگی؟

جواب...... ہاں! جہاں شبہ قوی ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ٦٠٢ ج ٣)

جانور خریدنے کے بعد عیب کا پتہ چلا

سوال...... زید نے قربانی کے لئے دوسوروپے کا جانور خریدا بعد میں پتہ چلا کہ اس کے دو

دانت نہیں ہیں اب یہ معلوم نہیں کہ عمر ایک سال ہے یا نہیں؟ زید نے کہا کہ اس کو ولیمہ میں ذبح کر دیں گے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدتے ہیں تو یہ دوسرا جانور دوسوروپے ہی کا ہونا چاہئے یا ایک سوروپے کا بھی خرید کر قربانی کر سکتے ہیں جب کہ زید پر قربانی واجب ہے؟

جواب...... دوسرا کم قیمت کا بھی لے سکتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۹۹ ج ۷)

خصی جانور کی قربانی کی علمی بحث

☆ سوال۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ مندرجہ ذیل عبارت میں حدیث کی دلیل سے بہائم کو خصی کرنا سختی سے ممنوع قرار دیا ہے جب کہ آپ نے شامی کے حوالہ سے قربانی کیلئے خصی جانور نہ صرف جائز بلکہ افضل قرار دیا ہے۔

جانور کو خصی بنانا منع ہے

عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صبر ذى الروح وعن اخصاء البهائم نهيا شديداً)

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ذی روح کو باندھ کر تیر اندازی کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو خصی بنانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے'' اس حدیث کو بزاز نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ''صحیح بخاری'' یا ''صحیح مسلم'' کے راوی ہیں (مجمع الزوائد جز ۵' صفحہ ۲۶۵' اس حدیث کی سند صحیح ہے نیل الاوطار جز ۸' صفحہ ۷۳)

برائے مہربانی مسئولہ صورتحال کی وضاحت سند صحاح ستہ سے فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جواب...... متعدد احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی ان احادیث کا حوالہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ' ابوداؤد' صفحہ ۳۰' جلد ۲ مجمع الزوائد صفحہ ۲۲' جلد ۴

۲۔ حدیث عائشہؓ ابن ماجہ ص ۲۲۵ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ' ابن ماجہ'

۳۔ حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ' مسند احمد صفحہ ۸' جلد ۶' مجمع الزوائد صفحہ ۲۱ جلد ۴

۵۔ حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ' مسند احمد صفحہ ۱۹۶ جلد ۶

ان احادیث کی بنا پر تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ خصی جانور کی قربانی درست ہے حافظ موفق الدین ابن قدامہ المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۳۰ھ) المغنی میں لکھتے ہیں۔

"ویجزی الخصی لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین موجوئین...... ولأن الخصاء ذھاب عضوغیر مستطاب یطیب اللحم بذھابہ ویکثرویسمن قال الشعبی مازادفی لحمہ وشحمہ اکثرمماذھب منہ وبھذاقال الحسن وعطاء والشعبی والنخعی ومالک والشافعی وأبو ثور وأصحاب الرأی ولانعلم فیہ مخالفاً (المغنی مع لشرح الکبیر' صفحہ ۱۰۲ جلد ۱۱)

"اور خصی جانور کی قربانی جائز ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی اور جانور کے خصی ہونے سے ناپسندیدہ عضو جاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے گوشت عمدہ ہوجاتا ہے اور جانور موٹا اور فربہ ہوجاتا ہے امام شعبیؒ فرماتے ہیں خصی جانور کا جو عضو جاتا رہا اس سے زیادہ اس کے گوشت اور چربی میں اضافہ ہوگیا امام حسن بصریؒ عطا' شعبیؒ مالکؒ شافعیؒ ابوثورؒ اور اصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں اور اس مسئلہ پر ہمیں کسی مخالف کا علم نہیں"

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی جانور کی قربانی ثابت ہے اور تمام ائمہ دین اس پر متفق ہیں کسی کا اس میں اختلاف نہیں تو معلوم ہوا کہ حلال جانور کا خصی کرنا بھی جائز ہے سوال میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے وہ ان جانوروں کے بارے میں ہوگی جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جن کی قربانی نہیں کی جاتی ان کے خصی کرنے میں کوئی منفعت نہیں۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۱۹۱)

بکری سے پیدا ہوئے ہرن کی قربانی کرنا

سوال...... زید نے ایک ہرن پالا ہرن نے بکری سے جفتی کی اس سے بکرا (بچہ) پیدا ہوا اور سال بھر کا ہوگیا اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب...... درست ہے یہ بچہ ماں کے حکم میں ہے اور ماں بکری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۱۱ ج۴)

قربانی کے جانور کو بدلنا

سوال...... قربانی کے لئے ایک گائے خریدی' دس ذی الحجہ کو معلوم ہوا کہ گائے گابھن ہے اس وجہ سے اس کی قربانی نہیں کی گئی کچھ دنوں بعد اس نے بچہ دیا اب اس وقت گائے اور بچہ دونوں موجود ہیں اب گائے اور بچہ کا کیا کریں؟

جواب...... گائے جس شخص' یا جن اشخاص نے قربانی کے لئے خریدی تھی اگر وہ صاحب نصاب تھے اور انہوں نے قربانی دوسرے جانور پر ادا کرلی تو اب گائے اور اس کا بچہ ان کی ملک ہے وہ ان دونوں کو خواہ رکھیں۔ خواہ فروخت کریں خواہ کچھ اور کریں۔ (کفایت المفتی ص۱۸۶ ج۸)

نر اور مادے میں کس کی قربانی افضل ہے؟

☆سوال۔نر کی قربانی افضل ہے یا مادہ کی؟

جواب۔اگر دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں تو مادہ کی قربانی افضل ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۴ص ۳۰۱)

ایک بکرے کی قربانی بہتر ہے یا دو کی؟

سوال......سو روپے میں اگر ایک ہی بکرا ذبح کیا جائے جو خوب موٹا تازہ ہو تو یہ بہتر ہے یا سو روپے میں دو عدد ذبح کیا جائے جو کہ مناسب بدن کے ہوں؟

جواب......سو روپے میں دو مناسب بکرے ملیں جن سے دو واجب ادا ہو سکیں تو یہ بہتر ہے کہ اس سے اتنی ہی قیمت میں ایک بکرا بہت موٹا ذبح کیا جائے جس سے ایک ہی واجب ادا ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۴ج ۱۷)

نکیل والے جانور کی قربانی کا حکم

سوال......کسی جانور کی ناک میں نکیل (نتھ) ڈالنے سے قربانی پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب......قربانی کے جانور میں کسی عضو کا ثلث سے زیادہ عیب دار ہونا قربانی پر اثر انداز ہوتا ہے ثلث یا ثلث سے کم قربانی سے مانع نہیں چونکہ نکیل ڈالنے سے جانور کی ناک میں معمولی سا سوراخ ہو جاتا ہے جس کا قربانی پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

لماقال الامام المجتهد ابوعبدالله محمدبن الحسن الشيبانیؒ :وان قطع من الذنب اوالا ذن والالية الثلث اواقل اجزاء وان كان اكثرلم يجز (الجامع الصغير ص۳۸۷ كتاب الاضحية) قال العلامة برهان الدين المرغينانیؒ :وان قطع من الذنب اوالاذن اوالعين اوالالية الثلث اواقل اجزاء وان كان اكثرلم يجزلان الثلث تنفذفيه الوصية من غيررضاء الورثة فاعتبرقليلاً (الهداية ج ۴ ص ۴۴۵ كتاب الاضحية) ومثله فی ردالمحتار ج۶ ص ۳۲۴ كتاب الاضحية) (فتاویٰ حقانيه ج۶ ص۴۷۸)

بغیر علم چوری کا جانور قربانی میں کر دیا

سوال......قربانی کے لئے ایک شخص سے بچھڑا خریدا تھا وہ اس گاؤں کا رہنے والا تھا اور قسم

کھا تا تھا کہ یہ چوری کا نہیں ہے بعد میں معلوم ہوا کہ چوری کا ہے قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

جواب...... یہ استحقاق کی صورت ہے اور استرداد نہیں ہوا اور وجوب ضمان سے قربانی جائز ہو جاتی ہے اصل مالک اگر مل جائے تو اس کو اطلاع کر دے اگر وہ اس سے تاوان لے تو یہ اپنے بائع سے زرثمن واپس کر سکتا ہے۔ (امداد المفتاویٰ ص ۶۰۰ ج ۳)

بال جلے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم

سوال...... اگر مویشی کی کھال جل جانے کی وجہ سے اس پر بال نہ جمے ہوں اور زخم وغیرہ نہ ہو اور تمام اعضاء صحیح وسالم ہوں تو ایسے مویشی کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب...... صریح جزئیہ تو ملا نہیں مگر دو جزیئے اور ملے جن سے ان کی قربانی کا بھی جواز معلوم ہو گیا فی العالمگیریة و کذا (ای تجزی) المجزوزة وهی اللتی جز صوفها کذافی فتاوی قاضی خان' وفیها تناشر الاضحیة فی غیروقت یجوز اذاکان لهانقی ای مخ (کذا فی القنیه ج ۲ ص ۲۰۰) (امداد الفتاویٰ ص ۵۹۷ ج ۳)

کیا پیدائشی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے

سوال...... چند جانور فروش یہ کہہ کر جانور فروخت کرتے ہیں کہ اس کی ٹانگ وغیرہ کا جو عیب ہے یہ اس کا پیدائشی ہے یعنی قدرتی ہے جبکہ عیب دار جانور عقیقہ وقربانی میں شامل کرنے کو روکا جاتا ہے۔

جواب...... عیب خواہ پیدائشی ہو اگر ایسا عیب ہے جو قربانی سے مانع ہے اس جانور کی قربانی اور عقیقہ صحیح نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۹)

قربانی کیلئے موٹاپا عیب نہیں

سوال...... قربانی کا جانور اپنے موٹاپے کی وجہ سے چل نہ سکتا ہو یہاں تک کہ مذبح تک بھی نہ جا سکتا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب...... اتنا موٹا ہو جانا قربانی کے لئے عیب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۶ ج ۱۷)

دو تھن والی بھینس کی قربانی

سوال...... ایک بھینس ہے جس کے پیدائشی طور پر دو لڑ ہیں جو عام بھینس کی لڑوں سے کچھ موٹی معلوم ہوتی ہیں جن سے دودھ دوہنے کے وقت دو دھاریں گرتی ہیں اور عملاً چار لڑوں کا کام کرتی ہیں اور دودھ کی لڑوں میں چڑھتے وقت ایسا نشان ظاہر ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دولڑیں ہیں جو مل

کرایک ہوگئی ہیں مگر عام حالات میں ایک ایک معلوم ہوتی ہیں ایسی بھینس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب...... بھینس کے اگر دو لڑ کسی آفت سے ضائع ہو جائیں یا پیدائشی دو ہوں تو قربانی درست نہیں لیکن صورت مسئولہ میں دو سے چار دھاریں نکلتی ہیں اور جثہ بھی بڑا ہے اور درمیان میں نشان بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا جسم آپس میں مل گیا ہے جیسا کہ بعض آدمی کی دو انگلی ملی جاتی ہیں درمیان میں فصل نہیں رہتا مگر وہ دو ہی ہوتی ہیں اس لئے بظاہر یہ چار ہی کے حکم میں ہے اور اس کی قربانی درست ہے ہمارے ذہن میں صریح جزئیہ تو نہیں لیکن اس جزئیے سے حکم مستفاد ہوتا ہے والشطور لاتجزی الیٰ قوله بهذه الصفة لایمنع اھ (عالم گیری ص۲۹۹ ج۵) فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۹ ج۱۷)

عیب مانع اضحیہ کی تفصیل

سوال...... جانور کے کان پاؤں دم اور آنکھ میں کسی قدر عیب پیدا ہو جائے تو قربانی درست نہیں اس کا معیار کیا ہے؟

جواب...... کان یا دم کا نصف حصہ یا اس سے زائد کٹا ہوا ہو تو قربانی جائز نہیں جس پاؤں میں عیب ہے اگر وہ زمین پر ٹیک کر کچھ سہارا لے کر چلتا ہے تو قربانی جائز ہے ورنہ نہیں

آنکھ کی روشنی نصف یا اس سے کم باقی رہ گئی ہو تو قربانی جائز نہیں اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو دو تین دن کا بھوکا رکھ کر پھر عیب دار آنکھ کو باندھ کر دور سے چارہ دکھاتے ہوئے قریب لائیں جہاں سے جانور کو نظر آ جائے وہاں نشان کر دیں پھر صحیح آنکھ کو باندھ کر یہی عمل دہرائیں پھر دونوں مسافتوں کی نسبت معلوم کر لیں اگر فرق نصف یا اس سے زائد ہے تو قربانی جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۵۱۵ ج۷)

قربانی کے جانور سے ہل جوتنا یا کرائے پر دینا

سوال...... کسی نے قربانی کے لئے بیل خریدا اب اس سے ہل جوتنا یا اُجرت پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... جواز وعدم جواز دونوں قول ہیں اور دونوں ظاہر الروایۃ ہیں اول میں وسعت اور آسانی زیادہ ہے دوسرا اشہرت اور احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

قول ثانی کے مطابق کسی نے ہل جوتنے میں بیل کو استعمال کیا تو اس سے قیمت میں جو کمی

آئی اس کا اندازہ کر کے صدقہ کرنا واجب ہے اور اُجرت پر دینے کی صورت میں اجرت کا تصدق واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۴ ج ۷)

جانور کی عمر ہو دانت نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

سوال...... ایک جانور کی عمر پوری ہے لیکن عمر پوری ہونے پر جو دانت نکلتے ہیں وہ نہیں ہیں تو کیا یہ جانور قربانی کے لئے جائز ہو جائے گا؟

جواب...... عمر پوری ہونی ضروری ہے دانت کی علامت ہو یا نہ ہو۔ فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۷۔ قربانی صحیح ہوگی'' م ع

قربانی کا بکرا ایک سال کا ہونا ضروری ہے دو دانت ہونا علامت ہے

سوال...... بکرے کے دو دانت ہونا ضروری ہے یا تندرست توانا بکرا دو دانت ہوئے بغیر بھی ذبح کیا جاسکتا ہے یا یہ حکم صرف دنبے کیلئے ہے؟

جواب...... بکرا پورے ایک سال کا ہونا ضروری ہے اگر ایک دن بھی کم ہوگا تو قربانی نہیں ہوگی دو دانت ہونا اس کی علامت ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر عمر میں سال سے کم ہے لیکن اتنا موٹا تازہ ہے کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۹)

دانتوں میں جواز اضحیہ کا معیار

سوال...... قربانی کے جانور کے اکثر دانتوں کا موجود ہونا ضروری ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اکثر سے مراد سامنے والے آٹھ دانتوں میں سے اکثر ہیں جیسا کہ گائے بیل وغیرہ کے صرف نیچے والے مسوڑھے میں آٹھ دانت ہوتے ہیں اوپر نہیں ہوتے یا کل دانتوں میں اکثر مراد ہیں؟

جواب...... اکثر کا اعتبار نہیں بلکہ معیار یہ ہے کہ جانور گھاس کھا سکتا ہو تو قربانی جائز ہے نہیں کیونکہ دانتوں سے مقصود یہی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۴ ج ۷)

بے دانت کے جانور کی قربانی کا حکم

سوال...... جس جانور کے پیدائشی دانت نہیں، عمر میں پورا ہے اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب...... جائز نہیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

[مرگی والے] جانور کی قربانی کا حکم

سوال...... جس جانور کو کبھی کبھی مرگی کا دورہ پڑتا ہے ویسے جانور موٹا تازہ ہے اسکی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۱ ج ۷)

دُنبے کی دم کا اعتبار نہیں

سوال...... دنبے کی چکتی کے نیچے ایک چھوٹی سی دم لگی ہوئی ہوتی ہے یہ دم اگر ٹوٹ جائے تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... دنبے کی دم کا اعتبار نہیں لہٰذا پوری دم کٹی ہوئی ہو تو بھی قربانی جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۵۱۷)

خنزیر کے دودھ سے پلے ہوئے بکرے کی قربانی کا حکم

سوال...... بکری کا بچہ جس نے سور کے دودھ سے پرورش پائی ہو حلال ہے یا نہیں؟ اور اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... وہ بچہ حلال ہے لیکن کئی روز تک اس کو دوسرا چارہ دینا چاہئے اس طرح قربانی بھی درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۰ ج ۳)

جانور کے دونوں کان کٹے ہوں تو کیا حکم ہے؟

سوال...... اگر بکری یا دنبے کے دونوں کانوں کا اتنا حصہ کٹا ہو کہ دونوں کا مجموعہ تہائی سے زیادہ بن جاتا ہو مگر ہر کان کا کٹا ہوا حصہ تہائی سے کم ہو تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب...... دونوں کا اتنا حصہ کٹا ہو کہ مجموعہ نصف یا اس سے زیادہ ہو جائے تو قربانی کرنا خلاف احتیاط ہے اگر کسی نے کر دی تو ہو جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۲۳ ج ۷)

سینگ کا ٹوٹ جانا مانع قربانی نہیں

سوال...... اگر کسی جانور کے سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ جائیں تو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب...... شریعت مقدسہ نے قربانی کے جانور میں اس عیب کو معیوب قرار دیا ہے جو جانور کے منافع اور خوبصورتی میں رکاوٹ بنتا ہو چنانچہ سینگ جانور کا ایسا جز نہیں جس کے نہ ہونے کی وجہ سے جانور کے منافع یا خوبصورتی میں فرق آتا ہو لہٰذا اس قسم کے جانور کی قربانی میں شرعاً کوئی حرج نہیں بشرطیکہ سینگ دماغ کی ہڈی تک نہ ٹوٹا ہو۔

لماقال العلامة ابن عابدينؒ :(قوله ويضحى بالجماء)هى التى لاقرن لها خلقاء وكذاالعظماء التى ذهب قرنهابالكسراء الى المخ لم يجز (ردالمحتار

ج٦ ص ٣٢٣ کتاب الاضحیة)

قال العلامة ابوبکرالکاسانیؒ: وتجزی الجماء وھی التی لاقرن لھاخلقة وکذامکسورة القرن...... فان بلغ الکسرالمشاش لاتجزیه المشاش رؤس العظام (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج٥ص ٧٦ کتاب الاضحیة) ومثله فی الھدایة ج٤ ص ٤٤٦ کتاب الاضحیة (فتاویٰ حقانیه ج٦ ص٤٧٨)

بانجھ جانور کی قربانی کے جواز کے دلائل

سوال...... جو جانور ابتداء ہی سے بانجھ ہو اس کی قربانی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم کہتے ہیں کہ جائز نہیں؟

جواب...... بانجھ جانور کی قربانی کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا جزئیہ نظر سے گذرا بلکہ وجوہ ذیل کی بنا پر اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ بانجھ جانور کے گوشت میں کوئی نقص نہیں ہوتا بلکہ نسبتاً اس کا گوشت بہتر ہوتا ہے اس لئے اس کی قربانی افضل ہونا چاہئے کماقالوا فی الخصی

۲۔ خصی جانور کی قوت تولید بالکل ختم ہونے کے باوجود اس کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے قیاساً علیہ بانجھ کی قربانی بھی جائز بلکہ افضل ہونا چاہئے دونوں میں عدم قوت تولید کا عیب موجود ہے۔

۳۔ کبرسنی کی وجہ سے قوت تولید نہ رہی تو اس کی قربانی جائز ہے۔

۴۔ خنثیٰ کی قربانی کے عدم جواز کی وجہ حضرات فقہاءؒ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کا گوشت گلتا نہیں اس سے ثابت ہوا کہ اگر گوشت نہ گلنے کا عیب نہ ہوتا تو خنثیٰ کی قربانی جائز ہوتی اور خنثیٰ کی بہ نسبت بانجھ پن اھون ہے اس لئے اس کی قربانی بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔

۵۔ اصل اباحت ہے لہٰذا جب تک عدم جواز کا کوئی صریح جزئیہ نہ ملے اباحت کا حکم لگایا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۷ ج ۷)

رسولی والے جانور کی قربانی کا حکم

سوال...... ایک گائے کو ٹیومر رسولی ہے یہ گردن، سر یا بدن کے کسی بھی حصے پر ہوسکتی ہے اس سے گائے کے عمل اور دودھ وغیرہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ تاجروں کے ہاں اس کی قیمت کم ہوجاتی ہے کیا ایسی گائے کی قربانی جائز ہے؟

جواب......اگر اس سے گائے کی صحت متاثر نہیں ہوتی تو جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور اگر اس کی وجہ سے گائے کمزور اور لاغر ہوگئی ہے تو جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۱۷ ج ۷)

خنثیٰ بکری کے متعلق ایک تحقیق

سوال......فی العالمگیریة لایجوز التضحیة بالشاة الخنثیٰ لان لحمهالاینطبخ اه وفی الدرالمختار ولا بالخنثیٰ لان لحمهالاینفج اه یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے اتفاقاً خنثیٰ بکرے کی قربانی کر لی اور وہ علت عدم جواز کی نہیں پائی گئی یعنی گوشت اچھی طرح پک گیا تو قربانی جائز ہوگئی یا نہیں؟

خنثیٰ سے مطلق خنثیٰ مراد ہے یا خنثیٰ مشکل؟

جواب......دُرمختار کے قول مذکور کے تحت میں صاحب ردالمحتار نے کہا ہے وبهذا التعليل اندفع مااورده ابن وهبان من انهالا تخلواماان تكون ذكراً اوانثى وعلى كل تجوزاه اس تقریر سے دو امر مستفاد ہوئے ایک یہ کہ لان لحمها الخ علت ہے حکمت نہیں اور ظاہر ہے کہ علت کے ارتفاع سے حکم مرتفع ہو جاتا ہے پس جب گوشت اچھی طرح پک گیا تو قربانی کو صحیح کہا جائیگا۔ دوسرا یہ امر مستفاد ہوا کہ خنثیٰ سے مراد خنثیٰ مشکل ہے مطلق خنثیٰ نہیں ورنہ ظاہر ہے کہ غیر مشکل کا ذکر یا انثی ہونا متعین ہے اس تقریر سے سوال کی دونوں جزو کا جواب ہوگیا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۷۱ ج ۳)

خنثیٰ مشکل جانور کی قربانی کا مسئلہ

سوال......جناب مفتی صاحب! خنثیٰ مشکل جانور کی قربانی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب......جس جانور کے نر یا مادہ ہونے کی تمیز مشکل ہو اور دونوں کی علامات موجود ہوں تو چونکہ ایسے جانور کے گوشت کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے اس لئے ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

قال العلامة علاؤ الدين الحصكفیؒ :ولا بالخنثى لان لحمها لاينضج (الدرالمختار على صدرردالمحتار ج۶ ص ۳۲۵ كتاب الاضحية) لماذكرفى الهندية: لاتجوز التضحية بالشاة الخنثى لان لحمها لاينضج (الفتاوى الهندية ج۵ ص ۲۹۹ الباب الخامس فى محل اقامة الواجب (فتاویٰ حقانیه ج۶ ص ۴۷۹)

حیوان خصی کی سب قسموں کی قربانی جائز ہے

سوال......خصی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک کے خصیے مل دیتے ہیں دوسرے کے چڑھا

دیتے ہیں اور تیسرے کے نکال دیتے ہیں ان تینوں میں سے کون درست ہے؟

جواب...... تینوں درست ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص۵۴۹ ج۳)

کانجی ہاؤس سے جانور خرید کر قربانی کرنا

سوال...... نیلام کانجی ہاؤس سے کوئی جانور خریدنا اور اس کی قربانی کرنا اور جانوروں کو کانجی ہاؤس میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر اہل حرب ہمارے اموال پر غلبہ کرلیں اور ان کو بہ حفاظت اپنے ملک میں لے جائیں تو وہ اسکے مالک ہو جائیں گے اور کانجی ہاؤس کا عملہ مستولین (حکومت) کے نائب ہیں پس اس استیلاء سے تملیکاً وہ جانور ملک سرکاری ہو جائے گا لہٰذا بیع کے وقت اس کو خریدنا جائز ہے اور جب یہ بیع صحیح سے ملک میں داخل ہو گیا قربانی بھی اس کی درست ہے البتہ عرفاً بدنامی کا موجب ہے اس لئے بلاضرورت بدنام ہونا بالخصوص مقتدا کے لئے زیبا نہیں۔

اور کانجی ہاؤس میں داخل کرنا اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی جانور کھیت میں خود گھس گیا ہے اس کا داخل کرنا تو بالکل جائز نہیں کیونکہ اس میں مالک پر ضمان نہیں تو اس سے کچھ لینا یا لینے میں اعانت کرنا ظلم ہے اور اگر کسی نے قصداً جانور کو کھیت وغیرہ میں داخل کر دیا ہے اس پر بہ قدر اتلاف ضمان ہے اس مقدار تک اگر کانجی ہاؤس میں یا ویسے ہی اس سے وصول کیا ہے تو جائز ہے اور اس سے زائد بطور جرمانے کے ناجائز ہے کیونکہ یہ تعزیر بالمال ہے جو حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۵۴۱ ج۳)

مال غیر سے پالے ہوئے جانور کی قربانی

سوال...... زید نے ایک گائے خرید کر بازار میں چھوڑ دی یہ گائے دوسروں کا مال کھاتی پھرتی ہے اور نقصان کرتی ہے کیا ایسے جانور کو مالک سے خرید کر قربانی کرنا جائز ہے؟

جواب...... گائے میں کسی قسم کی قباحت نہیں لہٰذا اس گائے کی قربانی جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص۵۰۹ ج۷)

قربانی کا جانور بدلنا

سوال...... کسی نے قربانی کی غرض سے بکرا پالا یا خریدا اس کو تبدیل کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... بکرا گھر کا پالتو ہو یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی ہو تو اس کا بدلنا بہر حال جائز ہے اور قربانی کی نیت سے خریدا ہو تو اس میں تین روایات ہیں۔

۱۔غنی اور فقیر دونوں کے لئے موجب نہیں لہٰذا دونوں کے لئے بدلنا جائز ہے۔

۲۔دونوں کے لئے موجب ہے غنی پر بقدر مالیت' اور فقیر پر اسی جانور کی قربانی واجب ہے اس روایت کے مطابق غنی کے بدلنے میں اقوال مختلف ہیں۔اعدل الاقاویل یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اضحیہ ذبح کرنے کے بعد پہلی کا ترک بلاکراہت جائز ہے اس سے پہلے تبدیلی خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی ہے دونوں صورتوں میں ادنیٰ سے تبدیل کیا تو افضل واجب التصدق ہے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بعض عبارات میں **اقامة غیرھامقامھا** سے ذبح ثانیہ مراد ہے **ھکذاافادملک العلماء الامام الکاسانی** رحمہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں قول ظاہر الروایت ہیں پہلا قول اوسع' ایسر' اور قاعدہ **ان النذر لاینعقدبدون الایجاب باللسان** کے زیادہ موافق ہے اور دوسرا قول احوط' اشہر اور قاعدہ **"الاحتیاط فی باب العبادات واجب"** کے زیادہ موافق ہے۔

۳۔غنی کے لئے موجب نہیں فقیر کے لئے موجب ہے۔(احسن الفتاویٰ ص ۴۸۸ ج ۷)

جس جانور سے بدفعلی کی گئی ہو اس کی قربانی کرنا

سوال......ایک شخص نے جانور کے ساتھ صحبت کی تو اس جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب......ایسے جانور کا گوشت کھانا مکروہ ہے لہٰذا اس کی قربانی بھی مکروہ ہوگی بہتر یہ ہے کہ ایسے جانور کو مالک ذبح کر کے جلادے تاکہ چرچا ختم ہو جائے ورنہ جب بھی لوگ دیکھیں گے بات یاد آجائے گی۔(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۷ ج ۳)

جس جانور کے پیدائشی سینگ' کان' دم نہ ہوں

سوال......جس جانور کے پیدائشی نہ سینگ ہوں' نہ کان' نہ دم تو اسکی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب......جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اسی طرح اس کے سینگ جڑ سے اکھڑے ہوئے نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے اور جس کے پیدائشی دونوں کان یا دم نہ ہو یا ایک کان ہو اس کی قربانی درست نہیں اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ ج ۳)

قربانی کے جانور کے کسی عضو میں زخم ہو کر کیڑے پڑ جائیں تو اس جانور کو قربانی میں ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو گائے یا بچھڑا وغیرہ قربانی کے واسطے خریدا جائے اور اس کے کسی عضو میں زخم ہو کر کیڑے پڑ جائیں مگر۔ لیسے

تندرست ہو تو وہ قربانی ہو سکتا ہے یا نہیں اور موضع کھاری قصبہ جہالو سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ہم ہمیشہ جہالو جا کر قربانی کرتے ہیں مگر شام ہو جاتی ہے اور کہاری میں ہوتی نہیں بہت ہندو لوگ رہتے ہیں اگر ہم لوگ صبح کے وقت جہالو جا کر قربانی کرلیا کریں تو درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر جلدی روانہ کریں۔

جواب...... اگر کیڑوں کی وجہ سے اس قدر دبلی ہو جائے کہ اس کی ہڈی میں مغز نہ رہے جب تو اس کی قربانی جائز نہیں ورنہ جائز ہے قیاساً علی الجرباء وقال فیه صاحب الدر المختار (والجرباء السمینة) فلومهزولة لم یجزلان الجرباء فی اللحم نقص وقال الشامی قال فی الخانیة وتجوزبالثولاء والجرباء السمینتین فلو مهزولتین لاتنقی لایجوز اذا ذهب مخ عظمها فان کانت مهزولة فیها بعض الشحم جاز یروی ذلک عن محمد' وقوله لاتنقی ماخوذ من النقی بکسر النون واسکان القاف هوالمخ ای لامخ لهاوهذایکون من شدة الهزال فتنبه قال القهستانی: واعلم ان الکل لایخلوعن عیب والمستحب ان یکون سلیماً عن العیوب الظاهرة فماجوز ههناجوزمع الکراهة کمافی المضمرات

البتہ اگر کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا مثلاً پاؤں میں کیڑے ہو گئے اور وہ چل نہیں سکتی تو قربانی جائز نہ ہونا ظاہر ہے۔ اگر گاؤں کا باشندہ قصبہ میں قربانی کرے تو اس کو بھی نماز کے قبل قربانی جائز نہیں ہے (والمعتبر مکان الاضحیة الخ)فلو کانت فی السوادوالمضحی فی المصر جازت قبل الصلوٰة وفی العکس م تجز' قهستانی (شامی ج۵'ص ۳۱۱) (امدادالاحکام ج۴ ص ۲۵۰)

داغ دیئے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم

سوال...... داغ دیئے ہوئے جانور کی قربانی صحیح ہے یا نہیں؟ داغ صحت کے لئے دیا جاتا ہے اس سے گوشت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

جواب...... داغ دیئے ہوئے جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ ج ۳)

دم بریدہ جانور کی قربانی صحیح ہے یا نہیں؟

سوال...... افریقہ میں بھیڑ دم بریدہ ہوتے ہیں دم بریدہ جانور خوبصورت اور تندرست وتازہ معلوم ہوتے ہیں دم کاٹنے سے عیب دار نہیں ہوئے اس کی دم تقریباً اٹھارہ انچ لمبی ہوتی ہے

یہ جب پاخانہ کرتا ہے تو دم کے ساتھ پاخانہ لگ جاتا ہے جس پر مکھیاں انڈے دیتی ہیں اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں ان کیڑوں کی وجہ سے جانور بجائے صحت مند ہونے کے دبلے ہو جاتے ہیں اس لئے تین ماہ کے بچے کی دم کاٹ دی جاتی ہے تو کیا ایسے جانور کی قربانی صحیح ہے؟

جواب...... تہائی حصے کی مقدار یا اس سے زیادہ دم بریدہ بھیڑ وغیرہ کی قربانی درست نہیں خصی جانور کی قربانی منصوص اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہے اس پر دم بریدہ کو قیاس نہیں کر سکتے دم بریدہ جانور کی قربانی اس لئے جائز نہیں کہ دم ایک کامل عضو ہے یہ بے کار نہیں بلکہ کام کی چیز ہے کھا سکتے ہیں دم ایک کامل مقصود عضو ہے جس بنا پر وہ کان کی طرح ہے کان اور دم بریدہ جانور عیب دار ہے چاہے بعض کے نزدیک خوبصورت ہو۔ جیسا کہ ڈاڑھی منڈانے میں بعض لوگوں کو خوبصورتی معلوم ہوتی ہے جب دم کٹے جانوروں کو رد کر دیا جائے گا اور دم والے جانور کی قیمت زیادہ دی جائے گی تو مالک از خود دم نہ کاٹے گا مزید ایں کہ تم خود پال سکتے ہو علاوہ ازیں بکرے گائے، بھینس اونٹ وغیرہ جس کی دم نہ کٹی ہو ان جانوروں کی قربانی بھی کی جا سکتی ہے ایک قول کے مطابق دم آدھی سے کم کٹی ہو اس کی قربانی درست ہے لہٰذا جہاں کامل دم والے یا تہائی حصے سے کم دم بریدہ جانور نہ ملیں وہاں اس قول کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۲ ج ۳)

قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹ جانے کا حکم

سوال...... فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۸۳ میں لکھا ہے اگر سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں سینگ کے جڑ سے اکھڑنے کا کیا مطلب ہے؟ بعض کتابوں میں دیکھا کہ جس جانور کے سینگ کا خول پورا نکل گیا ہو اور سینگ کے اندر کا گودا خول نکل جانے کے بعد ایک انچ بھی ٹوٹ جائے تو اس جانور کی قربانی درست نہیں" اس سے معلوم ہوا کہ سینگ کے اندر کا گودا سینگ کی جڑ ہے آپ وضاحت فرمائیں کہ جڑ سے کیا مراد ہے؟ اور کس قسم کی شکستگی مانع جواز ہے؟

جواب...... جس جانور کے سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں یا اوپر کا خول اُتر گیا ہو اس کی قربانی درست ہے البتہ سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں یا اکھڑ گئے ہوں یا چوٹ کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے پس مانع جواز وہ ہے جو اتنا ٹوٹ گیا ہو کہ مشاش تک پہنچ گیا ہو اور مشاش ہڈیوں کے سرے کو کہتے ہیں جیسے گھٹنے اور کہنیوں کے جوڑ اس سے کم شکستگی مانع جواز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۱ ج ۶)

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے عدم جواز سے متعلق حدیث کا جواب

سوال...... ایک عالم دین کہتے ہیں کہ جس جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں خواہ جڑ سے ٹوٹا ہوئیا اوپر سے ٹوٹا ہوٗاس لئے کہ حدیث میں مطلقاً ممانعت ہے

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یضحیٰ باعضب القرن والاذن اور کتب فقہ میں جو لکھا ہے کہ جڑ سے ٹوٹ جائے تو قربانی صحیح نہیں درمیان سے ٹوٹ جائے تو صحیح ہے اس کی کوئی اصل نہیں کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

جواب...... عن حجیۃ بن عدی قال اتیٰ رجل علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسالہ عن المکسورۃ القرن فقال لایضرک (شرح معانی الآثار) ص ۲۴۷ ج ۲

اس حدیث میں خود حدیث منع کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواز کا فتویٰ منقول ہے نیز حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت سعید بن المسیب اور حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کا فتویٰ بھی اسی کے مطابق ہے (اعلاء السنن ص ۲۰۵ ج ۱۷) حدیث منع کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

۲۔ منع کی روایت خلاف اولیٰ پر محمول ہے۔

۳۔ ممانعت ایسے جانور سے ہے جسکا سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹا ہوا ہو۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۲ ج ۷)

چوری کے جانور کی قربانی جائز نہیں

سوال...... زید نے عمرو کی ایک گائے چوری کی اور اس کو قربانی کے لئے ذبح کر دیا تو زید کی قربانی ہوئی یا نہیں؟

جواب...... زید کی قربانی ادا نہیں ہوئی کیونکہ وہ گائے کا مالک نہیں البتہ ذبیحہ حلال ہے اسکے باوجود مالک کی اجازت حاصل کئے بغیر اسکے گوشت کا استعمال جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۵ ج ۷)

لنگڑے جانور کی قربانی

سوال...... زید نے ایک جانور خریدا بعد میں وہ لنگڑا نے لگا ٹانگ ٹوٹنے کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ امیر و غریب کا کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر اس پر کچھ سہارا لے کر چل سکتا ہے تو قربانی جائز ہے ورنہ نہیں جو شخص بقدر نصاب مالک نہ ہو اس کیلئے بہر حال اسکی قربانی جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۵ ج ۷)

جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو دوسری قربانی کا حکم

سوال...... زید نے قربانی کا جانور خریدا یہ مر گیا یا گم ہو گیا تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پہلے جانور کی قیمت کے برابری کا ہونا ضروری ہے یا کم قیمت کا بھی کافی ہے؟ ایک عالم دین کہتے ہیں کہ قیمت میں برابر ضروری ہیں دلیل میں درمختار کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں وکذاالثانیة لوقیمتها کالاولی اواکثروان قل ضمن الزائد ویتصدق به بلافرق بین غنی وفقیر' کیا ان کا استدلال صحیح ہے؟

جواب...... غنی پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے قیمت میں برابری ضروری نہیں فقیر پر کچھ واجب نہیں۔ عبارت مذکورہ فی السوال سے استدلال درست نہیں اس لئے کہ یہ اس صورت سے متعلق ہے کہ پہلا جانور ایام نحر میں مل گیا ہو علاوہ ازیں بلافرق بین غنی وفقیر کو علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مرجوح قرار دیا ہے راجح یہ ہے کہ فقیر پر دونوں کا ذبح کرنا واجب ہے' فقیر پر وجوب کے یہ دونوں قول اس روایت پر مبنی ہیں جس میں فقیر کے قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کو واجب ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے دوسری روایت عدم وجوب کی ہے یہ دونوں روایتیں ظاہر الروایۃ ہیں وجوب کی روایت احوط اور اشہر ہے عدم وجوب کی روایت اوسع اور ایسر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۴ ج ۷)

مرغی کی قربانی جائز نہیں

سوال...... ایک شخص کہتا ہے کہ قربانی کی نیت سے اگر مرغی ذبح کر دی جائے تو واجب قربانی ادا ہو جائے گی اور استدلال میں تجہیر الی الجمعہ پر ثواب والی حدیث پیش کرتا ہے

جواب...... مرغی ذبح کرنے سے واجب قربانی ادا نہیں ہو گی جس شخص پر قربانی واجب نہیں وہ اگر قربانی کی نیت سے مرغی ذبح کرے تو بھی مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث تجہیر والی الجمعہ کو دلیل میں لانا دو وجہ سے صحیح نہیں۔

۱۔ حدیث سے مقصود اجر کی مقدار بیان کرنا ہے نہ کہ جواز اضحیہ

۲۔ اگر متعین حیوانات کے سوا کسی اور جانور مرغ' چڑیا وغیرہ کی قربانی جائز ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ (زمانہ فقر میں) کبھی تو اس پر عمل کرتے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۸۵ ج ۷)

چرائی پر دیئے ہوئے بکرے کی قربانی کرنا

سوال.....نصف حصہ شرکت پر دیئے ہوئے بکرے کو مالک یا چرائی پر رکھنے والا آپس میں ایک دوسرے کو نصف قیمت دے کر قربانی کرے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب.....اس طرح چرائی پر دینا جائز نہیں ہے بہر حال اگر معاملہ کرلیا گیا تھا تو اب یہ ہے کہ اگر مالک قربانی کرے تو درست ہے کیونکہ وہ بکرے کا مالک ہے اس کو چرائی کی قیمت دینی ہو گی لیکن اگر چرانے والا قربانی کرے تو درست نہیں کیونکہ وہ پہلے سے مالک نہیں ہے اور اب اگر نصف قیمت دیتا بھی ہے تو نصف قیمت دے کر پورے بکرے کا مالک نہیں بن سکتا تو غیر مملوک کی قربانی کرتا ہے یہ جائز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۹ ج ۳)

سوال مثل بالا

سوال.....میری گھاس کی زمین پر چرواہا بکریاں چراتا ہے اس کے عوض میں سالانہ ایک بکرا دیتا ہے اس کی قربانی کی جائے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب.....گھاس اگر خودرو ہے یعنی آپ نے نہیں لگائی اور نہ آپ نے اسکی حفاظت کا انتظام کیا ہے تو مباح عام ہے جو اسکو کاٹ لے گا اس کی مان لی جائیگی اسکی قیمت آپ نہیں لے سکتے لہٰذا اسکے عوض میں یہ بکرا لینا بھی درست نہیں ہے اس لئے اسکی قربانی بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۹ ج ۳)

قربانی کی نیت سے بکری چھوڑ رکھی تھی وہ حاملہ ہوگئی تو اس کی قربانی میں کوئی قباحت نہیں

سوال.....عرض یہ ہے کہ ایک بکری اپنی خوشی سے اس نیت سے چھوڑ رکھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام قربان کردوں گا وہ گابھن ہوگئی اور غالباً بقرعید سے ایک دو روز پہلے یا اسی روز بیا ئیگی اس کی قربانی میں بوجہ بچہ کے قباحت تو نہیں اور بچہ بھی قربانی کردیا جائے یا نہیں جو شرعاً حکم ہو جلد جواب سے مشرف فرمادیں چونکہ بقرعید آگئی ہے۔

جواب.....اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس بکری کی جگہ دوسری کر سکتا ہے اگر صاحب نصاب نہیں تو اس کی قربانی واجب نہیں اور حاملہ کی قربانی میں کچھ حرج نہیں اگر ساتھ بچہ زندہ نکل آئے تو اس کو بھی ساتھ میں قربانی کر دینا چاہئے غنی اور فقیر میں یہ فرق جب ہے کہ بکری اسی نیت سے خرید کر چھوڑی ہو اور اگر خریدی نہیں بلکہ گھر میں پیدا ہوئی تھی یا کسی اور طرح مل گئی تھی

یا خریدی ہے مگر نیت بعد میں ہوئی ہے تو پھر فقیر کا بھی وہی حکم ہے جو غنی کا مذکور ہوا ہے۔

قال الشامی تحت قوله(شراها لها) فلو کانت فی ملکه فنوی ان یضحی بها او اشتراها ولم ینوالا ضحیة وقت الشراء ثم نوی بعدذلک لایجب لأن النیة لم تقارن الشراء فلاتعتبر(بدائع) وقال الشامی: تحت قوله(قبل الذبح) فان خرج من بطنها حیاً فالعامة علی انه یفعل به مایفعل بالام الخ (ج۵ ص۳۱۳ وص۳۱۵) (امدادالاحکام ج۴ ص ۲۳۰)

جس جانور کے کان پیدائشی چھوٹے ہوں اس کی قربانی کرنا

سوال......ایک بکرے کے کان پیدائشی بہت چھوٹے ہوں تو اسکی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب......جس جانور کے کان پیدائشی چھوٹے ہوں اس کی قربانی جائز ہے ہاں جس جانور کے پیدائشی دونوں کان نہ ہوں یا ایک ہی کان ہو یا ایک کان یا دونوں کان مکمل کٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۷ ج ۶)

لون سے خریدی ہوئی بھینس کے بچے کی قربانی

سوال......احقر نے چند سال پہلے ایک بھینس لون سے خریدی تھی اس وقت مجھے علم نہیں تھا کہ اس میں سرکار کو سود دینا پڑتا ہے اب اس بھینس کا ایک بچہ ہے میں اس کو قربانی کر سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب......جس بھینس کے بچے کے بارے میں آپ نے پوچھا ہے اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۳ ج ۶)

قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا

سوال......قربانی کے جانور سے کسی امیر یا غریب کو فائدہ اٹھانا کیسا ہے؟

جواب......قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا مکروہ ہے اور بہ قول صحیح مال دار اور غریب اس حکم میں مساوی ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۸ ج ۶)

اللہ واسطے چھوڑے ہوئے بکرے کی قربانی کرنا

سوال......زید نے ایک بکرا اللہ واسطے چھوڑ رکھا ہے بعد ازاں زید کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اب زید اس بکرے کو عقیقے میں ذبح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ بکرا تو مستقل طور پر نذر ہو گیا اس کو عقیقے میں یا اپنی واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق قربان کرنا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص ۲۰۲ ج ۸)

دُنبہ وغیرہ پورے گھر کی طرف سے کافی نہ ہوگا

سوال...... بکرا' مینڈھا' دنبہ میں سے کسی ایک کی قربانی بھی گھر بھر کی طرف سے کافی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھیڑ کی قربانی کرتے وقت فرمایا **بسم الله اللهم تقبل من محمد وال محمد ومن اُمة محمد**" نیز ابن ماجہ میں ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ دو مینڈھے قربانی میں دیتے ایک اُمت کی طرف سے دوسرا اپنی اور اہل بیت کی طرف سے' یہی عمل صحابہ کا تھا۔ ان احادیث کے پیش نظر ایک دنبہ' بکرا' بھیڑ' گھر بھر کی طرف سے کافی ہے اگر چہ کتنے ہی افراد ہوں۔

جواب...... قربانی صاحب نصاب پر واجب ہے دلیل حدیث ابن ماجہ ہے **قال من كان له وسعة ولم يضح فلايقربن مصلانا**

یعنی جسکو وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلے (عیدگاہ) کے قریب نہ آئے اور ظاہر ہے کہ صاحب نصاب ذی وسعت ہے پس اگر ایک گھر میں دو شخص صاحب نصاب ہوں تو دونوں پر قربانی واجب ہوگی ایک ہو تو ایک پر' ہر فرض کی عبادت کی طرح اس کا بھی حال ہے چار رکعت فرض ظہر ادا کرنا ہر انسان پر فرض ہے پھر اسے اختیار ہے کہ چار رکعتیں مزید نفل پڑھ کر اسکے ثواب میں اپنے گھر والوں کو خاندان والوں کو شریک کر لے اسی طرح قربانی واجب ادا کر کے اسے حق ہے کہ مزید ایک نفلی قربانی کر کے اسکے ثواب میں سب گھر والوں کو بلکہ تمام امت کو شریک کر لے آنحضرت کی قربانی تمام اہل بیت یا آل محمدؐ یا اُمت محمدؐ کی طرف سے اسی پر محمول ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۷۹ ج ۸)

قربانی کا جانور بیمار یا عیب دار ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال...... ایک شخص نے قربانی کے واسطے دنبہ خریدا پھر وہ بیمار ہو گیا پس اس شخص نے اس کو قبل ایام نحر ذبح کر لیا کہ اس کی جگہ دوسرا ذبح کرلوں گا تو اس کا گوشت مالک کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر غنی نے دنبہ اس نیت سے خریدا کہ ایام نحر میں اس کو قربانی واجب میں ذبح کروں گا تو یہ دنبہ اس کے حق میں ایسا متعین نہیں ہو جاتا کہ اسی کو ذبح کرنا واجب ہو اور دوسرا جانور ذبح کرنا کافی نہ ہو ہاں اتنی تعیین ہو جاتی ہے کہ بلا ضرورت اس کو بدلنا مکروہ ہے اور اگر کسی ضرورت سے تبدیلی کی جائے مثلاً دنبہ ایسا عیب دار ہو جائے کہ اس کی قربانی جائز نہ ہو یا ہلاک ہی ہو جائے تو یہ تبدیلی واجب ہے یعنی غنی پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس دنبہ کی جگہ دوسرا صحیح جانور قربان کرے اور

اس عیب دار کو جو چاہے کرے یعنی رکھے یا فروخت کر دے ذبح کر کے کھالے یا گوشت فروخت کر دے اور اگر عیب دار تو نہیں ہوا نہ ہلاک ہوا بلکہ بیمار ہو گیا اور اس کے تلف ہو جانے کا خوف ہو گیا اور مالک غنی نے بھی نیت بدل لی کہ اس کی جگہ دوسرا جانور قربانی کروں گا تو یہ دنبہ جو ایام قربانی سے پہلے ذبح کیا گیا اس کی ملک سے جو چاہے کرے۔ ہندیہ کی عبارت **کمالا یحل الانتفاع بلحمها اذاذبحها قبل وقتها** اور شامی کی عبارت **فلایحل له الانتفاع بها مادامت متعينة ولهذا لايحل له لحمها قبل وقتها** سے ان صورتوں کا حکم مراد ہے کہ یہ جانور قربانی کے لئے متعین رہے یعنی عیب دار نہ ہو جائے ہلاک کے قریب نہ ہو جائے اور تبدیلی کی کوئی وجہ معقول پیدا نہ ہو یا اس کی جگہ دوسرا جانور متعین نہ کر دیا جائے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۹۵)

ہرن اور نیل گائے کی قربانی کا حکم

سوال...... کیا ہرن اور نیل گائے کی قربانی جائز ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے؟

جواب...... ہرن اور نیل گائے کی قربانی درست نہیں قربانی کے لئے جانوروں کی تعیین شرعی سماعی ہے قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۹ ج ۸)

بھیڑ کی قربانی پر ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال...... ایک عالم فرماتے ہیں کہ بھیڑ کی قربانی ناجائز ہے جس کا ثبوت نص قطعی سے باعتبار لغت پیش کرتے ہیں آیت کریمہ **ومن الضان اثنين ومن المعز اثنين** ضان کے معنی بہ لحاظ لغت مالہ الیۃ (جس کو چکتی یعنی چوتڑ کا گوشت ہو) کے ہیں اور یہ بھیڑ میں مفقود ہے لہٰذا قربانی ناجائز۔

جواب...... لغت کی معتبر کتب اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضان کا لفظ عربی زبان میں اون والے جانور میں وہ خواہ بھیڑ ہو یا دنبہ عام ہے یعنی ذوات الالیہ ہو یا غیر نہایہ ابن اثیر اور اس کی تلخیص مصنفہ سیوطی میں ہے **ضان کمثل غنم ذات صوف عجاف ضوائن جمع ضائنة وهی الشاة من الغنم خلاف المعز** (نہایہ ص ۱۰ ج ۲) اسی طرح عام کتب لغت میں یہ الفاظ اس کی تفسیر میں منقول ہیں **ذوالصوف خلاف من الغنم جمعه ضان وضنين۔**

اس سے معلوم ہوا کہ بھیڑ جو عموماً ہمارے دیار میں پائی جاتی ہے یہ بھی ضان کے اندر داخل ہے اس لئے بلاشبہ اس کی قربانی جائز ہے اس کے مقابل جمہور اُمت کے خلاف ایک قول کا اختیار کرنا شرعاً معتبر نہیں اور جس کسی اہل لغت نے مالہ الیۃ سے تفسیر کر دی ہے وہ عرب میں اس کی کثرت کے لحاظ سے ایسا کیا ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۱)

جانور کے تھن خشک ہوں تو قربانی کا حکم

سوال...... ایک بھینس قربانی کے واسطے خریدی گئی اس کے تھنوں میں سے دو تین بالکل خشک ہیں اور تھنوں میں سے باقاعدہ دودھ آتا ہے اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اونٹ' گائے' بھینس کے اندر ایک تھن خشک ہو جانے پر تو قربانی جائز ہوتی ہے لیکن دو تھن خشک ہو جائیں یا کٹ جائیں تو قربانی جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۷ ج ۸)

گھوڑے اور مرغ کی قربانی کا حکم

سوال...... عیدالاضحیٰ کے موقع پر گھوڑے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ اور مرغ بھی قربانی میں ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... قربانی کے جانور اونٹ گائے' دنبہ بھیڑ' بکرا ہیں بھینس گائے کے حکم میں ہے گھوڑے اور مرغ کی قربانی نہیں ہوسکتی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً یا فعلاً گھوڑے (اور مرغ) کی قربانی کا کوئی ثبوت ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۹ ج ۸)

خنثیٰ اور خصی جانور کی قربانی کا حکم

سوال...... ایک راس بکرا' جو پیدائشی طور پر نہ بکرا ہے نہ بکری' شکل وصورت بکرے جیسی ہے عید قربان میں کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ راس جس کو لکھا گیا ہے کہ نہ بکرا ہے نہ بکری اگر خنثیٰ ہے یعنی بکری جیسی علامتیں بھی اس میں موجود ہیں اور بکرے جیسی بھی تو قربانی جائز نہیں اور اگر اس سے مراد خصی ہے تو بلاشبہ جائز ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۱)

قربانی کیلئے بکری اور دُنبے کی عمر کتنی معتبر ہے؟

سوال...... بکری چھ ماہ کی اگر توانا اور فربہ ہو تو قربانی اس کی درست ہے یا نہیں؟ جیسا کہ بھیڑ اور دنبہ درست ہے۔

جواب...... بکری چھ مہینے کی درست نہیں اور دنبہ چھ مہینے کا اگر فربہ ہو درست ہے یہی مذہب حنفیہ بلکہ جمہور علماء کا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۶۶)

ہدیہ کی بکری کو قربانی میں ذبح کرنا

سوال...... ہدیہ میں ملی ہوئی بکری کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے بلکہ کتب صحاح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ثابت ہے۔
(فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۰۴،۳۰)

گھر کے پرورده جانور کی قربانی کرنا

سوال..... اپنے گھر کی پرورده گائے، بکری، بھیڑ، اونٹ وغیرہ کی قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے بلکہ اگر وہ فربہ اور قیمتی ہو تو اولیٰ وافضل ہے **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان افضل الضحایا اغلاها واسمنها رواه احمد والحاکم**۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۷۴)

ایک فوطہ والے جانور کی قربانی

سوال..... ایک فوطہ والے جانور کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب..... اس کی بھی قربانی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۹ ج ۱۴)

سستی قیمت کا جانور قربان کرنا

سوال..... میں قربانی اپنے وطن میں اس وجہ سے کرتا ہوں کہ وہاں پر بکرے کی قربانی ہوتی ہے اور حصہ سستا پڑتا ہے تو اس طرح قربانی جائز ہے نہیں؟

جواب..... اس طرح قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۳ ج ۱۴)

حرام غذا والے جانور میں حصہ لیکر چھوڑنا

سوال..... ایک شخص اپنی گائے رات کو لوگوں کے کھیتوں میں چھوڑ آتا ہے جب وہ چھک جاتی ہے تو لے آتا ہے بعض لوگوں نے اس گائے میں قربانی کے حصے لئے تھے جب انکو اس قسم کا شبہ پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے حصے چھوڑ دیئے اور دوسرے لوگ اس میں شریک ہوگئے انکی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب..... اس شخص کا یہ فعل حرام ہے کہ وہ اپنی گائے دوسرے کے کھیت میں بلا اجازت چھوڑتا ہے لیکن اس سے وہ گائے حرام نہیں ہوئی اس کی قربانی درست ہے جن لوگوں نے حصے لے کر چھوڑ دیئے اگر ان پر قربانی واجب ہے تب تو دوسری گائے میں حصہ لے کر قربانی کرنے سے واجب ادا ہوگیا اگر ان پر قربانی واجب نہیں بلکہ ایام نحر میں نفلی حصے لئے تھے تو ان کو ان حصوں کا چھوڑنا درست نہیں بلکہ ان کے ذمہ واجب تھا کہ انہیں حصوں کی قربانی کرتے تاہم اگر چھوڑ کر دوسرے حصے لئے اور ان متروکہ حصوں کو دوسرے لوگوں نے خرید لیا تو ان دوسروں کی قربانی درست ہوگئی اور ان چھوڑنے والوں کے ذمے واجب ہے کہ ان متروکہ حصوں کی قیمت خیرات کردیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۶ ج ۸)

کان چرے ہوئے جانور کی قربانی کرنا

سوال......اگر قربانی کے جانور کے کان تو درست ہوں لیکن کان کو چیر کر دو حصے کر رکھے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب......درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۷ ج ۱۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانی کرنا

سوال......اگر کوئی شخص پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کرے تو یہ قربانی ہو جائے گی یا نہیں اور اس میں ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب......درست ہے اور اس میں ثواب بھی ہوتا ہے اور اسکے گوشت کا حکم اپنی قربانی کے گوشت جیسا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۸۹ کتاب قربانی اور عقیقہ کے مسائل (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۸۱)

قربانی کا جانور اور اس کے حصے

پوری گائے دو حصہ دار بھی کر سکتے ہیں

سوال......گائے دو حصہ دار بھی کر سکتے ہیں یا سات حصہ دار ہونا ضروری ہے؟

جواب......دو تین حصہ دار بھی کر سکتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک سے کم نہ ہو یعنی حصے پورے ہونے چاہئیں مثلاً ایک تین دوسرے کے چار یا ایک کا ایک دوسرے کا چھ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۹۴)

ایک جانور میں دو حصے رکھنا

سوال......دو بھائیوں نے مل کر قربانی کی تین حصے ایک بھائی نے رکھے تین دوسرے نے اور ایک حصہ اپنے والد کے لئے رکھا نصف کی قیمت ایک نے دی اور نصف کی دوسرے نے تو کیا والدین کی طرف سے اسی طرح قربانی صحیح ہے؟

جواب......گائے کے جتنے مالک ہوتے ہیں اس میں حصے بھی صرف اتنے ہی ہوتے ہیں صورت سوال میں مالک دو ہیں تو پوری گائے میں حصے بھی دو ہی ہیں دو سے زائد کوئی حصہ ہے ہی نہیں لہٰذا والدین کی طرف سے قربانی نہیں ہوئی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۸ ج ۷)

اونٹ وغیرہ میں دو کی شرکت کا حکم

سوال......اونٹ وغیرہ بڑے جانور میں بجائے سات حصوں کے دو حصے ہوں مثلاً میاں بیوی دونوں قربانی کریں تو ہر ایک کے حصے میں ساڑھے تین حصے ہوتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب......ہاں صحیح یہ ہے کہ اس کی گنجائش ہے کیونکہ دونوں میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۵ ج ۳)

ایک جانور میں چھ حصے کرنا

سوال......ایک جانور میں چھ حصے ہیں یا دو چار ہیں تو کیا یہ درست ہے کہ برابر کے حصے دار ہوں اور برابر گوشت تقسیم کرلیں؟

جواب......سات سے زیادہ حصہ دار نہیں ہوسکتے کم ہوسکتے ہیں بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو پس دو' تین' چار' پانچ' چھ شریک ہوسکتے ہیں اور سب برابر تقسیم کرسکتے ہیں۔
(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بڑے جانور میں ساتویں حصے سے کم کی شرکت کرنا

سوال......سات شخصوں نے مل کر قربانی کے لئے ایک گائے خریدی شرکاء میں سے کسی نے دو روپے دیئے اور کسی نے ساڑھے تین اور ہر شریک نے اپنے اپنے روپے کے مطابق گوشت تقسیم کرلیا لہٰذا شرعاً یہ قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب......گائے میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ان میں سے کسی کا حصہ ساتویں 1/7 سے کم نہ ہو پس صورت مسئولہ میں جب کہ شرکاء سات ہیں اور بعض نے دو روپے اور بعض نے تین ادا کئے تو یقیناً بعض شرکاء نے دو روپے سے کم بھی ادا کئے ہوں گے اور جب کہ بقدر روپے کے ہر شریک حصہ دار ہے تو بعض شرکاء کا حصہ ساتویں سے کم ہوگیا تو اس صورت میں کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوئی۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۳ ج ۸)

بکرا اُونٹ میں شرکت کی تفصیل

سوال......ایک بکرا یا بھیڑ وغیرہ ایک گھر کی طرف سے کافی ہے اگرچہ انکی تعداد زیادہ ہو؟ ابوداؤد۔

جواب......امام مالکؒ سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک بدنہ (اونٹ یا بکرا) کی قربانی ایک گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ وہ سات سے زیادہ ہوں اور دو گھر والوں کی طرف سے کافی نہیں

اگر چہ وہ سات سے کم ہوں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بدنہ دس اشخاص کی جانب سے بھی کافی ہے نیز چونکہ اونٹ قیمت میں گائے سے زیادہ ہے اور اسی وجہ سے باب زکوٰۃ میں اونٹ کو گائے پر فضیلت ہے اسی طرح قربانی میں بھی اس کو فضیلت ہوگی۔ یہ امام مالکؒ کا مسلک ہے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ احادیث جب مختلف ہوں تو احتیاط کو اختیار کرنا واجب ہے اور سات کی شرکت کا جواز بالاتفاق ثابت ہے اور زیادہ کے ثبوت میں اختلاف ہے پس متفق علیہ اور متیقین بات کو لے لینا قرین صحت ہے اور قیاس کا جواب یہ ہے کہ اضحیہ میں سات کی شرکت خلاف قیاس (یعنی وُدود نص کی وجہ سے) اور خلاف قیاس پر قیاس کرنا یہ مسلمات فقہیہ کے خلاف ہے پس اس کو اپنے مورد پر ہی رکھا جائے گا اور سات سے زائد کی شرکت صحیح نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۹ ج ۴)

مشترک خریدا ہوا بکرا قربانی کرنا

سوال...... بالفرض چند آدمیوں مثلاً ۶۔ ۸ نے مل کر ایک بکرا خریدا جس میں سب برابر کے شریک ہیں ایام النحر میں سب نے بالاتفاق اس بکرے کو منجانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک قربان کیا تو یہ قربانی صحیح اور درست ہوئی یا نہیں؟

جواب...... یہ درست نہیں ہوئی البتہ اگر کوئی ایک شخص پورا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرے تو صحیح ہوگا کیونکہ یہ نفلی قربانی برائے ایصال ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اصل قربانی تو قربانی کرنیوالے کی طرف سے ہے اور ظاہر ہے کہ قربانی کا ایک حصہ ایک ہی آدمی کی جانب سے ہوسکتا ہے جبکہ مذکورہ صورت ایک حصہ کئی آدمیوں کی جانب سے ہے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۱۹۴)

اونٹ میں سات اشخاص سے زیادہ کا شریک ہونا

سوال...... کیا اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں؟ اگر سات سے زیادہ شریک ہوگئے تو کیا ان کی قربانی صحیح ہوجائے گی؟

جواب...... گائے کی طرح اونٹ میں بھی زیادہ سے زیادہ سات شریک ہوسکتے ہیں سات سے زیادہ شریک ہوگئے تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۷ ج ۷)

اگر چودہ آدمی دو گایوں میں بلا تعیین کے شریک ہوں تو ان کی قربانی درست ہوگی یا نہیں

سوال...... اگر چودہ آدمی دو گایوں میں شریک ہو کر قربانی کریں کہ ہر ایک کا حصہ کسی خاص

گائے میں متعین نہ کیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ یہ گائے سات شخصوں کی ہے اور دوسری گائے دوسرے سات شخصوں کی ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ یہ دونوں گائیں مشترک طور پر چودہ شخصوں کی طرف سے ہیں تو اس طرح قربانی درست ہوگی یا نہیں۔ امر حضرۃ الشیخ دام مجدہ وعلاہ متحققیہ

جواب..... یہ صورت قیاساً تو جائز نہیں ہے ہاں استحساناً جائز ہے ولو اشترک سبعة فی سبع شیاه لایجزیهم قیاساً لان کل شاة بینهم علی سبعة اسهم وفی الاستحسان یجزیهم و کذاالثنان فی شاتین (ج۵، ص ۳۰۸) امدادالاحکام ج۴ ص ۲۷۳

اونٹ میں دس آدمیوں کی شرکت کا حکم

سوال..... زید نے ایک کتاب میں دیکھا کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں تو یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے یا احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا؟ یا کسی اور کا؟

جواب..... اونٹ میں بھی حنفیہ کے نزدیک سات ہی آدمی شریک ہوکر قربانی کر سکتے ہیں دس کی شرکت کی روایت کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ روایت میں تصریح نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ میں دس آدمیوں کی شرکت کی اجازت دی تھی نیز سات کی شرکت کی قربانی کا ہونا متفق علیہ ہے اور دس کی شرکت مختلف فیہ ہے تو متفق علیہ پر عمل احوط ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۸ ج ۸)

کسی ایک حصے دار کا الگ ہوجانا

سوال..... ایک گائے میں سات آدمی شریک ہوئے بعد میں ایک شخص نکل گیا اور وہ گائے قربانی کی گئی آیا وہ جائز ہوئی یا نہیں؟

جواب..... قربانی جائز ہوگئی ساتویں شریک کا نکل جانا کچھ مضر نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۱۸۴ ج ۸)

اگر سات شریکوں میں سے ایک نے بلا نکاح عورت گھر میں رکھی ہو تو کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک گائے قربانی کے لئے ہے جس میں سات افراد نے حصہ رکھا ہے اور ان حصہ داروں میں سے ایک شخص نے بغیر نکاح کے عورت بٹھا رکھی ہے اور اس میں سے اولاد حرام بھی ہے تو کیا ان سب کی قربانی جائز اور ادا ہوئی ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتی تو کیا یہ دوبارہ کریں یا نہ اور ایک مولوی جائز کرنے والا کیسا ہے اس کی امامت خطابت جائز ہے یا نہیں۔

جواب...... کسی عورت کے ساتھ حرام کاری اور زنا کرنا سخت گناہ ہے اور اسی طرح بغیر نکاح اسے گھر بٹھانا سخت ترین جرم ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے شخص کو حد لگائی جاتی سنگسار کیا جاتا درے مارے جاتے اور اب جبکہ ہم اس نعمت سے محروم ہیں کہ ہمارے ملک کے اندر حدود الٰہی قائم نہیں ہیں تو عام مسلمانوں اور رشتہ داروں کا فرض ہے کہ ایسے آدمی سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کریں اور بائیکاٹ کلی کر دیں یہاں تک کہ وہ تائب ہو کر وہ اس عورت کو علیحدہ کرنے پر مجبور ہو جائے قربانی میں اس آدمی کا حصہ رکھنا اچھا نہیں ہے کیونکہ اس کو تنبیہ نہیں ہو سکتی لیکن اس کے باوجود جبکہ اس کا حصہ رکھ لیا گیا ہو تو قربانی ادا ہو گئی اور خطیب صاحب کا حکم جواز قربانی بھی صحیح ہے اور اس کی خطابت وامامت بھی جائز ہے لیکن خطیب صاحب کو ازالہ منکر کے لئے بائیکاٹ کی طرف توجہ دلانا بھی لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۶۸)

قربانی کے بعد حصہ فروخت کرنا

سوال...... سات آدمیوں نے مل کر قربانی کی پھر ایک شخص نے دام لے کر اپنا حصہ بیچ دیا اس طرح قربانی ہو گئی؟

جواب...... اس طرح قربانی ادا نہیں ہوئی دام واپس کر دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۸ ج ۴)

قربانی کے جانور کے دودھ اور گوبر کا حکم

سوال...... قربانی کا جانور اگر دودھ دیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... مندرجہ ذیل صورتوں میں قربانی کے جانور کا دودھ استعمال میں لانا اور اس سے نفع حاصل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

۱۔ جانور گھر کا پالتو ہو' جانور خریدا ہو' مگر خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ کی ہو۔

۲۔ قربانی کی نیت سے خریدا ہو مگر اس کی گزر باہر چرنے پر نہ ہو بلکہ گھر میں چارہ کھاتا ہو

اگر قربانی کی نیت سے خریدا ہو اور باہر چر کر گزر کرتا ہو تو اس کے دودھ کے بارے میں اختلاف ہے جائز ہونے اور نہ ہونے کے دونوں قول ظاہر الروایۃ ہیں اول قول میں وسعت زیادہ ہے اور دوسرے میں شہرت واحتیاط اور ایک قول یہ ہے کہ غنی کے لئے جائز نہیں۔ قول عدم جواز کے مطابق اس کا دودھ استعمال کرنا مکروہ ہے اگر دودھ نکال لیا تو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے ایسے جانور کا دودھ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر خشک کر دینا چاہئے اگر خشک نہ ہو اور جانور کو تکلیف ہو تو

نکال کر صدقہ کر دیا جائے۔ قربانی کے جانور کے گوبر کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر جانور باہر چرنے پر گزر کرتا ہے تو گوبر کا استعمال میں لانا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۷۸ ج ۷)

قربانی کے جانور سے انتفاع کا حکم

سوال...... کیا قربانی کے جانور سے دودھ لینا یا سواری کے لئے استعمال کر کے انتفاع لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... قربانی کے جانور سے انتفاع لینا شرعاً درست نہیں بلکہ اس کے دودھ کو ٹھنڈے پانی سے خشک کیا جائے گا تاہم اگر دودھ یا بال وغیرہ اجزاء سے انتفاع لیا جائے تو بعینہ اس اجزاء کو یا اس کی قیمت کو فقراء میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔

لماقال العلامة ابن عابدينؒ :رقوله يكره الانتفاع بلبنها) فان كانت التضحية قربية ينضح ضرعهابالماء البارد الاحلبه وتصدق به (ردالمحتار ج٦ ص ٣٢٩ كتاب الاضحية. قال العلامة ابن البزاز الكردريؒ :ويكره حلبها وجزصوفها قبل الذبح وينتفع به فان فعله تصدق به...... وان فى ضرعها لبن يخاف عليه تضح ضرعها بالماء البارد اوفرجها بالماء البارد اذاقربت ايام النحروان بعدت يحلبها ويتصدق باللبن وما اصاب من اللبن تصدق بمثله اوقيمته و كذاالصوف (الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية ج٦ ص ٢٩٤ كتاب الاضحية السادس فى الانتفاع ومثله فى خلاصة الفتاوىٰ ج٤ ص ٣٢١ كتاب الاضحية فتاوىٰ حقانيه ج٦ ص ٤٧٣

گوشت فروخت کرنے کی نیت سے قربانی کرنا

سوال...... سات آدمیوں نے مل کر ایک جانور خریدا پھر معلوم ہوا ہو کہ ایک شخص کی نیت گوشت بیچنے کی ہے قربانی کی نیت نہیں اس سے دوسروں کی قربانی میں تو نقصان نہیں آئے گا؟

جواب...... اس کا حصہ کوئی اور قربانی والا خریدے اس کے بعد قربانی کی جائے ورنہ سب کی قربانی خراب ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۳ ج ۴)

قربانی کا گوشت اُجرت میں دینا جائز نہیں

سوال...... اگر قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اور صاف کرتے وقت کسی شخص سے مدد لی جائے اور

پھر اسکو گوشت یا جزاضحیہ حق الخدمت کے طور پر دیا جائے تو اس سے قربانی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب...... قربانی کی حقیقت محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے (اراقۃ الدم) خون بہانے تک محدود ہے تاہم ایسے مقدس فعل میں کسی قول یا خود غرضی کا شائبہ ہونا اسکے فلسفہ سے متصادم ہے اس لئے قربانی کے کسی جزو کو ذاتی مقاصد کیلئے فروخت کرنا یا کسی کو حق الخدمت میں دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

لماقال العلامة شمس الدين محمدبن عبدالله التمرتاشیؒ :(ولايعطى اجرالجزار منها) لانه كبيع (تنويرالابصارعلى صدرردالمحتار ج٦ ص٣٢٨ كتاب الاضحية قال العلامة علاؤالدين ابوبكرالكاسانیؒ :ولاان يعطى اجرالجزارو الذابح منها (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع ج٥ ص ٨١ كتاب الاضحية ومثله فى الاختيار لتعليل المختار ج٥ ص ١٩ كتاب الاضحية فتاویٰ حقانيه ج٦ ص٤٧٧.

شرکاء کی اجازت کے بغیر قربانی کا جانور بیچنا

سوال...... زید نے شرکت میں ایک جانور خریدا اور چھ شرکاء سے پیسے لے لئے مگر زید نے دیگر چھ شرکاء سے پیسے لے کر عید کے روز قربانی کر ڈالی خود بھی اس میں شامل رہا اب زید کہتا ہے کہ اپنا روپیہ لے لو اب سوال یہ ہے کہ شرکاء ثانی کی اس میں قربانی ہوئی یا نہیں؟ اور شرکاء اول کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب...... زید نے چھ آدمیوں سے روپیہ لے کر ان کی اجازت ورضا سے جانور خریدا تو اب ساتوں آدمی اس کے مالک ہو گئے شرعاً جائز نہیں کہ وہ ان چھ آدمیوں کے حصے کسی آدمی کے ہاتھ فروخت کرے لہٰذا زید نے جو دوسرے چھ آدمیوں کے ہاتھ حصے فروخت کئے ان کی بیع نافذ ولازم نہیں اور نہ وہ حصے ان کی ملک ہوئے جب زید نے قربانی کر دی تو وہ پہلے شرکاء کی طرف سے ادا ہوگئی دوسروں کی طرف سے نہیں زید نے جو پہلے چھ آدمیوں کے حصے کی قیمت واپس کی ہے اس کا لینا ان کے لئے درست نہیں وہ زید کو واپس کر دیں اور دوسرے چھ آدمیوں سے زید نے جو قیمت وصول کی ہے اس کا زید کو لینا درست نہیں زید وہ قیمت واپس کر دے اور ان کو چاہئے کہ قربانی کی قیمت صدقہ کر دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۲۴ ج۴)

قربانی کے جانور کی ہڈیاں بیچنا جائز نہیں

سوال...... قربانی کے گوشت کی ہڈیاں گوشت پکانے سے پہلے یا بعد میں فروخت کر کے رقم اپنے تصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... ایسا کرنا جائز نہیں اگر کسی نے ہڈیاں فروخت کر دیں تو اس رقم کا مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰۳ ج ۷)

قربانی کے جانور کو بیچ کر نفع حاصل کرنا

سوال...... زید نے قربانی کے لئے بکرا خریدا جتنے کا خریدا تھا اس سے زیادہ کا بیچ دیا پھر اور خریدا اس کو بھی نفع سے بیچ دیا کیا قربانی کے جانور کو بیچا جا سکتا ہے؟

جواب...... قربانی کے جانور کو فروخت نہیں کرنا چاہئے تھا اگر فروخت کر کے دوسرا کم قیمت کا خریدا تو جو نفع حاصل ہوا ہے اسے بھی خیرات کر دینا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص ۱۹۷ ج ۸)

قربانی نہ کر سکا تو یوم الادا کی قیمت کا صدقہ کرے

سوال...... کسی شخص نے ایام اضحیہ میں قربانی نہیں کی تو بعد میں جو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اس میں کون سی قیمت معتبر ہے؟ یوم الوجوب کی یا یوم الادا کی؟

جواب...... یوم الادا کی قیمت واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۲۳ ج ۷)

بلا عذر شرعی قربانی چھوڑ دینا

سوال...... قربانی واجب ہونے کے باوجود بلا عذر شرعی چھوڑ دی جائے اور قربانی کے ایام گزر جائیں تو پشیمانی کے احساس کے طور پر کیا کرنا چاہئے؟

جواب...... قربانی واجب شرعی ہے بلا عذر ترک کرنا موجب گناہ ہے تاہم قربانی کے دن گزرنے کے بعد اس کی قیمت ادا کرنا ضروری ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے قبول کر لے اور اگر کوئی قربانی کو اپنے اوپر خود واجب کر لے یا فقیر قربانی کے لئے جانور خرید دے تو اس صورت میں زندہ جانور کو صدقہ کر دینا ضروری ہے۔

لماقال العلامة برهان الدين المرغيناني ؒ :ولولم يضح حتى مضت ايام النحر ان كان واجب على نفسه اوكان فقيراً وقداشترى الاضحية تصدق به حية وان كان غنياً تصدق بقيمته شاة اشترى اولم يشترى لانها واجبة على الغنى وتجب على الفقير بالشراء بقيمة (الهداية ج ۴ ص ۴۴۴ كتاب الاضحية قال العلامة عبدالله بن مودودالموصلى :فان مضت ولم يذبح فان كان فقيراً وقداشترى تصدق بها حية وان كان غنياً

تصدق بثمنها اشتراها اولا (الاختیار لتعلیل المختار ج۵ ص۱۹ کتاب الاضحیة) ومثله فی الدرالمختار علی صدرردالمحتار ج۶ ص۳۲۰ کتاب الاضحیة فتاویٰ حقانیه ج۶ ص۴۷۲۔

جانور میں شرکت خریدنے سے پہلے ہو یا بعد میں؟

سوال...... قربانی گاؤ وغیرہ میں جو حصے دار شریک ہوتے ہیں یہ اشتراک خریدنے کے بعد ہونا چاہئے یا پہلے؟ اور اگر خریدنے کے بعد شریک ہوں تو قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب...... گائے میں شریک ہونے والے خریدنے سے پہلے شریک ہو جائیں اور پھر گائے خریدیں تو یہ احوط اور افضل ہے اور اسی صورت میں یہ حکم بھی ہے کہ خریدنے والا اس نیت سے خریدے کہ ایک حصہ یا دو حصے میں اپنی قربانی کے لئے رکھوں گا اور باقی حصوں میں دوسروں کو شریک کرلوں گا یہ بھی جائز ہے لیکن اگر اس نے بغیر کسی نیت کے خرید لی اور بعد میں دوسروں کو شریک کرلیا تو اس کے جواز میں اختلاف ہے لیکن راجح جواز ہے۔ (کفایت المفتی ۱۸۷ ج۸)

فقیر شریک کا قربانی سے پہلے مرجانا

سوال...... اگر ایسا شخص جس پر قربانی واجب نہ تھی گائے کی قربانی میں شریک تھا اگر وہ ذبیحہ سے پہلے مرجائے تو اس کے حصے میں کسی دوسرے شخص کو شریک کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب...... کرسکتے ہیں اسکے ورثہ میں سے وہ حصہ خرید لے اور شریک ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۲۷ ج۱۱)

مشترک طور پر بغیر تعیین کے قربانی کرنا

سوال...... زید و عمرو دو بھائی ہیں ان کا مال ایک جگہ جمع ہے یہ اس مال میں سے قربانی کرتے ہیں مگر حصہ مقرر نہیں کرتے صرف دو حصے ہوتے ہیں اور کبھی چار ہو جاتے ہیں ایک ماں کا' ایک باپ کا' اس طریق سے قربانی درست ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب...... قربانی درست ہو جائے گی باقی بہتر یہ ہے کہ ہر جانور پر ایک خاص شخص کا نام لگا دیا جائے کہ یہ فلانے کی طرف سے' اور وہ فلانے کی طرف سے۔ (امداد الفتاویٰ ص۵۶۲ ج۳)

قربانی کیلئے وکیل بنانا

سوال...... چار افراد نے گاؤں کے ایک آدمی کو اختیار دیا کہ تم ہماری جانب سے قربانی کرنا' جو خرچ آئے گا ہم دیں گے' گوشت بھی جو چاہے کرنا' دو آدمیوں نے اور اسے اختیار دیا اور اس آدمی کو بھی

قربانی کرنا ہے۔اب کل سات افراد ہو گئے تو اس نے بھینسا قربانی کے لئے خریدا تو تمام کی جانب سے قربانی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ اور گوشت کے سب کے الگ الگ حصے کرنے پڑیں گے یا نہیں؟

جواب...... قربانی صحیح ہو جائیگی پھر اگر اکٹھا تمام گوشت صدقہ کر دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہو جائیگا لیکن شرکاء میں تقسیم کیا جائے تو برابر وزن کر کے تقسیم کرنا ضروری ہوگا۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

نفلی قربانی کا کسی کو وکیل بنایا مگر وہ نہ کرسکا تو کیا حکم ہے؟

سوال...... زید عازم حج کو عمر نے سو روپے دیئے کہ مکہ معظمہ میں سات نفلی قربانیاں میری طرف سے کر دینا اگر دس پندرہ روپیہ اور زیادہ لگانا پڑیں تو واپسی میں مجھ سے لے لینا زید نے واپس آ کر سو روپے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ ایک سو پندرہ تک سات قربانیاں نہیں ہو سکتی تھیں البتہ ایک سو چالیس میں ہو سکتی تھیں لیکن یہاں تک آپ کی اجازت نہیں تھی اس لئے میں نے نہیں کیں اب چونکہ قربانیوں کی نیت کر چکا ہے تو یہ روپے کس مصرف میں خرچ کرے؟

جواب...... یہ روپے اگر سات قربانیوں کیلئے کافی ہیں تو روپیہ صدقہ کر دے کیونکہ قربانی کا وقت گذر گیا یا سات قربانی کے جانور خرید کر زندہ صدقہ کر دے۔(کفایت المفتی ص ۲۰۷ ج ۸)

جانور ذبح ہو جانے کے بعد قربانی کے حصے تبدیل کرنا جائز نہیں

سوال...... پچھلے دنوں عید الاضحیٰ پر چند افراد نے مل کر یعنی حصے رکھ کر ایک گائے کی قربانی کرنا چاہی اس طرح حصے رکھ کر گائے کو ذبح کر دیا گیا گائے کے ذبح کر دینے کے بعد مذکورہ افراد میں سے ایک آدمی نے (جس کے اس گائے میں چند حصے تھے) دوسرے افراد سے (جنہوں نے پہلے کوئی حصہ نہ رکھا تھا) کہا کہ میں حصہ نہیں رکھنا چاہتا لہٰذا میری جگہ آپ اپنے حصے رکھ لیں کیا مذکورہ شخص جب کہ قربانی کی نیت کر چکا ہے اور سب نے مل کر گائے ذبح بھی کر دی بعد میں اپنا حصہ تبدیل کر سکتا ہے؟ اور بعد میں حصہ رکھنے والوں کی قربانی ہو سکتی ہے۔جب کہ ہمارے گاؤں کے امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اس طرح قربانی نہیں ہوتی۔

جواب...... قربانی ذبح ہو جانے کے بعد حصہ تبدیل نہیں ہو سکتا قربانی صحیح ہوگئی جس کے چند حصے تھے اس کی طرف سے اتنے حصوں کی قربانی ہوگئی۔(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۹۵)

قضاء قربانی کے ساتھ ادا قربانی درست ہے؟

سوال: قربانی کے سات شرکاء میں سے ایک نے گزشتہ سال کی قربانی کی نیت کی تو سب

شرکاء کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: درست ہو جائے گی لیکن اس شریک کی جس نے قضاء کی نیت کی ہے نفلی قربانی ہوگی قضاء ادا نہ ہوگی۔ قضاء کے عوض ایک اوسط درجہ (درمیانی) بکرے کی قیمت خیرات کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۵)

(۱) ولو ارادوا القربة الاضحية او غيرها من القرب اجزاهم سواء كانت القربة واجبة او تطوعا او وجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القربة او اختلفت الخ فتاویٰ عالمگیری كتاب الاضحية الباب الثامن ج ۵ ص ۳۰۷ ایضاً۔

قربانی واجب ہے یا سنت؟

سوال: ایک غیر مقلد کہتا ہے کہ قربانی واجب نہیں' محض سنت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ جو کوئی عیدالاضحیٰ کا چاند دیکھے اور اس کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال' ناخن نہ کاٹے تاوقتیکہ قربانی نہ کرلے۔" (الحدیث) تو ارادہ ہو کا لفظ یہ بتلاتا ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے' کیا یہ دلیل صحیح ہے؟

جواب: قربانی محض سنت نہیں بلکہ واجب ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو صاحب نصاب مستطیع (استطاعت رکھتا ہو) ہو اور قربانی نہ کرے تو ہماری عیدگاہ میں نہ آئے (ابن ماجہ) الفاظ حدیث کا ٹھیٹھ ترجمہ یہ ہے کہ "قریب نہ پھٹکے" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے۔ باقی یہ دلیل کہ حدیث میں لفظ "جس کا ارادہ ہو" آیا ہے تو اصل میں یہ ایک محاورہ اور عام بول چال ہے اور وجوب کے خلاف نہیں حج کے لیے بھی ایسا ہی لفظ آیا ہے کہ "جس کا ارادہ حج کرنے کا ہو تو اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲) تو کیا اس لفظ کی وجہ سے حج بھی سنت قرار پائے گا؟ فرض نہیں؟ (حالانکہ حج کی فرضیت سے کسی کو انکار نہیں اس لیے ارادے سے مراد وجوب کے بعد اس وقت اس کی حالت اور نیت ہے یعنی جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنی ہو (کیونکہ وہ واجب ہو چکی ہے) اس لیے وہ اپنے ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ الخ

کتب فقہ میں مذکورہ حدیث کی بنیاد پر (جو ہم نے پیش کی ہے) قربانی کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵ جلد ۱۰)

مرحوم والدین کی طرف سے قربانی دینا

سوال: کیا قربانی فوت شدہ والدین کی طرف سے دی جاسکتی ہے؟ جبکہ خود اپنی ذاتی نہ دے سکے؟

جواب: جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کا اپنی طرف سے قربانی کرنا لازم ہے اگر گنجائش ہو تو مرحوم والدین وغیرہ کی طرف سے الگ قربانی دے اور اگر خود صاحب نصاب نہیں اور قربانی اس پر واجب نہیں تو اختیار ہے کہ خواہ اپنی طرف سے کرے یا والدین کی طرف سے' اگر میاں بیوی دونوں صاحب حیثیت ہوں تو دونوں کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ اسی طرح اگر باپ بھی صاحب نصاب ہو اور اس کے بیٹے بھی برسر روزگار اور صاحب نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ بہت سے گھروں میں یہ دستور ہے کہ قربانی کے موقع پر گھرانے کے بہت سے افراد کے صاحب نصاب ہونے کے باوجود ایک قربانی کر لیتے ہیں' کبھی شوہر کی نیت سے' کبھی بیوی کی طرف سے اور کبھی مرحومین کی طرف سے' یہ دستور غلط ہے بلکہ جتنے افراد مالک نصاب ہوں ان سب پر قربانی واجب ہوگی۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۴ ص ۱۸۱۔

ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

قربانی کے واجب ہونے کی چند اہم صورتیں

سوال: میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے اگر بقر عید کے تین دن میں کسی دن بھی میرے پاس ۲۶۲۵ (دو ہزار چھ سو پچیس) روپے آ جائیں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟ (آج کل ساڑھے ۵۲ تولے چاندی کے دام بحساب پچاس روپے فی تولہ ۲۶۲۵ روپے بنتے ہیں)؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے اور قربانی بھی صاحب نصاب ہی پر واجب ہوتی ہے۔ مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے شرط ہے کہ نصاب پر سال گزر گیا ہو' جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لیے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص عین قربانی کے دن صاحب نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہے جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب نامی (بڑھنے والا) ہو۔ شریعت کی اصطلاح میں سونا' چاندی' نقد روپیہ' مال تجارت اور چرنے والے جانور ''مال

نامی'' کہلاتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر قربانی کے لیے مال کا نامی ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت ۲۶۲۵ روپے کے برابر ہے چونکہ یہ غلہ مال نامی نہیں اس لیے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں' چاہے سال بھر پڑا رہے لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔

سوال: میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں اور وہ اس مالک ہیں وہ ہماری زیر کفالت ہیں ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کر سکیں۔ کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں؟ جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں؟

جواب: اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحب نصاب ہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحب نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔

سوال: ہماری شادی کو ۴۱ سال ہو گئے لیکن میری بیوی نے صرف دو بار قربانی کی کیونکہ میرے پاس اس کی طرف سے قربانی کرنے کے پیسے نہیں تھے لیکن اس کے پاس اس تمام مدت میں کم و بیش تین چار تولے سونے کے زیور رہے ہیں۔ کیا میری بیوی پر اس تمام مدت میں ہر سال قربانی فرض تھی کیونکہ اس تمام مدت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بہر حال تین چار تولے سونے سے کم رہی۔ اگر فرض تھی تو کیا ۳۹ سال کی قربانی اس کے ذمے واجب الادا ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس سے کیسے عہدے برآ ہو؟ واضح رہے کہ ہم لوگ ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ قربانی اس پر واجب ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولے سونا ہو۔ (نوٹ: ابھی کچھ زمانہ پہلے تک خالص چاندی کا روپیہ ہوتا تھا جس کا وزن ٹھیک ایک تولہ ہوتا تھا جس کے پاس ۵۲ روپے اور ایک اٹھنی ہوتی وہ بتوفیق الٰہی تین چار روپے کی بھیڑ بکری لا کر قربانی کر دیتا تھا' آج کل کے گرام اور ہوشربا نرخوں نے یہ مسائل عوام کے لیے مشکل بنا دیئے ہیں)

جواب: یہاں بھی وہی اوپر والا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی اہلیہ کے پاس زیور کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ بھی بطور ملک رہتا تھا تو قربانی واجب تھی اور زکوٰۃ بھی جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور وہ نہ کرے تو اتنی رقم صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

سوال: میری ایک شادی شدہ بیٹی جس کے پاس پندرہ سال کی عمر سے دو تین تولے سونے کا زیور رہا ہے اور شادی کے بعد اور زیادہ ہی ہے۔ اس کی طرف سے نہ میں نے کبھی قربانی کی نہ اس نے خود کی اور نہ شوہر اس کی طرف سے کرتا ہے ایسے میں کیا میری اس بیٹی پر ۱۵ سال کی عمر سے قربانی فرض ہے؟ اور وہ بھی تمام سالوں کی قربانیاں ادا کرے؟

جواب: اوپر کا مسئلہ من وعن یہاں بھی جاری ہے۔

سوال: چند ایسے لوگ ہیں جن کے پاس نہ ۲۶۲۵ روپے ہیں نہ سونا ہے نہ چاندی ہے لیکن ان کے پاس ٹی وی ہے جس کے دام تقریباً دس ہزار روپے ہیں ایسے لوگوں پر قربانی فرض ہے کہ نہیں؟

جواب: ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں بلکہ لغویات میں شامل ہے جس کے پاس ٹی وی ہو اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

سوال: میں زیادہ تر مقروض رہا اس لیے میں نے بہت کم قربانی کی ہے جبکہ میرے اور اخراجات ایسے ہیں کہ میں ان میں تھوڑا بہت ردوبدل کر کے قربانی کر سکتا ہوں قرض اپنی جگہ پر ہے جس کو رفتہ رفتہ ادا کرتا رہتا ہوں تو کیا میرا ایسی حالت میں قربانی کرنا صحیح ہوگا؟

جواب: ان حالات میں یہ تو ظاہر ہے کہ قربانی آپ پر واجب نہیں رہا یہ کہ قربانی کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ آپ اس قرضہ کو بہ سہولت ادا کر سکتے ہیں تو قرض لے کر قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے ورنہ نہیں کرنی چاہیے۔

سوال: سنا ہے کہ نابالغ بچوں پر قربانی فرض نہیں؟ میرا ایک نابالغ نواسہ میرے ساتھ رہتا ہے کیا میں اس کی طرف سے قربانی کر سکتا ہوں؟ قربانی صحیح ہوگی؟

جواب: اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو پہلے اپنی طرف سے کیجئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو نابالغ نواسے کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں مگر نابالغ کے بجائے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے کرنا بہتر ہوگا۔

سوال: میرا ایک شادی شدہ بیٹا عرب میں رہتا ہے۔ اس نے نہ ہم کو قربانی کرنے کے لیے لکھا اور نہ قربانی کرنے کے لیے پیسے بھیجے لیکن ہم والدین نے اس کی محبت میں اس کی طرف سے بکرا قربان کر دیا ہے یہ قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

جواب: نفلی قربانی ہوگئی لیکن واجب قربانی اس کے ذمہ رہے گی۔

سوال: یا بجائے بکرے کے اس بیٹے کی طرف سے اس کی بے خبری میں گائے میں ایک

حصہ لے لیا' کیا اس کی طرف سے اس طرح حصہ لینا صحیح ہوا؟ اگر غلط ہوا تو گائے کے باقی حصہ داروں کی قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

جواب: چونکہ نفلی قربانی ہو جائے گی اس لیے گائے میں حصہ لینا صحیح ہے۔

بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

سوال: کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

جواب: خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔

عورت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال: ہماری امی' نانی اور گھر کی دوسری خواتین بذات خود مرغی وغیرہ ذبح کر لیا کرتی ہیں' میں نے کالج میں اپنی سہیلیوں سے ذکر کیا تو چند نے کہا کہ عورتوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مکروہ ہوتا ہے' بعض نے کہا کہ حرام ہو جاتا ہے' برائے کرم بتائیں کہ عورت کا طعام کی نیت سے جانور اور پرندوں (حلال) کو ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جائز ہے۔ آپ کی سہیلیوں کا مسئلہ غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۲ ج ۴)

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے

سوال: یہاں پر گوشت یا مرغی کے گوشت کے پیکٹ ملتے ہیں جو کہ یورپ یا دیگر غیر ممالک (جو کہ مسلم ممالک نہیں ہیں) سے آتے ہیں معلوم نہیں انہوں نے کس طرح ذبح کیا ہوگا' ذبح پر تکبیر پڑھنا تو درکنار کیا ایسا گوشت وغیرہ ہم مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جس گوشت کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ وہ حلال طریقہ سے ذبح کیا ہوگا اس سے پرہیز کرنا چاہیے' یورپ اور غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل ص ۲۰۳ ج ۴)

اگر مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں

سوال: جہاز پر گائے کا گوشت اور بکری کا گوشت غیر مسلموں کے ہاتھوں سے کٹا ہوا ہوتا ہے کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ مسلمانوں کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟ اس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: کسی صحیح مسلمان یا صحیح اور واقعی اہل کتاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے۔ بشرط یہ کہ وہ صحیح طریقہ سے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو' دیگر غیر مسلموں کے ہاتھ کا کٹا ہوا

گوشت حلال نہیں، غیر مسلم کمپنیوں کے جہازوں میں اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت فراہم نہیں کیا جاتا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۴ ج ۴)

کیا مسلمان غیر مسلم مملکت میں حرام گوشت استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: میں امریکہ میں زیر تعلیم ہوں، یہاں پر اکثر ممالک کے طلبہ ہیں جب انہیں کوشش کے باوجود حلال گوشت میسر نہیں ہوتا تو سٹور سے ایسا گوشت خریدتے ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ نہیں ہوتا ہے، بتایئے ہم کیا کریں؟

جواب: صورت مسئولہ میں سب سے پہلے چند اصول سمجھ لیں اس کے بعد انشاء اللہ مذکورہ بالا مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

(۱) اکل حلال ضروری اور فرض ہے حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اختیار کرنا بغیر ضرورت شرعی ناجائز و حرام ہے۔ (۲) حلال چیزیں جب تک مل جائیں حرام کا استعمال جائز نہیں۔

(۳) گوشت پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے اگر حلال مل جائے تو بہتر ہے لیکن اگر حلال نہ مل سکے تو حرام کا استعمال درست نہیں۔ (۴) کسی کے نزدیک پسندیدہ ہونے کیوجہ سے حرام کا استعمال حلال نہیں ہوتا۔ (۵) حرام اشیاء کا استعمال اس وقت جائز ہے جبکہ حلال بالکل نہ ملے، جان بچانے کیلئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو اسی کو اضطرار شرعی کہا جاتا ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل ص ۲۰۵ ج ۴)

قربانی برائے ایصال ثواب

قربانی کے ثواب میں دوسرے مسلمانوں کی شرکت

سوال...... جنگ میں ''قربانی کے بعد کی دعا کا ثبوت'' کے عنوان کے تحت جواب میں آپ نے مشکوٰۃ شریف ''باب فی الاضحیۃ'' میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ سینگوں والا مینڈھا ذبح فرمایا۔ پھر یہ دعا فرمائی ''بسم اللہ اللھم تقبل من محمد و آل محمد و من امۃ محمد (صفحہ ۱۲۷)

اس حدیث سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مینڈھے، بکرے وغیرہ جیسے جانور کی قربانی ایک شخص سے زیادہ افراد کی طرف سے دی جا سکتی ہے؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں اپنی طرف سے اپنی آل کی طرف سے اور پوری امت محمدیہ کی طرف سے قربانی کی قبولیت چاہی ہے کیا اسی

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر کے ہر مسلمان اپنی قربانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام شامل کر سکتا ہے؟ جبکہ انہوں نے امت مسلمہ کو اپنی طرف سے دی ہوئی قربانی میں شامل کیا۔

جواب......ایک بکری یا مینڈھے کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مینڈھا ذبح فرمایا تھا اس کے ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا تھا ایک مینڈھے کی قربانی اپنی طرف سے کر کے اس کا ثواب کئی آدمیوں کو بخشا جا سکتا ہے۔ (آپکے مسائل ج۴ص ۱۹۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی افضل ہے یا انبیاء علیہم السلام کی جانب سے؟

سوال......جب انبیاء علیہم السلام کی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو باوجود اس اعتقاد کے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی جانب سے قربانی دینا بھی جائز ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینا افضل ہے جو اپنی امت کی طرف سے قربانی دیتے تھے اور شافع روز جزا ہوں گے یا دیگر انبیاء علیہم السلام سے؟

جواب...... رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق چونکہ ہم پر بہت زائد ہیں اس لئے آپ بہر حال احق ہیں تاہم دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرف سے قربانی کرانا بھی ثواب سے خالی نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ثواب پہنچانے کیلئے قربانی فرمائی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ ج ۸)

مشترک طور پر نفلی قربانی کرنا

سوال......اگر فوت شدہ عزیزوں یا اہل بیت' یا خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کی جائے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ آیا دیگر شرکاء کی طرح ہر ایک شخص کی طرف سے ایک ایک حصے ہی میں چند کو شریک کرے؟

جواب......ایک ہی میں سب کو ثواب بخش سکتے ہیں۔

میں نے گذشتہ سال زبانی فتویٰ دیا تھا کہ جس طرح اپنی طرف سے قربانی کرنے میں ایک حصہ دو شخص کی طرف سے کرنا جائز نہیں اسی طرح غیر کی طرف سے تبرعاً نفل قربانی کرنے میں خواہ زندہ کی طرف سے یا میت کی طرف سے ایک حصہ دو شخص کی طرف سے جائز نہیں مگر روایات سے اس کے خلاف ثابت ہوا اس لئے میں اس سے رجوع کر کے اب فتویٰ دیتا ہوں کہ جو قربانی دوسرے کی طرف سے تبرعاً کی جائے چونکہ وہ ذابح کی ملک ہوتی ہے اور دوسرے کو صرف ثواب

پہنچتا ہے اس لئے ایک حصہ کئی کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۷۳ ج ۳)

باپ کی طرف سے قربانی کرنے کی ایک صورت کا حکم

سوال...... لڑکے نے باپ سے کہا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کردوں والد نے جواب دیا کہ ہاں کردو مگر میں تم کو ایک پیسہ نہ دوں گا تو یہ قربانی والد کی طرف سے ہوگی یا نہیں؟

جواب...... جزئیہ مسئولہ صراحتاً نہیں ملا دوسری جزئیات متعارض ہیں بعض سے جواز معلوم ہوتا ہے بعض سے عدم جواز' فقہاء عبادات مالیہ میں جواز نیابت کے لئے صرف امر کی شرط تحریر فرماتے ہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں امر متحقق ہونے کی بنا پر قواعد کا تقاضہ یہ ہے کہ قربانی باپ کی طرف سے درست ہو جائے البتہ باپ کے ذمہ قربانی کا ثمن لازم ہوگا بشرطیکہ بیٹے نے سکوت نہ کیا یعنی اگر باپ کے شرط لگانے پر خاموش ہوگیا تو کہا جائے گا کہ ثمن کا ارادہ کرلیا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵' ۲۲۴ ج ۸)

والدین کے لئے نصف نصف حصہ رکھنا

سوال...... اگر کسی آدمی نے قربانی کے جانور میں دو حصے لئے ایک حصہ اپنے لئے اور ایک حصہ والدین کیلئے نصف نصف کر کے تو اسکے والدین کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ والدین خواہ حیات ہوں یا نہ؟

جواب...... اس کو چاہئے کہ دونوں حصے اپنے ہی طرف سے لے پھر قربانی ہونے پر ایک کا ثواب والدین کو پہنچا دے ثواب زندہ اور مردہ سب کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ ج ۱۷)

فوت شدہ آدمی کی طرف سے کس طرح قربانی دیں

سوال...... کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے فوتگی کے بعد اس کے ورثاء اس کے لئے قربانی دینا چاہتے ہیں قربانی دینے کا کیا طریقہ ہوگا؟ گوشت کی تقسیم کا طریقہ اور قربانی کی حد کیا ہے؟

جواب...... وفات یافتہ حضرات کی طرف سے جتنی قربانیاں جی چاہے کر سکتے ہیں گوشت کی تقسیم کا کوئی الگ طریقہ نہیں بس فوت شدہ آدمی کی طرف سے قربانی کی نیت کر لینا کافی ہے۔
(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۱)

مرحوم کے قربانی کے ارادہ سے پالے ہوئے بکرے کا حکم

سوال...... میرے والد مرحوم نے ایک بکرا پال رکھا تھا اور ارادہ اس سال قربانی کرنے کا تھا مگر وہ اس سے قبل ہی انتقال کر گئے اب مجھے اس بکرے کا کیا کرنا چاہئے؟ کیا اس بکرے کی ان کے نام سے قربانی کر دینا ضروری ہے؟ یا اپنے نام سے کروں؟ واضح ہو کہ مرحوم کا صرف

ارادہ تھا وصیت وغیرہ نہیں ہے۔

جواب...... وہ بکرا آپ کے والد صاحب کا ترکہ ہے اس میں سب ورثہ شریک ہیں ان کی طرف سے قربانی واجب نہیں آپ اگر ان کے تنہا وارث ہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ اس کی قربانی ان کی طرف سے کر دیں اگر کچھ اور وارث ہوں تو ان کی رضا مندی سے ان کی طرف سے قربانی درست ہے بشرطیکہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۰ ج ۱۴)

ایصال ثواب سے میت کی قربانی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

سوال...... اگر کسی متوفی کے ذمہ قربانی واجب رہی ہے تو کیا ثواب رسانی سے ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب...... نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۷۴ ج ۳)

متوفی کی جانب سے قربانی کرنے کا مطلب

سوال...... متوفے کی جانب سے قربانی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آیا اپنی طرف سے ایک حصہ قربانی کر کے اس متوفے کو ثواب پہنچا دے یا دیگر زندہ شرکاء کی طرح اس کا نام حصے پر قرار دے کر قربانی کرے؟

جواب...... دونوں طرح درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۳۳ ج ۳)

قربانی میں زندوں اور مردوں کی شرکت کا حکم

سوال...... ایک گائے سات آدمیوں نے مل کر قربانی کی بعض نے اپنی طرف سے وجوباً اور بعض نے اموات کی طرف سے ان کی وصیت کے بغیر قربانی کی اور سب کا مقصود تقرب الی اللہ ہے تو اس صورت میں زندہ لوگوں کی اموات کے ساتھ شرکت درست ہے یا نہیں؟

جواب...... اس صورت میں وہ زندہ خود ہی اس قربانی کا شریک ہوگا پھر اسکو اختیار ہے کہ اسکا ثواب کسی کو بخش دے۔ یہ خیال غلط ہے کہ مردہ اس قربانی کا شریک ہے کیونکہ مردے کو بغیر اسکی وصیت کے شریک قربانی کرنا ممکن ہی نہیں۔ بہرحال اس قربانی کے شرکاء سب زندہ ہی ہیں اور اگرچہ جہات مختلف ہیں مگر چونکہ سب کی نیت تقرب الی اللہ ہے اس لئے یہ قربانی جائز ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۵۸)

اپنی اموات کی جانب سے بلاتعیین قربانی کرنا

سوال...... ایک شخص دو مینڈھوں اور ایک گائے کی قربانی اپنی اور اپنے بزرگوں کی طرف

سے بلاتعیین کرتا ہے تو کیا اس طرح بلاتعیین حیوان قربانی درست ہو جائے گی؟ یا تعیین بھی ضروری ہے کہ مینڈھا میری طرف سے ہے اور گائے اموات کی طرف سے؟

جواب...... جو شخص اپنی اموات کی طرف سے قربانی کرتا ہو اور اپنی ذات کی طرف سے بھی اور وہ شخص ایک گائے اور دو مینڈھوں کی قربانی بلاتعیین کر دے تو قربانی درست ہوگی۔

(فتاویٰ مظاہر علوم ص ۲۲۲)

ایصال ثواب کیلئے قربانی کرنے سے اپنی قربانی ادا نہ ہوگی

سوال...... اگر کسی صاحب نصاب نے اپنی مملوک بکری اپنے والد مرحوم کی جانب سے قربانی کی تو ایسی قربانی سے اس کی واجب قربانی ادا ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب...... اگر قربانی واجب کی نیت کی ہے تو واجب ادا ہو جائے گی اور نیت یہ نہیں کی تو قربانی واجب اس کے ذمے لازم رہی۔ (امداد المفتیین ص ۹۵۷)

میت کے لئے قربانی کرنا اولیٰ ہے یا صدقہ کرنا؟

سوال...... میت کو ایصال ثواب کے لئے پیسہ صدقہ کرنا بہتر ہے یا ان پیسوں سے قربانی کر کے ایصال ثواب کرنا افضل ہے؟

جواب...... ایام نحر میں پیسہ وغیرہ صدقہ کرنے سے قربانی کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا افضل ہے۔ کیونکہ صدقہ وخیرات میں فقط مال کا ادا کرنا ہے اور قربانی میں مال کا ادا کرنا بھی ہے اور فدا کرنا بھی ہے۔ یعنی دو مقصد پائے جاتے ہیں (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۶ ج ۲)

چند آدمیوں کا مل کر میت کی طرف سے قربانی کرنا

سوال...... زاہد، عمر، خالد نے مل کر چار چار روپیہ جمع کیا اور بارہ روپے سے بکری خریدی اور اس مشترک بکری کو والد مرحوم کی جانب سے قربانی کی تو یہ قربانی شرعاً صحیح ہوئی یا نہیں؟

جواب...... اس صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ صحت کی صورت یہ تھی کہ دو بھائی اپنا حصہ تیسرے بھائی کو ہبہ کر کے اس کی ملک بنا دیتے اور تیسرا صرف اپنی طرف سے قربانی کر کے ایصال ثواب کرتا۔ (امداد المفتیین ص ۹۵۷)

کیا مرحوم کی قربانی کے لئے اپنی قربانی ضروری ہے

سوال...... میں نے سنا ہے کہ اگر اپنے کسی مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہیں تو پہلے

اپنے نام سے قربانی کریں کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک سال تو میں نے اپنے نام سے قربانی کر دی دوسرے سال کسی عزیز کے نام سے قربانی کرسکتا ہوں یا جب بھی اپنے مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہوں تو ساتھ مجھے اپنے نام سے بھی قربانی کرنی پڑے گی اگراتنی گنجائش نہ ہوتو؟

جواب......اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو اپنی طرف سے کرنا تو ضروری ہے بعد میں گنجائش ہوتو مرحوم کی طرف سے بھی کر دیں اور اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب نہیں تو مرحوم کی طرف سے کر سکتے ہیں اپنی طرف سے خواہ نہ کریں۔ (آپ کے مسائل ج۴ص۱۸۰)

میت کی طرف سے قربانی پر ایک اشکال کا جواب

سوال......میت کی طرف سے بلاامر قربانی کی جائے تو میت کو محض ثواب ملتا ہے اور ملک ذابح کا رہتا ہے کمافی قاضی خان ولوضحی من میت من مال نفسه بغیرامر المیت جازوله ان یتناول منه ولایلزمه ان یتصدق لانها له تصرملکا للمیت بل الذبح حصل علیٰ ملکه ولهذاولو کان علی الذابح اُضحیة سقطت عنه (خانیہ علی ہامش الہندیہ فصل فیما یجوز فی الضحایا ص۳۵۲ ج۳)

یہ عبارت صریح ہے کہ ذابح کی ملک ہے بنابریں اگر ایک بکری وغیرہ دوتین آدمی مل کر اپنے استادوغیرہ کی طرف سے بغیرامر قربانی کریں تو صحیح نہ ہونا چاہئے کیونکہ ایک بکری میں دوتین آدمیوں کی شرکت جائز نہیں لیکن یہاں اشکال یہ ہوتا ہے کہ عامہ متون وشروح میں مذکور ہے

واذا انعترى سبعة بقرة ليضحوابها فمات احدهم قبل النحر وقالت الورثة اذبحواهاعنه وعنكم اجزاهم.

تقریراشکال یہ ہے کہ شرکاء میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے اسکے ورثا اسکے حصے کے مالک ہوگئے اور میت کچھ وصیت یاامر نہیں کر گیا ورثہ کی اجازت اس پر دال ہے کہ ملک ہے اور انکے متعدد ہونیکی صورت میں یہ قربانی صحیح نہ ہونی چاہئے لیکن تمام متون اس کو جائز لکھتے ہیں براہ کرم اشکال حل فرمائیں۔

ورثہ کی ضرورت کیوں ہے؟ نیز صاحب ہدایہ کی تعلیل لاتحار المعقودوهو القربة وقدوجدهذاالشرط فی الوجه الاول لان التضحیة عن الغیر عرفت قربته اه سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میت کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

كمادل عليه قوله ولومات واحدمنهم فذبحهاالباقون بغيراذن الورثة لايجزلهم لانه لم يقع بعضها قربة وفيماتقدم وجدالاذن من الورثة فكان قربة اه هداية ج ۴ص ۴۳۳)

جواب......اشکال آپ کا بے شک قابل توجہ ہے اس کے حل کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی لیکن خود غور کرنے سے جو بات سمجھ میں آئی ہے وہ عرض کئے دیتا ہوں دوسرے علماء سے بھی تحقیق کر لیا جائے۔قربانی کے جانور کا کوئی حصہ لینے کے بعد خریدنے والا مر گیا تو یہ ایک بین بین صورت ہے نہ تو ملک میت ہے اور نہ ہنوز ملک ورثہ اس میں مکمل ہے بلکہ ایک شی موقوف کی طرح ہے کہ اگر ورثہ اجازت دے دیں تو منجانب میت قربانی ہو جائے اور اجازت نہ دیں تو وہ اس کی قیمت شرکاء سے لے کر ترکہ میں شامل کر کے تقسیم کر سکتے ہیں۔اس کی ایک نظیر وارث کیلئے وصیت یا تہائی سے زائد مال کی وصیت کرنا ہے کہ ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے میت کا تصرف اس میں پورے طور پر نافذ ہوتا تو اجازت ورثہ کی ضرورت کیا تھی اور اگر ورثہ کی ملک تام ہوتی تو پھر **الا باذن الورثة** کا استثناء بظاہر مناسب نہ تھا بلکہ یہ ہوتا ہے کہ ورثہ اس کے مالک ہیں وہ جو چاہیں کریں اگر کر دیں تو وہ ہبہ متبدءہ ہوگا نہ دیں تو ان کو اختیار ہے الغرض حدیث میں اس کو بعنوان استثناء تعبیر کرنے سے ظاہر یہ ہے کہ ورثہ کی اجازت اس جگہ بالکل ہبہ مستقلہ نہیں خلاصہ یہ کہ حصہ اضحیہ اگرچہ اجازت ورثہ پر موقوف ہے وہ اجازت نہ دیں تو ترکہ میں شامل ہو جائے گا لیکن جب وہ اجازت دے دیں تو یہ تصرف میت ہی کا نافذ ہوگا اور یہ عمل اسی کی طرف منسوب ہوگا تہائی مال سے زائد وصیت کرنے کی طرح کہ ورثہ کی اجازت ہو جانے کے بعد میت کا ہی تصرف ہو کر وصیت ہی کی حیثیت سے نافذ ہوتی ہے ورثہ کا صدقہ یا ہبہ نہیں کہلاتی اور اس صورت میں سبع بقرہ کا تجزیہ نہ ہوا۔(امداد المفتیین ص ۹۵۸)

کیا قربانی کا گوشت خراب کرنے کے بجائے اتنی رقم صدقہ کر دیں

سوال......اکثر دیکھنے میں آتا ہے عید قربان کے موقع پر مسلمان قربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں اور یوں اکثر لوگ گوشت زیادہ یا خراب ہونے کی وجہ سے نالیوں میں ضائع کر دیتے ہیں مختصر یہ کہ یوں پھینک دیتے ہیں کیا اگر کوئی انسان چاہے تو قربانی کے جانور جتنی رقم کسی شخص کو بطور امداد دے سکتا ہے کیا یہ اسلامی نقطہ نظر سے درست ہے؟

جواب......قربانی اہل استطاعت پر واجب ہے قربانی کے بجائے اتنی رقم صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہیں ہوتا بلکہ قربانی کرنا ہی ضروری ہے گوشت کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق ہے خود نہ کھا سکے تو دوسروں کو دیدے۔(آپ کے مسائل ج ۴ ص ۱۸۳)

نذر و بقر

نذر کی ہوئی قربانی کے گوشت کا حکم

سوال..... نذر کی ہوئی قربانی کے گوشت کا کیا حکم ہے؟ کیا قربانی کرنے والا اس میں سے خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... نذر کی ہوئی قربانی بھی قربت الی اللہ کا ذریعہ ہے لیکن ناذر اپنی قربانی کا گوشت نذر کی وجہ سے خود نہیں کھا سکتا بلکہ تمام گوشت فقراء میں تقسیم کرنا لازمی ہوگا۔

لماقال العلامة الحصکفیؒ :ولوفقیراً ولوذبحها تصدق بلحمها ولونقصها تصدق بقیمةالنقصان ایضاً ولایأ کل الناذرمنها فان اکل تصدق بقیمة مااکل' وفی حاشیة ردالمحتار: اوفقیراًشراها وان ذبح لایأ کل منها (ردالمحتار ج۶ ص ۳۲۱ کتاب الاضحیة

قال العلامة فخرالدین الزیلعیؒ :ان وجبت بالنذرفلیس لصاحبها ان یأکل منهاشیئا ولاان یطعم غیره من الاغنیاء سواء کان الناذرغنیاً اوفقیراً لاسبیلها التصدق ولیس للمتصدق ان یأکل صدقته ولاان یطعم الاغنیاء (تبیین الحقائق ج۶ ص۸ کتاب الاضحیة. ومثله فی الهندیة ج۵ ص ۳۰۰ الباب الخامس فی محل اقامة الواجب فتاویٰ حقانیه ج ۶ ص ۴۷۵.

حمل کی قربانی کی نذر ماننے کا حکم

سوال..... ہندہ نے ایک نذر کی تھی کہ اگر میری بکری کے پیٹ سے کوئی بکرا پیدا ہوا تو اسکی قربانی کروں گی چنانچہ ایک بکرا پیدا ہوا جسکا ایک پاؤں لنگڑا ہے لیکن وہ چلنے پر قادر ہے اسکی قربانی درست ہے یا نہیں؟

جواب..... اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۶ ج ۱۷)

نذر مانے ہوئے جانور کو حمل ہو تو اس کی قربانی کا حکم

سوال..... ایک جانور مرض میں مبتلا ہو گیا مالک نے منت کر لی کہ اگر خدا اس کو بچائے تو راہ خدا میں اس کی قربانی دوں گا اب بوقت قربانی وہ جانور تین ماہ کے حمل سے ہے اس صورت میں اس کی قربانی کی جائے یا نہیں؟

جواب......ایسے جانور کی قربانی شرعاً درست ہے جو جانور بالکل قریب الولادت ہو اور بچے کے مرنے کا اندیشہ ہو تو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے تاہم قربانی ادا ہو جائے گی پھر اگر بچہ زندہ ہو تو اس کو بھی ذبح کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۳۹ ج ۱۱)

نذر قربانی کے حکم میں ہونے کی ایک صورت

سوال......ایک شخص بیمار ہوا اس کے لواحقین نے کہا کہ خداوندا! اگر یہ مریض صحت پائے تو تین گائے مسلم قربانی کروں بفضلہ تعالیٰ مریض نے صحت پائی اور ذی الحجہ کے مہینے میں گائے ذبح ہوگی یہ قربانی کے حکم میں ہے یا ذبح کے؟

جواب......قربانی کے۔ (امداد الفتاویٰ ۵۵۴ ج ۳)

جملہ ''آئندہ سال انشاء اللہ قربانی کریں گے'' کا حکم

سوال......ایک شخص غیر صاحب نصاب نے موسم قربانی میں ایک جانور قربانی کیا اور ایک بکری کا بچہ جو اس کی ملک تھا اس پر اشارہ کر کے کہا کہ ''بسال آئندہ انشاء اللہ اسے قربانی کریں گے آیا یہ نیت منعقد ہوگئی اور اس جانور کی قربانی واجب ہوگئی؟ یا اس کے بدلے دوسرا بھی کر سکتا ہے؟

جواب......اس شخص پر اس بکری کے بچے کی قربانی واجب نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۳ ج ۳)

بھوک کا جانور خریدنا' قربانی کرنا

سوال......اگر کسی جانور کو بھوک کے طریق پر چھوڑ دیا گیا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ جس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی پر جنات کا اثر ہو یا مرض شدید لاحق ہو تو کسی جانور کو مختلف رنگوں میں رنگ کر ارواح خبیثہ کے نام پر یا مطلقاً چھوڑ دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس کی تاثیر سے بیمار کو شفا ہوگی اس جانور کا شرعاً کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کی ملکیت اس سے ختم ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب......اس طرح مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتا اور ارواح خبیثہ کے نام پر چھوڑنا جائز نہیں اسی طرح کسی کو مالک بنائے بغیر چھوڑنا بھی درست نہیں جبکہ ملک ارواح خبیثہ کے نام پر چھوڑنے سے رجوع کر کے کسی کو خدا واسطے نہ دے یا اسکے ہاتھ فروخت نہ کرے یا کسی دوسرے طریقے پر مشتمل ہبہ مالک نہ بنائے اسکو کھانا اور اس میں تصرف کرنا جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۰ ج ۴)

نذر مانی ہوئی قربانی کی تفصیل

سوال......نذر مانی ہوئی بکری یا گائے کیلئے قربانی کے جانور کی جتنی عمر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب......اگراس طرح نذر کی ہے کہ ''اللہ کے لئے بکری کی قربانی کروں گا'' تواس میں قربانی کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے کیونکہ ایسی صورت میں بکری کی قربانی اس کے لئے لازم ہے تو ایام نحر میں ایسی بکری کی قربانی کرے جس کی اضحیہ شرعاً درست ہے۔ اگر بصورت ہدی نذر کی ہے تو اس کو حرم میں قربانی کرائے اگر ہدی اور اضحیہ کے طور پر نذر نہیں کی بلکہ مطلقاً بکری صدقہ کرنے یا ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنے کی نذر کی ہے جب بھی اس کی عمر اتنی ہی ضروری ہے جس کی قربانی درست ہے کیونکہ عرفاً و شرعاً ایسی شاۃ کو شاۃ کہا جاتا ہے اگر کسی متعین بکری کی جانب اشارہ کر کے نذر کی ہے تو اس میں یہ شرطیں نہیں بلکہ وہ جس عمر کی بھی ہو اس سے نذر پوری ہو سکتی ہے اور ان ہر دو صورت میں ایام نحر یا حدود حرم کی قید بھی نہیں آخر کی صورت بالکل ایسی ہی ہے جیسے بکری کے علاوہ کوئی شے معین کر کے اس کے صدقہ کرنے کی نذر کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۵ ج ۱۱)

قربانی کو شرط پر معلق کرنے کی ایک صورت کا حکم

سوال......اگر کوئی یوں کہے کہ اگر گائے گابھن ہو تو رکھوں گا ورنہ قربانی کردوں گا فی الحال گائے گابھن نہیں ہے اس وقت گائے کو فروخت کر کے اس کے روپے سے دوسری گائے بیل لے کر قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز یہ نذر بھی صحیح ہے یا نہیں؟ شخص مذکور تونگر ہے۔

جواب......ان الفاظ میں دو احتمال ہیں ایک اپنے نفس سے وعدہ دوسرے نذر۔

اگر نذر کی نیت نہیں کی ہے بلکہ وعدہ کی نیت ہے تب تو نذر نہیں محض وعدہ ہے جس کا پورا کرنا فرض نہیں اگر اس کی مصالح کا تقاضہ ہو تو فروخت کرنا جائز ہے اس کے عوض دوسری گائے وغیرہ کی قربانی کردے۔ اگر نذر کی نیت ہے تو شرعاً نذر ہو گئی اور چونکہ وقت کی تجدید نہیں کی ہے لہٰذا گابھن ہونے کے لئے قربانی کے وقت تک انتظار کرنا چاہئے اس وقت تک اگر گابھن نہ ہو تو پھر اس کو قربانی کردینا چاہئے اگر دوسری گائے خرید لی تو پھر طرفین کے نزدیک اس گائے کو فروخت کرنا جائز ہے اور جس قدر اس کی قیمت میں کمی ہو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔

اور اس گائے کی قربانی کرنے سے جو قربانی شرعاً ایام نحر میں واجب ہوتی ہے وہ ساقط نہ ہو گی بلکہ اس واجب کی ادائیگی کے لئے مستقل قربانی ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۰ ج ۸)

گائے کا گوشت کھانے کا ثبوت

سوال......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کا گوشت تناول فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب...... کتب حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے گائے کا گوشت کھایا ہے اور خدمت نبوی میں بھی پیش کیا صحیح مسلم میں ہے۔

عن عائشه قالت اتی النبی صلی الله علیه وسلم بلحم بقرتصدق علیٰ بریرة فقال هولها صدقة ولنا هدیة۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۷)

قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی کرنا

سوال...... حکومت کی طرف سے گائے کی قربانی کرنا ممنوع ہے اب اگر زید پوشیدہ طور پر گائے کی قربانی کرتا ہے تو قربانی شرعاً ہو جائے گی یا نہیں؟ اور شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر جان، مال، عزت کی قربانی کا داعیہ ہو اور اخلاص سے قربانی کرے تو انشاء اللہ قبول ہوگی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یعنی یہاں بھی نتیجہ بھگتنے کیلئے پوری قوت کے ساتھ تیار رہیں اور آخرت میں بھی ثواب کی امید رکھیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۵ ج ۱۴) ۔قربانی درست ہوگی" م، ع۔

گائے کے ذبح کا حکم بالتصریح موجود ہے

سوال...... گاؤ کے ذبح کرنیکا حکم کون سی حدیث اور کن شرائط اور تصریح کیساتھ صادر ہوا ہے؟

جواب...... نر و مادہ گاؤ کے ذبح اور گوشت کے استعمال کا جواز، قرآن وحدیث سے صراحتاً ثابت ہے اور اجماع بھی ہے قرآن میں ہے ومن الانعام حمولة وفرشاً کلوامما رزقکم الله والی قوله ومن الابل اثنین ومن البقراثنین الآیة اور حیاۃ الحیوان میں ہے یحل اکلھاوشرب البانها بالاجماع اه.

☆اور صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی الله علیه وسلم ضحی عن نسائه بقرة یوم النحر اه. (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۷)

گائے کی قربانی نہ کرنے سے کیا خلل ہے؟

سوال...... اگر گائے کی قربانی نہ کریں تو اسلام میں خلل تو واقع نہیں ہوتا گائے کی قربانی یا گوشت کا استعمال ارکان دین میں سے ہے یا نہیں؟

جواب...... گائے کی قربانی نہ کرنے سے اسلام میں کوئی خلل ونقصان نہیں آتا البتہ اگر اسکی عظمت یا عدم حلت کے خیال سے ترک کرے تو پھر ایسے شخص کے اسلام پر نقصان آئیگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۷)

اہل عرب گائے کی قربانی کیوں نہیں کرتے؟

سوال......عرب میں گائے کے ہوتے ہوئے اہل عرب اس کی قربانی کیوں نہیں کرتے؟

جواب......اہل عرب کا قربانی نہ کرنا محض عادت اور عرف عام کی وجہ سے ہے شرعی حیثیت سے کچھ نہیں دوسرے بعض شہروں میں بھی گائے کی قربانی کا رواج نہیں ہے جیسا کہ بعض بلاد دکن ہیں لہٰذا اہل عرب کے ذبح نہ کرنے کے وجہ سے ذبح گاؤ کی عدم حلت یا کراہت پر قرآن وحدیث' آثار صحابہ' اور فقہائے امت محمدیہ کے اجماع سے جواز کا ثبوت ہوتے ہوئے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۷)

گائے کی تعظیم کا حکم شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟

سوال......دیگر حیوانات کے مقابلے میں گائے کی عظمت کسی کتاب سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب......دیگر چوپایوں کی بہ نسبت گائے کی عظمت شرعاً ثابت نہیں بلکہ حدیث میں تو اس کی اہانت کی طرف اشارہ ملتا ہے سنن ابوداؤد میں ہے۔

اذاتبایعتم بالغیبة واخذتم اذناب البقرورضیتم بالزرع وترکتم الجهاد سلط الله علیکم ولانزجه عنکم حتی ترجعوا الی دینکم اه ایضاً العزفی نواصی الخیل والذل فی اذناب البقراه جب تم غیبت کرنے لگو اور گائے کی دم کو لازم پکڑ لو اور کاشت کرنے پر راضی ہو جاؤ اور جہاد ترک کر دو اللہ تعالیٰ تم پر دشمنوں کو مسلط کر دے گا اور ان کا تسلط ختم نہ ہوگا تا آں کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ نیز حدیث میں ہے کہ عزت گھوڑوں کی پیشانی میں ہے اور ذلت گایوں کی دم میں ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۷)

ہنود کا گائے کی قربانی سے روکنا

سوال......اگر کوئی مسلمان عیدالاضحیٰ میں گائے کی قربانی کرنا چاہے یا دوسرے ایام میں گوشت کھانے کے واسطے ذبح کرنا چاہے اور ہنود مذہبی تعصب یا اپنے تفخر یا توہین اسلام کرنے کیلئے اسکی قربانی یا ذبح سے روکنا چاہیں تو اس حالت میں مسلمانوں کو گائے کی قربانی یا ذبح سے باز آ جانا چاہئے؟ یا کیا کرنا چاہئے؟

جواب......جب کہ گائے کے ذبح کرنے کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے زمانۂ نبوت اور اس کے بعد اس کو ذبح کیا ہے اور اس کے گوشت کے حلال ہونے اور ذبح کے جائز ہونے پر مسلمانوں کا (خواہ بروز عید ہو یا کوئی اور دن) اتفاق ہے کوئی مسلمان

اس کے جواز اور حلت میں شبہ نہیں کرتا ہے بناء علیہ جب کوئی مسلمان عیدالاضحیٰ کے روز یا کسی اور دن ذبح کرے اور کوئی ہندو اپنے مذہب کے پیش نظر اس کو روکے تو مسلمان کو باز آنا درست نہیں ہے اور ہندو کی ممانعت جو مذہبی اعتقاد باطل پر مبنی ہے تسلیم کر لینا جائز نہیں ہے۔ ہماری شریعت میں گائے کی بہ نسبت اور جانوروں کے کچھ بھی عظمت ثابت نہیں بلکہ جواز ذبح میں اور جانوروں کے مثل ہے تو جو شخص اس کی عظمیت کا خیال کرے اسکے اسلام میں فتور ہے پس ہندو کی ممانعت کو تسلیم کرنا ان کے اعتقاد باطل کی تقویت اور ترویج کا موجب ہوگا اور یہ کسی طرح شرعاً جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۷۱)

گائے کی قربانی کرنے میں فساد کا خوف ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال...... اگر گائے کی قربانی کی روک ٹوک میں ہنود کی جانب سے فساد کا احتمال ہو مگر اس فساد کا دفعیہ حکام کے ذریعہ ممکن ہو تو صرف بہ لحاظ فتنہ گائے کی قربانی اور ذبح سے باز آ جانا چاہئے یا نہیں؟

اگر ہنود مذہبی تعصب کے پیش نظر یہ کہیں کہ تم گائے کی قربانی مت کرو جس طرح سے ممکن ہو تم اونٹ، بھیڑ یا خصی قربانی کرو تو ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا چاہئے یا نہیں؟

جواب...... اونٹ کا ذبح کرنا اگرچہ گائے سے اولیٰ ہے مگر کوئی شخص اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بالخصوص جب ہنود اہل اسلام کو مذہبی تعصب کی وجہ سے روکیں اور خواہ مخواہ کہیں کہ اونٹ یا بکری ذبح کرو ایسے وقت ہنود کے قول کو مسلمان کو مان لینا واجب (جائز) نہیں بلکہ مسلمان کو ضروری ہے کہ اس قول ہنود کو تسلیم نہ کریں اور اہل اسلام کے طریقہ قدیمہ گاؤ کشی کو ترک نہ کریں ☆ اور اس منازعت میں اگر ہنود کی طرف سے فساد کا احتمال ہو تو اس کو بذریعہ حاکم وقت رفع کرانا واجب ہے اور ہنود کے فساد کے خوف سے گائے کے ذبح سے رکنا نہیں چاہئے۔ فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۷۱۔ حکومت انگریز کی بات ہے۔ م ع۔

کیا اگر گائے کمزور ہو تو اس میں پانچ سے زیادہ آدمی شریک نہیں ہو سکتے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اس علاقہ میں لوگوں کا رجحان اس طرف ہے کہ کمزور گائے میں قربانی کے لئے ۵ آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں تو براہ کرم یہ بتائیں کہ مذکورہ فعل شرعاً جائز ہے اگر نہیں تو شرع محمدی کا مسلک کیا ہے جو لوگ ایسا کریں ان کے ساتھ حصہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... واضح رہے کہ اتنا دبلا پتلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلا ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے گائے بھینس، اونٹ (چاہے کمزور

ہوں چاہے موٹے تازے) میں سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے اور اگر سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے لہٰذا یہ رجحان رکھنا کہ کمزور گائے میں پانچ آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں درست نہیں بلکہ سات تک حصہ دار بن سکتے ہیں البتہ اگر پانچ شریک ہوئے تو بھی ان کی قربانی درست ہے اور ان کے ساتھ حصہ رکھنا درست ہے لیکن پانچ کی تعیین اس وجہ سے نہ کرے کہ زیادہ (یعنی سات آدمی) شریک نہیں ہو سکتے ویسے اگر سات شریک نہ ہوں تو بھی جائز ہے۔ **فی الدر المختار ص ۳۱۵ ج ۶ وتجب شاة اوسبع بدنة هی الابل والبقرولو لاحد هم اقل من سبع لم یجز عن احدوتجزی عما دون سبعة بالاولی الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص ۵۶۰.**

گائے کی قربانی کرنے والوں کو گرفتار کرانا

سوال...... چند شرکاء نے مل کر گائے کی قربانی کی چونکہ یوپی میں اکثریت ہندوؤں کی ہے اس لئے وہاں کے مسلمانوں کو ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ہندوؤں سے مل جل کر رہیں اور ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے ہندوؤں میں غیر فطری اور انتقامی جذبہ پیدا ہو ایسی حالت میں کسی مسلمان کا گائے ذبح کرنا مسلمانوں کو کس قدر جانی و مالی نقصان میں مبتلا کر سکتا ہے اس کے لئے مثال کی ضرورت نہیں اخبارات شاہد ہیں کہ صرف گاؤ کشی کا جھوٹا بہانہ بنا کر مسلمانوں کو مارا پیٹا اور پھونکا گیا۔

یہاں اکثریت ہندوؤں کی ہے اور چونکہ ہم لوگ کاشت کاری کرتے ہیں اس لئے ہندوؤں اور قانون کے بغیر ہمارے کام سرانجام نہیں دیئے جا سکتے اور پھر یوپی میں گائے ممنوع ہے جب میں نے سنا کہ فلاں فلاں نے گائے ذبح کی ہے تو میں نے ازیں قبل کہ ہندوؤں کو خبر ہوتی اور وہ کوئی کارروائی کرتے میں نے تھانہ کو اطلاع دے دی اور شرکاء کو گرفتار کرا دیا میری اس کارروائی سے مقامی ہندوؤں نے کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ انتقام پر آمادہ ہوئے بلکہ خاموش رہے اور گرفتار شدگان کی حالت دیکھتے سنتے رہے مگر ہم پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ ہم پر الزام لگایا کہ ہم نے شرع میں بے جا مداخلت اور بھاری شرعی غلطی کی ہے لہٰذا ہمارا سماجی اور مذہبی بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں کیا واقعی ہم قانونی اور مذہبی مجرم ہیں؟

جواب...... قطع نظر اس سے کہ ان شرکاء کا اقدام قانون ہند کے خلاف ہے یا نہیں؟ آپ نے از خود ہی چغلی کر کے ان کو پکڑوا دیا یہ شکایت آپ نے قانون حکومت کے احترام کے جذبہ

سے نہیں کی بلکہ کاشتکاری کی وجہ سے ہندوؤں سے مل جل کر رہنا ہوتا ہے اگر وہ مشتعل ہو جائیں تو آپ کے کام کا اندیشہ تھا نیز فساد ہو کر دوسرے مسلمانوں کو بھی نقصان کا اندیشہ تھا اس وجہ سے آپ نے شکایت کی ہے مگر آپ کا یہ اندیشہ یقینی نہیں تھا ہو سکتا تھا اس قربانی کی اطلاع ہی نہ ہوتی اور یہ بھی ممکن تھا کہ اطلاع ہونے پر بھی ان کے جذبات نہ بھڑکتے اور کوئی فساد نہ ہوتا ان دونوں باتوں کے شواہد موجود ہیں یعنی کہیں ایسا بھی ہوا کہ اطلاع نہیں ہوئی یا اطلاع ہوئی مگر فساد نہیں ہوا اور جہاں جہاں مسلمانوں کو جلا دیا گیا قتل کیا گیا کیا وہ سب ذبیحہ گاؤ کی وجہ سے ہوا؟ اصل بنیاد تو اسلام ہے بقیہ سب چیزیں تو شاخیں ہیں آپ کی نیت کتنی ہی نیک ہو تب بھی گمان فساد سے تحفظ کی خاطر یقینی مصیبت میں تو آپ نے گرفتار کرا دیا آپ اپنا دل کسی کو چیر کر نہیں دکھلا سکتے دوسرے تو یہی سمجھیں گے کہ آپ نے غیروں سے مل کر اپنوں کو پھنسوا دیا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا ہی تھا کہ دوسروں کے جذبات ٹھنڈے ہوتے اور اپنوں کے مشتعل ہوتے جس طرح آپ کے ان کو گرفتار کرانے پر ہندو خوش تھے اور تماشہ دیکھ رہے تھے اس طرح وہ اب بھی خوش ہیں کہ اس پورے معاملے میں ان کو کچھ نہیں کرنا پڑا۔ غور کیجئے کہ آپ کی نیک نیتی کے نتائج کتنے دوررس ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ مقامی یا آس پاس کے اہل علم کے ذریعہ اپنے معاملے کی صفائی کرا لی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۹ ج ۱۴)

قربانی اور اس کا گوشت

جانور ذبح کرتے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حلال جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر تک پڑھنے سے جانور حلال ہوتا ہے یا نہیں بعض علماء مصر ہیں کہ جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد تک نہ پڑھا جائے تو جانور حلال نہیں ہوتا پس بسم اللہ اللہ اکبر تک پڑھنے سے ذبیحہ درست نہیں ہے لہٰذا صحیح کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیں۔

جواب......وفی الدر ص ۳۰۱. والمستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بل اواو الخ۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ اللہ اکبر تک کہنے سے جانور حلال ہو جائے گا لہٰذا ذبح کا حلال ہونا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد تک پڑھنے پر موقوف نہیں ہے اس لئے بعض علماء

کا اصرار غلط ہے۔فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۴۹)

ذبیحہ پر کسی بھی زبان میں اللہ کا نام لینا

سوال.....ذبح کرتے وقت کون سے الفاظ کہنا ضروری ہے؟ اور کیا عربی زبان میں کہنا ضروری ہے؟

جواب.....بسم اللہ کہنا بھی کافی ہے خواہ کسی زبان میں کہے۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۳ ج ۱۷)

ذبح میں بسم اللہ اللہ اکبر واؤ کے ساتھ ہے یا بغیر واؤ کے؟

سوال.....ایک شخص کہتا ہے کہ قربانی کیلئے بسم اللہ واللہ اکبر کہنا چاہئے اگر کسی نے بوقت قربانی واؤ نہیں کہا تو وہ قربانی نہیں ہوئی بلکہ ذبح حرام ہو گیا تو کیا یہ درست ہے (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۲ ج ۱۴)

ذابح کے غیر کا بسم اللہ پڑھنے کا حکم

سوال.....کیا قربانی میں ایک آدمی کا قربانی کی نیت آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنا اور دوسرے آدمی کا قربانی کے جانور کو ذبح کرنا درست ہے؟ یا جسکے نام سے قربانی ہو اسکو نیت پڑھنا چاہئے؟

☆جواب۔ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر یا بسم اللہ واللہ اکبر کہے (واؤ کیساتھ کہے یا بغیر واؤ کے) دونوں طرح درست ہو جائیگا اور قربانی درست ہو جائیگی۔فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۳۴۲۔

جواب.....قربانی (ذبح) کرنے والے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہنا لازم ہے نیت کی عبارت پڑھے یا نہ پڑھے صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کہ قربانی کرتا ہوں کافی ہے۔(کفایت المفتی ص ۱۸۰ ج ۸)

قربانی ذبح کرنے کا ثواب ہوتا ہے

سوال.....ایک نیک آدمی ہے محلے کے لوگ اسی سے اس کے نیک ہونے کی وجہ سے ذبح کراتے ہیں کیا اس کو قربانی ذبح کرنے کا ثواب ملے گا؟

جواب.....اس نیک آدمی کو ثواب ملتا ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۱ ج ۱۷)

ناپاک جگہ پر ذبح کرنا

سوال.....قربانی کا جانور ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں مویشی باندھے جاتے ہوں اور گوبر وغیرہ وہاں ہمیشہ پڑے رہنے کی وجہ سے پلیدی جمی ہوئی ہو اور جگہ بھی اونچی نیچی ہو ایسی ہو کہ جانور کو تکلیف پہنچے کیسا ہے؟

جواب...... قربانی کے جانور کو ایسی جگہ ذبح کرنا چاہئے کہ اسے غیر ضروری تکلیف نہ ہو حدیث میں ہے کہ ضروری ہے کہ چھری تیز کر لی جائے اور آرام کے ساتھ ذبح کیا جائے کوئی ایسی حرکت جو جانور کو غیر ضروری ایذا پہنچائے مکروہ ہے جگہ بھی پاک ہونی چاہئے ناپاک اور گندی جگہ پر ذبح کرنا بہتر نہیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۵۹ ج ۸)

قربانی کی سری وغیرہ خدمت کے معاوضے میں دینا

سوال...... ایک شخص جو اپنی قربانی میں سے سری' پائے یا کوئی اور حصہ سقے' یا بھنگی اور فقیر کو ان کا حق سمجھ کر دیتا ہے آیا اس کی قربانی صحیح ہو جاتی ہے یا اس میں کوئی نقص ہو جاتا ہے؟

جواب...... قربانی ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ اور اس کے ذمہ واجب ہوتا ہے کہ سری' پائے کی جو قیمت ہو اندازہ کر کے اس کا صدقہ کرے ورنہ گنہگار رہے گا۔

اور یہ سب اس وقت ہے جبکہ خدمت پیشہ لوگوں کو مقرر کر کے بطور حق الخدمت دے کیوں کہ وہ بہ حکم بیع ہے اور اگر اتفاق کے طور پر کسی خدمت گار کو دے دیا جائے تو مضائقہ نہیں بشرطیکہ رسم نہ پڑے۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۵)

کیا ذابح اور مذبوح دونوں کا منہ قبلہ کی طرف ہونا شرط ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید پوچھتا ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت مذبوحہ کا چہرہ قبلہ کی طرف کرنا شرط ہے یا ذابح کا منہ کرنا قبلہ کی طرف شرط ہے اگر مذبوحہ کی توجیہ شرط ہے تو مروجہ ذبح میں تو مذبوحہ کی پیشانی (منہ) مشرق کی جانب رہتی ہے اور پاؤں وغیرہ قبلہ کی طرف رہتے ہیں حالانکہ شرعی شرط مذبوحہ کی توجیہ ہے وہ مفقود ہے اگر ذابح کی توجہ شرط ہے تو فقہاء کی عبارات میں فقط توجہ آتی ہے جس کے معنی (یعنی توجیہ الذابح المذبوحۃ) سے مذبوحہ کی توجیہ کرنا معلوم ہوتی ہے اور پہلے شق سے جو خرابی لازم آتی تھی اس کی وجہ مذبوحہ کو مروجہ طریق کے برعکس لٹا کر اسے ذبح کرنا چاہئے تا کہ منہ مذبوحہ کا قبلہ کی طرف متحقق ہو جائے فقہاء کی عبارات میں توجہ و توجیہ دونوں آتے ہیں لہٰذا برائے مہربانی اس مسئلہ کو تفصیل سے جواب مع توجیہ عبارات فقہاء بیان فرمادیں۔

جواب...... جانور کا چہرہ قبلہ کی طرف کرنا ذبح کے وقت مستحب ہے اور ترک اس کا مکروہ ہے مگر گوشت بلا کراہت حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے اور جب جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا مستحب ہوا تو ذابح کا منہ بھی قبلہ کی طرف ہی ہونا مستحب ہوگا کیونکہ ذبح حلقوم کی طرف سے ہوتا ہے قفا کی طرف سے نہیں تو جب جانور کا منہ قبلہ کی طرف ہوگا تو اس کا سر شمال کو اور پاؤں جنوب کو

ہوں گے یا بالعکس اور ذابح اس کی گردن کی طرف کھڑا ہو کر حلقوم کی طرف سے ذبح کرتا ہو گا تو اس کا چہرہ بھی قبلہ کی طرف ہی ہو گا تو فقہاء کی عبارات میں کوئی تعارض وتدافع نہیں ہے ویسے توجیہ وتوجہ حل ذبیحہ کے لئے شرط کوئی نہیں۔ **کماقال فی خلاصة الفتاوی ص۳۰۸ ج۴ و فی الاصل یستحب توجیهها الی القبلة فی وقت الذبح وفی العالمگیریة ص۲۸۶ ج۵ واذاذبحها بغیر توجه القبلة حلت ولکن یکره کذافی جواهر الاخلاطی . فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمود ج۹ ص۵۵۷)**

ذبیحہ کی گردن پر قدم رکھنا

سوال......قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت گردن پر قدم رکھ کر ذبح کرنا کوئی سنت کہتا ہے کوئی مستحب کوئی مکروہ' کون سا قول قابل قبول ہے؟

جواب......حدیث شریف میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے دو مینڈھوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا بسم اللہ پڑھی اور تکبیر کہی راوی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کو قدم مبارک جانور کے پہلو یا گردن پر رکھے ہوئے دیکھا (مشکوۃ ص۱۱۹)

یہ تو دلیل نقلی ہے اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اس طرح قدم رکھ کر ذبح کرنے میں طاقت ملتی ہے پس یہ مستحب ہو گا جیسا کہ بعض جانوروں کو اسی حکمت کی وجہ سے پہلو کے بل لٹا کر ذبح کرنا مستحب ہے جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے کہ بکری اور گائے کو پہلو پر لٹا کر ذبح کرنا سنت ہے کیونکہ اس طرح رگیں اچھے طریقے سے کٹتی ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص۵۵۶ ج۳)

غلطی سے ایک نے دوسرے کی قربانی ذبح کر دی

سوال......دو آدمیوں نے قربانی کے لئے دو بکریاں خریدی مگر ان میں کوئی شناخت ایسی نہیں تھی کہ دونوں اپنی اپنی بکری کو پہچان سکیں یا شناخت تھی مگر بھول گئے اور دونوں نے ایک ایک بکری قربانی کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے بھی اپنی قربانی نہیں کی بلکہ ہر ایک نے دوسرے کی قربانی کی ہے ایسی صورت میں کیا دونوں کو دوبارہ قربانی لازم ہو گی؟

جواب......نہیں بلکہ دونوں کی قربانی ہو گئی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۴ ج۴)

ذبح کے بعد قربانی کی اون اور دودھ کا حکم

سوال......قربانی کر دی گئی اس جانور کے تھنوں میں دودھ ہے یا اس کے بدن پر اون ہے تو

اس دودھ کو یا اون کو اپنے کام میں لانا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب...... درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۰ ج ۴)

اگر رات کو روشنی کا انتظام نہ ہو تو یہ ذبح اضطراری ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی بکری رات کو مرنے کے قریب ہوئی تو اس نے فوراً چراغ جلا کر چاقو تلاش کیا اور بکری کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا کہ بکری نے چراغ میں پیر مار کر گرا دیا اس نے فوراً اندھیرے میں بکری پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چاقو چلا دیا بکری سے خون کافی نکلا اور اس کی دونوں رگیں کٹ گئیں اس نے رات کو کپڑے میں لپیٹ کر بکری کو رکھ دیا صبح کو خود کھایا اور دوسروں کو کھلایا کیا یہ بکری حرام ہے یا حلال ہے۔

جواب...... یہ زکوٰۃ اضطراری ہے اس لئے جب رگیں کٹ گئیں اور بکری کا خون کافی نکلا تو یہ بکری حلال ہوگئی ہے اور کھانا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۵۲)

کیا قربانی کے ہر شریک پر تکبیر واجب ہے؟

سوال...... الجوہرۃ النیرۃ اور مالابدمنہ میں ہے کہ قربانی کے وقت جو معاونین اس میں شریک ہوتے ہیں سب پر بیک وقت تحریمہ واجب ہے اگر کوئی ایک بھی جانور کے پکڑنے میں ترک کر دے گا تو قربانی حرام ہو جائے گی کیا یہ قول مفتی بہ ہے؟

جواب...... مسئلہ یہ ہے کہ ذابح پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اسی طرح معین ذابح پر واجب ہے اور معین ذابح وہ ہے جو چھری چلانے میں مدد دے مثلاً ایک شخص کمزور ہے اس میں چھری چلانے کی پوری قوت نہیں تو دوسرا آدمی اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قوت سے چھری چلا دے تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا لازم ہے اور جو آدمی جانور کے پیر وغیرہ پکڑے وہ حقیقتاً معین ذابح نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۷ ج ۱۴)

ذبح سے پہلے عیب پیدا ہو جانے کی ایک صورت کا حکم

سوال...... ایک شخص پر قربانی واجب نہ تھی اس نے قربانی کے لئے بیل خریدا' بازار سے لانے کے بعد بیل بیٹھ گیا اٹھتا نہیں اس نے بیل کو ذبح کر کے گوشت فروخت کر دیا کیا اس پر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا ضروری ہے؟

جواب...... اس میں اختلاف ہے وجوب عدم وجوب دونوں قول ہیں اور دونوں ظاہر

الروایۃ ہیں الاول احوط والثانی اوسع بہ سہولت ہو سکے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے۔
(احسن الفتاویٰ ص ۵۱۱ ج ۷)

ذبح میں جانور کو تکلیف کم ہوتی ہے

سوال......زید کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں تو یہ جانور ذبح کئے جاتے ہیں اس میں رحمت کیوں نہیں؟ اگر زید شک کرتا ہے یا ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو شرعی حکم کیا ہے؟

جواب......اپنی موت مرنے سے ذبح میں تکلیف کم ہوتی ہے لہٰذا ذبح کیا جانا رحمت کے خلاف ہرگز نہیں اس لئے قول مذکور بے علمی اور بے ادبی کی بات ہے اور رحمت ورحم کے خلاف وسوے سے بالکل باطل ہے ایسا خیال وعقیدہ اسلام وایمان کے خلاف ہے اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ (فتاوٰے مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

اضحیہ سے کھانے کی ابتداء صرف دس ذی الحجہ کیساتھ خاص ہے

سوال......اگر قربانی گیارہ یا بارہ تاریخ کو کی جائے تو قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت سے پہلے کچھ نہ کھائے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب......یہ حکم صرف دسویں تاریخ تک خاص ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۲۱ ج ۷)

فقیر کا اپنی قربانی سے کھانا

سوال......بندہ نے ایک بکرا برائے قربانی پالا مگر چونکہ بندہ صاحب نصاب نہیں تھا اس لئے ایک مولوی صاحب نے کہا کہ تم اس بکرے کی قربانی سے خود گوشت نہیں کھا سکتے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب...... جب زبان سے نذر کرے اس کا کھانا تو خود جائز نہیں اور جو نذر نہ کی ہو گو مثل نذر کے واجب ہو گیا ہو اس کا کھانا جائز ہے۔ (امداد الفتاوے ص ۵۶۳ ج ۳)

کھانا مشترک ہو تو گوشت تقسیم کرنا ضروری نہیں؟

سوال......والدین اور بہن بھائیوں نے مل کر گائے کی قربانی کی۔ کچھ گوشت فقراء میں تقسیم کر دیا اور بقیہ پکا کر ایک ساتھ کھانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں تقسیم کر کے ہر ایک کو اپنا اپنا حصہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب......اس صورت میں تقسیم ضروری نہیں کیونکہ یہ اباحت ہے تملیک وتملک کے معنی

اس میں نہیں۔(احسن الفتاویٰ ص ۵۰۰ ج ۷)

وصیت کی قربانی کا گوشت کھانا

سوال...... مرحوم زید نے وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کرنا اور اس سے اپنے لئے بھی گوشت رکھ لینا ان کی وصیت کے مطابق قربانی کا گوشت اپنے لئے رکھنا یا کھانا جائز ہے؟

جواب...... جائز نہیں البتہ اگر وصیت کے حکم کے بغیر اپنے مال سے قربانی کرے تو جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۴۹۶ ج ۷)

شرکاء قربانی کا ایک دوسرے کو گوشت دینا

سوال...... زید اور عمرو دونوں ایک وقت میں قربانی کرتے ہیں اور قربانی کا گوشت عمر زید کو دیتا ہے اور زید عمر کو کیا ایسا کر سکتے ہیں؟

جواب...... اس میں شبہ کی کیا بات ہے۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) ''دے سکتے ہیں'' م ع۔

شرکاء پر گوشت تقسیم صدقہ کرنے کی ایک صورت کا حکم

سوال...... صدقۂ نافلہ کیلئے لوگوں نے چندہ کر کے جانور خریدا اور چندہ دینے والوں میں بعض لوگ فقیر اور محتاج ہیں تو اب اس جانور کا گوشت ان فقراء کو دینا کیسا ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو یہ حیلہ جواز کیلئے کافی ہو سکتا ہے یا نہیں کہ مثلاً پانچ آدمی ایک ایک روپے کے شریک ہیں تو گوشت کے پانچ حصے کر کے ہر ایک کا حصہ جدا جدا کیا گیا اور زید کے حصے سے عمر کو اور عمر کے حصے سے زید کو گوشت دیا گیا۔

جواب...... قبل تقسیم اگر ایسا کیا تو اس میں جس قدر خود اس شخص کا حصہ ہے جس کو گوشت دیا گیا ہے وہ صدقہ نہ ہوگا اور بعد تقسیم اگر ایک نے دوسرے کو دے دیا سب کا صدقہ ادا ہو جائے گا لیکن اگر پہلے سے یہ شرط ٹھہرائی تو ثواب کی امید نہیں بلکہ اگر اس شرط کے خلاف کرنے سے جبر یا نزاع کا احتمال ہو تو معصیت ہوگی۔(امداد الفتاویٰ ص ۵۴۰ ج ۳)

کسی ایک شریک کے حصے میں سری پائے لگا کر تقسیم کرنا

سوال...... چند حصے داران اگر بغیر وزن کئے باہم رضامندی سے کم وبیش گوشت لے لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... قربانی کا گوشت اندازے سے یا باہمی تراضی کی بنا پر کم وبیش لینا یا دینا جائز نہیں اس میں جو زیادتی کسی طرف جائے گی وہ سود کے حکم میں جائے گی اور کھال سری پائے وغیرہ کو کسی

حصے میں لگانے کا جزیہ جو شامی نے لکھا ہے وہ ہمارے دیار میں مروج نہیں۔(امداد المفتیین ص ۹۶۰)

شریکوں کا قربانی کے گوشت کو اندازہ سے تقسیم کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر قربانی کے گوشت کو اندازہ سے تقسیم کر کے بعد میں ایک دوسرے کو معاف کر دیں تو یہ تقسیم صحیح ہوئی یا نہیں اور اس گوشت کو کھانا جائز ہے یا نہ

جواب...... وفی الدرص ۳۱۷ ج۵ ویقسم اللحم وزنالا جزافا وفی الشامیة وبه ظهر ان عدم الجواز بمعنی انه لایصح ولایحل لفساد لمبادلة خلافا لمابحثه فی الشر نبلالیة من انه فیه بمعنی لایصح ولاحرمة فیه' روایت بالا سے معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت کو اندازہ سے تقسیم کرنا جائز نہیں ہے اور گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم

البتہ اگر گوشت کیساتھ سری پائے اور چرم ملا کر اندازہ سے تقسیم کیا جائے تو درست ہے اور کھانا جائز ہے۔کما فی الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار ص۳۱۷ ج۵ ویقسم اللحم وزنا لاجزافاالااذاضم معه من الاکارع اوالجلد صرفا للخبس لخلاف جنسه اه' وفی العالمگیریة ص۲۹۸ ج۵ وان قسموا مجازفة یجوز اذا کان اخذ کل واحدشیئا من الاکارع اوالرأس اوالجلد.فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص۵۷۵ .

نوکر کو قربانی کا گوشت کھلانا

سوال...... جو نوکر گھروں میں کام کرنے کے لئے رکھے جاتے ہیں اور ان کا کھانا مالک کے ذمہ ہوتا ہے۔مالک ان کو اپنی قربانی کا گوشت کھلا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... کھانا نوکر کی اجرت کا جز ہے اور قربانی کا گوشت اجرت میں دینا جائز نہیں۔نوکر کو گوشت کھلانے کا حیلہ یہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ اسکو ان دنوں کے کھانے کی قیمت دیدی جائے۔
(احسن الفتاویٰ ص۴۹۴ ج۷)

قربانی کا گوشت غربا پر تقسیم کرنا

سوال...... چار بھائیوں نے ایک جانور قربانی کیا سبھوں نے مشترکہ غرباء پر تقسیم کر دیا خود نہیں لیا تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... صورت مسئولہ جائز ہے اور درست ہے۔(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

تقسیم سے پہلے گوشت صدقہ کرنا جائز ہے

سوال..... تقسیم سے پہلے مشترک گوشت فقراء پر صدقہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر کئی آدمی جانور میں شریک ہوں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ بہ رضا ورغبت یک جا ہی فقراء واحباب میں تقسیم کرنا یا کھانا پکا کر کھلانا چاہیں تو جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۵۰۷ ج ۷)

تقسیم سے پہلے گوشت صدقہ کرنا

سوال..... قربانی کے بکرے کا کلہ شرکاء آپس میں راضی ہو کر گوشت تقسیم ہونے سے پہلے کسی شخص کو للہ دے دیں تو قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر سب نے کسی فقیر یا غنی کو دے یا لیکن شرکاء میں سے کسی نے قربانی کی نذر نہ کی تھی تو جائز ہے کیونکہ تقسیم واجب نہیں کہ ترک واجب سے کوئی محذور لازم آئے اور اگر اس میں کوئی ناذر تھا اور غنی کو دیا تو جائز نہیں کیونکہ تقسیم کر کے ناذر کا حصہ فقراء پر تصدق کرنا واجب ہے پس قربانی تو جائز ہو جائیگی لیکن ناذر کا حصہ فقراء پر صدقہ کرنا واجب ہے پس قربانی تو جائز ہو جائیگی لیکن ناذر پر قیمت اپنے حصہ من جملہ کلہ کے صدقہ کرنا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۴۹ ج ۳)

قربانی کا گوشت پکا کر دینا

سوال..... عموماً قربانی کا گوشت اقارب اور مساکین کو صدقہ کر دیا جاتا ہے اگر ہدیہ نہ کیا جائے بلکہ پکا کر دیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایسی دعوت کا قبول کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی آدمی ایسی دعوت قبول نہ کرے بلکہ ناجائز بتلائے تو تارک سنت ہے یا نہیں؟

جواب..... قربانی کا گوشت امیر' غریب سب کو دینا درست ہے عزیز واقارب کو بھی دیا جا سکتا ہے پکا کر کھلانا' اور دعوت کرنا بھی درست ہے جو آدمی ایسی دعوت کو ناجائز بتلائے اس سے دلیل طلب کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ ج ۱۷)

قربانی کا گوشت سکھا کر دیر تک رکھنا

سوال..... بعض آدمی قربانی کا گوشت ہفتوں بلکہ مہینوں تک سکھا کر رکھ لیتے ہیں اور کھاتے رہتے ہیں ایسا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب.....کوئی قباحت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۵ ج ۴)

گوشت کا دھونا

سوال.....ذبح کے بعد جو گوشت جانور سے علیحدہ کیا جاتا ہے کیا اس کو پاک کر کے پکانا چاہئے؟ کیونکہ اس میں کچھ خون کا اثر ہوتا ہے اور خون ناپاک ہوتا ہے۔

جواب.....اسکے دھونے کی ضرورت نہیں وہ ناپاک نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۶ ج ۴) اور منع بھی نہیں ''م'ع۔

رات میں قربانی کرنا

سوال.....کیا رات میں قربانی کرنا بلا کراہت جائز ہے؟

جواب.....دسویں اور تیرھویں رات کو جائز نہیں اور بارھویں رات کو جائز ہے مگر رگیں نہ کٹنے یا ہاتھ کٹنے یا اضحیہ کے آرام میں خلل کے اندیشے سے ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔
(احسن الفتاویٰ ص ۵۱۰ ج ۷)

نماز عید سے پہلے ذبح کرنا

سوال.....قربانی کا جانور جہاں عید ہوتی ہے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو قربانی ہو جائیگی یا دوسری کرنا پڑے گی؟

جواب.....قصبہ اور شہر میں بقر عید کی نماز سے پہلے قربانی کی تو جائز نہیں ہوئی دوسری قربانی کرنا ہوگی۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

شہر کی کسی بھی مسجد میں عید کی نماز کے بعد قربانی کرنا

سوال.....شہر میں نماز عید کسی بھی مسجد میں ہوگئی تو کیا اس شہر میں رہنے والے اپنی قربانی کر کے عید گاہ نماز پڑھنے کے لئے جائے تو اس کی واجب قربانی ادا ہوگئی؟

جواب.....شہر کی کسی مسجد میں معتبر لوگوں نے نماز عید ادا کی ہے تو دوسرے لوگوں کی قربانی بھی ادا ہو جائے گی مگر احتیاط اس میں ہے کہ عید کی نماز کے بعد قربانی کرے۔ (فتاوے رحیمیہ ص ۱۸۰ ج ۶)

عید کی نماز سے پہلے جانور کو ذبح کرنا

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر عید پڑھنے سے پہلے

قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں یعنی کہ عید پڑھنے سے پہلے قربانی جائز ہے یا کہ نہیں جبکہ عید گاہ موجود اور عید کی نماز ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہو تقریباً ساڑھے آٹھ یا نو بجے عید پڑھی جاتی ہو تو اگر قربانی کر لی جائے تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

جواب..... بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ کمافی الهداية ص ۴۴۳ ووقت الاضحية يدخل بطلوع الفجر من يوم النحر الا انه لا يجوز لاهل الامصار الذبح حتى يصلى الامام العيد فاما اهل السواد فيذبحون بعد الفجر' والاصل فيه قوله عليه السلام من ذبح قبل الصلوٰة فليعد ذبيحته ومن ذبح بعدالصلوٰة فقدتم نسكه واصاب سنة المسلمين وقال عليه السلام هذا الشرط فى حق من عليه الصلوٰة وهو المصرى دون اهل السواد عید کی نماز سے پہلے جو قربانی کی ہے وہ جائز نہیں ہوئی دوبارہ کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص ۵۶۳)

قربانی کے بعد زندہ بچہ نکلے تو کیا حکم ہے؟

سوال..... قربانی کے بعد زندہ بچہ نکلے تو کیا حکم ہے؟

جواب..... بچہ زندہ نکلے تو اس کو ذبح کرے اور مردہ نکلے تو اس کو استعمال میں نہیں لا سکتے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۸۳ ج ۲)

شریک قربانی کا اُجرت لیکر ذبح کرنا

سوال..... ایک قربانی شرکاء میں ایک قصائی بھی ہے تو کیا وہ قصائی اس قربانی کو اجرت پر ذبح کر سکتا ہے؟

جواب..... شریک کو اُجرت لے کر ذبح کرنا جائز نہیں بلا اُجرت کام کر سکتا ہے۔
(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

دوسرے کی قربانی کے جانور کو ذبح کر دینا

سوال..... زید نے قربانی کے خیال سے بکرا خریدا اور خیال تھا کہ کل گیارہ ذی الحجہ کو ذبح کروں گا مگر اس کے ملازم بکر نے اطلاع کئے بغیر بلانیت قربانی ذبح کر دیا موجودہ صورت میں زید کی طرف سے قربانی ہو گئی یا نہیں؟

جواب..... زید کی طرف سے قربانی نہیں ہوئی اور بکر پر اس کی قیمت واجب الادا ہے۔
(فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۷۴)

اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے بیل ذبح کیا اور بوقت ذبح دوسری رگیں کٹ گئیں اور نرخرہ بھی کٹ گیا مگر نرخرہ میں کوئی ایک چوڑی بھی نہ لگی ہوئی تھی تو کیا ایسا ذبح حلال ہے یا حرام۔ بینوا توجروا۔

جواب......علامہ شامی نے اس میں بہت سا اختلاف نقل کر کے آخر میں فیصلہ کیا ہے کہ اگر منجملہ چار رگوں میں سے تین رگیں کٹ گئیں تو حلال ہے ورنہ حرام ہے اور وہ چار رگیں یہ ہیں مری حلقوم اور دو ودجان خلاصہ یہ ہے کہ نرخرہ اگر کٹ جائے پھر دیکھنا چاہئے کہ آیا واجبین جیسے محاسبہ رگیں کہتے ہیں بھی کٹ گئی ہیں یا نہیں اگر وہ دونوں کٹ گئی ہوں تو حلال ہے ورنہ حرام۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص ۵۳۹)

شرکاء کا وقت ذبح موجود ہونا

سوال......قربانی کے وقت ساتوں شرکاء کا موجود ہونا ضروری ہے یا اجازت کافی ہے؟

جواب......سب شرکاء کا موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ اجازت کافی ہے البتہ موجود ہونا مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۳۲ ج۴)

ذبح کے وقت شرکاء کے نام پکارنا

سوال......ہمارے یہاں بوقت ذبح شرکاء کے نام پکارے جاتے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب......شرکاء کے نام قربانی کو ذبح کرتے ہوئے پکارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہاں ذبح کرنے والا نیت میں ان سب کی جانب سے ذبح کرنے کا خیال رکھے اور اتفاقاً پکار دیئے جائیں اور مقصود خبر کرنا ہو تو مضائقہ نہیں لیکن پکارنے کو ضروری اور اضحیہ میں لازم سمجھنا بے اصل ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۸۴ ج۸)

قربانی کے خون کا کیا کیا جائے؟

سوال......قربانی کے خون کا کیا کیا جائے؟ اسکے احترام کا کیا طریقہ ہے؟ یا یوں ہی چھوڑ دیا جائے؟

جواب......شریعت نے قربانی کے خون کا احترام کرنے کا حکم نہیں کیا جس طرح دوسرے ذبیحوں کا خون ناپاک ونجس ہے اسی طرح قربانی کا خون بھی ناپاک ہے یوں ہی چھوڑ دیا جائے اور گڑھے میں ڈال کر دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۴۷ ج۱۴)

قربانی کا خون پینا

سوال...... بہت سے آدمی دوا کے طور پر قربانی کا بہا ہوا خون پیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب...... بہا ہوا خون قربانی کا ہو یا کسی اور طرح کا سب حرام اور نجس ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۷ ج ۱۷) "پینا درست نہیں" م ع

قربانی کے جانور کو ہر حصہ دار کا ہاتھ لگانا

سوال...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت ہر حصے دار کا جانور کو ہاتھ لگانا ضروری ہے کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

جواب...... ہاتھ لگانا ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۴ ج ۱۷) "از قبیل اغلاط العوام یا اظہار محبت ہے" م ع

قسطوں پر قربانی کے بکرے

سوال...... چندروز سے اخبارات اور ٹی وی پر قربانی کے بکرے اور گائیں بک کرانیکا اشتہار آ رہا ہے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قسطوں پر بکرا یا گائے لیکر قربانی کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلے پر روشنی ڈالیں تا کہ میرا یہ مسئلہ حل ہو سکے اور دوسروں کو بھی شرعی حل معلوم ہو سکے۔

جواب...... جس جانور کے آپ مالک ہیں اس کی قربانی جائز ہے خواہ آپ نے نقد قیمت پر خریدا ہو خواہ ادھار پر، خواہ قسطوں پر، مگر یہ بات یاد رہے کہ صرف جانور کو بک کرا لینے سے آپ اس کے مالک نہیں ہو جاتے اور نہ بک کرانے سے بیع ہوتی ہے بلکہ جس دن آپ کو اپنی جمع کردہ رقم کے بدلے جانور دیا جائے گا تب آپ اس کے مالک ہوں گے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۲۰)

قربانی کے جانور کے منہ میں پیسہ ڈال کر ذبح کرنا!

سوال...... زید کہتا ہے کہ اگر قربانی کے جانور کے منہ میں تانبے کا پیسہ ڈال دیا جانور کو وہ پیسہ کھلا کر ذبح کیا جائے اور پھر اس پیسے کو بواسیر کے مریض کو پہنایا جائے تو مرض ختم ہو جائے گا زید نے اپنی قربانی کے وقت ایسا ہی کیا تو کیا اس سے عقیدے کی خرابی پیدا ہوئی؟

جواب...... قربانی کا جانور تو اس سے خراب نہیں ہوا اور بواسیر میں اس کا مفید ہونا کوئی فقہی مسئلہ نہیں اگر طب یا تجربے سے اس کا مفید ہونا ثابت ہو تو اسمیں مضائقہ نہیں اگر محض ٹوٹکا ہے تو اس سے اجتناب کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۱ ج ۱۱)

قربانی کا گوشت' قربانی کے بکرے کی رانئیں گھر میں رکھنا

سوال: قربانی کے لیے حکم ہے کہ جانور صحت منداور خوبصورت ہو' ذبح کرنے کے بعد اس کو برابر تین حصوں میں تقسیم کیا جائے جبکہ اس وقت دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ لوگ قربانی کے بعد بکرے کی ران وغیرہ مکمل اپنے لیے رکھ لیتے ہیں اور بعد میں ہوٹلوں میں روسٹ کرا کر لے جاتے ہیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بکرے کی دونوں ران مع کمر کے رکھ دی جاتی ہیں اس مسئلہ پر حدیث اور شریعت کی رو سے روشنی ڈالیں کہ قربانی کرنے والوں کو صحیح علم ہو جائے؟

جواب: افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں ایک فقراء کیلئے' ایک دوست احباب کیلئے اور ایک گھر کیلئے لیکن اگر سارا تقسیم کر دیا جائے یا گھر میں رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کیساتھ کی تھی۔ صرف گوشت کھانے یا لوگوں میں سرخ روئی کیلیے قربانی نہیں کی تھی۔ (آپکے مسائل ص ۲۰۷ ج ۴)

قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا

سوال: ہمارے محلے میں ایک صاحب نے گائے کی قربانی تیسرے دن کی اور چوتھے دن انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور قربانی کا آدھے سے زیادہ گوشت دعوت شادی میں لوگوں کو کھلا دیا' کیا ان کی قربانی ہوگئی؟

جواب: اگر قربانی صحیح نیت سے کی تھی تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اور قربانی کا گوشت گھر کی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایک تہائی صدقہ کردے ایک تہائی دوست احباب کو دے ایک تہائی خود کھائے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۸ ج ۴)

کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہو جاتی ہے؟

سوال: بقرعید پر ہمارے گھر قربانی ہوتی ہے تو میرے بھائی اس کے تین حصے کرتے ہیں' ایک گھر میں رکھ لیتے ہیں دو حصے محلے اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں جب کہ ہمارے محلے میں اکثر سارا گوشت گھر ہی میں کھا لیتے ہیں' محلہ دار اور رشتہ داروں میں ذرا سا تقسیم کر دیتے ہیں اور کئی دن تک کھاتے ہیں' ضرور بتایئے گا کہ کیا ایسے لوگوں کی قربانی ہو جاتی ہے؟

جواب: آپکے بھائی جس طرح کرتے ہیں وہ بہتر ہے باقی سارا گوشت اگر گھر پر کھا لیا تو قربانی

جب بھی صحیح ہے بشرطیکہ نیت قربانی ہو صرف گوشت کھانے کی نہ ہو۔ (آپکے مسائل ص ۲۰۸ ج ۴)

منت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھا سکتے ہیں

سوال: میری والدہ صاحبہ نے منت مانی تھی کہ میری نوکری کے سلسلے میں کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی۔ بحمداللہ نوکری مل گئی خدا کا شکر ہے لیکن کافی عرصہ گزر گیا ابھی تک منت پوری نہیں کی اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقہ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو۔ اس میں اختلاف رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں گھر کے افراد کے لیے جائز ہے یا یہ پورا کا پورا غریب و مسکین یا کسی دارالعلوم مدرسہ کو دے دینا چاہیے؟

جواب: آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے اور اس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازم ہے منت کی چیز غنی اور مالدار لوگ نہیں کھا سکتے جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر مالداروں کے لیے حلال نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۰۹ ج ۴)

چرم قربانی اور اس کا مصرف

چرم کا صدقہ افضل ہے یا قیمت کا؟

سوال...... چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے یا اس کو فروخت کر کے قیمت صدقہ کرنا افضل ہے؟

جواب...... چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۰۵ ج ۴)

قربانی کے جانور کی رسی کے صدقے کا حکم

سوال...... قربانی کے جانور کی رسی اور جھول وغیرہ کو صدقہ کر دینا واجب ہے ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ لوگ جانور خرید کر پھر بائع کے پاس چرائی پر چھوڑ دیتے ہیں جب قربانی کرنی ہوتی ہے تو اپنی رسی میں باندھ کر لاتے ہیں اس صورت میں رسی اس جانور کی قرار پائیگی اور واجب التصدق ہوگی؟

جواب...... قربانی کا جانور خرید کر جب لایا گیا اور بائع نے اسکو رسی میں باندھ کر دیا تو اس رسی کو صدقہ کر دیا جائے اگر اپنی رسی میں اسکو رکھا ہے تو اسکو صدقہ کرنیکا حکم نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ ج ۱۷)

چرم قربانی کا مصرف اور اس کو دوسرے شہر میں پہنچانا

سوال...... چرم قربانی کی رقم دوسرے شہر میں منتقل کرنے یا سادات کو دینے میں حکم زکوٰۃ

کے مانند ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب......ظاہر ہے کہ چرم قربانی کا صدقہ قبیل تطوعات سے ہے اور بنی ہاشم کے لئے اسکی حرمت کا حکم دینا صحیح نہیں کیونکہ اس قسم کے احکام زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہیں۔

فتح القدیر میں ہے قالوا الایجوز صرف کفارة الیمین والظهار وجزاء الصيد وغلة الوقف الى بنى هاشم واماالنافلة فقال فى النهاية يجوزصرفه اليهم بالاجماع وصرح فى الكافى بدفع الوقف اليهم اه

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ نفلی بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے اور چرم قربانی کا صدقہ بھی نفلی ہے اس لئے اس کا صدقہ بھی بنی ہاشم پر جائز ہوگا اور اسی طرح فقہاء کرام زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے دوسرے شہروں میں تبدیل کرنے کو مکروہ اس بنا پر کہتے ہیں کہ اس مال میں اہل شہر کے مستحقین کا حق ثابت ہو گیا ہے لہٰذا اب تبدیل کرنا مکروہ ہوگا اور اسی وجہ سے شہر فائق وغیرہ میں مذکور ہے کہ اگر سال پورا ہونے سے پہلے مال زکوٰۃ دوسرے شہر کی طرف تبدیل کر دے تو مکروہ نہ ہوگا کیونکہ سال کے پورا ہونے سے قبل مستحقین کا حق اس میں قائم نہیں ہوتا اب چرم قربانی کا صدقہ چونکہ نفلی ہے کسی کا حق اس سے متعلق نہیں تو اس کا تبدیل کرنا بھی مکروہ نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۳۶۵)

قیمت چرم سے جلد بندی کرانا

سوال......چرم قربانی یا اس کی قیمت سے قومی کتب خانوں کی جلد بندی کرائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب...... چرم قربانی، لحم قربانی کی طرح ہے یعنی اس کو اپنے کام میں لانا درست ہے امیر، غریب، سعید وغیرہ کو دینا بھی جائز ہے لہٰذا اگر کسی مہتمم کتب خانہ کو تملیکاً دے دیا اور اس نے خود چرم یا اس کی قیمت سے جلد بندی کرادی تو جائز ہے اگر اصل مالک نے فروخت کر دیا تو صدقہ کرنا واجب ہے اسکے ذریعے جلد بندی کرانا جائز نہیں البتہ اگر قیمت کسی مستحق کو تملیکاً دیدی جائے اور پھر وہ جلد بندی کیلئے دیدے یا خود جلد بندی کرادے تو جائز ہے (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۸ ج ۸)

کھال کی قیمت بھائی کو دینا درست ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قربانی کی کھال فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے بہن بھائی کو دے دی کیا ان کی قربانی جائز ہے یا نہ۔

جواب......قربانی کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے اس کا مصرف فقراء و مساکین ہیں

لہٰذا لڑکیوں کو اس کی قیمت دینا جائز نہیں البتہ بہن اگر غریب ہو تو اس کو دی جا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص ۶۰۷)

قیمت چرم سے مزار بنوانا

سوال..... کیا قربانی کی کھال اپنے پیر یا کسی بزرگ کے مزار بنوانے یا اپنے اعزہ کی پختہ قبر و گنبد کے بنوانے میں لگانا جائز ہے؟

جواب..... چرم قربانی کی قیمت کا زکوٰۃ کی طرح صدقہ کرنا اور کسی کو اس کا مالک بنانا ضروری ہے مواقع مذکور میں تملیک متحقق نہ ہونے کی وجہ سے صرف کرنا درست نہیں قبر پختہ اور اس پر گنبد بنانا (ویسے بھی) منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ ج ۴)

میت کی طرف سے قربانی کر کے قیمت چرم اپنے بیٹے کو دینا

سوال..... زید میت کی جانب سے قربانی کرتا ہے اور قربانی کے چرم کی قیمت اپنے بیٹے کو دیتا ہے زید کے ساتھی بھی رقم دیتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اس صورت کا صدقہ کرنا واجب ہے اصول و فروع کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں لہٰذا بیٹے کے علاوہ کسی اور کو دے اور دوسرے شرکاء اگر اصول و فروع نہیں تو اس لڑکے کو صدقہ دے سکتے ہیں اگر اس کے اصول و فروع ہیں تو وہ بھی نہیں دے سکتے۔

حاصل یہ کہ جو مصرف زکوٰۃ ہے وہی اس صدقہ کا مصرف ہے جسکو زکوٰۃ دینی جائز ہے اسکو یہ صدقہ بھی دینا جائز ہے جسکو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اسکو یہ بھی دینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۸ ج ۸)

قربانی کی کھال کھانے کا حکم

سوال..... اگر کسی نے قربانی کے بعد کھال آگ میں پکا کر کھالی تو اس پر ضمان ہے یا نہیں؟

جواب..... بیچنے کی صورت میں یہ شرط ہے کہ باقی رہنے والی چیز سے تبدیل کرے خود اپنے کام میں لانے میں یہ شرط نہیں' اس لئے یہ کھانا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۲۲ ج ۷)

چرم قربانی کی قیمت کا چوری ہو جانا

سوال..... زید مدرس کے پاس طلبہ کے لئے چرم قربانی کی رقم آئی زید نے اس کو اپنی حویلی میں ایک غیر مقفل بکس میں رکھا اور اپنا روپیہ زید کا علیحدہ اسی بکس میں تھا قفل کی ضرورت بکس میں

خیال نہ کی گئی کیونکہ کوئی غیر شخص حویلی میں نہ آتا تھا فقط زید کی بیوی' لڑکا' بھائی اور بھانجا رہتا تھا بھتیجا نو روپے قربانی کے بکس میں سے نکال کر فرار ہوگیا اور یہ بھتیجا بھی مدرسہ کا ایک طالب علم ہے اس نے اس سے پہلے ایسا کام نہ کیا تھا تاکہ اس سے احتیاط کی جاتی اس صورت میں زید پر اس امانت کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب......زید پر اس روپے کا ضمان نہیں البتہ اس لینے والے پر ضمان واجب ہے اور زید کے ذمہ واجب ہے کہ اپنی قدرت کے بہ قدر اس سے ضمان لینے میں کوشش کرے اور ایک امر زید کے ذمے یہ ضروری ہے کہ جن لوگوں کی رقم ضائع ہوئی ہے ان کو اطلاع کردے کیونکہ انکے ذمے یہ رقم واجب التصدق رہ گئی ہے وہ لوگ مساکین کو ادا کر دیں جبکہ چور سے وصول نہ ہوا۔ (امدادالفتاویٰ ص ۶۱۰ ج ۳)

چرم قربانی کو خرید کر استعمال میں لانا

سوال......اگر خام چرم قربانی کا تبادلہ غیر قربانی کے پختہ چمڑے سے جائز ہو تو قربانی کا چمڑا جس آدمی کے پاس پہنچے گا وہ اس چمڑے کو فروخت کر کے دام اپنے صرف میں لاسکتا ہے نہیں؟

جواب......لاسکتا ہے۔ (امدادالفتاویٰ ص ۵۷۵ ج ۳)

شرکاء سے چرم خرید کر فروخت کرنا

سوال......اگر ایک شرکاء سے چرم قربانی خرید کر خود فروخت کردے تو کھال کی کل قیمت خیرات کرنا ہوگی؟ یا کل قیمت اپنے مصرف میں لاسکے گا؟ یا بہ قدر اس حصے کے جو خریدا تھا اپنے مصرف میں لاسکے گا؟ اور باقی خیرات کرے گا؟

جواب......ہاں یہ ہی تیسری صورت ہے۔ (امدادالفتاوے ص ۵۷۵ ج ۳)

خریدے ہوئے چرم قربانی کو استعمال کرنا

سوال......قربانی کا چمڑا اگر ایک شریک دوسرے شریکوں سے خرید لے تو پھر وہ تمام چمڑا خریدکنندہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب......لاسکتا ہے۔ (امدادالفتاوے ص ۵۷۵ ج ۳)

قربانی کی کھالوں کی رقم سے مسجد کی تعمیر صحیح نہیں

سوال......صدقہ فطر اور قربانی کی کھالوں کی رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیر پر خرچ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب......زکوٰۃ صدقہ فطر اور چرم قربانی کی قیمت کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے مسجد یا

مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرنا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۱۳)

چرم کے عوض خریدے ہوئے تیل کا حکم

سوال...... حضرت نے فرمایا تھا کہ "قربانی کی کھال" یا اس کے عوض دوسری قابل استعمال چیز بدل کر کام میں لا سکتے ہیں مگر روپیہ یا ایسی چیز جیسا کہ تیل کہ جسکو خود استعمال نہیں کرتے بلکہ اسکو جلا کر روشنی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا روپیہ سے کوئی اور چیز خرید کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں ایسے تبادلے کا استعمال جائز نہیں بلکہ وہ تیل اور روپیہ خیرات کیا جائے۔ اسکے متعلق عرض ہے کہ اگر تیل سر میں لگایا جائے یا کسی چمڑے یا لکڑی کے دروازوں وغیرہ کے ملنے کے کام میں لایا جائے تو تبادلہ اور استعمال جائز ہوگا یا نہ؟

جواب...... نہیں کیونکہ یہ انتفاع اس کی بقا کے ساتھ نہیں ہے بلکہ وہ کھپ کر فنا ہو گیا۔
(امداد الفتاویٰ ص ۵۷۲ ج ۳)

چرم قربانی کا گوشت سے تبادلہ کرنا

سوال...... یہاں چرم قربانی قصاب کو دیتے ہیں اور پھر ان سے اس کے عوض محرم میں گوشت لے کر خود کھاتے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب...... جن بلاد میں چرم وزن سے فروخت ہوتا ہے وہاں تو یہ بیع ہی درست نہیں کہ موزوں کا مبادلہ موزوں سے ادھار رہا ہے اور جن بلاد میں عدداً فروخت ہوتا ہے وہاں یہ بیع تو درست ہے جب گوشت کی مقدار اور صفت پورے طور سے بیان کر دی جائے لیکن اس کے عوض میں جو گوشت آئے گا اس کا مساکین پر خیرات کرنا واجب ہے اگر خود کھائے گا یا غنی کو کھلائے گا تو اتنی مقدار کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۲۳ ج ۳)

چرم قربانی کی قیمت اپنے اُصول وفروغ کو دینا

سوال...... قربانی واجب تھی مگر نہیں کی ایام گزرنے کے بعد قیمت قربانی اپنے اصول وفروع کو یا کافر کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ مفلس وحاجت مند ہوں؟

جواب...... فقہاء کے کلام میں اس باب میں یہ الفاظ ہیں "تصدق بقیمتها" جو تصدق کے واجب ہونے پر دال ہے اور صدقہ واجبہ کا سوال میں مذکور اشخاص پر صرف کرنا جائز نہیں اور درمختار کتاب الاضحیہ میں ایک جزئیہ ہے جس میں ایسے وکیل بذبح الاضحیہ پر جس نے عمداً ترک تسمیہ کیا ضمان لازم کیا ہے اس میں تصریح ہے تصدق بقیمتها علی الفقراء اور صدقہ واجبہ کے مصارف

جوفقراء ہوتے ہیں ان سے مذکورین فی السوال خارج ہیں اور ردالمحتار میں ایک جزئیہ ہے جس میں قربانی کے جانور کو قربانی کے ایام کے گزرنے کے بعد ذبح کرنے کی صورت میں لکھا ہے **لایحل له الاکل منها اذا ذبحها کمالا یجوز له حبس شئی من قیمتها** اور جس چیز کا خود کھانا خرچ کرنا جائز نہیں مذکورین فی السوال کو دینا بھی درست نہیں۔ (امدادالفتاویٰ ص ۵۵۱ ج ۳)

نفل قربانی کی چرم سے دوسرا جانور خریدنا

سوال..... جو جانور صدقہ نافلہ کی نیت سے ذبح کیا جائے اس کی کھال میں جو فقراء اور مساکین کا حق ہے اس میں اس طرح تصرف کرنا کہ کھال بیچ کر کھال کے داموں سے دوسرا جانور صدقہ کی نیت سے لیا جائے اور اس کو ذبح کر کے کھال کی قیمت کے بجائے فقراء اور مساکین کو گوشت تقسیم کیا جائے درست ہے یا نہیں؟

جواب..... درست ہے۔ (امدادالفتاویٰ ص ۵۳۹ ج ۳)

صدقہ کرنے کی نیت سے چرم قربانی بیچنا

سوال..... بہشتی زیور میں تحریر ہے کہ قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے یا بیچ کر اسکی قیمت خیرات کر دے اسکے خلاف ایک شخص کہتا ہے کہ چمڑا بہ نیت خیرات فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

جواب..... **قال العینی فی شرح الکنز ولوباعها بالدراهم لیتصدق بها جاز لانه قربة کالتصدق باللحم و الجلد اه**

یہ عبارت بہشتی زیور کے مسئلے کی صحت اور مخالف کے قول کی عدم صحت میں نص ہے۔

(امدادالفتاویٰ ص ۵۳۶ ج ۳)

قربانی کی کھالیں مسجد پر کس طرح صرف ہو سکتی ہیں مفصل فتویٰ

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں لگ سکتی ہیں یا نہیں اگر قربانی کی کھالیں مسجد میں لگ سکتی ہیں تو اسکا کیا طریقہ ہونا چاہئے حیلہ وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

جواب..... چرم قربانی کو فروخت کرنے سے پہلے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے اور استعمالی چیزیں بنا سکتا ہے مسجد کے ڈول وغیرہ اس سے بنا سکتا ہے مگر فروخت کرنے کے بعد اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا اور نہ مسجد میں یا مدرسین یا امام اور مؤذن کی تنخواہ میں دے سکتا ہے قیمت چرم قربانی واجب التصدق ہے اور تملیک فقراء میں اس میں بھی زکوٰۃ کی طرح ضروری ہے یعنی فروخت

کرنے کے بعد قیمت کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے۔

فان بیع اللحم او الجلدبه ای بمستهلک اوبدراهم تصدق بمثنه (درمختارمع شرحه ردالمحتار کتاب الاضحیة ص۳۲۸ ج۶ وفی جامع الرموز ص۳۶۵ ج۳ فان بیع الجلد (ای جلدالاضحیة) الی قوله یتصدق بمثنه لان القربة انتقلت الیه وفی الشامی (قوله ای مصرف الزکوة والعشر الخ هو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیرذلک من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی وقال فی الهدایة ص ۴۴۸ ج۴ کتاب الاضحیة ولوباع الجلد اواللحم بالدراهم اوبمالا ینتفع به الابعد استهلاکه تصدق بمثنه لان القربة انتقلت الی بد له الخ قوله تصدق بمثنه لان معنی المتول سقط عن الاضحیة فاذاتمولها بالبیع انتقلت القربة الی بدله فوجب التصدق اه بدائع الصنائع ص ۸۱ ج۴ میں هے وله ان ینتفع بجلد اضحیته (الی قوله)وله ان یبیع هذه الاشیاء بما یمکن الانتفاع به مع بقاء عینه من متاع البیت کالجراب والمنخل لان البدل الذی یمکن الانتفاع به مع بقاء عینه یقوم مقام البدل فکان المبدل قائما معنی فکان الانتفاع به کالانتفاع بعین الجلد بخلاف البیع بالدراهم والدنا نیر لان ذلک ممالا یمکن الانتفاع به مع بقاء عینه فلایقوم مقام الجلد فلا یکون الجلد قائما معنی اه

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ چرم قربانی کو فروخت کرنے سے پہلے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے اور واجب التصدق نہیں لیکن فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے اور قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور چونکہ قیمت چرم قربانی کی تملیک فقراء کو واجب ہے اس لئے بغیر حیلہ تملیک مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا یا امام اور مؤذن کو تنخواہ میں دینا جائز نہیں حیلہ تملیک کے بعد صرف کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج۹ ص۵۲۶)

چرم قربانی کے تصدق میں تملیک ضروری ہے

سوال......ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ چرم قربانی مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں لگانا

جائز ہے کیونکہ یہ بھی تو صدقہ ہی ہے اس فتوے کی بنا پر ہمارے محلے کے امام صاحب لوگوں کی قربانی کی کھالیں وصول کر کے ان کی قیمت مدرسہ ومسجد کی تعمیر میں لگاتے ہیں کیا یہ فتوے صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو جن لوگوں کو معلوم ہے کہ ہماری قربانی کی کھالوں کی قیمت تعمیر مسجد یا تعمیر مدرسہ میں لگ رہی ہیں کیا وہ بری الذمہ ہو جائیں گے؟ نیز ان کی قربانیوں پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب..... قربانی کی کھال اگر اپنے استعمال میں نہ لانا چاہے بلکہ صدقہ کرنا چاہے تو اس میں دوسرے کو مالک بنانا ضروری ہے اگر کسی نے فروخت کر دی تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور اس میں بھی تملیک فقیر ضروری ہے اور مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں چونکہ تملیک نہیں پائی جاتی اس لئے جائز نہیں۔

جن لوگوں کو کھالوں کی قیمت کے غیر مصرف میں خرچ ہونے کا علم ہے ان کے ذمہ قیمت کا تصدق واجب ہے تاہم قربانی صحیح ہوگئی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۷۳ ج ۳)

خام چرم قربانی کا تبادلہ پختہ چرم سے کرنا

سوال..... قربانی کے خام چمڑے کا پختہ چمڑے سے تبادلہ کرنا' برابر یا کچھ قیمت دیکر جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے مگر پختہ کے ساتھ قیمت کا شامل ہونا جائز نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۵۳۱ ج ۷)

چرم قربانی سے رفاہ عام کیلئے دیگ خریدنا

سوال..... چرم قربانی کی قیمت جمع کر کے ایک دیگ خریدی گئی اس کا کرایہ مستحق لوگوں کو دیا جائے گا اور یہ سلسلہ بطور صدقہ جاریہ قائم رہے گا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر قربانی کرنیوالے اپنے اپنے چرم قربانی کسی کو دیکر مالک بنادیں اور وہ انہیں فروخت کر کے دیگ خرید کر رفاہ عام کیلئے دیدے تو جائز ہے اور اگر کسی کو مالک نہ بنائیں اور چمڑوں کو فروخت کر کے دیگ خرید لی جائے تو اس دیگ کو بغیر اجرت کے رفاہ عام کیلئے قرار دینا بھی جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۰ ج ۸)

چرم قربانی کی قیمت سے کھانا کھلانا

سوال..... قربانی کی کھالوں کو بیچ کر قبرستان میں کھانا پکا کر امیر وغریب اور مرد وعورت کو دعوت دے کر کھلانا کیسا ہے؟ چرم قربانی بیچ کر اس کے پیسے غریبوں کو دیئے جائیں یا کھانا پکا کر کھلایا جائے؟

جواب..... ۱۔ جائز ہے ۲۔ غرباء اور مساکین کو پیسے دے دیئے جائیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۲۸ ج ۸)

مالدار سید کو چرم قربانی دینا

سوال...... میں سید ہوں صاحب نصاب ہوں قربانی کا چمڑا گاؤں والوں نے مجھے دیا میں نے اسکو فروخت کر کے ردقادیانی کی کتابیں منگالیں کیا یہ جائز ہے؟ اس میں غریب کو مالک بنانا شرط ہے یا نہیں؟

جواب...... گاؤں والے قربانی کی کھالیں جو آپ کو دیتے ہیں وہ آپ کی ملک ہو جاتی ہیں آپ ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت سے کتابیں منگا سکتے ہیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۲۳ ج ۸)

امام مسجد کو چرم قربانی دینا کیسا ہے

سوال...... چرم قربانی امام مسجد کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم اس مسئلہ کو ذرا تفصیل سے بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔

جواب...... اگر امام مسجد کی امامت کی تنخواہ یا وظیفہ علیحدہ مقرر ہو اور تقرر کے وقت اس کے ساتھ صریحاً یا اشارۃً یہ بات طے نہ ہوئی ہو کہ امام کی حیثیت سے ہم آپ کو قربانی کی کھالیں بھی دیا کریں گے اور وہ امام بھی کھالوں کو مقتدیوں پر اپنا حق نہ سمجھے تو اس صورت میں اگر مقتدی واقعتاً گوشت کے ہدیہ کی طرح کھال کا بھی ہدیہ دے دیں تو جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف نیت یہی ہو کہ یہ امامت کے عوض کے طور پر دی جارہی ہیں تو ظاہری تاویل کر کے ہدیہ نام رکھنے سے ان کو دینا جائز نہیں ہوگا۔ امام مسجد اگر غریب ہو اور اس کی تنخواہ اور اجرت کی نیت کے بغیر صرف غریب یا عالم اور حافظ سمجھ کر اس کو کھالیں دی جائیں تو میری رائے میں نہ صرف یہ جائز بلکہ بہتر ہے ایسے علماء و حفاظ اگر محتاج ہوں تو ان کی امداد کرنا سب سے بڑھ کر اولیٰ ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۱۱)

غنی نے موہوب چرم کو بیچ دیا تو اس کی قیمت کا کیا حکم ہے؟

سوال...... قربانی کرنے والے نے کھال کسی غنی کو ہبہ کر دیا اس غنی نے اس کھال کو فروخت کر دیا اور اسکی قیمت وصول کر لی تو کیا اس غنی پر اس قیمت کا تصدق ضروری ہے؟

جواب...... قربانی کی کھال کو اپنے کام میں لے آنا قربانی کرنے والے کے لئے بہ تصریح فقہاء جائز ہے اور کسی ایسی شئی کے عوض میں دے دینا جس سے بقاعدہ ان کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاسکے یہ بھی جائز ہے دراہم و دنانیر سے فروخت کرنا قربانی کرنے والے کے لئے مکروہ اور فروخت کر دینے پر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یہ صرف قربانی کرنے والے کے لئے ہے تاکہ وہ اپنی قربانی کے کسی جز سے تمول کی جہت پیدا نہ کر سکے۔ جب قربانی والے نے کسی غنی یا

فقیر کو کھال کا مالک بنادیا تو اس کا وظیفہ شرعیہ پورا ہو گیا اب وہ غنی یا فقیر اگر اس چمڑے کو فروخت کر دے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے اور اسکے حق میں وہ اس کی قربانی کا جز نہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ اس پر قیمت کا صدقہ کرنا واجب کیا جائے۔ (کفایت المفتی ص۲۲۴ ج۸)

چرم قربانی وغیرہ کو مفاد عامہ میں خرچ کرنا

سوال...... قربانی کے موقعہ پر قربانی کا گوشت ہڈی وغیرہ بالخصوص حج کے موقعہ پر دفن کر دی جاتی ہیں کہ ان کی بیع وشرا جائز نہیں اگر ان کو دفن کرنے کے بجائے ان کو مفید بنایا جا سکے جو عام ملت اسلامیہ کے لئے کارآمد ہو سکے تو شرعاً کیا حکم ہے؟ مثلاً

ا۔ اس گوشت وغیرہ کو خاص دواؤں کے ذریعہ محفوظ کر کے اسے کاروباری نقطۂ نظر سے عالم اسلام میں قیمتاً فروخت کیا جائے۔

۲۔ اس کی کھال کو مختلف صنعتی اور کاروباری صورت میں استعمال کیا جائے۔

۳۔ انتڑیوں کو چھلنیوں اور دیگر سامان تفریح مثلاً اسپورٹ کا سامان وغیرہ تیار کرنے میں صرف کیا جائے۔

۴۔ ہڈیوں اور سینگوں کے ذریعے بٹن اور کنگھی، تسبیح چاقو چھری کے دستے اور دیگر اسی قسم کی مصنوعات کے تیار کرنے میں صرف ہو سکتے ہیں ہڈی کا خرچ شکر سازی کے کارخانوں میں ہو سکتا ہے۔

۵۔ دیگر فضلات ردیہ کو کھاد کے طور پر کھیتوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جواب...... ا۔ جائز ہے کیونکہ یہ بیع قربانی کرنے والے کی طرف سے اپنی ذاتی غرض کے لئے نہیں بلکہ فقراء کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ہوگی اور اس میں کوئی نقصان معلوم نہیں ہوتا مال منتفع بہ کو ضائع ہونے سے بچانا بھی جواز کے لئے ایک مستقل وجہ ہو سکتی ہے۔

۲۔ یہ بھی جائز ہے کیونکہ کھال کو خود قربانی کرنے والا بھی اپنے کام میں لاسکتا ہے اور اگر کھال کو بیچ دیا جائے تو اس کی قیمت فقراء مسلمین کے صرف میں لائی جا سکتی ہے۔ اور نمبر ۳، ۴، ۵ کا بھی یہی جواب ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۲۵ ج۸)

قربانی کی کھالوں کی رقم سول ڈیفنس پر خرچ کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ملک کو جو حالات اس وقت درپیش ہیں حکومت پاکستان نے اپنے دفاع کے لئے مخصوص تنظیمیں قائم کی ہیں جن میں سول ڈیفنس ایک

ایسی تنظیم ہے جو بغیر کسی معاوضہ کے دوران جنگ میں اپنی خدمات پیش کرتی ہے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تنظیم شہری دفاع کو وردیاں وسامان وغیرہ کی اشد ضرورت ہے اس سامان میں زخمیوں کی امداد کے لئے دوائیوں ریسکیو کے لئے ملبہ کو صاف کرنے اور ہٹانے کے لئے سامان' آگ بجھانے کیلئے بالٹیاں سٹریپ لیمپ وغیرہ شامل ہیں۔

کیا قربانی کی کھالیں اس مقصد کے لئے شریعت کی رو سے قابل قبول ہوسکتی ہیں مکمل اور مدلل جواب سے آگاہ فرمادیں۔

جواب...... جائز نہیں سول ڈیفنس میں مختلف مصارف ہیں بعض مصارف تو چرم قربانی کی قیمت کے ہیں اور بعض نہیں' اس لئے چرم قربانی کی قیمت کا اپنے مصرف پر لگانا یقینی نہیں اس لئے چرم قربانی کی قیمت اس فنڈ میں داخل نہ کی جائے البتہ اگر غریب مریضوں کی زخمیوں کی مرہم پٹی دوائی وغیرہ پر خرچہ کر کے ان کو تملیک کر دی جائے تو یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۶۸)

چرم قربانی کے تمام احکام صدقات واجبہ کے مثل نہیں

سوال...... قربانی کی کھال' یا نذر مانے ہوئے جانور کی کھال کو بیچنے کے بعد فقہاء واجب التصدق لکھتے ہیں اس کی صورت تملیک کی صورتوں میں مصارف زکوٰۃ پر منحصر ہے یا اس کی قیمت کو مسجد اور کنواں وغیرہ پر صرف کر سکتے ہیں؟

جواب...... واجب التصدق ہو جانے سے اتنا ضروری ہے کہ تملیک فقیر لازم ہوگئی لیکن تمام احکام صدقات واجبہ کے لازم ہو جائیں اس کی تصریح میری نظر میں نہیں ہے یعنی قربانی کی کھال کی قیمت اگر ہاشمی کو دے دی جائے تو میں اس کو ناجائز نہیں سمجھتا مگر مسجد کنواں وغیرہ مصارف میں خرچ کرنا جن میں تملیک نہیں ہوتی وجوب التصدق کے منافی ہے کیونکہ ہمارے فقہاء کے قاعدے کے موافق ان مواضع میں صرف کر دینا تصدق نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۲۲ ج ۸)

چرم قربانی کو کاٹ کر تقسیم کرنا

سوال...... کیا چرم قربانی کو ہر ہر حصے دار قینچی سے کاٹ کر لے سکتا ہے؟ یا کہ بلا کاٹے کل کو فروخت کرنا واجب ہے اور پھر اس کی قیمت کو فقراء پر تقسیم کریں؟

جواب...... اصل حکم کے لحاظ سے حصہ دار چمڑے کو کاٹ کر بھی لے سکتے ہیں لیکن کاٹنے سے چمڑے کی قیمت کم ہو جاتی ہے اور خود چمڑے کو کام میں لانا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں کاٹنے سے

فقراء کا نقصان متصور ہے لہٰذا کاٹ کر تقسیم نہیں کرنا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص ۲۲۲ ج ۸)

فلاحی کاموں کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنا

سوال...... اگر کوئی جماعت فلاحی کاموں کے نام سے قربانی کی کھالیں اور چندہ وصول کرے تو ان کو قربانی کی کھالیں اور چندہ دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب...... قربانی کی کھالیں فروخت کرنیکے بعد ان کا حکم زکوٰۃ کی رقم کا ہے جسکی تملیک ضروری ہے اور بغیر تملیک کے رفاہی کاموں میں اسکا خرچ درست نہیں قربانی کی کھالیں ایسے ادارے اور جماعت کو دی جائیں جو شرعی اصولوں کے مطابق انکو صحیح جگہ خرچ کر سکے۔ (آپکے مسائل ج ۴ ص ۲۱۳)

چرم قربانی کے دام غیر مسلم کو دینا

سوال...... چرم قربانی کے دام اگر غیر مسلم غریب کو دیئے جائیں تو ادا ہو جائیں گے یا نہیں؟

جواب...... مختلف فیہ ہے کہ اس لئے احوط یہی ہے کہ غیر مسلم کو چرم قربانی کے دام نہ دیئے جائیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

چرم قربانی بمد عطیہ لگانے کے ایک حیلے کا ابطال

سوال...... چرم قربانی سے متعلق مندرجہ ذیل صورتوں کا کیا حکم ہے؟

۱۔ متولیان مسجد اہل محلہ سے تھوڑی قیمت میں کھالیں خرید کر بیش قیمت میں فروخت کر کے اس کے منافع مسجد میں صرف کرتے ہیں اور اہل محلہ مسجد کے نام سے کم قیمت میں دے دیتے ہیں۔

۲۔ بعض جگہ اہل محلہ مسجد کے متولی کو کھالیں مفت دیتے ہیں اور ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ روپیہ مسجد میں صرف کیا جائے بلکہ بعض جگہ زبان سے اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔

۳۔ بعض جگہ مدارس کے مہتمم حضرات کو مفت دے دیتے ہیں اور نیت یہ ہوتی ہے کہ رقوم مدارس میں صرف ہوں گی۔

۴۔ بعض لوگ محصلین مدرسہ کو برائے مدرسہ چندہ کہہ کر کھالیں دیتے ہیں یہ روپے مساجد اور مدارس کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... چرم قربانی کسی فقیر یا غنی کی ملک میں دینا ضروری ہے خواہ بہ صورت بیع یا ہبہ یا صدقہ پھر وہ آدمی اسے فروخت کرے تو اس کا ثمن دوسرے مالک پر واجب التصدق نہیں صورت سوال میں مدرسہ یا مسجد کے لئے جو حیلہ تحریر ہے اس میں ایسی تملیک نہیں بنائی گئی لہٰذا مہتمم یا متولی

نے جتنے میں کھال فروخت کی اس سے خرید کی قیمت وضع کر کے باقی کا صدقہ کرنا واجب ہے اسے صدقات واجبہ کے مد میں شامل کیا جائے اور بہ قدر ثمن شراء وضع کردہ رقم اصل کے تابع ہے۔ یہ حیلہ بھی صحیح نہیں کہ مہتمم مدرسہ یا متولی مسجد پہلے اپنے لئے خریدے پھر فروخت کر کے اس کا ثمن مدعطیہ پر صرف کرے اس لئے کہ بیع اول فاسد واجب الرد ہے اس میں مدرسہ یا مسجد پر خرچ کرنے کی شرط منصوص یا معروف ہے اور معروف شرط کے مانند ہے نیز اس میں بائع کا نفع ہے جو مفسد عقد ہے متعاقدین سخت گنہگار رہیں اور ان پر توبہ واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۳۰ ج ۷)

قربانی کی کھالوں سے مسجد کیلئے قرآن کریم' امام کیلئے کتب خریدنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام قابل احترام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر ایک مسجد کے بالکل متصل کچھ جگہ بچوں کی تعلیم کے لئے رکھی گئی ہوتا کہ اس جگہ پر بیٹھ کر بچے قرآن مجید وغیرہ کی تعلیم حاصل کریں آیا اس پر چرمہائے قربانی کا صرف کرنا جائز ہے یا ناجائز یعنی ان پیسوں سے اس کی تعمیر کر کے ضرورت میں لایا جاسکتا ہے یا نہ۔

(۲) اگر ایک امام مسجد نصاب سے کم مالیت کا مالک ہو اور اس کو دینی کتابیں درکار ہوں آیا قربانی کا چمڑا بیچ کر دینی کتابیں لے سکتا ہے یا کہ نہ۔

(۳) مسجد میں لوگوں کے لئے قرآن مجید کا سیٹ قربانی کی کھال سے لینا جائز ہے یا نہ۔

جواب...... (۱) قیمت چرم قربانی تعمیرات میں صرف کرنا جائز نہیں قیمت چرم قربانی کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ ہے البتہ چرم قربانی اپنے استعمال میں لانا یا کسی ایسے شخص کو خود چرم قربانی ہی ملک کر دینا جو مصرف زکوٰۃ نہ ہو جائز ہے البتہ قصاب کو اُجرت میں دینا جائز نہیں۔

(۲) اگر کتابیں خرید کر امام صاحب کی ملک کر دی جائیں تو جائز ہے بشرطیکہ وہ مصرف زکوٰۃ ہو۔

(۳) جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۶۴)

متفرقات

چرمہائے قربانی کی رقم سے کوارٹر بنوا کر مدرسہ کے مفاد کیلئے کرایہ پر دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک ہمارا ادارہ راجپوت برادری کا

گوجرانوالہ میں دینیات کا مدرسہ ہے اس ادارہ میں زکوٰۃ وقربانی کی کھالوں کی رقم جمع رہتی ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس رقم سے زمین خرید کر کوارٹر وغیرہ بنادیئے جائیں جو اس سے آمدنی ہوگی اس کو مدرسہ ہذا میں لگادیا جائے شرع متین ان وجوہات کی اجازت دیتی ہے یا کہ نہیں۔

جواب...... زکوٰۃ اور قربانی کی کھالوں وغیرہ کی رقوم میں تملیک ضروری ہے تملیک کے بعد ان رقوم کو مدرسہ کی ہر ضرورت میں صرف کرنا درست ہے تملیک کا طریقہ یہ ہے کہ یہ رقوم کسی مستحق زکوٰۃ کے ملک کرائی جائیں پھر وہ شخص ان رقوم کو مدرسہ میں جمع کرادے اس طرح تملیک کے بعد ان رقوم کو مدرسہ کی تمام ضروریات، مدرسین کی تنخواہیں اور مدرسہ کے لئے کمرہ جات اور مدرسہ کی آمدنی کے لئے دکانیں بنانا جائز ہوگا۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۸۰)

ایک جانور میں ایک شخص کا متعدد جہات کی نیت کرنا

سوال...... آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ قربانی میں ایک پوری گائے ایک ہی آدمی ذبح کرے تو اس کی ایک ہی قربانی ہوگی اس لئے ایک گائے میں ایک ہی آدمی واجب قربانی کے ساتھ عقیقہ اور ایصال ثواب کے لئے حصہ نہیں لے سکتا اس پر یہ اشکال ہے کہ شامی میں اس صورت میں سات قربانی ہونے کا بھی قول ہے۔ **واختلفوا بالبقرة قال بعض العلما ویقع سبعها فرضاً والباقي تطوعاً** نیز شامی میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ ایک گائے میں مختلف جہات قربت مستقلاً اضحیہ عقیقہ، دم شکر اور دم جنایت وغیرہ جمع ہو سکتے ہیں لہٰذا اس کی مزید وضاحت فرمائیں؟

جواب...... (از مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ احسن الفتاویٰ) تعدد قول بعض ہے جو مرجوح ہے بلکہ خلاف عامۃ المشائخ کی وجہ سے مرجوح ہے عامۃ المشائخ تو عہد کے قائل ہیں اور یہی مفتی بہ ہے۔ حدیث میں یوں بھی ارشاد ہے کہ ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ملتا کہ ایک ہی آدمی ایک گائے ذبح کرلے تو اس کی قربانیاں ہوں گی یا ایک ہی آدمی ایک ہی گائے میں اضحیہ ودم شکر جمع بھی کرسکتا ہے۔ مختلف جہات قربت کو مختلف افراد پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

☆ اس لئے ایک جانور کا سات کے قائم مقام ہونا خلاف قیاس ہے اس لئے حدیث اپنے مورد پر منحصر رہے گی۔ فقہ میں جہاں مختلف جہات قربت کا جواز مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک گائے میں ایک ہی قربانی کے ساتھ دوسرا شخص دم شکر یا عقیقہ وغیرہ کا حصہ رکھ سکتا ہے یہ مطلب نہیں کہ ایک ہی شخص ایک ہی گائے میں مختلف قربات ادا کرسکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ حدیث اور فقہ

کی نص مذکور کے خلاف ہے۔ شخص واحد کی نیت جہات مختلفہ کے عدم جواز اور عبارت فقہ میں غیر مراد ہونے پر مندرجہ ذیل شواہد ہیں۔

۱۔علائیہ اور شامیہ کی عبارت **ولو ضحی بالکل فالکل فرض کار کان الصلوٰۃ والیٰ قوله فیقع کلها واحباً هذا ماظهر لی** (ردالمحتار ۳۳۵ ج ۵)

۲۔حدیث وفقہ میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے اور جزاء عن السبۃ پر قیاس اس لئے صحیح نہیں کہ یہ حدیث خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مورد پر منحصر ہے۔

۳۔کتب فقہ میں جہات مختلفہ کی صحت کا ذکر اجزاء السبعۃ کے تحت کیا گیا ہے۔

۴۔شامیہ وغیرہ میں **وکذالو اراد بعضهم العقيقة** سے اگر آدمی واحد کی نیت اضحیہ وعقیقہ کا بیان مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ ایضاً کا اضافہ لازم تھا۔

۵۔کئی کتب میں جہات مختلفہ اشخاص مختلفہ کی طرف سے ہونے کی تصریح ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۴) بدائع ج ۵ ص ۴۱ وغیرہ)

۶۔فقہ کی تمام کتابوں میں موضع بیان کے باوجود اس سے مکمل سکوت مستقل عدم صحت کی دلیل ہے اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ بھی ولوضحیٰ بالکل الخ کے کلیے میں داخل ہے۔

التماس: یہ تحریر مختلف اہل فتویٰ حضرات کی خدمت میں بغرض اظہار رائے ارسال کی جارہی ہے براہ کرم اپنی رائے مدلل تحریر فرمائیں۔

اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ کسی نے ایک گائے میں اضحیہ ودم شکر وغیرہ متعدد واجبات کی نیت کی تو ان میں سے کون سا واجب ادا ہوگا؟ یا کوئی بھی ادا نہیں ہوگا؟

جواب......(از فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ) سات آدمی ایک گائے کی قربانی کے لئے بہ حصہ مساوی مشترکہ خرید کر قربانی کردیں تو سب کی قربانی بلا شبہ ادا ہو جائے گی۔ اگر ایک شخص نے قربانی کے لئے ایک گائے خریدی پھر اس میں ۶ آدمیوں کو شریک کرلیا تو حضرت امام اعظمؒ نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ شراء اضحیہ وعدہ ہے اور خلاف وعدہ مکروہ ہے تاہم قربانی سب کی ہوجائے گی۔ اگر ایک آدمی تنہا ایک گائے خرید کر بلا تفریق نیت قربانی کردے تو اس کی قربانی ادا ہوجائے گی پھر اس میں دو قول ہیں کہ اس میں سے ساتویں حصے کو واجب کہا جائے گا بقیہ کو تطوع دوم یہ کہ کل سے واجب ہی ادا ہوجائے گی بدلیل القیاس لان المطلق بالواجب واجب قول ثانی مفتی بہ ہے۔

اگر ایک شخص ایک گائے خریدتے وقت متعدد جہات تقرب کی نیت کرے تو اس کا حکم صراحتاً کتب فقہ میں نہیں ملا حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدفیوضہم نے بھی اس کے متعلق کوئی صریح عبارت نقل نہیں فرمائی خانیہ کی عبارت نقل فرمائی ہے **ولو ان رجلاً موسراً اوامراة موسرة ضحی بدنة عن نفسه خاصة کان الکل اضحیة واجبة عندعامة العلماوعلیه الفتوی** اس میں لفظ خاصۃً مذکور ہے اس کو معلوم نہیں کیوں نظر انداز کر دیا جبکہ قیود فقہاء کے نزدیک معتبر ہوتی ہیں اور مفہوم تصانیف حجت ہوتا ہے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے ایصال ثواب کی نیت کرلے تو صحیح ہے یہاں یہ ارشاد کہ اشتراک فی الاضحیہ خلاف قیاس ہے اس لئے حدیث میں جس قدر اجازت ہے اسی پر اکتفا کیا جائے گا اس پر کوئی دوسرا جزئیہ قیاس نہ کیا جائے یہ اصولاً صحیح بات ہے مگر اولاً تو نفس قربانی خود ہی خلاف قیاس ہے ثانیاً مطالعہ ''کتاب الاضحیہ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بہت سی جزئیات پر فقہاء کرام نے قیاس سے کلام فرمایا ہے ثالثاً جب جناب والا ہی نے ارکان صلاۃ پر قیاس کی عبارت بحوالہ خانیہ وغیرہ نقل فرمائی ہے کہ کل بدنہ فرض شمار ہوگا اور اس کو مفتی بہ فرمایا ہے سنین ماضیہ کی نیت سے اگر کوئی شریک ہو جائے تو اس کی قربانی ماضیہ کا صحیح ہونا بالکل ظاہر ہے اس لئے کہ قضا اضحیہ بصورت اضحیہ درست نہیں بلکہ بصورت تصدق ہے اس کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں الحاصل ایک آدمی ایک گائے کی قربانی کرے اور اس میں جہات متعددہ تقرب کی نیت کرے تو اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔

یشح رائح الاستدلال للجوازمن لفظ خاصة کمافی الخانیةومن نظائر المسئلة ومن تعامل الخواص والعوام ومن عبارة الامةالحصکفی فی سکب الانهر. وکذاصح لوذبح بدنة عن ضحیة' متعة وقران لاتحادالمقصود وهوالقربة اه (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۱ ج۱۷)

طالب علم کے حق میں کتابیں خریدنا نفلی قربانی سے اولیٰ ہے

سوال..... جس طالب علم پر قربانی واجب نہ ہو اسکو قربانی کرنا اولیٰ ہے یا علم دین کی کتابیں خریدنا؟

جواب..... علم دین کی کتابیں خریدنا اولیٰ ہے **لان نفعه اعم واشمل**۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۳۴ ج۴)

سات سال سے قضا شدہ قربانی کی نیت سے گائے کو ذبح کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے سات سال سے قربانی ادا نہیں کی اب اس سال ایام نحر میں گزشتہ سات سالوں سے ایک گائے قضا کی نیت سے ذبح کر لیتا ہے کیا زید کی گزشتہ سالوں کی قربانی ادا ہوئی یا نہ۔

(۲) زید نے کئی سال سے قربانی نہیں کی اور اسکے والدین نے بھی کئی سال سے قربانی نہیں کی اب زید اپنے اور والدین کی طرف سے گزشتہ سالوں کی قربانی ادا کرنے کیلئے اس سال ایام نحر میں گائے ذبح کر لیتا ہے تو کیا یہ قربانی صحیح ہوئی یا نہیں اگر صحیح نہیں ہوئی تو زید گزشتہ سالوں میں قربانی کیسے ادا کرے۔

جواب......صورت مسئولہ میں زید کی گزشتہ سالوں کی قربانی ادا نہیں ہوئی۔

قال فی الفتاویٰ قاضیخان سبعة اشتروابقرة للاضحية فنوی احدهم الاضحية عن نفسه لهذه السنة ونوی اصحابه الاضحية عن السنة الماضية قالوایجوز الاضحية من هذاالواحد ونية اصحابه السنة الماضية باطلة وصاروا متطوعين ووجبت الصدقة عليهم بلحمها وعلے الواحد ايضاً لانه نصيبه شائع ولو اشتری بقرة للاضحية ونوی السبع منها لعامه هذاوستة اسباعه عن السنين الماضية لايجوز الماضية ويجوز من العام' ولواشترک سبعة فی بدنة ونوی بعض الشرکاء التطوع وبعضهم يريدالاضحية للعام الماضية الذی صار دينا عليه وبعضهم الاضحية الواجبة عن عامه ذلک جاز عن الکل ويکون من الواجب عمن نوی الواجب عن عامه ذلک ويکون تطوعا عمن نوی القضاً عن الماضی ولايجوز عن قضابل يتصدق بقيمة وسط لماهی (قاضی خان ص ۳۴۹ ج ۳)

فقہاء کی ان جزئیات سے واضح ہوا کہ گذشتہ سالوں کی قربانی ادا کرنے کیلئے گائے ذبح کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوئی پس صورت مسئولہ میں زید کے ذمہ گزشتہ سالوں کی قربانی اب بھی باقی ہے۔

(۲) اس صورت میں بھی زید اور اس کے والدین کی سالہائے گزشتہ کی قربانی گائے ذبح کرنے سے ادا نہیں ہوئی گزشتہ سالوں کی قربانی ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر جانور خرید لیا ہے یا ذبح کے لئے متعین کر لیا ہے تو اس کو زندہ کسی مسکین مستحق زکوٰۃ کو دے دے اگر جانور خریدا نہیں تو درمیانے قسم کا جانور جس کی قربانی صحیح ہو سکے قیمت لگا دیں اور ہر سال کے عوض ایک ایک جانور کی مثلاً بکری کی قیمت کسی مسکین کو دے دے یا گائے کے ساتویں حصے کی قیمت صدقہ کر دے عام کتب فقہ میں اگرچہ قیمت سبع بقرہ کا ذکر نہیں مگر قیمت بکری کی قید احترازی نہیں کیونکہ صدقہ ادائے واجب ہے شاۃ کی قیمت ہو یا سبع بقرہ کی یا نفس شاۃ ہو یا نفس سبع بقرہ ہو بہر حال جانور ذبح کرنے سے گزشتہ سالوں کی قربانی ادا نہیں ہوتی لیکن اگر جانور ذبح کر دیا تو گوشت کی قیمت لگائی

جائے گی اگر گوشت کی قیمت متوسط جانور کی قیمت کے برابر ہو اور اس سارے گوشت کو مسکین کی ملک کر دیا جائے تو صدقہ ہونے کی وجہ سے قربانی صحیح ہو جائے گی لیکن ذبح کرنے سے قربانی گزشتہ سالوں کی ادا نہیں ہوئی۔

ولوتركت التضحية ومضت ايامها تصدق بهاحية نا ذرلمعينة ولوفقيراً ولوذبحها تصدق بلحمها ولونقصها تصدق بقيمة النقصان ايضاً (الى ان قال) وتصدق بقيمتها غنى شراهااولا لتعلقها بذمته بشرائها اولافالمراد (بالقيمة قمية شاة تجزى فيها (الدرالمختار مع ردالمختار کتاب الاضحیہ ص ۳۲۰ ج ۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۷۷)

کوئی عمل کرتے وقت گوشت خوری ترک کرنا

سوال...... کسی خاص دعا کیلئے نماز اور وظائف و اوراد کے وقت گائے کے گوشت کو چھوڑنا کیسا ہے؟

جواب...... وظیفہ وغیرہ کے وقت گوشت کا چھوڑنا گائے کی عظمت اور عدم جواز کی وجہ سے نہیں بلکہ مشائخ کے تجربات کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۶۷)

قربانی کا بکرا مر جائے تو کیا کرے؟

سوال: ایک شخص صاحب نصاب نہیں ہے وہ بقرعید کے لیے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے لیکن قبل از قربانی بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ صاحب نصاب ہے اور بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں اور اگر صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خریدنا لازم ہے۔

ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم

سوال: گائے اور بکرے کا خون پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟ دراصل میں گوشت لینے جاتا ہوں تو قصائی کی دکان پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

جواب: گوشت میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے البتہ بوقت ذبح جو خون جانور کی رگوں سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔

والدہ کی طرف سے بکرے کی قربانی کی نیت کی تھی اس کی جگہ دوسرا بکرا کم قیمت کا قربانی کرنا؟

سوال: ایک بھائی نے ایک بکرا بچپن میں پالا ہے اور بہت خوبصورت اور تندرست ہے اور آج سے تقریباً ۴۔۲ ماہ پہلے ان کی والدہ وفات پا گئی جس کے بعد انہوں نے اس بکرے کی قربانی مرحومہ کی طرف سے کرنے کی نیت کی تھی اب ایک گاہک اس کی قیمت اچھی دیتا ہے تو ان بھائی کا سوال یہ ہے کہ میں اس کو بیچ دوں تا کہ قیمت اچھی آ جائے پھر اس سے کم دام کا بکرا لے کر میری والدہ کی طرف سے اس نیت کے مطابق اس کی قربانی کروں تو ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: ٹھیک ہے یہ نذر کی صورت نہیں ہے والدہ کی طرف سے قربانی کرنے کا اور ان کو ثواب پہنچانے کا محض ارادہ اور نیت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسی کی قربانی کی جائے جتنے عمدہ اور موٹے جانور کی قربانی کی جائے گی اتنا زیادہ ثواب والدہ کو اور قربانی کرنے والے کو ملے گا اس کو فروخت کر کے دوسرے کم قیمت کے جانور کی قربانی کی جائے تو باقی قیمت والدہ کے ایصال ثواب کے لیے غریب رشتہ داروں کو خیرات کی جائے یہ بہتر ہے ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

مردوں کی طرف سے قربانی!

سوال: مردوں کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ والدین کی طرف سے استاد کی طرف سے اپنے پیر کی طرف سے اسی طرح اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے؟

جواب: قربانی مردوں کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں مگر ایک بکرا یا بڑے جانور میں سے ایک حصہ کئی مردوں کی طرف سے جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری اُمت کو قربانی میں شامل فرمایا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری اُمت کی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ قربانی اپنی طرف سے کی تھی اور اس کا ثواب کئی مردوں اور زندوں کو بخش دیتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

مالدار عورت کی طرف سے شوہر کا قربانی کرنا

سوال: عورت صاحب نصاب ہو مگر اس مال کی زکوٰۃ اس کا شوہر ادا کرتا ہو ایسی عورتوں پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے وہ اپنے پیسوں سے

قربانی کرے۔ اگر اس کے پاس نقد رقم نہ ہو تو شوہر وغیرہ سے لے کر قربانی کرے یا اپنا کوئی زیور بیچ کر قربانی کرے یا پھر عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی طرف سے قربانی کرے۔ عورت کی اجازت اور اس کو مطلع کیے بغیر اگر اس کا شوہر قربانی کرے گا تو واجب قربانی ادا نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ)

غریب کا قربانی کا جانور اچانک بیمار ہو جائے تو کیا کرے؟

سوال: زید نے اپنی قربانی کا جانور لیا ہوا تھا جو عیدالاضحیٰ سے ایک دو دن پہلے بیماری کی وجہ سے علیل ہو جاتا ہے پھر اس کو ذبح کر کے تقسیم کیا جاتا ہے' کیا اس کی قربانی ہو گئی یا نہیں؟ اور زید بالکل غریب آدمی ہے ملازم پیشہ ہے جس نے اپنی تین چار ماہ کی تنخواہ میں سے رقم جمع کر کے یہ قربانی خریدی تھی اب اس قربانی کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے پاس دوسری قربانی خریدنے کی گنجائش نہیں ہے اب یہ کیا کرے؟

جواب: اس کے ذمہ قربانی کا دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں البتہ قربانی نہیں ہوئی لیکن ممکن ہے اللہ تعالیٰ نیت کی وجہ سے قربانی کا ثواب عطا فرما دے۔ آپ کے مسائل ج ۴ص ۲۲۱۔

مشینی ذبیحہ

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے متعلق ہمارے یہاں بار بار ڈوز میں مشین پر مرغ ذبح ہو جاتے ہیں؟

جس کی تفصیل یہ ہے کہ زندہ مرغوں کو مشین ذبح پر لایا جاتا ہے اور انہیں بجلی کا کرنٹ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مرغ نیم بیہوش ہو جاتے ہیں اس کے بعد آٹومیٹک پٹہ کے ذریعے مشینی چھری تک پہنچتے ہیں اس وقت ایک مسلم شخص بسم اللہ بول کر (مشین کے ذریعہ) ذبح کرتا ہے اور پورا خون اور جان نکلنے سے پہلے ہی مشین کے ذریعے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں اس کے بعد باہر نکال کر پر اکھاڑتے ہیں اور نجاست کے علاوہ اندر کی تمام اشیاء مشین کے ذریعے صاف کی جاتی ہیں اور عمل ذبح مکمل ہو جانے کے بعد حلال چکن تحریر کردہ ڈبوں میں گوشت بند کیا جاتا ہے ڈبوں کی پیکنگ کے وقت مسلم رفقاء وہاں موجود ہوتے ہیں۔

مذکورہ طریقہ کے مطابق ایک گھنٹہ میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مرغ ذبح کیے جاتے ہیں اور ڈبوں میں بند کرنے کا عمل کفار کرتے ہیں اس کے بعد پیک کردہ مرغ ڈبوں کی شکل میں گودام میں منتقل ہوتے ہیں وہاں مسلم و کفار دونوں کے مذبوحہ مرغ ہوتے ہیں اس کے بعد حلال چکن کے عنوان سے سپر مارکیٹ میں

فروخت کیے جاتے ہیں۔ مشینی ذبیحہ مذکورہ بالا طریقہ کا ہمارے رفقاء نے مشاہدہ کیا ہے تو کیا اس مشینی ذبیحہ کا استعمال ازروئے شرع مسلمانوں کے لیے جائز ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں بوقت ذبح مرغوں پر جو حالات گزرتے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ایسے ذبیحہ کے کھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ذبح کا جو مسنون طریقہ ہے اسی کے مطابق ذبح کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۷ ج ۱۰)

قربانی کس پر واجب ہے؟

چاندی کے نصاب بھر مالک ہوجانے پر قربانی واجب ہے

سوال: قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں؟

جواب: قربانی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو یا مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان (رہائشی مکان) سے زائد کوئی مکان، پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں، بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔ (آپ کے مسائل جلد ۴ ص ۱۷۳)

عورت اگر صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے

سوال: کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہیے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں، ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتائیے؟

جواب: عورت اگر خود صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے ورنہ مرد کے ذمے بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، گنجائش ہو تو کردے۔ (آپ کے مسائل جلد ۴ ص ۷۶)

كتاب الاُضحيّة والذّبائح

(قربانی، ذبح اور مختلف جانوروں کے حلال حرام ہونے کے متعلق مسائل)

قضاء قربانی کے ساتھ ادا قربانی درست ہے؟

سوال: قربانی کے سات شرکاء میں سے ایک نے گزشتہ سال کی قربانی کی نیت کی تو سب شرکاء کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: درست ہو جائے گی لیکن اس شریک کی جس نے قضاء کی نیت کی ہے نفلی قربانی ہوگی قضاء ادا نہ ہوگی۔ قضاء کے عوض ایک اوسط درجہ (درمیانی) بکرے کی قیمت خیرات کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۵)

(۱) ولو ارادوا القربة الاضحية او غيرها من القرب اجزاهم سواء كانت القربة واجبة او تطوعا او وجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القربة او اختلفت الخ فتاویٰ عالمگیری كتاب الاضحية الباب الثامن ج ۵ ص ۳۰۷ ايضاً۔

قربانی واجب ہے یا سنت؟

سوال: ایک غیر مقلد کہتا ہے کہ قربانی واجب نہیں، محض سنت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ جو کوئی عیدالاضحیٰ کا چاند دیکھے اور اس کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال، ناخن نہ کاٹے تاوقتیکہ قربانی نہ کر لے۔" (الحدیث) تو ارادہ ہو کا لفظ یہ بتلاتا ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے، کیا یہ دلیل صحیح ہے؟

جواب: قربانی محض سنت نہیں بلکہ واجب ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو صاحب نصاب مستطیع (استطاعت رکھتا ہو) ہو اور قربانی نہ کرے تو ہماری عیدگاہ میں نہ آئے (ابن ماجہ) الفاظ حدیث کا ٹھیٹھ ترجمہ یہ ہے کہ "قریب نہ پھٹکے" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

باقی یہ دلیل کہ حدیث میں لفظ "جس کا ارادہ ہو" آیا ہے تو اصل میں یہ ایک محاورہ اور عام بول چال ہے اور وجوب کے خلاف نہیں حج کے لیے بھی ایسا ہی لفظ آیا ہے کہ "جس کا ارادہ حج کرنے کا ہو تو اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲) تو کیا اس لفظ کی وجہ سے حج بھی سنت قرار پائے گا؟

فرض نہیں؟ (حالانکہ حج کی فرضیت سے کسی کو انکار نہیں اس لیے ارادے سے مراد وجوب کے بعد اس وقت اس کی حالت اور نیت ہے یعنی جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنی ہو (کیونکہ وہ واجب ہو چکی ہے) اس لیے وہ اپنے ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔الخ

کتب فقہ میں مذکورہ حدیث کی بنیاد پر (جو ہم نے پیش کی ہے) قربانی کو واجب قرار دیا گیا ہے۔واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵ جلد ۱۰)

مرحوم والدین کی طرف سے قربانی دینا

سوال: کیا قربانی فوت شدہ والدین کی طرف سے دی جاسکتی ہے؟ جب کہ خود اپنی ذاتی نہ دے سکے؟

جواب: جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کا اپنی طرف سے قربانی کرنا لازم ہے اگر گنجائش ہو تو مرحوم والدین وغیرہ کی طرف سے الگ قربانی دے اور اگر خود صاحب نصاب نہیں اور قربانی اس پر واجب نہیں تو اختیار ہے کہ خواہ اپنی طرف سے کرے یا والدین کی طرف سے' اگر میاں بیوی دونوں صاحب حیثیت ہوں تو دونوں کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ اسی طرح اگر باپ بھی صاحب نصاب ہو اور اس کے بیٹے بھی برسر روزگار اور صاحب نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ بہت سے گھروں میں یہ دستور ہے کہ قربانی کے موقع پر گھرانے کے بہت سے افراد کے صاحب نصاب ہونے کے باوجود ایک قربانی کر لیتے ہیں' کبھی شوہر کی نیت سے' کبھی بیوی کی طرف سے اور کبھی مرحومین کی طرف سے' یہ دستور غلط ہے بلکہ جتنے افراد مالک نصاب ہوں ان سب پر قربانی واجب ہوگی۔آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۴ ص ۱۸۱۔

ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

قربانی کے واجب ہونے کی چند اہم صورتیں

سوال: میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے اگر بقرعید کے تین دن میں کسی دن بھی میرے پاس ۲۶۲۵ (دو ہزار چھ سو پچیس) روپے آجائیں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟ (آج کل ساڑھے ۵۲ تولے چاندی کے دام بحساب پچاس روپے فی تولہ ۲۶۲۵ روپے بنتے ہیں)؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے اور قربانی بھی صاحب نصاب ہی پر واجب ہوتی ہے۔مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے شرط ہے کہ نصاب پر سال

گزر گیا ہو جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لیے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص عین قربانی کے دن صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہے جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب نامی (بڑھنے والا) ہو۔ شریعت کی اصطلاح میں سونا' چاندی' نقد روپیہ' مال تجارت اور چرنے والے جانور "مال نامی" کہلاتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر قربانی کے لیے مال کا نامی ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت ۲۶۲۵ روپے کے برابر ہے چونکہ یہ غلہ مال نامی نہیں اس لیے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں' چاہے سال بھر پڑا رہے لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔

سوال: میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں اور وہ اس مالک ہیں وہ ہماری زیر کفالت ہیں ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کرسکیں۔ کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں؟ جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں؟

جواب: اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحب نصاب ہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحب نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔

سوال: ہماری شادی کو ۴۱ سال ہوگئے لیکن میری بیوی نے صرف دو بار قربانی کی کیونکہ میرے پاس اس کی طرف سے قربانی کرنے کے پیسے نہیں تھے لیکن اس کے پاس اس تمام مدت میں کم و بیش تین چار تولے سونے کے زیور رہے ہیں۔ کیا میری بیوی پر اس تمام مدت میں ہر سال قربانی فرض تھی کیونکہ اس تمام مدت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بہرحال تین چار تولے سونے سے کم رہی۔ اگر فرض تھی تو کیا ۳۹ سال کی قربانی اس کے ذمے واجب الادا ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس سے کیسے عہدے برآ ہو؟ واضح رہے کہ ہم لوگ ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ قربانی اس پر واجب ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولے سونا ہو۔ (نوٹ: ابھی کچھ زمانہ پہلے تک خالص چاندی کا روپیہ ہوتا تھا جس کا وزن ٹھیک ایک تولہ ہوتا تھا جس کے پاس ۵۲ روپے اور

ایک اٹھنی ہوتی وہ بتوفیق الٰہی تین چار روپے کی بھیڑ بکری لاکر قربانی کر دیتا تھا' آج کل کے گرام اور ہوشربا نرخوں نے یہ مسائل عوام کے لیے مشکل بنا دیئے ہیں)

جواب: یہاں بھی وہی اوپر والا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی اہلیہ کے پاس زیور کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ بھی بطور ملک رہتا تھا تو قربانی واجب تھی اور زکوٰۃ بھی جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور وہ نہ کرے تو اتنی رقم صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

سوال: میری ایک شادی شدہ بیٹی جس کے پاس پندرہ سال کی عمر سے دو تین تولے سونے کا زیور رہا ہے اور شادی کے بعد اور زیادہ ہی ہے۔ اس کی طرف سے نہ میں نے کبھی قربانی کی نہ اس نے خود کی اور نہ شوہر اس کی طرف سے کرتا ہے' ایسے میں کیا میری اس بیٹی پر ۱۵ سال کی عمر سے قربانی فرض ہے؟ اور وہ بھی تمام سالوں کی قربانیاں ادا کرے؟

جواب: اوپر کا مسئلہ من وعن یہاں بھی جاری ہے۔

سوال: چند ایسے لوگ ہیں جن کے پاس نہ ۲۶۲۵ روپے ہیں نہ سنا ہے نہ چاندی ہے لیکن ان کے پاس ٹی وی ہے جس کے دام تقریباً دس ہزار روپے ہیں' ایسے لوگوں پر قربانی فرض ہے کہ نہیں؟

جواب: ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں بلکہ لغویات میں شامل ہے جس کے پاس ٹی وی ہو اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

سوال: میں زیادہ تر مقروض رہا اس لیے میں نے بہت کم قربانی کی ہے جبکہ میرے اور اخراجات ایسے ہیں کہ میں ان میں تھوڑا بہت ردوبدل کر کے قربانی کر سکتا ہوں' قرض اپنی جگہ پر ہے جس کو رفتہ رفتہ ادا کرتا رہتا ہوں تو کیا میرا ایسی حالت میں قربانی کرنا صحیح ہوگا؟

جواب: ان حالات میں یہ تو ظاہر ہے کہ قربانی آپ پر واجب نہیں' رہا یہ کہ قربانی کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ آپ اس قرضہ کو بہ سہولت ادا کر سکتے ہیں تو قرض لے کر قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے ورنہ نہیں کرنی چاہیے۔

سوال: سنا ہے کہ نابالغ بچوں پر قربانی فرض نہیں؟ میرا ایک نابالغ نواسہ میرے ساتھ رہتا ہے' کیا میں اس کی طرف سے قربانی کر سکتا ہوں؟ قربانی صحیح ہوگی؟

جواب: اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو پہلے اپنی طرف سے کیجئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو نابالغ نواسے کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں مگر نابالغ کے بجائے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے کرنا بہتر ہوگا۔

سوال: میرا ایک شادی شدہ بیٹا عرب میں رہتا ہے۔ اس نے نہ ہم کو قربانی کرنے کے لیے لکھا اور نہ قربانی کرنے کے لیے پیسے بھیجے لیکن ہم والدین نے اس کی محبت میں اس کی طرف سے بکرا قربان کر دیا ہے' یہ قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

جواب: نفلی قربانی ہوگئی لیکن واجب قربانی اس کے ذمہ رہے گی۔

سوال: یا بجائے بکرے کے اس بیٹے کی طرف سے اس کی بے خبری میں گائے میں ایک حصہ لے لیا' کیا اس کی طرف سے اس طرح حصہ لینا صحیح ہوا؟ اگر غلط ہوا تو گائے کے باقی حصہ داروں کی قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

جواب: چونکہ نفلی قربانی ہو جائے گی اس لیے گائے میں حصہ لینا صحیح ہے۔

بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

سوال: کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

جواب: خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔

عورت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال: ہماری امی' نانی اور گھر کی دوسری خواتین بذات خود مرغی وغیرہ ذبح کر لیا کرتی ہیں' میں نے کالج میں اپنی سہیلیوں سے ذکر کیا تو چند نے کہا کہ عورتوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مکروہ ہوتا ہے' بعض نے کہا کہ حرام ہو جاتا ہے' برائے کرم بتائیں کہ عورت کا طعام کی نیت سے جانور اور پرندوں (حلال) کو ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جائز ہے۔ آپ کی سہیلیوں کا مسئلہ غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۲ ج ۴)

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے

سوال: یہاں پر گوشت یا مرغی کے گوشت کے پیکٹ ملتے ہیں جو کہ یورپ یا دیگر غیر ممالک (جو کہ مسلم ممالک نہیں ہیں) سے آتے ہیں معلوم نہیں انہوں نے کس طرح ذبح کیا ہوگا' ذبح پر تکبیر پڑھنا تو درکنار کیا ایسا گوشت وغیرہ ہم مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جس گوشت کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ وہ حلال طریقہ سے ذبح کیا ہوگا اس سے پرہیز کرنا چاہیے' یورپ اور غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۰۳ ج ۴)

اگر مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں

سوال: جہاز پر گائے کا گوشت اور بکری کا گوشت غیر مسلموں کے ہاتھوں سے کٹا ہوا ہوتا ہے کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ مسلمانوں کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟ اس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: کسی صحیح مسلمان یا صحیح اور واقعی اہل کتاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے۔ بشرط یہ کہ وہ صحیح طریقہ سے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو دیگر غیر مسلموں کے ہاتھ کا کٹا ہوا گوشت حلال نہیں، غیر مسلم کمپنیوں کے جہازوں میں اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت فراہم نہیں کیا جاتا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۴ ج ۴)

کیا مسلمان غیر مسلم مملکت میں حرام گوشت استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: میں امریکہ میں زیر تعلیم ہوں، یہاں پر اکثر ممالک کے طلبہ ہیں جب انہیں کوشش کے باوجود حلال گوشت میسر نہیں ہوتا تو سٹور سے ایسا گوشت خریدتے ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ نہیں ہوتا ہے، بتایئے ہم کیا کریں؟

جواب: صورت مسئولہ میں سب سے پہلے چند اصول سمجھ لیں اس کے بعد انشاء اللہ مذکورہ بالا مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ (۱) اکل حلال ضروری اور فرض ہے حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اختیار کرنا بغیر ضرورت شرعی ناجائز و حرام ہے۔ (۲) حلال چیزیں جب تک مل جائیں حرام کا استعمال جائز نہیں۔ (۳) گوشت پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے اگر حلال مل جائے تو بہتر ہے لیکن اگر حلال نہ مل سکے تو حرام کا استعمال درست نہیں۔ (۴) کسی کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی وجہ سے حرام کا استعمال حلال نہیں ہوتا۔ (۵) حرام اشیاء کا استعمال اس وقت جائز ہے جب کہ حلال بالکل نہ ملے، جان بچانے کے لیے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو اسی کو اضطرار شرعی کہا جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۰۵ ج ۴)

قربانی کا گوشت، قربانی کے بکرے کی رانیں گھر میں رکھنا

سوال: قربانی کے لیے حکم ہے کہ جانور صحت مند اور خوبصورت ہو، ذبح کرنے کے بعد اس کو برابر تین حصوں میں تقسیم کیا جائے جبکہ اس وقت دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ لوگ قربانی کے بعد بکرے کی ران وغیرہ مکمل اپنے لیے رکھ لیتے ہیں اور بعد میں ہوٹلوں میں روسٹ کرا کر لے جاتے ہیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بکرے کی دونوں ران مع کمر کے رکھ دی جاتی ہیں اس مسئلہ پر حدیث اور شریعت کی رو سے روشنی ڈالیں کہ قربانی کرنے والوں کو صحیح علم ہو جائے؟

جواب: افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں ایک فقراء کے لیے، ایک

دوست احباب کے لیے اور ایک گھر کے لیے لیکن اگر سارا تقسیم کردیا جائے یا گھر میں رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کے ساتھ کی تھی۔ صرف گوشت کھانے یا لوگوں میں سرخ روئی کے لیے قربانی نہیں کی تھی۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۷ ج ۴)

قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا

سوال: ہمارے محلے میں ایک صاحب نے گائے کی قربانی تیسرے دن کی اور چوتھے دن انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور قربانی کا آدھے سے زیادہ گوشت دعوت شادی میں لوگوں کو کھلا دیا' کیا ان کی قربانی ہوگئی؟

جواب: اگر قربانی صحیح نیت سے کی تھی تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اور قربانی کا گوشت گھر کی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایک تہائی صدقہ کردے ایک تہائی دوست احباب کو دے ایک تہائی خود کھائے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۸ ج ۴)

کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہوجاتی ہے؟

سوال: بقرعید پر ہمارے گھر قربانی ہوتی ہے تو میرے بھائی اس کے تین حصے کرتے ہیں' ایک گھر میں رکھ لیتے ہیں دو حصے محلے اور رشتہ داروں میں تقسیم کردیتے ہیں جب کہ ہمارے محلے میں اکثر سارا گوشت گھر ہی میں کھا لیتے ہیں' محلہ دار اور رشتہ داروں میں ذرا سا تقسیم کردیتے ہیں اور کئی دن تک کھاتے ہیں' ضرور بتائیے گا کہ کیا ایسے لوگوں کی قربانی ہوجاتی ہے؟

جواب: آپ کے بھائی جس طرح کرتے ہیں وہ بہتر ہے باقی سارا گوشت اگر گھر پر کھا لیا تو قربانی جب بھی صحیح ہے بشرطیکہ نیت قربانی ہو' صرف گوشت کھانے کی نہ ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۸ ج ۴)

منت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھا سکتے ہیں

سوال: میری والدہ صاحبہ نے منت مانی تھی کہ میری نوکری کے سلسلے میں کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی۔ بحمد اللہ نوکری مل گئی' خدا کا شکر ہے لیکن کافی عرصہ گزر گیا ابھی تک منت پوری نہیں کی' اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقہ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو۔ اس میں اختلاف رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں' گھر کے افراد کے لیے جائز ہے یا یہ پورا کا پورا غریب و مسکین یا کسی دار العلوم مدرسہ کو دے دینا چاہیے؟

جواب: آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے اور اس گوشت کا

فقراء پر تقسیم کرنا لازم ہے منت کی چیز غنی اور مالدار لوگ نہیں کھا سکتے جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر مالداروں کے لیے حلال نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۰۹ ج ۴)

قربانی کی کھالوں کے مصارف چرم ہائے قربانی مدارس عربیہ کو دینا

سوال: ہمارے شہر کے کسی خطیب صاحب نے کسی جمعہ میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ مال زکوٰۃ و چرم ہائے قربانی تعمیر مدارس و تنخواہ مدرسین میں صرف کرنا جائز نہیں اس سے کافی عرصہ پہلے لوگوں میں یہ دستور تھا کہ زکوٰۃ یا قربانی کے چمڑے وغیرہ خاص طور پر دینی خدمت کی وجہ سے مدارس عربیہ میں پہنچا دیتے تھے' اس سال قربانی کے موقع پر جب مولانا صاحب کی تقریر سنی تو انہوں نے بجائے مدارس کے گھومنے پھرنے والے فقیروں میں یہ رقم صرف کر دی جس کی وجہ سے ظاہری طور پر مدرسوں کو نقصان ہوا اور عوام کو بھی یہ شبہ دل میں جم چکا کہ جب گناہ ہے تو ہم کیوں صرف کریں' اس لیے خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو با قاعدہ وضاحت سے تحریر فرما دیں تا کہ شکوک رفع ہو جائیں؟

جواب: خطیب صاحب نے جو مسئلہ بیان فرمایا وہ اس پہلو سے درست ہے کہ چرم ہائے قربانی مدارس یا مساجد کی تعمیر میں اور مدارس کے مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن مدارس میں جو چرم ہائے قربانی دی جاتی ہے وہ مدارس کی تعمیر یا مدرسین کی تنخواہوں میں صرف نہیں کی جاتیں بلکہ علم دین حاصل کرنے والے غریب و نادار طلباء پر صرف کی جاتی ہیں۔ لہٰذا مدارس میں چرم ہائے قربانی کی رقم دینا بالکل جائز ہے بلکہ موجودہ زمانے میں مدارس میں چرم ہائے قربانی دینا زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ اس میں غریب طلباء کی امداد بھی ہے اور علم دین کی خدمت بھی۔

قربانی کا بکرا مر جائے تو کیا کرے؟

سوال: ایک شخص صاحب نصاب نہیں ہے وہ بقر عید کے لیے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے لیکن قبل از قربانی بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ صاحب نصاب ہے اور بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں اور اگر صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خریدنا لازم ہے۔

ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم

سوال: گائے اور بکرے کا خون پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟ دراصل میں گوشت لینے جاتا ہوں تو

قصائی کی دکان پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

جواب: گوشت میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے البتہ بوقت ذبح جو خون جانور کی رگوں سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔

والدہ کی طرف سے بکرے کی قربانی کی نیت کی تھی اس کی جگہ دوسرا بکرا کم قیمت کا قربانی کرنا؟

سوال: ایک بھائی نے ایک بکرا بچپن میں پالا ہے اور بہت خوبصورت اور تندرست ہے اور آج سے تقریباً ۴۔۲/۱ ماہ پہلے ان کی والدہ وفات پا گئی جس کے بعد انہوں نے اس بکرے کی قربانی مرحومہ کی طرف سے کرنے کی نیت کی تھی اب ایک گاہک اس کی قیمت اچھی دیتا ہے تو ان بھائی کا سوال یہ ہے کہ میں اس کو بیچ دوں تا کہ قیمت اچھی آ جائے پھر اس سے کم دام کا بکرا لے کر میری والدہ کی طرف سے اس نیت کے مطابق اس کی قربانی کروں تو ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: ٹھیک ہے یہ نذر کی صورت نہیں ہے والدہ کی طرف سے قربانی کرنے کا اور ان کو ثواب پہنچانے کا محض ارادہ اور نیت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسی کی قربانی کی جائے جتنے عمدہ اور موٹے جانور کی قربانی کی جائے گی اتنا زیادہ ثواب والدہ کو اور قربانی کرنے والے کو ملے گا اس کو فروخت کر کے دوسرے کم قیمت کے جانور کی قربانی کی جائے تو باقی قیمت والدہ کے ایصال ثواب کے لیے غریب رشتہ داروں کو خیرات کی جائے یہ بہتر ہے ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

مردوں کی طرف سے قربانی!

سوال: مردوں کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ والدین کی طرف سے استاد کی طرف سے اپنے پیر کی طرف سے اسی طرح اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے؟

جواب: قربانی مردوں کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں مگر ایک بکرا یا بڑے جانور میں سے ایک حصہ کئی مردوں کی طرف سے جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری اُمت کو قربانی میں شامل فرمایا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری اُمت کی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ قربانی اپنی طرف سے کی تھی اور اس کا ثواب کئی مردوں اور زندوں کو بخش دیتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

مالدار عورت کی طرف سے شوہر کا قربانی کرنا

سوال: عورت، صاحب نصاب ہو مگر اس مال کی زکوٰۃ اس کا شوہر ادا کرتا ہو ایسی عورتوں پر

قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے وہ اپنے پیسوں سے قربانی کرے۔ اگر اس کے پاس نقد رقم نہ ہو تو شوہر وغیرہ سے لے کر قربانی کرے یا اپنا کوئی زیور بیچ کر قربانی کرے یا پھر عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی طرف سے قربانی کرے۔ عورت کی اجازت اور اس کو مطلع کیے بغیر اگر اس کا شوہر قربانی کرے گا تو واجب قربانی ادا نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ)

غریب کا قربانی کا جانور اچانک بیمار ہو جائے تو کیا کرے؟

سوال: زید نے اپنی قربانی کا جانور لیا ہوا تھا جو عید الاضحیٰ سے ایک دو دن پہلے بیماری کی وجہ سے علیل ہو جاتا ہے پھر اس کو ذبح کر کے تقسیم کیا جاتا ہے کیا اس کی قربانی ہوگئی یا نہیں؟ اور زید بالکل غریب آدمی ہے ملازم پیشہ ہے۔ جس نے اپنی تین چار ماہ کی تنخواہ میں سے رقم جمع کر کے یہ قربانی خریدی تھی اب اس قربانی کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے پاس دوسری قربانی خریدنے کی گنجائش نہیں ہے اب یہ کیا کرے؟

جواب: اس کے ذمہ قربانی کا دوسرا جانور خریدنا لازم نہیں البتہ قربانی نہیں ہوئی لیکن ممکن ہے اللہ تعالیٰ نیت کی وجہ سے قربانی کا ثواب عطا فرما دے۔ آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۲۱۔

مشینی ذبیحہ

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے متعلق ہمارے یہاں بار بار ڈوز میں مشین پر مرغ ذبح ہو جاتے ہیں؟

جس کی تفصیل یہ ہے کہ زندہ مرغوں کو مشین ذبح پر لایا جاتا ہے اور انہیں بجلی کا کرنٹ دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مرغ نیم بیہوش ہو جاتے ہیں اس کے بعد آٹومیٹک پٹہ کے ذریعے مشینی چھری تک پہنچتے ہیں اس وقت ایک مسلم شخص بسم اللہ بول کر (مشین کے ذریعہ) ذبح کرتا ہے اور پورا خون اور جان نکلنے سے پہلے ہی مشین کے ذریعے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں اس کے بعد باہر نکال کر پر اکھاڑتے ہیں اور نجاست کے علاوہ اندر کی تمام اشیاء مشین کے ذریعے صاف کی جاتی ہیں اور عمل ذبح مکمل ہو جانے کے بعد حلال چکن تحریر کردہ ڈبوں میں گوشت بند کیا جاتا ہے ڈبوں کی پیکنگ کے وقت مسلم رفقاء وہاں موجود ہوتے ہیں۔

مذکورہ طریقہ کے مطابق ایک گھنٹہ میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مرغ ذبح کیے جاتے ہیں اور ڈبوں میں بند کرنے کا عمل کفار کرتے ہیں اس کے بعد پیک کردہ مرغ ڈبوں کی شکل میں گودام

میں منتقل ہوتے ہیں وہاں مسلم و کفار دونوں کے مذبوحہ مرغ ہوتے ہیں اس کے بعد حلال چکن کے عنوان سے سپر مارکیٹ میں فروخت کیے جاتے ہیں۔ مشینی ذبیحہ مذکورہ بالا طریقہ کا ہمارے رفقاء نے مشاہدہ کیا ہے تو کیا اس مشینی ذبیحہ کا استعمال از روئے شرع مسلمانوں کے لیے جائز ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں بوقت ذبح مرغوں پر جو حالات گزرتے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ایسے ذبیحہ کے کھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ذبح کا جو مسنون طریقہ ہے اسی کے مطابق ذبح کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ ص ۷۴ ج ۱۰)

قربانی کس پر واجب ہے؟

چاندی کے نصاب بھر مالک ہو جانے پر قربانی واجب ہے

سوال: قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں؟

جواب: قربانی ہر اس مسلمان عاقل' بالغ' مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو یا مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان (رہائشی مکان) سے زائد کوئی مکان' پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں' بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔ (آپ کے مسائل جلد ۴ ص ۱۷۳)

عورت اگر صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے

سوال: کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہیے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں' ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتائیے؟

جواب: عورت اگر خود صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے ورنہ مرد کے ذمے بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں' گنجائش ہو تو کردے۔ (آپ کے مسائل جلد ۴ ص ۷۶)

ایام قربانی

قربانی کتنے دن کر سکتے ہیں؟

سوال: قربانی کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قربانی سات دن تک جائز ہے حالانکہ ہم لوگ صرف ۳ دن قربانی کرتے ہیں' وضاحت فرمائیں کہ تین دن کر سکتے ہیں یا سات دن بھی کر سکتے ہیں؟

جواب: جمہور آئمہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں' امام شافعی چوتھے دن بھی جائز کہتے ہیں' حنفیہ کو تین دن ہی قربانی کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۸۶ ج ۸)

کن جانوروں کی قربانی جائز ہے اور کن جانوروں کی جائز نہیں

سوال: بکرا بکری' بھیڑ' دنبہ کن کن جانوروں کی قربانی کر سکتے ہیں؟

جواب: بھیڑ' بکرا' دنبہ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے۔ گائے' بھینس' بیل' اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔ بکرا' بکری ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ' دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو بکرا دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے' بیل' بھینس دو سال کی' اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لیے کافی نہیں۔ اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔ ہاں! سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی) خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی) اندھے کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اس طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جا سکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی' درمختار) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لیے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار وغیرہ) (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۸۸ ج ۴)

www.islamiurdubook.blogspot.com

عقیقہ

بچہ کے عقیقہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

سوال:۔ بچہ کے عقیقہ کا کیا حکم ہے؟ ایک شخص کا کہنا ہے کہ عقیقہ رسمی چیز ہے اسلامی طریقہ نہیں امام ابوحنیفہ خود اس کو بدعت اور مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ مذہب حنفی میں عقیقہ مسنون و مستحب ہے۔ (رواجی نہیں) اسلامی طریقہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر بدعت اور مکروہ تحریمی کا الزام لگانا غلط اور افترا ہے۔ مالابدمنہ میں ہے :۔ بدانکہ عقیقہ نزد امام مالک رحمۃ اللہ وشافعی رحمۃ اللہ واحمد رحمۃ اللہ سنت موکدہ است و بروایتے از امام احمدؒ واجب ونزد امام اعظمؒ مستحب وقول بہ بدعت بودنش افتراء است برامام ھمام (ترجمہ۔ جان لو کہ عقیقہ امام مالک رحمۃ اللہ وامام شافعی رحمۃ اللہ نیز امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور امام احمد کی ایک روایت وجوب کی بھی ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے اور ان کی طرف بدعت کا قول منسوب کرنا حضرت امام ھمام پر افترا ہے۔ (ضمیمہ مالابدمنہ ص ۱۷۸) بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں شکریہ کے طور پر نیز آفات وامراض سے حفاظت کے لئے ساتویں دن (یعنی بچہ جمعہ کو پیدا ہوتو جمعرات کو اور جمعرات کو پیدا ہوتو بدھ کو) لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کیا جائے اور بچہ کا سر منڈوا کر بال کے ہم وزن چاندی غریبوں کو صدقہ کردے اور لڑکے کے سر پر زعفران لگائے یہ تمام باتیں مستحب ہیں حدیث سے ثابت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الغلام مرتهن بعقيقته يذبح عنه يوم السابع و يسمىٰ و يحلق راسه (ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۸۳ ابواب الاضاحی باب ماجآء فی العقیقه) (ترجمہ) بچہ اپنے عقیقہ کے بدلہ میں مرہون ہوتا ہے لہٰذا ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام طے کرلیا جائے نیز اس کا سر منڈوایا جائے۔ مرہون کے بہت سے مطلب بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً

(۱) احادیث میں آتا ہے کہ بچہ ماں باپ کے لئے سفارش کرے گا اور وہ ان کا شفیع ہوگا۔ لیکن اگر حیثیت کے باوجود عقیقہ نہیں کیا اور بچپن ہی میں بچہ کا انتقال ہوگیا تو ماں باپ کے لئے شفاعت نہیں کرے گا گویا جس طرح گروی رکھی ہوئی چیز کام میں نہیں آتی۔ یہ بچہ بھی ماں باپ کے کام نہیں آئے گا۔ (۲) عقیقہ کئے بغیر بچہ سلامتی نیز خیر وبرکات سے محروم رہتا ہے۔ یعنی جب تک

عقیقہ نہ ہو مرض کے قریب اور محافظت سے دور رہتا ہے۔(۳) عقیقہ کئے بغیر بچہ اذی یعنی پلیدی میل کچیل وغیرہ میں مبتلا اور صفائی سے دور رہتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دما وامیطعوا عنه الاذی (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۲ کتاب العقیقة باب اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة)

نیز حدیث شریف میں ہے عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال عق رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الحسن بشاة وقال یا فاطمة احلقی راسه و تصدقی بزنة شعره فضة فوزنته فکان وزنه درهما او بعض الدرهم الخ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳ باب ماجآء فی العقیقة)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکرا ذبح کر کے امام حسینؓ کا عقیقہ کیا اور حضرت فاطمہ کو حکم فرمایا کہ اس کا سر منڈواؤ اور بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردو۔ حضرت فاطمہؓ نے تعمیل کی بالوں کا وزن ایک درہم یا درہم سے کچھ کم تھا (حوالہ مذکور) (۴) عن ابی بردة یقول کنا فی الجاهلیة اذا ولد لا حد نا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الله بالاسلام کنا نذبح شاة ونحلق راسه ونلطحه برغفران. (ابو دائود شریف ج ۲ ص ۳۷ کتاب الضحایا باب فی العقیقة)

یعنی حضرت ابو بردہؓ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں (قبل از اسلام) بچہ پیدا ہوتا تو ہم بکرا ذبح کرتے اور اس کا خون بچہ کے سر پر لگاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام سے نوازا تو اب ہم ساتویں دن بکرا ذبح کرتے ہیں نیز بچہ کا سر مونڈتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران لگاتے ہیں۔ (حوالہ مذکور)

(۵) عن ام کرز رضی اللہ عنہا قالت سمعت یقول صلی اللہ علیہ وسلم عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ شاۃ لایضر کم اذکرانا کن ام اناثا (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶ ایضاً) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ میں لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ بکرا ہو یا بکری۔

عقیقہ کی اہمیت؟

سوال: اسلام میں عقیقہ کی کیا اہمیت ہے؟ اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کیے مر گیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عقیقہ سنت ہے۔ اگر گنجائش ہے تو ضرور کردینا چاہیے نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۴ ج ۴)

عقیقہ کا عمل سنت ہے یا واجب؟

سوال: بچہ پیدا ہونے کے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بکرا صدقہ کیا جاتا ہے یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

جواب: عقیقہ سنت ہے لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۴ ج ۴)

بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کر سکتی ہے؟

سوال: ماں باپ دونوں کماتے ہیں' باپ کی تنخواہ گھر کی ضرورت کے لیے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے جو کہ سال بھر جمع ہوتی ہے تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ سے کر سکتی ہے؟ دوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی سے ہو سکتا ہے جب کہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں' امید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتاب وسنت کی روشنی میں دے کر ممنون فرمائیں گے؟

جواب: بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کر دے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۵ ج ۴)

عقیقہ امیر کے ذمہ ہے یا غریب کے بھی؟

سوال: عقیقہ سنت ہے یا فرض اور ہر غریب پر ہے یا امیروں پر ہی ہے اور اگر غریب پر ضروری ہے تو پھر غریب طاقت نہیں رکھتا تو غریب کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: عقیقہ سنت ہے اگر ہمت ہو تو کر دے ورنہ کوئی گناہ نہیں۔

تبلیغی اجتماع کے کھانے میں عقیقہ کا گوشت کھلایا گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ہمارے یہاں تبلیغی جماعت کا ایک اجتماع ہوا اس میں ایک وقت کے کھانے کا پاس تین روپیہ فی کس مقرر کیا گیا تھا' پاس والے کھانے میں عقیقہ کے پورے جانور کا گوشت کھلایا گیا' بعد میں لوگوں میں یہ مسئلہ چھڑ گیا کہ عقیقہ صحیح ہونے میں شبہ ہے اس لیے کہ اس کھانے کے عوض فی کس تین روپے لیے گئے ہیں۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ مذکورہ صورت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

جواب: عقیقہ کے گوشت کا حکم قربانی کے گوشت کے مانند ہے اور قربانی کے گوشت کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو روپے پیسے کے عوض بیچ دیا جائے تو جو رقم حاصل ہوئی ہو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ ہدایہ اخیرین میں ہے:

ولو باع الجلد او اللحم بالدراهم او بما لا ينتفع به الا بعد استهلاكه تصدق

بثمنه لان القربة انتقلت الیٰ بدله (هدایه اخیرین ص ۴۳۴ کتاب الاضحیة)

عینی شرح ہدایہ میں ہے: فاذا تموله بالبیع وجب التصدق لان هذا الثمن حصل بفعل مکروه فیکون خبیثا فیجب التصدق (عینی بحواله فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص ۱۸۸ ج ۷، ۸ کتاب الاضحیة)

رسالہ احکام عقیقہ میں ہے۔ مسئلہ: درشرح مقدمہ امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مرقوم وہی کالاضحیۃ یعنی حکم جانور عقیقہ مثل حکم جانور قربانی ست، فی سنہا در عمر کہ بز کم از ایک سال وگاؤ کم از دو سال وشتر کم از کم از پنج سال نہ بود۔

وفی جنسها ...... وسلامتها ...... والاکل منها درخوردن ازوکه خوردن گوشت عقیقه همه فقیر و غنیٰ وصاحب عقیقه و والدین اوراجائزاست مثل گوشت قربانی والا هداء والا ذخار، وامتناع بیعها الخ. (رساله احکام عقیقه مالا بدمنه ص ۱۸۰)

صورت مسئولہ میں ایک وقت کھانا فی کس تین روپے لے کر کھلایا گیا ہے اور اس کھانے میں عقیقہ کا گوشت استعمال کیا گیا ہے تو عوض لینے کا شبہ قوی ہے اس لیے گوشت کے مقابلہ میں اندازاً جتنی قیمت حاصل ہوئی ہو اتنی قیمت غرباء پر صدقہ کر دی جائے تو انشاء اللہ عقیقہ صحیح ہو جائے گا۔ ایسی دعوت جس میں قیمت اور عوض نہ لیا جائے عقیقہ کا گوشت کھلانے میں مضائقہ نہیں ہے مگر ایسی بلاعوض والی دعوتوں میں بھی عقیقہ کا گوشت کھلانے کا رواج ہو جانے میں خرابی یہ ہے کہ مستحب طریقہ چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ عقیقہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ ساتویں روز عقیقہ ہو اور گوشت کے تین حصے کیے جائیں، ایک حصہ گھر والوں کے لیے ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست احباب کو اور ایک حصہ غرباء کو دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ اردو ج ۶ ص ۱۷۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۶۳، ۶۴۔

لڑکے اور لڑکی کے لیے کتنے بکرے عقیقہ میں دیں؟

سوال: لڑکے اور لڑکی کے لیے کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟

جواب: لڑکے کے لیے دو، لڑکی کے لیے ایک۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۸ ج ۴)

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

سوال: کیا عید قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دو لڑکے دو لڑکیاں) کا عقیقہ ہو سکتا ہے؟

جواب: قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جا سکتے ہیں۔

شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا

سوال: یہ بتائیں کہ شوہر اپنی بیوی کا عقیقہ کر سکتا ہے یا یہ بھی شادی کے بعد والدین پر فرض ہے کہ بیٹی کا عقیقہ خود کریں جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے؟

جواب: عقیقہ فرض نہیں بلکہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ والدین کے پاس گنجائش ہو اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا تو بعد میں کرنے کی ضرورت نہیں اور شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے لغو حرکت ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۶ ج ۴)

کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا

سوال: اکثر لوگ کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرتے ہیں جب کہ بچوں کی پیدائش کے دن مختلف ہوتے ہیں، قرآن و سنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کیا عقیقہ ہو جاتا ہے؟

جواب: عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن سنت ہے۔ اگر گنجائش نہ ہو تو نہ کرے کوئی گناہ نہیں، دن کی رعایت کیے بغیر سب بچوں کا اکٹھا عقیقہ جائز ہے مگر سنت کے خلاف ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۶ ج ۴)

عقیقہ کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے

سوال: اپنی اولاد کے عقیقہ کا گوشت والدین کو کھانا چاہیے یا نہیں اور اگر اس گوشت میں ملا کر کھایا جائے یا اگر بالکل ہی عقیقہ کا گوشت استعمال نہ کیا جائے تو والدین کے لیے کیوں منع ہے، کیا والدین اپنی اولاد کے عقیقہ میں ذبح ہونے والے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

جواب: عقیقہ کا گوشت جیسے دوسروں کے لیے جائز ہے اسی طرح بغیر کسی فرق کے والدین کے لیے بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۸ ج ۴)

عقیقہ کے گوشت میں ماں باپ، دادا دادی کا حصہ

سوال: عقیقہ کے گوشت میں ماں باپ، دادا دادی کا حصہ ہے؟

جواب: عقیقہ کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کر دینا افضل ہے اور باقی دو تہائی حصہ سے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن اور سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں کو تقسیم کر دے یا اس کو پکا کر ان کی ضیافت کر دے تو یہ بھی جائز ہے، بہر حال عقیقہ کا گوشت سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۸ ج ۴)

ایام نحر (قربانی کے دنوں) میں عقیقہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: ایام نحر میں عقیقہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (آپ کے مسائل ص ۲۲۸ ج ۴)

عقیقہ کا ذمہ دار والدین میں سے کون ہے؟

سوال: عقیقہ کس کے ذمہ ہے باپ کے یا ماں کے؟

جواب: جس کے ذمہ بچہ کا نفقہ واجب ہے اسی کے ذمہ عقیقہ بھی ہے' باپ کی حیثیت نہ ہوتو ماں عقیقہ کرے' حیثیت نہ ہوتو قرض لے کر عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فقط واللہ اعلم بالصواب) (فتاویٰ رحیمیہ ص ۶۱ ج ۱۰)

مرحوم بچہ کا عقیقہ ہے یا نہیں؟

سوال: مرحوم بچہ کے عقیقہ کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟

جواب: مرحوم بچہ کے عقیقہ کا مستحب ہونا ثابت نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۶۲۔

کھانے پینے کا بیان

(کھانے پینے کے بارے میں شرعی احکام)

بائیں ہاتھ سے کھانا

سوال: میں بائیں ہاتھ سے تمام کام کرتی ہوں' مثلاً لکھتی ہوں اور بائیں ہاتھ سے کھاتی ہوں تو آپ یہ فرمائیں کہ طہارت بائیں ہاتھ سے کی جاتی ہے تو مجھے کس ہاتھ سے طہارت کرنی چاہیے؟ اب اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی مجھے عادت پڑ گئی ہے' سیدھے ہاتھ سے نہیں کھایا جاتا' آپ اس کا جواب ضرور دیں؟

جواب: آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے اُلٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے آپ اُلٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھایا کریں' آپ کوشش کریں گی تو رفتہ رفتہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی عادت ہو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ چونکہ آپ کھانا اُلٹے ہاتھ سے کھاتی ہیں لہٰذا استنجاء سیدھے ہاتھ سے کیا کیجئے بلکہ یہ کہوں گا کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانے کی عادت ترک کیجئے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۰۷ ج ۷)

کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا کھانا

سوال: اسلام میں کرسیوں اور ٹیبل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں کرسیاں اور ٹیبل تھے؟ آج کل لوگوں کے گھروں میں اور خود میرے گھر میں کرسیوں اور ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ بتادیجئے کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کسی چیز پر دستر خوان بچھا کر کھاتے تھے یا نیچے دستر خوان بچھا کر؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر دستر خوان بچھا کر کھاتے تھے ٹیبل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں کھایا اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ میز کرسی پر کھانا انگریزوں کی سنت ہے مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ کی نقالی نہیں کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۷۰ ج ۷)

تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ

سوال: ہمارے ہاں ایک دیندار دوست کا مؤقف یہ ہے کہ کھانے کے بہت سارے آداب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے اجتماعی تقاریب میں جب باقی آداب کو بھی نظر انداز کیا جاتا ہے تو محض بیٹھ کر کھانے والے ادب پر اتنا زور کیوں؟ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تک قرآن وحدیث کے واضح دلائل نہ دکھائے جائیں میں مطمئن نہیں ہوں کیونکہ بقول ان کے بعض مجالس میں انہوں نے علماء کو بھی کھڑے ہو کر کھاتے دیکھا ہے؟

جواب: کھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دستر خوان بچھا کر بیٹھ کر کھایا جائے۔ ہمارے یہاں تقریبات میں کھڑے ہو کر کھانے کا جو رواج چل نکلا ہے یہ سنت کے خلاف مغربی اقوام کی ایجاد کردہ بدعت ہے باقی آداب کو اگر ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنے تہذیبی دینی اور معاشرتی آثار ونشانات کو ایک ایک کر کے کھرچنا شروع کردیں۔ کوشش تو یہ ہونی چاہیے کہ مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی جائے نہ یہ کہ اسلامی معاشرہ کی جو بچی کھچی علامتیں نظر پڑتی ہیں ان کو مٹانے پر کمر باندھ لی جائے۔ اگر بعض علماء کسی غلط رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی روش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جاسکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں۔ (ایضاً) (آپ کے مسائل ص ۱۷۰ ج ۷)

پانچوں انگلیوں سے کھانا آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: کیا لیٹ کر یا بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا نحوست ہے رات کو جھاڑو دینا اونچی جگہ بیٹھ کر پاؤں پھیلانا پانچوں انگلیوں سے کھانا کھانا کھاتے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھنا انگلیاں چٹخانا کیا یہ تمام فعل غلط ہیں؟ اگر غلط ہیں تو ان کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا اور انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے باقی چیزیں مباح ہیں یعنی جائز

ہیں۔(آپ کے مسائل ص ۱۷۱ ج ۷)

کھانے کے دوران خاموشی رکھنا

سوال: حدیث میں ہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہیے لیکن کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ دین اسلام کی اور اچھی باتیں کر سکتے ہیں اس کے برعکس کچھ دوسرے مولوی یہ کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران خاموش رہنا چاہیے اور اگر کوئی سلام بھی کرے تو اس کا جواب نہ دیں اور نہ ہی سلام کریں اور نہ ہی گفتگو کریں؟

جواب: ایسی کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس میں کھانے کے دوران خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ کھانا کھاتے وقت خاموش نہیں رہنا چاہیے کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ ان کو اچھی باتیں کرتے رہنا چاہیے اور نیک لوگوں کے حالات وحکایات بیان کرتے رہنا چاہیے۔(آپ کے مسائل ص ۱۷۴) جلد ۷)

چمچے کے ساتھ کھانا

سوال: بڑے لوگوں میں چمچے کے ساتھ کھانے کا رواج ہے کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

جواب: ہاتھ سے کھانا سنت ہے۔ چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے۔(آپ کے مسائل ص ۱۷۴ ج ۷)

حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ

سوال: عرض ہے کہ مدت سے قلبی تقاضوں سے مجبور ہوں' کمسن بچوں کو جب بھی کتے' بلی' شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اشکال کے بسکٹ کھاتے دیکھتی ہوں' فی الفور میں ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جاتی ہوں۔ ہم مسلمان ہیں' ہمارے ملک کی اساس بھی اسلامی نظریات پر ہے' ہمارے ملک میں بسکٹ فیکٹریاں باوجود مسلمان ہونے کے ایسے بسکٹ کیوں بناتی ہیں جس میں کراہت ہے؟ اس سے حلال وحرام کا تصور بچوں کے ذہن سے محو ہو جائے گا' ہوسکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی بات ہو لیکن اس کا انسداد اور تدارک ضروری ہے تاکہ ہمارے کمسن بچوں کی تربیت اسلامی طرز پر ہو سکے؟

جواب: آپ کا خیال صحیح ہے۔ اول تو تصویر بنانا بھی اسلام میں جائز نہیں ہے پھر ایسی گندی تصویریں تو اور بھی بری ہیں ان پر قانونی پابندی ہونی چاہیے۔(آپ کے مسائل ص ۱۸۱ ج ۷)

غیر شرعی امور والی مجلس میں شرکت کرنا حرام ہے

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شادی یا ولیمہ وغیرہ کے دعوت ہو تو اس کو قبول کرنا مسلمان پر ضروری ہے۔ اگرچہ اس میں فوٹو' مووی یا کھڑے ہو کر کھانے کا اہتمام ہو یا اس کی آمدنی غیر شرعی یعنی

سود وغیرہ کی ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی خود کو بچائے ایک طرف ہو کر لیکن جائے ضرور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ دعوت ولیمہ وغیرہ کی قبول کرنا سنت ہے اور ایک حدیث کا مفہوم ہے "جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو پڑوسی کے بارے میں بے حد وصیت کی ہے میرا گمان تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت دی جائے" اس وجہ سے بھی پڑوسی کی دعوت قبول کرے کہ نہ جانے پر مسلمان کا دل دکھے گا جو کہ بہت بڑا گناہ ہے اور خاندان یا آپس میں تفریق ہوگی حالانکہ اُمت میں جوڑ کا حکم ہے ان وجوہات سے وہ جانا ضروری سمجھتے ہیں اور میری ناقص رائے کے مطابق یہ ہے کہ ایسی دعوتوں میں شریک ہونا خالص حرام ہے۔ خاص طور پر غیر شرعی آمدنی والے کے یہاں۔ ہاں اگر دعوت دینے والے یہ عہد کریں کہ ہم سنت کے مطابق کھلائیں گے اور فوٹو وغیرہ سے بچائیں گے تو کوئی گنجائش ہے لیکن پھر بھی اس میں دیندار اور متقی پرہیز گار کا جانا ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ میری ناقص سمجھ کا کہنا ہے کہ اگر کسی مکان کے کسی حصہ میں آگ لگ جائے تو کوئی عقلمند شخص اس مکان کے دوسرے حصہ میں جہاں آگ نہیں لگی بیٹھنا ہرگز پسند نہ کرے گا۔ اسی طرح ایسی دعوتوں میں اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اور یہ دوسری طرف کھا رہے ہیں۔

براہ مہربانی آپ دونوں کے درمیان فیصلہ کریں کہ کون قرآن وحدیث کے زیادہ قریب ہے اور درست ہے؟ کیونکہ دونوں فریق آپ کی رائے کو ہر طرح قبول کریں گے؟ ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرنا جس میں اپنا دنیاوی یا اخروی نقصان ہو یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: جس دعوت میں غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوتا ہے اور آدمی کو پہلے سے اس کا علم ہو اس میں جانا حرام ہے اگر پہلے سے علم نہ ہوا چانک پتہ چلے تو اُٹھ کر چلا جائے یا صبر کر کے بیٹھ رہے۔ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت ہے لیکن جب سنت کو خرافات ومحرمات کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کو قبول کرنا سنت نہیں بلکہ حرام ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۸۳ ج ۷)

کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اُٹھانا مسنون ہے یا نہیں؟

سوال: کھانا کھانے سے فراغت کے بعد دعا پڑھی جاتی ہے تو اس دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے یا نہیں؟

جواب: ہر مسنون اور مستحب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا ضروری نہیں ہے یعنی کھانا کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اُٹھانا مسنون نہیں ہے طواف کرتے وقت دعا مسنون ہے مگر اس میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے' نماز کے اندر بھی دعا ہوتی ہے سوتے وقت مسجد میں داخل ہوتے وقت' مسجد سے نکلتے وقت' مجامعت کے وقت' بیت الخلاء میں جاتے وقت اور نکلتے وقت بھی ہاتھ اُٹھانا مسنون نہیں

ہے جیسے مشکوٰۃ کی شرح میں ہے۔الخ فقط (فتاویٰ رحیمیہ)

روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا

سوال: روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا کیسا ہے؟ چار ٹکڑے کر کے کھانا چاہیے یا پوری ہونے کی حالت میں؟

جواب: روٹی کے چار ٹکڑے کرنا ضروری نہیں ہے جیسے سہولت ہو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے چار ٹکڑے کرنے کا دستور ان علاقوں میں ہے جن میں شیعوں کا زور ہے اور اس سے اشارہ خلفائے راشدین اربعہ کی طرف ہے کہ ہم چاروں کو مانتے ہیں۔ شیعوں کی طرح دو یا تین کے منکر نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۲۷ ج ۵) (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۴ ج ۱۰)

بائیں ہاتھ سے چائے پینا کیسا ہے؟

سوال: اکثر لوگ چائے نوشی کے وقت دائیں ہاتھ میں پیالہ اور بائیں ہاتھ سے پلیٹ (رکابی) پکڑتے ہیں اور چائے بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں کیا یہ مکروہ نہیں؟

جواب: جی ہاں مکروہ ہے۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے داہنے ہاتھ سے کھانا پینا مسنون ہے۔ بعض وجوب کے قائل ہیں بائیں ہاتھ سے ایک کھانے والے پینے والے شخص پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی تھی جس سے اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ ایک دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر ایک عورت کو بددعا فرمائی تو وہ طاعون (پلیگ) میں مرگئی۔

کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھونا مسنون ہے

سوال: کھانا چکھنے کے بعد ایک ہاتھ دھونا سنت ہے یا دونوں؟

جواب: سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دھوئے جائیں ایک ہاتھ دھونے سے سنت کاملہ (مکمل سنت) ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۷) (ملحق فتاویٰ رحیمیہ ۱۳۹ ج ۱۰)

ہاتھ پہنچوں تک دھونے چاہئیں؟

سوال: ہاتھ کہاں تک دھونے چاہئیں؟ صرف انگلیاں دھونے سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے جائیں صرف انگلیاں دھونے سے سنت ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

ہاتھ دھو کر رومال سے پونچھنا

سوال: کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر رومال سے صاف کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر رومال سے نہیں پونچھنا چاہیے تاکہ کھانے کے وقت بھی

دھونے کا اثر باقی ہو۔ البتہ کھانے کے بعد دھو کر اسے پونچھ دینا چاہیے تاکہ کھانے کا اثر بالکلیہ ختم ہو جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری) (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۰)

تفاخر کی نیت سے کھلائے ہوئے کھانے سے گریز کرنا چاہئے

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نیت تفاخر کھانا کھلانے والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ آج کل شادیوں کے موقع پر کھانا کھلایا جاتا جس میں اپنی آمدنی اور حیثیت کو بھی نہیں دیکھا جاتا۔ تفاخر کی نیت سے خرچ کرنا گناہ ہے۔ افسوس دعوت کھانے والے بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے اور بے تکلف اور ہر دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ (حرمات الحدود ص ۵۷) (اشرف الاحکام ص ۱۸۸)

عقیقہ سنت ہے یا کیا؟

سوال...... عقیقہ سنت ہے یا واجب؟

جواب...... عقیقہ واجب نہیں ہے سنت ہے اگر وسعت ہو تو عقیقہ کرنا اولیٰ و افضل ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۴۸)

عقیقے کی مدت کب تک ہے

سوال...... کیا بڑھاپے تک عقیقہ جائز ہے؟

جواب...... جائز تو ہے مگر وہ عقیقہ کیا ایک خیراتی ذبیحہ ہوگا۔ کفایت المفتی ص ۲۴۴ ج ۸

بچہ کا نام کب رکھنا چاہیئے

سوال...... بچے کا نام کس دن رکھنا چاہئے؟

جواب...... شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں۔

مسنون طریقہ یہ ہے کہ بچے کا نام ساتویں دن رکھا جائے جیسا کہ عقیقے میں بھی یہی مسنون ہے۔ ترمذی ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کا نام ساتویں دن رکھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ اور کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنینؓ کے نام ولادت کے روز ہی رکھ دیئے تھے ساتویں دن کا انتظار نہیں فرمایا تھا۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۳۶۴)

عقیقہ کے متعلق ائمہ اربعہ کا مسلک

سوال...... عقیقہ کے سلسلے میں آپ کے جواب کا یہ جملہ ''جن جانوروں میں سات حصے

قربانی کے ہو سکتے ہیں ان میں سات حصے عقیقہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔'' اختلافی مسئلہ چھیڑتا ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس کی تائید میں قرآن کریم اور احادیث نبویصلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں شرعی دلائل پیش فرما کر مشکور ہونے کا موقع دیں بعض علماء کے نزدیک سات بچوں پر عقیقہ پر ایک گائے یا بھینس ذبح کرنا درست نہیں ہے ذیل میں کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

''گائے بھینس کی قربانی (ذبیحہ) درست نہیں ہے تاوقتیکہ وہ دو سال کی عمر مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اسی طرح اونٹ ذبح کرنا بھی درست نہیں ہے تاوقتیکہ وہ پانچ سال کی عمر مکمل کر کے چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو عقیقہ میں اشتراک صحیح نہیں ہے جیسا کہ ☆ سات لوگ اونٹ میں شراکت کرتے ہیں کیونکہ اگر اس میں میں اشتراک صحیح ہو تو مولود پر ''اراقۃ الدم'' کا مقصد حاصل نہیں ہوتا جبکہ یہ ذبیحہ مولود کی طرف سے فدیہ ہوتا ہے یہ صحیح ہے کہ بھیڑ یا بکری کے بدلے اونٹ یا گائے کو ذبح کیا جائے بشرطیکہ یہ ذبیحہ یعنی ایک جانور ایک مولود کے لئے ہو امام ابن قیمؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ ''انہوں نے اپنے بچہ کا ذبیحہ (عقیقہ) ایک جانور سے کیا۔'' اور ابی بکرۃ سے مروی ہے کہ ''انہوں نے اپنے بچہ عبدالرحمٰن کے عقیقہ پر ایک جانور ذبح کیا اور اہل بصرہ کی دعوت کی'' اور جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ''فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما ☆ کیلئے ایک ایک بھیڑ ذبح کی۔ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے عقیقہ کیا ہر بچہ کیلئے ایک ایک بکری' امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک بھیڑ سے کیا'' امام احمد اور امام ترمذی نے ام کرز کعبیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ''لڑکے پر دو بکریاں اور لڑکی پر ایک بکری'' ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ ''ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم لڑکے پر دو بکریوں سے عقیقہ کریں اور لڑکی پر ایک بکری ہے'' ان سب احادیث کی روشنی میں جمہور علمائے سلف وخلف کا عمل اور فتویٰ یہی ہے کہ بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دوسرے جانور سے عقیقہ کرنا سنت مطہرہ سے ثابت وصحیح نہیں ہے لیکن جن بعض علمائے خلف نے اونٹ یا گائے یا بھینس سے عقیقہ کرنے کی اجازت دی ہے ان کی دلیل ابن منذر کی وہ روایت ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا'' ہر بچہ پر عقیقہ ہے چنانچہ اس پر سے خون بہاؤ (**مع الغلام عقیقہ فاھریقوا عنہ دما**)'' چونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ دم نہیں دما فرمایا ہے پس اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مولود پر بھیڑ بکری اونٹ اور گائے ذبح کرنے کی اجازت ورخصت ہے لیکن

افضل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی اتباع میں صرف بھیڑ یا بکری سے ہی عقیقہ کیا جائے واللہ اعلم بالصواب' یہ تمام تفصیل کتاب ''تحفۃ المودود فی احکام المولود' لابن القیم الجوزیہ اور تربیۃ الاولاد فی الاسلام الجزالاول' مصنفہ الاستاذ الشیخ عبداللہ ناصح علوان طبع ۱۹۸۱ء ص ۹۸ مطبع دار السلام لطباعۃ والنشر والتوزیع' حلب وبیروت' وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جواب...... آپ کے طویل گرامی نامہ کے ضمن میں چند گزارشات ہیں۔

اول آپ نے لکھا ہے کہ ''عقیقہ کے سلسلے میں یہ جملہ...... اختلافی مسئلہ چھیڑتا ہے''

یہ تو ظاہر ہے کہ فروعی مسائل میں ائمہ فقہاء کے اختلافات ہیں اور کوئی فروعی مسئلہ مشکل ہی سے ایسا ہوگا جس کی تفصیلات میں کچھ نہ کچھ اختلاف نہ ہو اس لئے جو مسئلہ بھی لکھا جائے اس کے بارے میں یہی اشکال ہوگا کہ یہ تو اختلافی مسئلہ ہے آنجناب کو معلوم ہوگا کہ یہ ناکارہ فقہ حنفی کے مطابق مسائل لکھتا ہے البتہ اگر سائل کی طرف سے یہ اشارہ ہو کہ وہ کسی دوسرے فقہی مسلک سے وابستہ ہے تو اس کے فقہی مذہب کے مطابق جواب دیتا ہوں۔

دوم...... آنجناب نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آئندہ شمارے میں اسکی تائید میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل پیش کروں میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے دلائل سے بحث قصداً نہیں کرتا کیونکہ عوام کی ضرورت یہ ہے کہ انہیں منقح مسئلہ بتادیا جائے دلائل کی بحث اہل علم کے دائرے کی چیز ہے۔

سوم...... آنجناب نے حافظ ابن قیمؒ کی کتاب سے جو اقتباسات نقل کئے ہیں ان میں دو مسئلے زیر بحث آئے ایک یہ کہ کیا بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دوسرے جانور کا عقیقہ درست ہے یا نہیں؟ آپ نے لکھا ہے کہ ''ان سب احادیث کی روشنی میں جمہور علمائے سلف وخلف کا عمل اور فتویٰ یہی ہے کہ بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دوسرے جانور سے عقیقہ کرنا سنت مطہرہ سے ثابت وصحیح نہیں۔

جہاں تک اس ناکارہ کی معلومات کا تعلق ہے مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ اونٹ اور گائے سے عقیقہ درست ہے حنفیہ کا فتویٰ تو میں پہلے لکھ چکا ہوں دیگر مذاہب کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔

فقہ شافعی

امام نوویؒ شرح مهذب میں لکھتے ھیں:''المجزی فی العقیقة هوالمجزی فی الاضحیة' فلا تجزی دون الجذعة من الضأن' أوالثنية من المعز والابل والبقر' هذا هوالصحيح المشهور' وبه قطع الجمهور' وفيه وجه حكاه الماوردی وغيره انه يجزی دون جذعة الضأن 'وثنية المعز' والمذهب الاول''(شرح مهذب ص ۴۲۹ ج ۸)

''عقیقہ میں بھی وہی جانور کفایت کرے گا جو قربانی میں کفایت کرتا ہے اس لئے جذعہ سے کم عمر کا دنبہ اور ثنی (دودانت) سے کم عمر کی بکری' اونٹ اور گائے جائز نہیں' یہی صحیح اور مشہور روایت ہے اور جمہور نے اس کو قطعیت کے ساتھ لیا ہے۔''

اس میں ایک دوسری روایت جسے ماوردی وغیرہ نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ اس میں جذعہ سے کم عمر کی بھیڑ اور دنبہ اور ثنی سے کم عمر کی بکری بھی جائز ہے لیکن مذہب پہلی روایت ہے۔

فقہ مالکی

شرح مختصر الخلیل میں ہے۔

"ابن رشد: ظاهر سماع أشهب أن البقر تجزئ أيضاً فى ذلك' وهو الاظهر قياساً على الضحايا" (مواهب الجليل ص ۲۵۵ ج ۳)

''ابن رشد کہتے ہیں کہ اشہب کا ظاہر سماع یہ ہے کہ عقیقہ میں گائے بھی کفایت کرتی ہے اور یہی ظاہر تر ہے قربانیوں پر قیاس کرتے ہوئے''

فقہ حنبلی:

''الروض المربع'' میں ہے:

"وحكمهافيها يجزى ويستحب ويكره كالأ ضحية الاأنه لايجزى فيها شرك فى دم' فلاتجزى بدنة ولابقرة الا كاملة" بحواله اوجز المسالك ص ۲۱۸.

''عقیقہ میں کون کون سے جانور جائز ہیں؟ اور کیا کیا امور مستحب ہیں؟ اور کیا کیا مکروہ ہیں؟ ان تمام امور میں عقیقہ کا حکم مثل قربانی کے ہے الا یہ کہ اس میں جانور میں شرکت جائز نہیں اس لئے اگر عقیقہ میں بڑا جانور ذبح کیا جائے تو پورا ایک ہی کی طرف سے ذبح کرنا ہوگا''

ان فقہی حوالوں سے معلوم ہوا کہ مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ بھیڑ بکری کی طرح اونٹ اور گائے کا عقیقہ بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اکثر احکام میں اس کا حکم قربانی کا ہے اور جمہور علماء کا یہی قول ہے چنانچہ ابن رشد بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں۔

"جمهور العلماء على أنه لايجوز فى العقيقة الا مايجوز فى الضحايا من الا زواج الثمانية". هداية المجتهد ص ۳۳۹ ج ۱.

''جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ عقیقہ میں صرف وہی آٹھ نر و مادہ جائز ہیں جو قربانیوں میں جائز ہیں''۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۲۸)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

"والجمهور على أجزاء الابل والبقر أيضاً وفيه حديث عندالطبراني وأبي الشيخ عن أنس رفعه "يعق عنه من الابل والبقر والغنم" ونص أحمد على اشتراط كاملة وذكر الرافعي بحثاً أنها تتأدى بالسبع كما في الاضحية والله أعلم" فتح الباري ج ۹ ص ۵۹۳.

"جمہور اس کے قائل ہیں کہ عقیقہ میں اونٹ اور گائے بھی جائز ہے اور اس میں طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی تخریج کی ہے کہ "بچے کی طرف سے اونٹ' گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے گا" اور امام احمد نے تصریح کی ہے کہ پورا جانور ہونا شرط ہے اور رافعی نے بطور بحث ذکر کیا ہے کہ عقیقہ بڑے جانور کے ساتویں حصہ سے بھی ہو جائے گا جیسا کہ قربانی۔ واللہ اعلم" دوسرا مسئلہ یہ آیا بڑے جانور میں عقیقے کے سات حصے ہو سکتے ہیں اس میں امام احمدؒ کا اختلاف ہے جیسا کہ اوپر کے حوالوں سے معلوم ہوا وہ فرماتے ہیں کہ اگر اونٹ یا گائے کا عقیقہ کرنا ہو تو پورا جانور کرنا چاہئے اس میں اشتراک صحیح نہیں' شافعیہؒ کے نزدیک اشتراک صحیح ہے۔

چنانچہ شرح مہذب میں ہے۔

"ولو ذبح بقرة أو بدنة عن سبعة أولاد أو اشترك فيها جماعة جائز" (ص ۴۲۹ ج ۸)

"اور اگر ذبح کی گائے یا اونٹ سات بچوں کی جانب سے' یا شریک ہوئی اس میں ایک جماعت تو جائز ہے" حنفیہ کے نزدیک بھی اشتراک جائز ہے۔ چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ "ایک گائے میں عقیقہ کے سات حصے ہو سکتے ہیں جس طرح قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں (کفایۃ المفتی ص ۲۶۳ ج ۸)

"اور آپ کا یہ ارشاد کہ عقیقہ میں اشتراک صحیح نہیں ہے جیسا کہ سات لوگ اونٹ میں شرکت کرتے ہیں کیونکہ اگر اس میں اشتراک صحیح ہو تو مولود پر "اراقۃ الدم" کا مقصد حاصل نہیں ہوتا"

یہ استدلال محل نظر ہے اس لئے کہ قربانی میں بھی "اراقۃ الدم" ہی مقصود ہوتا ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں اس کی تصریح ہے۔

عن عائشة رضی الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ماعمل ابن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم" الحديث (رواه الترمذى وابن ماجه' مشكوة ص ۱۲۸)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے دن ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں''

وعن ابن عباس رضی الله عنهماقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یوم الاضحی ما عمل آدمی فی هذااليوم أفضل من دم يهراق الاأن يكون رحما توصل" (رواه الطبرانی فی الكبير' وفيه يحيی بن الحسن الحشنی وهو ضعيف' وقد وثقه جماعة' مجمع الزوائد ص۱۸ ج ۴)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کے بارے میں فرمایا کہ اس دن میں آدمی کا کوئی عمل خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے افضل نہیں الا یہ کہ کوئی صلہ رحمی کی جائے'' چونکہ قربانی سے اصل مقصود ''اراقۃ الدم'' ہے اس لئے قربانی کے گوشت کا صدقہ کرنا کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں اگر خود کھائے یا دوست احباب کو کھلا دے تب بھی قربانی صحیح ہے۔ پس جبکہ قربانی سے مقصود بھی ''اراقۃ الدم'' اور اس میں شرکت کو جائز رکھا گیا ہے تو عقیقہ میں شرکت سے بھی اراقہ دم کا مضمون فوت نہیں ہوتا اور جب قربانی میں شرکت جائز ہے تو عقیقہ میں بدرجہ اولیٰ جائز ہونی چاہئے کیونکہ عقیقہ کی حیثیت قربانی سے فروتر ہے پس اعلیٰ چیز میں شریعت نے شرکت کو جائز رکھا ہے تو اس سے ادنیٰ میں بدرجہ اولیٰ شرکت جائز ہوگی یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ فقہاء عقیقہ میں قربانی ہی کے احکام جاری کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ الموفق بن قدامہ حنبلی المغنی میں لکھتے ہیں۔

"والاشبه قياسها علی الاضحية لأنها نسيكة مشروعة غير واجبة فأشبهت الأضحية' ولأنها أشبهت فی صفاتها وسنها وقدرها وشروطها فاشبهتها فی مصرفها (المغنی مع الشرح الكبير ص ۱۲۴ ج ۱۱)

اور اشبہ یہ ہے کہ اسکو قربانی پر قیاس کیا جائے اس لئے یہ ایک قربانی ہے جو مشروع ہے مگر واجب نہیں پس قربانی کے مشابہ ہوئی اور اس لئے بھی کہ یہ قربانی کے مشابہ ہے اسکی صفات میں اسکی عمر بھی اسکی مقدار میں' اسکی شروط میں' پس مشابہ ہوئی اسکے مصرف میں بھی۔ (آپکے مسائل ج۴ص ۲۲۸)

بالغہ کے عقیقے میں بال کٹوانے کا حکم

سوال......ایک لڑکی کی عمر سات برس ہے اور ایک لڑکی بالغہ ہو چکی ہے۔ اس کا باپ اب ان کا عقیقہ کر رہا ہے تو ان کے بال کاٹنے ہوں گے یا نہیں؟ یا صرف تھوڑے سے کاٹ کر ان کو

وزن کر کے چاندی کا صدقہ کر دے۔

جواب...... ایسی دونوں لڑکیوں کے بال نہ کٹوائے جائیں' بکری ذبح کر کے کچا گوشت یا پکا کر غربا اور احباب کو تقسیم کر دے۔ عقیقے کا اصل وقت پیدائش سے ساتویں روز ہے۔ وہ بھی صرف مستحب ہے۔ لازم اور واجب نہیں بغیر بالوں کے وزن کئے ہی اندازے سے چاندی صدقہ کر دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲۷ ج ۱۴)

عقیقہ دیر سے کرنا ہو تو بچے کے بال اتار دیئے جائیں

سوال...... بچے کے سر کے بال پیدائش کے ساتویں دن ہی اتروانا ضروری ہے یا عقیقہ جب کیا جائے تو اتروائے جائیں؟ چونکہ عقیقہ کرنے کی اب وسعت نہیں ہے سال دو سال بعد کرنے کا ارادہ ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب...... عقیقہ ساتویں دن مستحب ہے اگر اس وقت موقعہ نہ ہو تو چودھویں روز پھر اکیسویں روز یہ ترمذی شریف میں ہے اسکے بعد اگر کرنا ہو تو تب بھی پیدائش سے ساتویں روز کی رعایت کر لی جائے عقیقہ خود واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اس کیلئے اتنا اہتمام اور اصرار بھی نہیں کہ کرنا ضروری ہو سال دو سال بعد عقیقہ کرنا ہو تو اس وقت تک بالوں کا سر پر رکھنا لازم نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۵ ج ۱۷)

عقیقہ کب تک کیا جا سکتا ہے اور عقیقہ کن لوگوں کیلئے سنت یا مستحب ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عقیقہ کی مدت کتنی ہے تولد ہونے کے بعد کہاں تک عقیقہ کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ عقیقہ کس پر ہے مالیت کتنی ہو یا فرض ہے یا واجب حکم تحریر فرما دیں۔

جواب...... بہشتی زیور ص ۲۵۸ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن ان کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے عقیقہ کہ دینے سے بچے کی سب بلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔ عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے زعفران لگا دے اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی

اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کر دے چاہے جب کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا عقیقہ والد پر ہے مقدار مالیت کی تعیین نہیں لڑکے لئے دو بکری اور لڑکی کے لئے ایک جتنی قیمت کی ہو جائے عقیقہ مستحب ہے۔ یستحب لمن ولدله ولدان یسمیه یوم اسبوعه ویحلق راسه ویتصدق عند الائمة الثلاثة بزنة شعر فضة اوذهباثم یحق عند الحلق عقیقه اباحة (شامی ص ۳۳۶ ج ۶) الغلام مرتهن لعقیقه تذبح عنه الخ مشکواة ص ۳۶۲ وهی شاة تصلح للاضحیة تذبح للذکر والانثی وعن بریدة قال کنافی الجاهلیة اذاولد لاحدنا غلاما ذبح شاة ولطخ راسه بدهما فلما جاء الاسلام کنا نذبح السابع یوم الشامی ونحلق راسه ونلطخه بزعفران رواه ابوداؤد مشکوة ص ۳۶۳ قال فی المرقات ص ۲۴۸ ج ۷ وذهب جماعة الی ان یذبح عن الغلام بشاتین وعن الجاریة بشاة الخ فقط والله تعالیٰ اعلم. (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۱۵)

بچے کا عقیقہ کون کرے؟

سوال..... اگر والدین صاحب مال ہوں اور بچے کا عقیقہ ماموں، چچا، دادا وغیرہ رشتے دار کریں تو صحیح ہے یا نہیں؟ یا والدین کو پھر دوبارہ کرنا ہوگا؟

جواب..... جس پر بچے کا نفقہ واجب ہے اگر وہ صاحب مال ہو تو اسی کو عقیقہ کرنا چاہئے اس کے باوجود اگر والدین کو توفیق نہیں ہوئی اور دوسرے کرنا چاہیں اور والدین رضامند ہوں تو کافی ہو جائے گا دوبارہ کرنا ضروری نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۲ ج ۶)

ایک عقیقے میں پوری گائے کرنا

سوال..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ میں عقیقے میں پوری گائے ذبح کرنے کا ناجائز معلوم ہوتا ہے اس کی بابت گذارش ہے کہ معجم طبرانی صغیر میں ہے حدثنا ابراهیم بن احمد بن مروان الواسطی ثناعبدالملک بن معروف الخیاط الواسطی ثنا مسعدة بن الیسع عن حریث بن السائب عن الحسن عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ولد له غلا م فلیعق عنه من الابل اوالبقرة والغنم.

حدیث کے بعض روایۃ مجروح ہیں لیکن طبرانی اس کی تخریج میں منفرد نہیں بلکہ ابوالشیخ نے بھی اس کو روایت کیا ہے نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی اسناد کے رجال کون کون لوگ ہیں حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے اور کوئی جرح نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کم از کم حسن ہے۔ (کمایظھر من مقدمة الفتح)

اس کے علاوہ ابن حجر نے جمہور کا مذہب یہ بیان کیا ہے کہ ذبح بقرۃ عقیقہ میں جائز ہے (فتح الباری مصری باب العقیقہ ج۹)

جواب...... میں نے اپنے جواب کی عبارت دیکھی اس میں عدم جواز کا حکم جزماً نہیں ہے بلکہ سنت کے تجاوز ہونے کے عنوان سے ہے جو جواز مع الکراہت کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے اور خمس رکعات کے ساتھ تشبیہ نفس تجاوز میں ہے نہ کہ عدم جواز میں، پھر اس میں بھی ظاہراً کی قید ہے پھر اس کے قواعد ظنیہ اور عدم نقل پر مبنی ہونے کی تصریح ہے نیز دوسرے علماء سے مراجعت کی بھی تصریح ہے ان تصریحات کے بعد سوال کی مذکور عبارت کا ان تصریحات کے خلاف کے لئے موہم ہونا ظاہر ہے سوال کی عبارت یوں مناسب تھی کہ جواب میں تردد فی الکراہت کی بنا عدم روایت نقل معلوم ہوتی ہے ایک نقل نظر سے گذری ہے اگر یہ رفع تردد کے لئے کافی ہو غور کیا جائے۔

اب سوال کو اسی طرح فرض کر کے جواب دیتا ہوں کہ واقعی تردد مذکور کی بنا عدم روایت نقل ہے اور اسی ضرورت سے قواعد سے استنباط کیا گیا اب اس نقل کے بعد تردد سے پوری گائے یا اونٹ کے ذبح کے جواز بلا کراہت کے جزم کی جانب رجوع کرتا ہوں جیسا کہ سوال میں مذکور روایت کے ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے گو یہ احتمال اب بھی باقی ہے کہ من تبعیضیہ ہو اور غنم سے تعلق من کا تغلیباً ہو اور مکمل غنم کا جواز دوسرے دلائل سے ثابت ہو مگر چونکہ کوئی قول اس کے موافق منقول نہیں ہے اس لئے یہ احتمال مضر نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۶۲۰ ج۳)

ایک گائے میں اُضحیہ، ولیمہ اور عقیقہ جمع کرنا

سوال...... درجہ ذیل تین صورتوں کا کیا حکم ہے؟

۱۔ ایک گائے میں ایک شخص قربانی کا حصہ رکھتا ہے دوسرا ولیمے کا۔

۲۔ ایک آدمی ولیمے کا حصہ رکھتا ہے دوسرا عقیقے کا۔

۳۔ ایک آدمی قربانی کا حصہ رکھتا ہے دوسرا ولیمے کا، تیسرا عقیقے کا

جواب...... تینوں صورتیں جائز ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص۵۳۶ ج۷)

عقیقہ کرنا سنت ہے یا مستحب' عقیقہ کے دو بکروں میں سے ایک کو صبح دوسرے کو شام ذبح کرنا

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) عقیقہ کرنا سنت ہے یا مستحب ہے اگر سنت ہے تو اس کی وضاحت حدیث کے ساتھ کی جائے اور اگر مستحب ہے تو اس کی وضاحت بیان کریں۔

(۲) ایک آدمی دو بکریاں عقیقہ کے لئے منتخب کرتا ہے اس کے بعد ایک بکری صبح کے وقت ذبح کی اور دوسری شام کے وقت بعد میں بچے کے بال اتارے گئے کیا دوسری اور پہلی بکری میں جو فرق آیا ہے یہ جائز ہے یا نہیں ہے۔

جواب.....(۱۔۲) جس کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکریاں یا دو بھیڑیں اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کر دے اور سر کے بال منڈوا دے اور بالوں کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا پہلے ذبح کرے دونوں صورتوں میں جائز ہیں۔ **يستحب لمن ولدله ولدان يسميه يوم اسبوعة ويحلق رأسه ويتصدق عند الائمة الثلاثة بزنة شعره فضة اوذهباثم يعق عندالحلق الخ** (شامی ص ۳۳۶ ج۶) **عن سمرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الغلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويسمى ويحلق رأسه** (مشکوۃ ص ۳۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۶۱۳)

بالغ ہونے اور وفات کے بعد عقیقہ کرنا

سوال..... بچے کے بالغ ہونے یا انتقال کے بعد عقیقہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... بالغ ہونے کے بعد درست ہے انتقال کے بعد عقیقہ نہیں کیونکہ عقیقہ رد بلا کے لئے ہوتا ہے۔ (احسن الفتاوے ص ۵۳۶ ج ۷)

عقیقہ اور قربانی ایک جانور میں جمع کرنا

سوال..... ایک گائے میں ایک حصہ قربانی کا اور بقیہ چھ حصے عقیقے کے رکھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... جس آدمی کا قربانی کا وہ حصہ ہے وہ اسی گائے میں عقیقے کا حصہ نہیں رکھ سکتا اگر

رکھے گا تو اسکے سب حصے مل کر ایک ہی قربانی ہوگی عقیقہ نہیں ہوگا۔ دوسرے لوگ عقیقے کا حصہ رکھ سکتے ہیں وہ بھی اس طرح کہ ایک گائے میں ایک آدمی کی طرف سے صرف ایک ہی عقیقہ ہو سکے گا۔
(احسن الفتاویٰ ص ۵۳۵ ج ۷)

قربانی کے علاوہ دوسرے دنوں میں بڑا جانور عقیقہ میں ذبح کرنا اور اس میں اپنا اور والدین کا حصہ رکھنا

سوال...... میں نے اپنے بچے کا عقیقہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس کے ساتھ اپنا اور اپنے والدین کا عقیقہ کرنے کا بھی ارادہ کیا ہے اس لئے ان سات حصوں کے لئے بڑا جانور خریدا بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ صرف قربانی کے دنوں میں بڑے جانور میں عقیقہ ہوتا ہے دوسرے دنوں میں نہیں ہوسکتا کیا یہ صحیح ہے؟ یا نہیں؟

جواب...... اگر آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا اور آپ کے والدین کا عقیقہ نہیں ہوا ہے اس وجہ سے آپ اپنے بچے کے عقیقے کے ساتھ سب کا عقیقہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے بڑا جانور خریدا ہے تو یہ عقیقہ کرنا درست ہے اور اگر آپ کا اور آپ کے والدین کا عقیقہ ہو چکا ہے تو دوسری مرتبہ عقیقہ کرنا مشروع نہیں اس لئے اس صورت میں ان کو شامل کرنے کی اجازت نہیں پورا جانور بچے کی طرف سے عقیقہ کردیں یا دو بکرے خرید کر عقیقہ کردیں یہ سمجھنا کہ قربانی کے دنوں کے علاوہ میں بڑا جانور عقیقے کے لئے نہیں ہوسکتا صحیح نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۷۸ ج ۶)

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

سوال...... کیا عید قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دو لڑکے دو لڑکیاں) کا عقیقہ ہوسکتا ہے؟

جواب...... قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جاسکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۲۸)

سات آدمیوں کا ایک گائے میں شریک ہوکر عقیقہ کرنا

سوال...... اگر سات آدمی شریک ہوکر عقیقے میں ایک گائے ذبح کریں تو درست ہے یا نہیں؟

جواب...... عقیقے میں بھی چند آدمیوں کی شرکت گائے میں جائز ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۸)

چرم عقیقہ سادات کو دینا

سوال...... عقیقے کی کھال کا مصرف کیا ہے؟ اور وہ کھال یا پوست قربانی بعینہ غنی یا بنی ہاشم کو

دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب......بعینہ غنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۱۹ ج ۳)

عقیقے کی کھال کا حکم

سوال......عقیقے کی کھال فروخت کر کے اس کی قیمت کا ڈول بنوا کر مسجد میں ڈلوا دیا تو اس کے پانی سے وضو اور نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب......وضو اور نماز تو درست ہو جائے گی، مگر اس شخص کے ذمہ ہوگا کہ جس قدر پیسے عقیقے کی کھال کی قیمت سے وصول ہوئے تھے اس کا صدقہ کرے ورنہ گنہگار رہوگا کیونکہ یہ پیسے واجب التصدق تھے اس نے بجائے صدقہ کرنیکے ڈول بنوا دیا تھا تو صدقہ کرنا اس کے ذمے رہا مگر اس ڈول سے وضو کرنے یا اس سے نماز ادا کرنے میں خلل کی کوئی وجہ شرعی نہیں ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۸)

کیا عقیقہ محض ایک رسمی چیز ہے؟

سوال......بچے کے عقیقے کا کیا حکم ہے؟ ایک آدمی کہتا ہے کہ عقیقہ ایک رسمی چیز ہے اسلامی طریقہ نہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ خود اس کو بدعت اور مکروہ تحریمی لکھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب...... مذہب حنفی میں عقیقہ مسنون و مستحب ہے رواجی نہیں ہے اسلامی طریقہ ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر بدعت اور مکروہ تحریمی ہونے کا الزام لگانا غلط ہے۔ بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں شکریے کے طور پر نیز آفات و امراض سے حفاظت کے لئے ساتویں دن (یعنی جمعہ کو پیدا ہو تو جمعرات کو) لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کیا جائے اور بچے کا سر منڈوا کر بال کے ہم وزن چاندی غریبوں میں صدقہ کر دے اور لڑکے کے سر پر زعفران لگایا جائے یہ تمام باتیں مستحب ہیں حدیث سے ثابت ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بچہ اپنے عقیقے کے بدلے میں مرہون ہوتا ہے مرہون ہونے کے بہت سے مطلب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ بچہ ماں باپ کے لئے سفارش کرے گا اور وہ ان کا شفیع ہوگا لیکن اگر حیثیت کے باوجود عقیقہ نہیں کیا اور بچپن ہی میں بچے کا انتقال ہو گیا تو وہ بچہ والدین کے لئے شفاعت نہیں کرے گا گویا جس طرح گروی رکھی ہوئی چیز کام نہیں آتی یہ بچہ بھی ماں باپ کے کام نہیں آئے گا

۲۔ عقیقے کئے بغیر بچہ سلامتی نیز خیر و برکات سے محروم رہتا ہے یعنی جب تک عقیقہ نہ ہو مرض کے قریب اور محافظت سے دور رہتا ہے۔

۳۔ عقیقہ کئے بغیر بچہ پلیدی میل کچیل وغیرہ میں مبتلا اور صفائی سے دور رہتا ہے۔

۴۔حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں بچہ پیدا ہوتا تو ہم بکرا ذبح کرتے اور اس کا خون بچے کے سر پر لگاتے جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے نوازا تو اب ہم ساتویں دن بکرا ذبح کرتے ہیں نیز بچے کا سر مونڈتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔(فتاویٰ رحیمیہ ج۲ص۹۰)

عقیقے کا جانور ذبح کرتے وقت کیا دعا پڑھے

سوال...... بتائیے عقیقے کے جانور کو ذبح کرتے وقت کون سی دعا پڑھی جائے؟

جواب...... عقیقے کے جانور کو ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم ھذہ عقیقة ابنی** (یہاں بچے کا نام لے) **دمھا بدمه وعظمھا بعظمه وجلدھا بجلدہ وشعرھا بشعرہ اللھم اجعلھافداء لابنی** یہاں بھی بچے کا نام لے) لڑکی کا عقیقہ ہو تو ضمیر کے بجائے مذکر کے مؤنث بنادے جیسے **اللھم ھذہ عقیقة بنتی** (لڑکی کا نام) **دمھابدمھا وعظمھا بعظمھاوجلدھا بجلدھا وشعرھابشعرھااللھم اجعلھافداء لبنتی** (لڑکی کا نام) والد کے علاوہ دوسرا کوئی آدمی ذبح کرے تو ابنی اور بنتی کی جگہ بچہ اور اس کے باپ کے نام لے۔ دعا مذکور کے ساتھ **انی وجھت** سے **وانامن المسلمین** تک پڑھے اور **اللھم منک ولک** پڑھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کردے۔(فتاویٰ رحیمیہ ص۹۳ ج۲)

لڑکے کے عقیقے میں ایک بکرا ذبح کرنا

سوال...... لڑکے کے عقیقے میں باوجود استطاعت کے اگر کوئی آدمی ایک بکرا کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... استطاعت وقدرت ہونے کی صورت میں بھی ایک پر اکتفا درست ہے نہایت البیان میں ہے در کنز العباد است چوں فرزند تولد شود عقیقہ دہندہ ذختر یک گوسفند و پسر را دو گوسفند واگر یکے دہندہ ہم رخصت است' کذافی کیمیائے سعادت۔(فتاویٰ عبدالحئی ص۴۷۴)

عقیقہ کا عمل سنت ہے یا واجب

سوال...... بچہ کے پیدا ہونے کے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بکرا صدقہ کیا جاتا ہے یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

جواب...... عقیقہ سنت ہے لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔(آپ کے مسائل ج۴ص۲۲۴)

بچہ مر گیا عقیقہ کا جانور کیا کیا جائے؟

سوال...... زاہد نے اپنے بچے کے عقیقے کی نیت سے بکرا پال رکھا تھا کہ اچانک بچہ فوت ہو گیا زاہدان بکروں کا کیا کرے؟

جواب...... مردے کے عقیقے کا حکم نہیں پس زاہد بکرے کو اپنے تصرف میں لاسکتا ہے۔ احیاء العلوم ص ۳۴۸ ج ا۔ یعنی اس کا صدقہ کر دینا ضروری نہیں اور منع بھی نہیں وہ اس کی ملک ہے جیسا چاہے تصرف کرے" م ع۔

چرم عقیقہ کی قیمت سے نکاح خوانی کا رجسٹر بنوانا

سوال...... عقیقے کے جانور کا چمڑا بیچ کر اسکی قیمت سے نکاح کا رجسٹر بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... بعضوں نے لکھا ہے کہ عقیقے کے چمڑے کی وہ اہمیت نہیں ہے جو قربانی کے چمڑے کی ہے لیکن اسے غرباء ہی کو دیا جائے اس کی قیمت سے نکاح خوانی کا رجسٹر نہ خریدا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۳ ج ۶)

مرحوم بچہ کے عقیقہ پر ایک اشکال کا جواب

سوال...... فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۹۴ میں ہے مرحوم بچے کے عقیقے کا مستحب ہونا ثابت نہیں فقط اس سے جواز ثابت ہوتا ہے جواز کی دلیل کیا ہے؟

جواب...... عقیقہ زندگی میں کیا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد عقیقہ کا مستحب ہونا ثابت نہیں اگر مردہ بچے کے عقیقے کو مستحب نہ سمجھا جائے محض شفاعت کی اُمید اور مغفرت کے لالچ سے کر دیا جائے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسے کسی نے حج نہیں کیا اور بلا وصیت مر گیا اور وارث نے اسکی مغفرت کی امید پر اپنے خرچ سے حج بدل کیا تو امید ہے کہ حق تعالیٰ قبول فرمائے اس صورت میں عقیقے کا جانور مستقل ہو احتیاطاً قربانی کے جانور میں شرکت نہ کرے دیگر علماء سے بھی تحقیق کر کے عمل کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۲ ج ۶)

عقیقہ کا گوشت کھانا

سوال...... عقیقے کا گوشت بچے کے والدین دادا' دادی' نانا' نانی' پھوپھی' خالہ' بہن وغیرہ کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... قول معتبر یہی ہے کہ سب کے لئے کھانا جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۷۳)

شادی کی دعوت میں عقیقے کا گوشت استعمال کرنا

سوال......ایک شخص شادی کے موقع پر عقیقہ کرتا ہے اور دعوت میں عقیقے کا گوشت استعمال کرتا ہے عرفا لوگ اس موقع پر چڑھاوا (ویوار) دیتے ہیں اگر کوئی نہیں دیتا تو داعی کو ناگواری بھی ہوتی ہے اور مدعو بھی پڑھاوا دینا ضروری سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں عقیقہ کا گوشت دعوت میں کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب......عقیقہ کا گوشت بلا کسی عوض مفت کھلانا چاہئے شادی کی تقریب میں چونکہ کھانا کھلا کر چڑھاوا لیا جاتا ہے اس لئے عوض اور بدلے کا شبہ ہوتا ہے لہٰذا بچنا چاہئے ہاں ناشتہ وغیرہ کی دعوت میں جس میں چڑھاوا لینے کا دستور نہیں ہے کھلانے میں مضائقہ نہیں ہے شادی کی دعوت میں عقیقہ کا گوشت کھلانے کا رواج ہو جانے میں ایک خرابی یہ ہے کہ استحباب کی رعایت نہ ہوگی مستحب یہ ہے کہ عقیقہ ساتویں روز ہو اور تیسرا حصہ غرباء کو دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۱ ج ۶)

بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کر سکتی ہے

سوال......ماں اور باپ دونوں کماتے ہیں باپ کی تنخواہ گھر کی ضروریات کے لئے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے جو کہ سال بھر میں جمع ہوتی ہے تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ میں سے کر سکتی ہے؟ دوسرے لفظوں میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی میں سے ہو سکتا ہے کیونکہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں امید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتاب وسنت کی روشنی میں دیکر ممنون فرمائیں گے۔

جواب......بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کردے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۵)

عقیقہ کا سارا گوشت ضیافت میں خرچ کرنا

سوال......زید اپنی لڑکی کا عقد اور لڑکے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے تاریخ مقرر ہے زید کا ارادہ ہے کہ عقیقہ کا سارا گوشت مہمانوں کی دعوت میں خرچ کرے یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب......عقیقہ کا گوشت ایک تہائی مساکین کو تقسیم کر دینا افضل ہے باقی دو تہائی اقرباء واحباب کی ضیافت میں خرچ کیا جا سکتا ہے اگر تمام گوشت بھی ضیافت میں صرف کر دیا جائے تاہم عقیقہ ہو جائے گا اگرچہ یہ خلاف افضل ہے۔ (کفایت المفتی ص ۲۴۴ ج ۸)

عقیقے کا کچا گوشت تقسیم کرے یا پکا کر؟

سوال...... عقیقہ کا گوشت تو لوگ لیتے ہیں سالن روٹی لے جاتے ہیں اور اگر کچا گوشت لیتے بھی ہیں تو بہت ناگواری سے لیتے ہیں پلاؤ پکا کر کھلا دینا گناہ تو نہیں؟

جواب...... عقیقے کا کچا گوشت لوگ نہیں لیتے تو پکا کر روٹی کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے یا پلاؤ پکا کر دیا جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (کفایت المفتی ص ۲۴۱ ج ۸)

عقیقہ کیلئے جانور متعین کرنے کا حکم

سوال...... اگر کوئی شخص عقیقہ کے لئے کوئی جانور متعین کر دے مگر زیادہ پیسے ملنے کے لالچ یا کسی اور فائدہ کی غرض سے وہ شخص اسے فروخت کر کے کوئی دوسرا جانور ذبح کر دے تو کیا اس سے عقیقہ کی سنت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب...... عقیقہ چونکہ شرعاً واجب نہیں اس لئے اگر کسی شخص نے عقیقہ کیلئے کوئی جانور متعین کیا لیکن بعد میں اس نے کسی وجہ سے دوسرا جانور ذبح کیا تو اس سے عقیقہ کی سنت ادا ہو گئی متعین کردہ جانور ذبح کرنا ضروری نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۸۶)

عقیقہ کا حصہ لیا مگر بچہ مر گیا کیا حکم ہے؟

سوال...... گائے خریدی کہ عید کے روز دو حصے پر اپنے بچے کا عقیقہ کروں گا اور ایک ایک حصہ اپنی اور بیوی کی جانب سے کروں گا نیز دو حصے مرحوم والدین کی جانب سے اور ایک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کروں گا اتفاقاً عید ہی کے روز اس بچہ کا انتقال ہو گیا اب شرعاً اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب...... اگر ذبح کرنے سے پہلے بچہ کا انتقال ہو گیا تو اسکے حصے میں نیت بدل لینا اور کسی قربانی والے کو شریک کر لینا چاہئے تھا تاہم قربانی ہو گئی اور عقیقہ کا حصہ بھی قربت کا ذبیحہ ہو گیا۔
(کفایت المفتی ص ۲۰۵ ج ۸)

عقیقہ کی اہمیت

سوال...... اسلام میں عقیقہ کی کیا اہمیت ہے اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کئے مر گیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب...... عقیقہ سنت ہے اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہئے نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۴ ص ۲۲۴)

عقیقہ کا ذبح منیٰ میں اور بال ہندوستان میں اُتارنا

سوال...... میرا ارادہ ہے کہ دس ذی الحجہ کو منیٰ میں عقیقے کی نیت سے قربانی کروں اور اسی تاریخ میں یہاں ہندوستان میں اس کے بال اتروا دیئے جائیں کیا ایسا کرنا جائز ہوگا۔

جواب...... اس کی تصریح کہیں نظر سے نہیں گزری اگرچہ اصولاً کوئی مانع معلوم نہیں ہوتا مگر میرے خیال میں عقیقے کے تمام اعمال اس جگہ ادا کرنا جہاں بچہ موجود ہو بہتر اور احوط ہے۔
(کفایت المفتی ص ۲۰۶ ج ۸)

جس بچہ کا عقیقہ نہ ہو وہ شفاعت کرے گا یا نہیں؟

سوال...... ایک شخص کہتا ہے کہ جس لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہ ہوا اگر وہ لڑکا مر جائے تو وہ لڑکا اپنے والدین کی شفاعت نہ کرے گا اور اس کی سند میں حدیث نقل کرتا ہے **الغلام مرتهن لعقیقة** الخ پس حدیث شریف کا خلاصہ مطلب کیا ہے؟

جواب...... حدیث کے معنی محدثین کے نزدیک یہی ہیں کہ وہ لڑکا جس کا عقیقہ نہ ہو وہ والدین کی شفاعت کرنے سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۳۶۶)

صحت ہونے پر عقیقہ کی نذر ماننا

سوال...... ایک عورت کی لڑکی بیمار ہوگئی اس نے منت مانی کہ اگر لڑکی روبہ صحت ہوگئی تو عقیقہ کروں گی جس میں دو جانور کروں گی جب کہ لڑکی کے لئے ایک بکری ہے ایسی صورت میں دو جانور ضروری ہیں یا ایک جانور کافی ہوگا؟

جواب...... ان الفاظ سے نذر منت نہیں ہوئی جب تک یہ نہ کہا جائے کہ ان دو بکریوں کو ذبح کر کے گوشت صدقہ کروں گی لہٰذا اگر عقیقہ میں ایک ذبح کر لی تو بھی عقیقہ درست ہو جائے گا۔
(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۶ ج ۱۷)

عقیقہ کی مشروعیت کا فلسفہ

سوال...... جناب مفتی صاحب! عقیقہ کی مشروعیت کا کیا فلسفہ ہے اسلام نے اس کا کیوں حکم دیا ہے؟ تفصیلاً وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں؟

جواب...... احکام شرعیہ کی مشروعیت میں بعض حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں عقیقہ کی مشروعیت اور ساتویں دن کی رعایت کی بعض حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں نفس مشروعیت کی حکمتوں اور فلسفوں کی

طرف فیلسوف اسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ

وكان فيها مصالح كثيره راجعة الى المصلحة الملية والمدنية والنفسية فابقاها النبى وعمل بها ورغب الناس فيها (حجة الله البالغة ج ۲ ص ۴۱۲)

(ترجمہ) ''عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں تھیں جن کا تعلق مصالح نفسیہ مدنیہ اور ملیہ سے تھا ان مصالح کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھا خود بھی اس پر عمل کیا اور لوگوں کو بھی اس کی رغبت دلائی'' عقیقہ کے فوائد سے متعلق حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

(۱) (ایک فائدہ تو یہ ہے کہ معاشرہ میں) بچے کا اپنے سے نسب کا متعارف کرانا ایک ضروری امر ہے تا کہ معاشرہ والوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ بچہ فلاں شخص کا بیٹا ہے اور کوئی شخص اس کے متعلق ناپسندیدہ بات نہ کہہ سکے اس کے تعارف کے لئے ایک صورت یہ بھی تھی کہ یہ شخص خود گلی کوچوں میں پکارتا پھرے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے ظاہر ہے کہ یہ بات ناگوار تھی اس لئے جب لوگوں کو عقیقہ پر بلایا جائے یا ان کے پاس گوشت بھیجا جائے تو اس کی وجہ سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص کے ہاں بچہ یا بچی پیدا ہوئی ہے۔

(۲) عقیقہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان میں سخاوت کا مادہ پیدا ہوتا ہے بخل اور کنجوسی جیسی مذموم صفت سے بچنے کی ایک تدبیر ہے جو انسان کی خوبی شمار ہوتی ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۸۴)

چھوٹی بکری کو بڑی ثابت کرنا اور عقیقہ کے لئے جانور کی عمر کا حکم

سوال......ایک بکری کا مالک عادل اقرار کرتا ہے کہ بکری کی عمر بمشکل دس ماہ ہے اور بظاہر بکری کو دیکھ کر بھی یہی معلوم ہوتا ہے مگر ایک مولوی صاحب نے دو اجنبی اشخاص سے بکری کی عمر کا سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم بکریوں کی عمر سے ناواقف ہیں مگر مولانا نے اصرار کیا کہ تخمینے سے بتاؤ انہوں نے کہا کہ تقریباً سال یا ڈیڑھ سال کی ہوگی پس مولوی صاحب نے ان دو شہادتوں کا اعتبار کر کے اس کا عقیقہ کروایا سو عقیقہ درست ہے یا نہیں؟

جواب......مولوی صاحب کا یہ عمل بوجوہ ذیل غلط ہے۔

۱۔ یہ شہادت ظاہر عمر کیخلاف ہے۔ ۲۔ بکری کے مالک عادل۔ کے قول کے مطابق بکری کی عمر کم ہے ۳۔ جسکی ملک میں حیوان ہو اس کا قول واجب القبول ہے ۴۔ اجنبی خبر دینوالے بکریوں کی عمر سے ناواقف ہیں اور فقہ میں تصریح ہے کہ حیوانات کی عمر میں واقف لوگوں کے قول کا اعتبار ہے ناواقف کا قول معتبر نہیں۔ البتہ صحت عقیقہ کیلئے کوئی عمر شرط نہیں اس لئے عقیقہ ہو گیا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۷۷۴ ج ۷)

عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کا حکم

سوال......عقیقہ کی ہڈیاں دفن کرنا کیسا ہے؟ چونکہ یہاں پر لوگ ہڈیوں کو ایک جگہ جمع کر کے دفن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان ہڈیوں کا دفن کرنا ضروری ہے بوجہ شرافت کے۔

جواب...... بعض علماء اس کو مستحسن سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑی نہ جائیں بلکہ ایک جگہ جمع کر کے دفن کر دی جائیں مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ جس طرح عام قربانیوں کا حکم ہے کہ ہڈیاں توڑ دی جاتی ہیں اسی طرح عقیقہ کا بھی حکم ہے کوئی فرق نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اس بارے میں کوئی تصریح منقول نہیں دیکھی مگر کتب حنفیہ میں اس قدر مذکور ہے کہ عقیقہ عام احکام میں مثل قربانی کے ہے ظاہر اس سے یہی ہے کہ گوشت اور ہڈیوں کے معاملے میں بھی قربانی ہی کا حکم ہے اس لئے ہڈیوں کو جمع کر کے دفن کرنے کا التزام اور اس کو ضروری سمجھنا اچھا نہیں خلاف مذہب بھی ہے اور بدعت کا بھی اندیشہ ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۸)

عقیقہ کے جانور کا سر قصاب کو اُجرت میں دینا

سوال......عقیقہ میں ذبیحہ کا سر ذبح کی اجرت میں دینا کیسا ہے؟

جواب......قربانی میں ذبیحے کا سر ذبح کرائی کے عوض میں دینا درست نہیں ہاں ایسے ہی دے سکتے ہیں عقیقہ میں بھی بہتر یہی ہے کہ قربانی جیسا معاملہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۵۳ ج ۱۱)

عقیقہ کی ران دائی کو دینا

سوال......عقیقہ کی ایک ران سالم دایہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں پر لوگوں میں یہ رواج ہے کہ ایک ران سالم دایہ کو دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

جواب......عقیقہ کی ران دایہ کو دینا دراصل جائز بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ مگر اس کو ضروری سمجھنا بدعت ہے۔ جس جگہ یہ رواج ہو جائے کہ اس کو ضروری سمجھتے ہوں وہاں نہ دینا اولیٰ ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۶۸)

عقیقہ کی اہمیت؟

سوال: اُسلام میں عقیقہ کی کیا اہمیت ہے؟ اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کیے مر گیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عقیقہ سنت ہے۔ اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہیے نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۴ ج ۴)

عقیقہ کا عمل سنت ہے یا واجب؟

سوال: بچہ پیدا ہونیکے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بکرا صدقہ کیا جاتا ہے یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

جواب: عقیقہ سنت ہے لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۴ ج ۴)

بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کرسکتی ہے؟

سوال: ماں باپ دونوں کماتے ہیں' باپ کی تنخواہ گھر کی ضرورت کے لیے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے جو کہ سال بھر جمع ہوتی ہے تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ سے کرسکتی ہے؟ دوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی سے ہوسکتا ہے جب کہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں' امید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتاب وسنت کی روشنی میں دے کر ممنون فرمائیں گے؟

جواب: بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کر دے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۵ ج ۴)

عقیقہ امیر کے ذمہ ہے یا غریب کے بھی؟

سوال: عقیقہ سنت ہے یا فرض اور ہر غریب پر ہے یا امیروں پر ہی ہے اور اگر غریب پر ضروری ہے تو پھر غریب طاقت نہیں رکھتا تو غریب کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: عقیقہ سنت ہے اگر ہمت ہو تو کر دے ورنہ کوئی گناہ نہیں۔

تبلیغی اجتماع کے کھانے میں عقیقہ کا گوشت کھلایا گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ہمارے یہاں تبلیغی جماعت کا ایک اجتماع ہوا اس میں ایک وقت کے کھانے کا پاس تین روپیہ فی کس مقرر کیا گیا تھا' پاس والے کھانے میں عقیقہ کے پورے جانور کا گوشت کھلایا گیا' بعد میں لوگوں میں یہ مسئلہ چھڑ گیا کہ عقیقہ صحیح ہونے میں شبہ ہے اس لیے کہ اس کھانے کے عوض فی کس تین روپے لیے گئے ہیں۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ مذکورہ صورت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

جواب: عقیقہ کے گوشت کا حکم قربانی کے گوشت کے مانند ہے اور قربانی کے گوشت کا حکم یہ

ہے کہ اگر اس کو روپے پیسے کے عوض بیچ دیا جائے تو جو رقم حاصل ہوئی ہو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ ہدایہ اخیرین میں ہے:

ولو باع الجلد او اللحم بالدراهم او بما لا ينتفع به الا بعد استهلاكه تصدق بثمنه لان القربة انتقلت الٰى بدله (هدايه اخيرين ص ۴۳۴ كتاب الاضحية)

عینی شرح ہدایہ میں ہے:

فاذا تموله بالبيع وجب التصدق لان هذا الثمن حصل بفعل مكروه فيكون خبيثا فيجب التصدق (عينى بحواله فتاوىٰ دارالعلوم قديم ص ۸۸ ؛ ج۷، ۸ كتاب الاضحية)

رسالہ احکام عقیقہ میں ہے۔ مسئلہ: در شرح مقدمہ امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مرقوم وہی کالاضحیۃ یعنی حکم جانور عقیقہ مثل حکم جانور قربانی ست، فی سنہا در عمر کہ بز کم از ایک سال وگاؤ کم از دو سال وشتر کم از کم از پنج سال نہ بود۔

وفى جنسها ...... وسلامتها ...... والاكل منها درخوردن ازو كه خوردن گوشت عقيقه همه فقير و غنىٰ وصاحب عقيقه و والدين اوراجائزاست مثل گوشت قربانى والا هداء والا ذخار، وامتناع بيعها الخ. (رساله احكام عقيقه مالا بدمنه ص ۱۸۰)

صورت مسئولہ میں ایک وقت کھانا فی کس تین روپے لے کر کھلایا گیا ہے اور اس کھانے میں عقیقہ کا گوشت استعمال کیا گیا ہے تو عوض لینے کا شبہ قوی ہے اس لیے گوشت کے مقابلہ میں اندازاً جتنی قیمت حاصل ہوئی ہو اتنی قیمت غرباء پر صدقہ کردی جائے تو انشاء اللہ عقیقہ صحیح ہو جائے گا۔ ایسی دعوت جس میں قیمت اور عوض نہ لیا جائے عقیقہ کا گوشت کھلانے میں مضائقہ نہیں ہے مگر ایسی بلاعوض والی دعوتوں میں بھی عقیقہ کا گوشت کھلانے کا رواج ہو جانے میں خرابی یہ ہے کہ مستحب طریقہ چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ عقیقہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ ساتویں روز عقیقہ ہو اور گوشت کے تین حصے کیے جائیں، ایک حصہ گھر والوں کے لیے ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست احباب کو اور ایک حصہ غرباء کو دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ اردو ج ۶ ص ۱۷۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۶۳، ۶۴۔

لڑکے اور لڑکی کے لیے کتنے بکرے عقیقہ میں دیں؟

سوال: لڑکے اور لڑکی کے لیے کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟

جواب: لڑکے کے لیے دو، لڑکی کے لیے ایک۔ (آپ کے مسائل ص ۲۲۸ ج ۴)

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

سوال: کیا عید قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دولڑکے دولڑکیاں) کا عقیقہ ہو سکتا ہے؟

جواب: قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جا سکتے ہیں۔

شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا

سوال: یہ بتائیں کہ شوہر اپنی بیوی کا عقیقہ کر سکتا ہے یا یہ بھی شادی کے بعد والدین پر فرض ہے کہ بیٹی کا عقیقہ خود کریں جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے؟

جواب: عقیقہ فرض نہیں بلکہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ والدین کے پاس گنجائش ہو اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا تو بعد میں کرنیکی ضرورت نہیں اور شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا جبکہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے لغو حرکت ہے۔ (آپکے مسائل ص ۲۳۶ ج ۴)

کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا

سوال: اکثر لوگ کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرتے ہیں جب کہ بچوں کی پیدائش کے دن مختلف ہوتے ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کیا عقیقہ ہو جاتا ہے؟

جواب: عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن سنت ہے۔ اگر گنجائش نہ ہو تو نہ کرے کوئی گناہ نہیں، دن کی رعایت کیے بغیر سب بچوں کو اکٹھا عقیقہ جائز ہے مگر سنت کیخلاف ہے۔ (آپکے مسائل ص ۲۳۶ ج ۴)

عقیقہ کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے

سوال: اپنی اولاد کے عقیقہ کا گوشت والدین کو کھانا چاہیے یا نہیں اور اگر اس گوشت میں ملا کر کھایا جائے یا اگر بالکل ہی عقیقہ کا گوشت استعمال نہ کیا جائے تو والدین کے لیے کیوں منع ہے، کیا والدین اپنی اولاد کے عقیقہ میں ذبح ہونے والے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

جواب: عقیقہ کا گوشت جیسے دوسروں کے لیے جائز ہے اسی طرح بغیر کسی فرق کے والدین کے لیے بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۸ ج ۴)

عقیقہ کے گوشت میں ماں باپ، دادا دادی کا حصہ

سوال: عقیقہ کے گوشت میں ماں باپ، دادا دادی کا حصہ ہے؟

جواب: عقیقہ کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کر دینا افضل ہے اور باقی دو تہائی حصہ سے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن اور سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں کو تقسیم کر دے یا اس کو پکا کر ان کی ضیافت کر دے تو یہ بھی جائز ہے، بہرحال عقیقہ کا گوشت سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص۲۳۸ ج۴)

عقیقہ کے جانور میں چند بچوں کا عقیقہ ایک ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال...... عقیقہ میں بیل، بکری وغیرہ ما یکفی للواحد چند بچوں کیلئے بھی کافی ہوسکتا ہے؟

الف: خواہ بچے ایک ہی دن میں سب پیدا ہوئے ہوں یا آگے پیچھے مگر سنیچر یا اتوار مثلاً روز کے حساب سے سب برابر ہوں۔

ب: یہ بچے ایک ہی شخص کے ہوں یا دو، تین اشخاص کے۔

جواب...... بکری میں تو ایک بچہ سے زائد کا عقیقہ نہیں ہوسکتا اور گائے بیل میں سات حصوں تک کا ہوسکتا ہے خواہ سب ایک ہی شخص کے ہوں یا مختلف لوگوں کے اور ساتھ پیدا ہوئے ہوں یا آگے پیچھے کیونکہ تاریخ کا لحاظ مستحب ہے ضروری نہیں۔

والدليل امافى الحامدية: ولايكون فيه دون الجذع من الضأن والثنى من المعز ولايكون فيه الاالسليمة من العيوب لانه اراقة دم شرعاً كالاضحية الى أن قال واحكامهااحكام الاضحية اه ج۲، ص۲۱۲، ۲۱۳ وقال الشامي: في مسئلة الاشتراک فى الاضحية عنداختلاف الجهة و شمل ما'وكانت القربة واجبة على الكل اوالبعض اتفقت جهاتها اولا كالا ضحية واحصار وجزاء صيدوحلق ومتعة وقران لان المقصود من الكل القربة خلافا لزفر وكذالواراد بعضهم العقيقته عن ولده قدولدله قبل ذلک لأن جهته التقرب بالشكرعلى نعمة الولدذكره محمد ج۵، ص۳۱۹ قلت ولماجازالاشتراک بالعقيقته فى بقرة الاضحية فجواز اشتراک السبعته فى بقرة العقيقته أولى لاتحاد الجهته. والله اعلم (امداد الاحکام ج۴ص۲۲۸) فتاویٰ خواتین ج۲ص۴۳۹ تا ص۴۴۳۔

احکام الجہاد

جہاد کی فرضیت

جہاد کی تعریف

سوال...... جہاد کسے کہتے ہیں؟ اور کیا ہندوستان والوں پر بھی جہاد فرض ہے؟

جواب...... جہاد کا مطلب ہے دین کی دعوت اور حفاظت نیز اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے جنگ کرنا فی العلائیة الدعاء الی الدین الحق وقتال من لم یقبله: جہاد دوقسم پر ہے۔

ا۔فرض کفایہ ۲۔فرض عین

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہے صاحب درمختار نے ایسے لوگوں پر خصوصیت سے تنبیہ فرمائی ہے۔ ونصه وایاک ان تتوهمان فرضيته تسقط عن اهل الهند بقيام اهل الروم مثلا بل يفرض على الاقرب فالاقرب من العدوالى ان تقع الكفاية فلولم تقع الابكل الناس فرض عيناكصلاة وصوم (ج ۳ ص ۳۱۹) حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ یہ خیال کرنا کہ ہندوستانی لوگوں سے جہاد کی فرضیت رومیوں کی سربراہی سے ختم ہو گئی ایسا نہیں بلکہ جو بھی دشمن کے جتنا قریب ہوگا اس پر جہاد فرض ہو جائے گا اور باقی لوگوں پر فرض کفایہ ورنہ تو تمام لوگوں پر نماز روزے کی طرح فرض عین ہو جائے گا۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

جہاد کی ذمہ داری کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں ایک شخص کی منگنی ہو چکی ہے لیکن تا حال شادی نہیں ہوئی جبکہ اسے جہاد پر جانے کا شوق ہے اور والدین کی طرف سے اجازت بھی مل چکی ہے تو کیا اس شخص کا جہاد کے لئے جانا موجب مواخذہ ہے یا نہیں؟

جواب...... چونکہ جہاد کی فرضیت کیلئے استطاعت یعنی آلات حرب اور قدرت علی الجہاد شرط ہے اس لئے یہ جہاد عوام پر فرض عین نہیں ہے بلکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے لہٰذا مذکورہ شخص کا جہاد کے لئے جانا یا نہ جانا موجب مواخذہ نہیں ہے البتہ جانے سے اجر ضرور ملتا ہے جبکہ نیت صحیح ہو۔

لماقال الشيخ التمرتاشي رحمه الله: ولابدلفرضيته من قيداخرهو الاستطاعة قال العلامة الحصكفي رحمه الله: تحته وفي السراج

وشرط لوجوبه القدرة على السلاح لامن الطريق فان علم انه اذاحارب قتل وان لم يحارب اسرلم يلز مه القتال (الدرالمختارعلی هامش ردالمحتارج۳ ص ۲۲۱ کتاب الجهاد) وفی الهندية: واماشرائطه فشيًان احدهماامتنا ع العدوعن قبول مادعی اليه من الدين الحق وعدم الامان والعهدبيننا وبينهم والثانی ان يرجواالشوكة المسلمين فی القتال فانه لايحل له القتال لمافيه من القاء نفسه فی التهلكة (الفتاویٰ الهندية ج۲ ص۱۸۸ کتاب السيرالباب الاول فی تفسيره ومثله فی البحر الرائق ج۵ ص۷۲کتاب السير.

نفیر عام کی تعریف

سوال......نفیر عام کا معنی اور تعریف کیا ہے؟اورکون سی حالت میں نفیر عام کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

جواب......فقہاء کرام نے نفیر عام کی تعریف یوں بیان کی ہے کہ جب کفار بلاد اسلام میں داخل ہو جائیں تو اس وقت ہر ذی قوت جوان بلاد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: (تحت قوله وان هجم العدو) ای دخل بلدة بغتة وهذه الحالة تسمی النفيرالعام قال فی الاختيار والنفيرالعام أن يحتاج الی جميع المسلمين (ردالمحتار ج۳ ص ۲۱۲کتاب الجهاد' مطلب طاعة الوالدين من فرض كفاية. وفی الهندية: ومعنی النفيرالعام ان يخبراهل مدينة ان العدوقد جاء يريد انفسكم وذراريكم واموالكم فاذااخبرو اعلی هذاالوجه افترض علی كل من قدر علی الجهادمن اهل تلک البلدة ان يخرج للجهاد (الفتاویٰ الهندية ج۲ ص۱۸۸ کتاب السير' الباب الاول فی تفسيره ومثله فی بدائع الصنائع ج۷ ص۹۸ کتاب السير (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۲۸۷)

جہاد کی فرضیت اور اس کے شرائط

سوال......جبکہ مسلمان کفار کی سلطنت میں محفوظ و مامون ہوں اور کفار مسلمانوں کے دینی امور میں کوئی دخل نہ دیتے ہوں اور مسلمانوں میں مقابلہ اور جہاد کی طاقت بھی نہ ہو جیسا کہ آج کل ہندوستان میں ہے تو ایسی صورت میں جہاد واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب...... چونکہ جہاد کا مقصود اصلی رسوم وقواعد کفریہ کو محو کر کے اعزاز اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ ہے اسلام اور مومنین کی ذلت اور دین کی حقارت کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جا سکتا اس لئے فقہاء نے وجوب جہاد کی چند شرطیں بیان کیں۔

۱۔ مسلمانوں کی تعداد کثیر ہو جس سے شان وشوکت پیدا ہو۔

۲۔ پوری جماعت کے مصارف بھی مہیا ہوں۔

۳۔ کوئی ایسی مامون ومحفوظ جگہ بھی ہو کہ کفار کے شر سے نجات حاصل ہو جائے اور بوقت ضرورت کام آئے اور اگر یہ خیال ہو کہ کفار کا غلبہ ہو جائیگا تو پھر جہاد فرض عین نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۲۶۱)

بوسنیا میں جہاد کا شرعی حکم

سوال...... بوسنیا ہرزیگوینا میں جو جنگ مسلمانوں کے خلاف ہو رہی ہے اور ان کا قتل عام ہو رہا ہے ان کی عورتوں کی اجتماعی آبروریزی ہو رہی ہے مسلمانوں کی جان ومال عزت وآبرو پامال کی جا رہی ہے لیکن وہاں کے مسلمان کمزور ناتواں ہونے کی وجہ سے کفار کے مقابلہ سے قاصر ہیں تو کیا ان کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور ان کے فساد کو دفع کرنا اور مظلوم مسلمانوں کی اعانت کرنا تمام ممالک اسلامیہ پر فرض ہے یا نہیں؟

جواب...... کفار جب مسلمانوں کے کسی ملک میں داخل ہو جائیں اور وہاں کے مسلمان کفار کا مقابلہ نہ کر سکیں تو ایسی صورت میں جہاد الاقرب فالاقرب پر باقاعدہ فرض ہو جاتا ہے حتیٰ کہ شرقاً وغرباً تمام ممالک اسلامیہ پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے لہٰذا بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی ہر ممکن طریقہ سے اعانت کرنا اور ان کفار کے فساد کو دفع کرنا تمام اسلامی ممالک کی ذمہ داری ہے۔

لماقال العلامة ابن عابدینؒ :ونقل صاحب النهاية عن الذخيرة ان الجهاد اذاجاء النفير انما يسيرفرض عين على من يقرب من العدوفاما من ورائهم يبعد من العدو فهو فرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه اذالم يحتج عليهم فان احتيج اليهم بان عجزمن كان يقرب من العدو عن المقاومة العدوا ولم يعجزو عنها لكنهم تكاسلوا ولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين كالصلوٰة والصوم لايسعهم تركه ثم وثم الى ان يفترض على جميع اهل الاسلا شرقاً وغرباً على هذاالترتيب (ردالمحتار ج۳ ص ۲۲۰ کتاب الجهاد' مطلب

فی الفرق بین فرض العین وفرض الکفایۃ) وفی الهندیۃ: ثم بعدمجئی النفیرالعام لایفترض الجهادعلی جمیع اهل الاسلام شرقاً وغرباً فرض عین وان بلغهم النفیروانمایفرض فرض عین علی من کان یقرب من العدوهم ویقدرون علی الجهاد...... الی ان قال فانه یفترض علی من یلیهم فرض عین ثم وثم الی ان یفرض علی جمیع اهل الارض شرقاً وغرباً علی هذاالترتیب.(الفتاویٰ الهندیۃ ج۲ ص۱۸۸ کتاب السیر' الباب الاول فی تفسیرہ) ومثله فی فتح القدیر ج۵ ص ۱۹۱ کتاب السیر (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص ۲۹۱)

زمانۂ جنگ میں محفوظ جگہ پر منتقل ہونا

سوال...... جولوگ خطرے کی حالت میں دور دراز مقامات پر چلے جائیں ان کا یہ فعل شرعی حیثیت سے کیسا ہے؟ کیا وہ ضعیف الایمان سمجھے جائیں گے؟ اور کیا وہ لوگ جو خطرہ کی حالت میں رہنا پسند کرتے ہیں حقیقت میں متوکل اور قوی الایمان ہیں؟

جواب...... بغرض احتیاط باہر جانا مباح ہے اور رہنا بھی مباح ہے ایمان کا ضعف وقوت نیت پر موقوف ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۹)

قتال کی اجازت کفر کے مقابلے میں ہے یا حرب کے؟

سوال...... میں اپنے مطالعہ سے اب تک اس نتیجے پر پہنچے ہوئے تھا کہ قتال کی اجازت کفر کے مقابلے میں نہیں بلکہ حرب کے مقابلے میں ہے یعنی صرف حربی کافروں کے خلاف نہ کہ محض کافروں کے خلاف ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر چنانچہ متعدد آیات قاتلوافی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولاتعتدواالخ اذن للذین یقاتلونکم: وغیرہ اپنی تائید میں رکھتا تھا۔ نیز صاحب ہدایہ کی یہ تصریح یاد تھی کہ کافر عورتوں بچوں اندھوں وغیرہ سے قتال اس بنا پر جائز نہیں کہ وہ شریک جنگ نہیں ہوئے اپنے اس خیال میں بالکل مستحکم تھا مگر اثناء سفر حج میں مولوی مناظر احسن نے اس کے بالکل برخلاف تقریر فرمائی اور یہ اصرار فرمایا کہ ہر کافر کا مجرد اس کے عقائد کفریہ کی بنا پہ مباح الدم ہونا فقہ حنفی کا مسلم مسئلہ ہے نیز سورۃ توبہ کی بھی بعض آیات سے استناد کیا محاکمہ کے لئے جناب کو دعوت دیتا ہوں اگر ہر کافر محض اپنے عقائد کی بنا پر واجب القتل ہے تو آپ حضرات نے فتویٰ ترک موالات میں نصاریٰ کے مظالم کا ذکر لاحاصل ہی کیا صرف اس قدر لکھ دینا کافی تھا لہ یہ کافر ہیں اور ان کے کفر کی بنا پر ان سے ترک موالات لازم ہے۔

جواب...... یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے کفر کو فی حد ذاتہ اباحت دم کا سبب قرار نہیں دیا ورنہ مقاتلہ میں عورتوں' بوڑھوں اور راہبوں کے قتل سے ممانعت نہ کی جاتی جبکہ ان کا کفر کے ساتھ متصف ہونا بھی یقینی ہے۔ مگر اسی کے ساتھ شریعت مقدسہ نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کفر فی حد ذاتہ ملزوم اور حرب اس کو لازم ہے یعنی اگر افراد کفار میں کوئی ایسے خاص حالات نہ ہوں جو حرب کے احتمال کو مرتفع کر دیں یا کم از کم ضعیف بنا دیں تو تمام کافر حربی ہی قرار دیئے جائیں گے اس کا مقتضا یہ تھا کہ تمام کفار (اس نظریے کے ساتھ کہ کفر مستلزم حرب ہے) مباح الدم ہو جاتے مگر معاہدہ استیمان نے حرب کا احتمال اٹھا دیا اور مؤنث ہونے بوڑھا ہونے اور رہبانیت نے احتمال حرب کو ضعیف کر دیا اس لئے ان پر سے مباح الدم ہونے کا حکم جاتا رہا۔ جو آیات کہ مطلقاً کفار کے ساتھ قتال اور ان کے قتل کے جواز پر دلالت کرتی ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ تمام کفار و مشرکین طبعاً اسلام اور مسلمین کے دشمن اور محارب ہیں اور اسی وجہ سے ہر قوم کافر سے مسلمانوں کو قتال کی ابتداء کرنا جائز ہے جبکہ ان سے کوئی معاہدہ نہ ہو۔ مذکور بالا معروضات سے یہ ثابت ہوا کہ اسلام نے اجازت قتال میں یہ شرط نہیں لگائی کہ جب کفار کے کی جانب سے ابتداء ہو لے جب ہی مسلمان لڑیں ورنہ نہیں بلکہ مسلمان ہجوم و مدافعت دونوں قسم کی جنگ کر سکتے ہیں مگر صرف ان کفار سے جن کی حرمت کا حکم مرتفع یا ضعیف نہیں ہو چکا ہے خلاصہ یہ کہ نفس کفر فی حد ذاتہ موجب اباحۃ الدم نہیں مگر کفر کا ایک لازم یعنی حربیت موجب اباحت الدم ہے اور جن صورتوں میں یہ لازم مرتفع یا مضمحل ہو جائے وہاں اباحت الدم کا حکم نہیں ہوگا اگرچہ کفر موجود ہو۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۱۶۱)

جہاد میں شرکت کیلئے والدین کی اجازت

سوال...... والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا اجازت جانا درست ہے ورنہ نہیں اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲ ص ۲۶۹)

جہاد کے دوران امیر کی اہمیت

سوال...... جہاد کے دوران مجاہدین کی ترتیب و نظم و نسق برابر کرنے کیلئے امیر بنانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب...... جہاد کے دوران مجاہدین کی ترتیب اور نظم و نسق درست کرنے کیلئے ایک ماہر جنگ کے اصول اور طریقۂ کار سے باخبر' نیک اور متبع سنت امیر کی تقرری سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اس لئے جنگ سے پہلے امیر مقرر کرنا اچھا اقدام ہے تا کہ مجاہدین کے نظم ونسق کو برقرار رکھا جا سکے۔

لماقال العلامة الکاسانیؒ :ومنها ان یؤمرعلیهم امیراًلان النبی صلی الله علیه وسلم مابعث جیشاً الاوأمر علیهم امیراً ولان الحاجة الی الامیرماسة لانه لابدمن تنفیذالاحکام وسیاسة الرعیة ولایقوم ذلک الابالامیر لتعذر الرجوع فی کل حادثة الی الامام' (بدائع الصنائع ج۷ ص۹۹ فصل فی بیان ماینذب الیه الامام...... الخ)

وقال العلامة ابن عابدینؒ قال فی الملتقی وینبغی الامام ان یعرض الجیش عند دخول دارالحرب لیعلم الفارس من الراجل قال فی شرحه وان یکتب اسماء هم وان یؤمرعلیهم من کان بصیراً بامورالحرب وتدبیرها ولومن الموالی وعلیهم طاعته لان مخالفة الامیر حرام الااذااتفق الاکثرانه ضرر فیتبع (ردالمحتارج۳ ص۲۳۴ کتاب الجهاد' فصل فی کیفیة القسمة)

ومثله فی الهندیة ج۲ ص۱۹۲ کتاب السیر' الباب الاول فی تفسیره (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۲۸۶)

والدہ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے جانا

سوال...... ایک شخص جہاد میں شرکت کی خواہش رکھتا ہے لیکن اسکی والدہ اس کو اجازت نہیں دیتی تو کیا یہ شخص والدہ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... جہاد فرض عین نہ ہونے کی صورت میں مذکورہ شخص والدہ کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتا کیونکہ والدین کی اطاعت فرض عین ہے اور فرض عین کا مرتبہ فرض کفایہ پر مقدم ہے ہاں اجازت کی صورت میں جا سکتا ہے تاہم اگر جہاد فرض عین ہو جائے اس وقت والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

لماقال العلامة الکاسانی رحمه الله: وکذاالولدلا یخرج الاباذن والدیه اواحدهما اذاکان الاخرمیتاً لان برالوالدین فرض عین فکان مقدما علی فرض الکفایة والاصل ان کل سفرلایومن فیه الهلاک ویشتد فیه الخطرلا یحل للولدان یخرج الیه بغیر اذن والدیه لانهما یشفقان علی ولدهما فیتضرر ان بذلک وکل سفرلایشتدفیه

الخطر يحل له ان يخرج اليه بغير اذنهما. (بدائع الصنائع ج۷ ص ۹۸ کتاب السير) وقال العلامة الحصكفيؒ :لايفرض على صبي وبالغ له ابوان اواحدهما لان طاعتهما فرض عين'(الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۳ ص ۲۲۰ کتاب الجهاد' مطلب طاعة الوالدين فرض عين) ومثله في الهندية ج۲ ص ۱۸۹ کتاب السير' الباب الاول في تفسيره (فتاویٰ حقانیه ج۵ ص ۲۹۵)

کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں غیر مسلموں سے مدد لی ہے؟

سوال..... کیا نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو شریک کر کے جنگ کی ہے؟

جواب..... یہود کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے درمختار میں ہے کہ کافر سے حاجت کے وقت جنگ میں مدد لینا جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی ایک جماعت سے دوسری جماعت کے خلاف مدد لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں تو کافر کی مدد لینے سے انکار فرمادیا تھا مگر اس کے بعد غزوۂ خیبر میں یہود بنی قینقاع سے اور غزوۂ حنین میں صفوان بن اُمیہ مشرک سے مدد لی غزوۂ بدر میں انکار اس لئے تھا کہ مدد لینا نہ لینا دونوں باتیں جائز تھیں اس صورت میں کوئی تعارض نہیں اور یا اس لئے کہ غزوہ بدر کے وقت مشرک سے مدد لینا جائز نہ تھا اس کے بعد غزوہ حنین کے واقعات نے اس کو منسوخ کر دیا۔ (کفایت المفتی ج۹ ص ۴۰۷)

ایام جنگ میں نقل مکانی

سوال..... جنگ کے دوران سرحد کے قریب رہنے والوں کے لئے اپنے مقامات چھوڑ کر مقام امن کی جگہ منتقل ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات فرار عن الوبا پر قیاس کر کے ناجائز کہتے ہیں کیا ان کا خیال صحیح ہے؟

جواب..... حاکم کی رائے پر عمل کرنا واجب ہے اگر حکومت کی طرف سے ممانعت نہ ہو تو منتقل ہونا جائز ہے وباء پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ ص ۳۴)

مسلمان فاسق حکمران سے مسلح جہاد کا حکم

سوال..... پاکستان جو کہ ایک اسلامی مملکت ہے اور اس کے بیشتر قوانین غیر شرعی ہیں تو اس

کے حکمرانوں کے ساتھ مسلح جہاد کا کیا حکم ہے؟ کیا مسلمان فاسق حکمران کے ساتھ جہاد بالسیف اور قتل وقتال جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... احادیث نبویہ اور فقہاء کرام کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان فاسق حکمران سے مسلح جہاد اور قتل ومقاتلہ بالاجماع جائز نہیں البتہ بغیر قتال کے اس کے خلاف آواز اٹھانا اور منکرات سے روکنا خواہ جلسے جلوس سے ہو یا ہڑتال وغیرہ سے ضروری ہے۔

لماوردفی الحدیث: عن أم سلمةؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ستکون امراء فتعرفون وتنکرون فمن عرف برئ ومن انکرسلم ولکن من رضی وتابع قالواافلانقا تلهم قا ل لاماصلوا (مسلم شریف ج۲ ص۱۲۸ کتاب الامارة' باب وجوب الانکار الخ)

وقال العلامة ملاعلی القاریؒ :والمرادبالکفرهنا المعاصی والمعنی لاتنازعوا ولاة الامورفی ولایتهم ولاتعترضوا علیهم الاان تروامنهم منکراً محققاً تعلمونه من قواعد الاسلام فاذارأیتم ذلک فانکروه علیهم وقومواباالحق حیثماکنتم واماالخروج علیهم وقتالهم فمحرم باجماع المسلمین وان کانوافسقة ظالمین واجمع اهل السنة علی ان السلطان لا ینعزل بالفسق لتهیج الفتن فی عزله واراقة الدماء وتفریق ذات البین فتکون المفسدة فی عزله اکثرمنها فی بقائه. (مرقاة شرح مشکوٰة ج۷ ص۲۰۱ کتاب الامارة والقضاء' الفصل الاول ومثله فی شرح المسلم للنووی ج۲ ص۱۲۸ کتاب الامارة' باب وجوب الانکار علی الامرأ (فتاویٰ حقانیه ج۵ ص۲۹۲)

مسلم اقلیت کا حکومت کافرہ سے جہاد کرنا

سوال..... حکومت برما اپنے مسلم باشندوں پر ظلم کر رہی ہے حتیٰ کہ ان کے مذہبی احکام پر پابندی لگا رہی ہے فرائض شرعیہ کی ادائیگی میں مانع ہو رہی ہے دریں حالات مسلم باشندوں پر ایسی حکومت سے جہاد کرنا فرض ہے یا نہیں؟ نیز اموال زکوٰۃ کے ذریعہ ایسے مجاہدین کی مدد کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب..... ان حالات میں ایسی حکومت کافرہ سے جہاد کرنا فرض ہے اس مقصد کے لئے ایسی تنظیم ضروری ہے جو علماء ماہرین' متقین اہل بصیرت کی نگرانی میں حدود شریعت کے اندر کام کرے

دوسرے ممالک کے مسلمانوں پر بھی ترتیب الاقرب فالاقرب: تعاون کرنا فرض ہے اگر جہاد کی استطاعت نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے اداء زکوۃ کے لئے تملیک فقیر شرط ہے جہاں یہ شرط پائی جائے گی زکوۃ ادا ہو جائیگی اور جہاں مفقود ہوگی زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۷)

مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور اعانت مسلم ارباب اقتدار کی ذمہ داری ہے

سوال...... موجودہ دور میں مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے کافروں نے بزعم خود منصوبے بنا رکھے ہیں جن کے تحت ہر جگہ کافروں کی طرف سے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے تو کیا ایسی حالت میں عالم اسلام کے اہل اقتدار پر مظلوم مسلمانوں کی امداد و نصرت لازم آتی ہے یا نہیں؟

جواب...... تمام ممالک اسلامیہ اور اہل اقتدار پر مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور اعانت ضروری ہے اور جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو تو ان کے ساتھ قریب کی اسلامی حکومت پر ان کی اعانت اور یہود و ہنود کے ساتھ جہاد فرض ہو جاتا ہے اور قدرت نہ رکھنے کی صورت میں شرقاً وغرباً تمام اہل اسلام اور اہل اقتدار پر جہاد کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔

لماقال العلامة ابن عابدين رحمه الله: ونقل صاحب النهاية عن الذخيرة ان الجهاد اذاجاء النفيرا نما يصيرفرض عين على من يقرب من العدو فاما من ورائهم يبعدمن العدوفهو فرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه اذالم يحتج عليهم فان احتيج اليهم بان عجزمن كان يقرب من العدو عن المقاومة مع العدوا ولم يعجزوالكنهم تكاسلوا ولم يجاهدوا فانه' يفترض على من يليه فرض عين كالصلوٰة والصوم لايسعهم تركه ثم وثم الى ان يفترض على جميع اهل الاسلام شرقاً وغرباً على هذاالتدريج (رد المحتار ج۳ ص۲۰ كتاب الجهاد' مطلب فى الفرق بين فرض عين وفرض كفاية) وفى الهندية: وانما يفرض فرض عين على من كان يقرب من العدووهم يقدرون على الجهاد واماعلى من ورأهم ممن يبعدمن العدوفانه يفترض فرض كفاية لافرض عين حتى يسعهم تركه فاذااحتيج بان عجزمن كان يقرب من العدوعن المقاومة مع العدو او تكاسلوا ولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين ثم وثم الى ان يفرض على جميع

اهل الارض شرقاً وغرباً علی هذا الترتیب.(الفتاویٰ الهندیة ج۲ ص۱۸۸ کتاب السیر' الباب الاول فی تفسیره) ومثله فی فتح القدیر ج۵ ص ۱۹۱ کتاب السیر (فتاویٰ حقانیه ج۵ ص ۳۰۰)

دین کی خدمت خواہ کسی شعبہ میں ہو جہاد ہے

سوال......ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج جہاد کے لئے روانہ فرمائی ان میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے لئے پیچھے رہ گئے نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو پیچھے رہ جانے کا سبب دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا ''میری سواری تیز رفتار ہے اپنے ساتھیوں سے جاملوں گا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم اپنے ساتھیوں سے نصف یوم یعنی پانچ سو برس پیچھے رہ گئے'' اس واقعہ کو عموماً تبلیغی حضرات تبلیغ میں نکلنے والی جماعتوں پر منطبق کرتے ہیں کیا اس طرح جہاد کی آیات واحادیث کو تبلیغ پر چسپاں کرنا درست ہے؟ کیا یہ روایت بھی صحیح ہے؟ ''اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر ایک درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملتے ہیں اور دینی اعمال پر انچاس کروڑ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے'' کیا یہ روایت بھی ثابت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک سے واپسی پر فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر؟

جواب...... جہاد: ایک وسیع المعنیٰ لفظ ہے دین کی خاطر جو محنت ومشقت اور جدوجہد کی جائے وہ جہاد کے وسیع مفہوم میں داخل ہے لہٰذا دین کے تمام شعبوں میں کام کرنے والے افراد نصوص جہاد کے مصداق ہیں ہاں محنت ومجاہدہ اور اخلاص کے تفاوت سے کسی کا جہاد اعلیٰ درجہ کا اور کسی کا ادنیٰ درجہ کا ہوسکتا ہے لیکن مصداق سب ہیں کسی ایک ہی شعبہ کو متعین طور پر نصوص جہاد کا مصداق ٹھہرا کر دوسرے شعبوں کو اس سے خارج کر دینا مفہوم جہاد سے لاعلمی کی بات ہے البتہ جہاد کا حقیقی مصداق قتال فی سبیل اللہ ہے باقی شعبوں پر اس کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے۔ سات لاکھ انچاس کروڑ والی احادیث کی تحقیق رسالہ ''تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب'' میں ہے یہ رسالہ مستقل ابھی شائع ہو رہا ہے اور احسن الفتاویٰ کے مسائل شتیٰ میں بھی حدیث رجعنا من الجهاد الخ ثابت نہیں۔(احسن الفتاویٰ ج۶ ص۲۷)

جہاد افغانستان کی شرعی حیثیت

سوال......افغانستان کی موجودہ جنگ جو کمیونسٹوں کیخلاف ہو رہی ہے کیا یہ شرعی جہاد ہے یا نہیں؟

جواب......افغانستان کی موجودہ جنگ جو کہ کمیونسٹوں اور روسیوں کے خلاف جاری ہے بلاشک وشبہ شرعی جہاد ہے کیونکہ کمیونسٹوں اور روسیوں نے افغانستان پر جبراً قبضہ کرکے وہاں ظلم وزیادتی اور بربریت ودرندگی کا بازار گرم کر رکھا ہے اور مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کو پامال کیا ہوا ہے اور دین اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں اس لئے ان غاصبین کے خلاف جنگ کرنا اوران کے فساد کو رفع کرنا عین جہاد ہے۔

لماقال العلامة ابن الهمامؒ: اوردالجهاد عقيب الحدود لانه بعدان ناسبها بوجهين باتحاد المقصود من كل منهماومن مضمون هذاالكتاب وهو اخلاء العالم من الفساد ويكون كل منهما حسناً لحسن لغيره وذلك الغير وهو اعلاء كلمة الله تعالىٰ يتأدىٰ بفعل نفس المامور به فهوالقتال (فتح القدير ج۵ ص۱۸۷ كتاب السير)

وقال العلامة ابن نجيمؒ :مناسبة الحدود من حيث ان المقصود منهما اخلاء العالم عن الفسادفكان كل منهما حسناً لمعنىً فى غيره وقال لانه مافرض لعينه اذهوافساد فى نفسه وانما فرض لاعزازدين الله ودفع الشر عن العباد' (البحرالرائق ج۵ ص۷۰ كتاب السير) ومثله فى الهندية ج۲ ص۱۸۸ كتاب السير'الباب الاول فى تفسيره (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۲۹۲)

امیر جماعت کے شرعی احکام

سوال......ولتكن منكم اُمة يدعون الى الخير کی کیا تفسیر ہے؟ کیا ہر وقت ایک منظم جماعت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ہونا ضروری ہے یا ہر عالم اپنی اپنی جگہ کام کررہا ہے وہ بہ حیثیت اتحاد فعل جماعت کے حکم میں ہوگا؟

۲۔ کیا اس قسم کی جماعت کے لئے امیر ہونا بھی ضروری ہے اوراس امیر کی کیا حیثیت ہوگی وہ جس وقت بھی پکارے لبیک کہنا ضروری ہوگا؟

۳۔ کیا کسی وقت اس طرح جماعت قائم ہوکر اس کا امیر مقرر ہوکر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کی نظیر پیش کی جاسکتی ہے۔

جواب...... آیت کا مفہوم اس بارے میں عام اور دونوں صورتوں کو شامل ہے ہر صورت میں مامور بہ ادا ہوجاتا ہے۔۲۔ جماعت کا نظم قائم رکھنے کے لئے امیر بنالینا بہتر اور مستحب ہے۔

۳۔اصل یہ ہے کہ امر بالمعروف بھی نظام اسلامی کا ایک شعبہ ہے اور ایک خلیفہ وقت کے ماتحت جس طرح محکمہ قضا ہوتے تھے اسی طرح ایک محکمہ احتساب اور امر بالمعروف کا بھی سلف میں ثابت ہے اس کا ایک امیر اور افسر ہوتا تھا متعدد لوگ اس کے تحت کام کرتے تھے لیکن جن بلاد میں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں بلکہ اب تو اسلامی سلطنت میں بھی ان چیزوں پر عمل دشوار ہے ایسے وقت میں اگر امر بالمعروف کیلئے کوئی جماعت کوئی خاص نظام شرعی اصول کے موافق بنالے تو بہتر اور افضل ہے فقہاء کی تصریحات ایسے بلاد کے متعلق یہی ہیں کہ ان میں مسلمان اپنے اتفاق سے محکمہ قضا وغیرہ مقرر کریں مگر وہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ کم از کم ایک یا زائد شہروں کے سب مسلمان متفق ہو کر کسی کو امیر یا قاضی بنالیں اور جب یہ بھی متعذر ہو تو کوئی مخصوص جماعت اگر اپنا امیر کس کو بنائے اس کے احکام امیر شرعی کے تو نہ ہوں گے مگر حکم کا درجہ ہوگا کہ جب تک چاہیں اس کی اطاعت کریں اور جب چاہیں چھوڑ دیں مگر بقاء نظام کے پیش نظر بلا وجہ اطاعت چھوڑنا مکروہ اور نامناسب ہوگا مگر امیر پر بغاوت کی حد میں داخل نہ ہوں گے امیر واجب الاطاعت مطلقاً وہی ہوسکتا ہے جو تمام مسلمانوں کے اتفاق واجتماع سے امیر بنایا جائے اور شرائط امارت اس میں موجود ہوں۔(امداد المفتیین ص ۸۹۳)

مظلومین کشمیر کی امداد میں قید ہونا

سوال......موجودہ کشمیر کی تحریک میں جہاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر خدانخواستہ کشمیر کی تحریک میں کوئی آدمی ڈوگرے کے ہاتھ سے مارا جائے آیا شہید کہلائے گا یا کیا؟ لوگوں کو اعتراض ہے کہ بغیر کسی ہتھیار کے جانا اور اپنا سر مار کر دشمن کے سامنے رکھ دینا کہاں تک جائز ہے؟

جواب......مظلومین کشمیر کی جس چیز سے امداد ہوتی ہے وہ جائز ہے بلکہ ضروری ہے اور محض ان کے ساتھ شریک ہو کر مار کھانا کوئی امداد نہیں معلوم ہوتی تاہم جو شخص کسی عالم کے فتوے سے بخیال امداد ایسا کام کرے اور خدانخواستہ مارا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ شہید ہونے کی توقع ہے کیونکہ ظلماً مارا گیا ہے لیکن مسلمانوں کو قصداً اس طرح جان دینا مناسب نہیں۔(امداد المفتیین ص ۸۹۹)

جہاد کشمیر کی فرضیت کا حکم

سوال......مسلمانان مقبوضہ کشمیر جو کہ عرصہ دراز سے ایک جابر اور ظالم حکومت کے زیر تسلط ہیں وہاں ان ظالموں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے ان کے گھر اور جائیداد وغیرہ کو تباہ کیا جا رہا ہے پردہ نشین مسلم عورتوں کی آبروریزی ہو رہی ہے تو کیا ایسی حالت میں اس ظالم اور جابر حکومت کے خلاف جہاد فرض عین ہے یا نہیں؟ اور ان مظلوم مسلمانوں کی اعانت ضروری ہے یا نہیں؟

جواب..... مسئولہ حالات کے پیش نظر اس جابر اور ظالم حکومت کے خلاف جہاد فرض عین ہے کیونکہ مسلمانان کشمیر پر بھارتی حکومت نے جبر وظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے اور مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے اور ان کی عزت وعصمت کو پامال کیا جا رہا ہے لیکن عوام اور رعیت کا ان کافروں سے مقابلہ دشوار ہے اس لئے تمام تر ذمہ داری اہل اقتدار پر عائد ہوتی ہے اگر ان کے قریب کی مملکت اسلامیہ کفار کا مقابلہ نہ کر سکے تو الاقرب فالاقرب پر حتیٰ کہ شرقاً وغرباً تمام ممالک اسلامیہ پر جہاد فرض ہوتا ہے۔

لماقال العلامة ابن عابدينؒ :ونقل صاحب النهاية عن الذخيرة ان الجهاد اذا جاء النفيرانما يصيرفرض عين على من يقرب من العدو فاما من ورائهم يبعد من العدوفهو فرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه اذالم يحتج اليهم فان احتيج اليهم بان عجزمن كان يقرب من العدوعن المقارمة مع العدواولم يعجزوا عنها لكنهم تكاسلواولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين كالصلوٰة والصوم لايسعهم تركه ثم وثم الان يفترض على جميع اهل الاسلام شرقاً وغرباً على هذاالتدريج (ردالمحتارج۳ ص۲۲۰ كتاب الجهاد' مطلب فى الفرق عين وفرض الكفاية. وفى الهندية: وانما يفرض فرض عين على من كان يقرب من العدووهم يقدرون على الجهاد واما على من ورائهم ممن يبعدمن العدو فانه يفترض فرض كفاية لافرض عين حتى يسعهم تركه فاذااحتيج بان عجز من كان يقرب من العدوعن المقاومة مع العدو اوتكاسلوا ولم يجاهدوافانه يفترض على من يليهم فرض عين ثم وثم الى ان يفرض على جميع اهل الارض شرقاً وغرباً على هذاالترتيب (الفتاوىٰ الهندية ج۲ ص۱۸۸ كتاب السير'الباب الاول فى تفسيره) ومثله فى فتح القديرج۵ ص۱۹۱ كتاب السير (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۲۸۹)

بلوائیوں سے بھاگنا

سوال..... بلوائیوں کے حملہ کے وقت بھاگنا جائز ہے یا حرام؟

جواب..... فرقہ وارانہ فسادات میں بلوائیوں کا حملہ اگرچہ باقاعدہ جہاد نہیں ہے لیکن

مسلمانوں کی غیرت اجازت نہیں دیتی کہ وہ مقابلہ سے کنارہ کشی اختیار کریں بلکہ اگر بلوائی دوچند یا اس سے کم اور مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی ہیں تو ہرگز نہ بھاگیں مقابلہ کریں اور اگر بلوائی دو چند سے بھی زیادہ ہیں یا مسلمانوں کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو جان بچانے کی تدبیر اختیار کریں خواہ مقابلہ کر کے ہو یا دوسری صورت سے ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۶۰)

بزدلی اور بے موقع بہادری مومن کی شان سے نہیں (م ع)

برما کے مظلوم مسلمانوں پر جہاد کا حکم

سوال.....سرزمین برما میں مسلمان بہت عرصہ سے آباد ہیں جبکہ وہاں پر تاحال غیر مسلموں کی حکومت ہے اور گذشتہ کئی سالوں سے حکومت کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کا سلسلہ جاری ہے تو کیا مسلمانان برما پر جہاد فرض عین ہے یا نہیں؟ اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں ان کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب.....جب مسلمانوں پر ظلم و تشدد میں اضافہ ہو جائے تو ان پر وہاں کے کافروں اور ظالموں کے خلاف جہاد فرض عین ہو جاتا ہے صورت مسئولہ میں برما کے مسلمانوں کی کمزوری اور جہاد پر قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ان کے پڑوسی اسلامی ممالک پر ان کی امداد کیلئے جہاد باقاعدہ فرض ہے۔ لہٰذا الاقرب فالاقرب شرقاً و غرباً تمام اسلامی حکومتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔

لماقال العلامة ابن عابدينؒ :ونقل صاحب النهاية عن الذخيرة ان الجهاد اذاجاء النفيرانما يصيرفرض عين على من يقرب من العدو فاما من ورائهم يبعدمن العدو فهوفرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه اذالم يحتج اليهم فان احتيج اليهم بان عجزمن كان يقرب من العدوعن المقاومة مع العدو اولم يعجز واعنها لكنهم تكاسلواولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين كالصلوٰة والصوم لايسعهم تركه ثم وثم الى ان يفترض على جميع اهل الاسلام شرقاً وغرباً على هذاالترتيب (ردالمحتارج ۳ ص ۲۲۰ كتاب الجهاد مطلب فى الفرق بين فرض العين وفرض الكفاية) وفى الهندية: ثم بعدمجئى النفيرالعام لايفترض الجهاد على جميع اهل الاسلام شرقاً وغرباً فرض عين وان بلغهم النفيروانمايفترض فرض عين على من كان يقرب من العدوويقدرون على الجهاد...... الى ان قال فانه يفترض على من يليهم فرض عين ثم وثم الى ان يفرض على جميع اهل الارض شرقاً وغرباً على هذاالترتيب (الفتاوىٰ الهندية ج۲

ص ۱۸۸ کتاب السیر الباب الاول فی تفسیرہ ومثلہ فی فتح القدیر ج۵ ص ۱۹۱ کتاب السیر (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص ۲۹۰)

بضرورت جہاد ڈاڑھی منڈانا جائز نہیں

سوال..... جب کوئی شخص جہاد پر جائے تو اس کیلئے ڈاڑھی منڈانا جائز ہے یا نہیں؟ جہاد کیلئے جو راستہ ہے وہاں کفار ہیں بغیر ڈاڑھی والے کو اندر چھوڑتے ہیں اور ڈاڑھی والے کو قتل کرتے ہیں۔

جواب..... ڈاڑھی منڈانا حرام ہے جہاد کی ضرورت سے فعل حرام کا ارتکاب جائز نہیں بلکہ ایسے موقع میں تو گناہوں سے بچنے اور استغفار کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئاً وقال حکایۃ عن الربیین الذین کانوا یقاتلون مع نبیھم: ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا: وانصرنا علی القوم الکفرین: اس آیت کے مضمون کی ترتیب میں اس بات پر دلالت ہے کہ جس طرح نصرت ثبات اقدام پر موقوف ہے اسی طرح ثبات اقدام گناہوں سے توبہ واستغفار پر موقوف ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ ص ۱۷)

جہاد کے دوران مونچھیں بڑھانا

سوال..... کیا مجاہدین کے لئے جہاد کے دوران مونچھیں بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جہاد کے دوران ہر مناسب طریقے سے دشمن پر رعب اور دباؤ ڈالنا اور اس کی شان وشوکت کو ٹھیس پہنچانا مشروع ہی نہیں بلکہ مستحسن بھی ہے مونچھیں بڑھانے کی صورت میں چونکہ دشمن پر رعب پڑنے کا امکان ہوتا ہے اس لئے جہاد کے دوران مونچھیں بڑھانا ایک اچھا اقدام ہے۔

قال العلامۃ ابن نجیم: ویندب للمجاھد فی دارالحرب توفیرالاظفار وان کان قصھا من الفطرہ لانہ اذا سقط السلاح من یدہ ودنا منہ العدو ربما یتمکن من دفعہ باظافیرہ وھو نظیر قص الشوارب فانہ سنۃ ثم الغازی فی دارالحرب مندوب الی توفیر ھا وتطویلھا لیکون اھیب فی عین من یبارزہ والحاصل ان مایعین المرء علی الجھاد فھو مندوب الی اکتسابہ لما فیہ من اعزاز المسلمین وقھر المشرکین. (البحر الرائق ج۵ ص ۷۶ کتاب السیر) وفی الھندیۃ: قالوا لابد عن طول الشارب للغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدو کذا فی الغیاثیۃ (الفتاویٰ الھندیۃ ج۵ ص ۳۵۸ کتاب الکراھیۃ) (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص ۳۰۸)

خلافت راشدہ

خلفاء راشدین نے غزوات میں شرکت فرمائی ہے

سوال..... خلفاء راشدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غزوہ کیا ہے یا نہیں؟ اور فتح ہوئی یا کیا؟

جواب..... خلفاء راشدین کے زمانے میں بہت سی فتوحات ہوئیں جو تاریخ وسیر میں بالتفصیل مذکور ہیں جس کو شوق ہو تاریخ کی کتابوں میں دیکھ لے (خود عہد نبوی میں بھی غزوات میں شریک ہوتے رہے)۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱۲/۲۶۷)

خلافت راشدہ کے نص سے ثابت ہونے کے معنی

سوال..... حضرت شاہ ولی اللہؒ نے خلافت کو نص سے ثابت کیا ہے یہ نص ہے **الائمة من قریش** تو جب بوقت خلافت سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے بارے میں نزاع ہوئی تو صحابہ کبار نے اس نص سے سب کو تسکین دی اس وقت حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن الجراح میں سے جو صاحب خلافت کے قابل ہوں ان کو اہل اسلام خلیفہ قرار دیں وہی خلیفہ ہو جائیں گے پس اگر خلافت کے بارے میں نص ہے تو نص کے ہوتے ہوئے کسی کی رائے کو دخل نہیں تو حضرت صدیقؓ نے خلافت کو اہل اسلام کی رائے پر کیوں موقوف رکھا اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی چھ صاحبوں کو خلافت کے قابل تجویز فرمایا کہ ان میں سے کوئی ایک خلیفہ کئے جائیں اور حضرت زبیرؓ وطلحہؓ نے امیرؓ سے طوعاً وکرہاً کیوں بیعت کی؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ خلافت اجماع سے ثابت ہوئی تو یہ ظاہر ہے کہ حضرت امیر کی خلافت میں مخالفین کو جو شبہ اور اس شبہ کا جواب اہل حق نے دیا ہے وہ جواب ضعیف ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت ابان مجتہد تھے اور باوجود اس کے آپ نے تمام عمر حضرت امیر کی بیعت قبول نہ کی اور اکثر صحابہ حضرت امیر سے آزردہ ہوئے اور حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے اور حضرت سعد ابن وقاص وغیرہ صحابہ کبار حضرت امیر کی لڑائی میں شریک نہ ہوئے۔

جواب..... حضرت شاہ صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ خلافت نص سے ثابت ہے تو اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ نفس الامر میں نصوص متواترہ سے یہ خلافت علی الترتیب ثابت ہے یہ مراد نہیں کہ خلافت بوقت انعقاد نص سے ثابت ہوئی کیونکہ بوقت انعقاد خلافت جس کو جو دلیل معلوم

تھی اس نے اسی دلیل کی بنا پر اپنی رائے ظاہر کی اور اس کو بوجہ تنگی وقت فرصت نہ ملی کہ نصوص کو ان کے معاون سے تلاش کرے اور حضرت صدیقؓ نے جو یہ فرمایا کہ فلاں فلاں دو صاحبوں میں سے الخ تو اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ اہل اسلام پر آپ کا انصاف ظاہر ہو جائے اور آپ اپنی خلافت کے لئے نص کا دعویٰ نہ کریں کیونکہ آپ کو یہ حدیث معلوم تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے سوا دوسرے کی خلافت سے اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کو انکار ہوگا اور حضرت ابوبکرؓ کو یقین تھا کہ آپ کو خلافت ہوگی اپنے لئے نص کے دعویٰ کی ضرورت نہیں یہ امر خود بخود ہو جائے گا اور حضرت فاروقؓ نے بوقت خلافت چھ صاحبوں کو نامزد کیا تاکہ خلیفہ کی تقرری کے آپ ذمہ دار نہ ہوں ورنہ حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ کا بارہا یہ اشارہ تھا کہ آپ کے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوں پھر حضرت علیؓ اور بوقت خلافت حضرت امیرؓ جو حضرت زبیرؓ وطلحہؓ نے ناخوشی کا کلمہ کہا وہ اس لئے کہ قاتلان حضرت عثمانؓ کے زور سے بیعت ہوتی تھی مگر نفس الامر میں ان دونوں صاحبوں کا یہ اعتقاد تھا کہ خلافت کے مستحق حضرت امیرؓ ہیں اور یہ جو قرار پایا کہ خلافت اجماع سے ثابت ہوئی تو اس سے یہ مراد ہے کہ اکثر اہل حل وعقد کا اجماع خلافت پر ہوا اگر ایک آدمی کا خلاف ہوا تو اس میں مضائقہ نہیں کیونکہ اکثر کے لئے حکم کل کا ہوتا ہے چنانچہ بوقت انعقاد خلافت ابوبکر اجماع میں سعد بن عبادہ شریک نہ ہوئے اور ابان بن عثمان مجتہد نہ تھے کہ ان کا خلاف مضر ہو اور دو تین صحابہ مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ جو مجتہد نہ تھے صرف وہی حضرت امیر سے آزردہ خاطر ہوئے اور حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے ان صحابہ کی آزردگی بھی صرف بوجہ شکایت اخلاق تھی ایسا نہیں کہ حضرت امیر کی لیاقت خلافت سے ان صحابہ کو انکار تھا کیونکہ ان صحابہ سے حضرت امیرؓ کے مناقب میں اکثر روایتیں ہیں البتہ حضرت سعد محمد بن سلمہؓ اسامہ بن زیدؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور اکثر دوسرے صحابہ پرہیزگار تھے وہ اہل اسلام کی لڑائی میں حضرت امیرؓ کے ساتھ شریک نہ ہوئے یہ عدم شرکت کمال احتیاط کی وجہ سے ہوئی حضرت امیرؓ نے بھی ان کو معذور سمجھا اور ان کے حق میں فرمایا کہ یہ صحابہ امر ناحق میں مدد کرنے سے بیٹھ گئے اور امر حق میں مدد کرنے کے لئے بھی مستعد نہ ہوئے اور ہر شخص کی بیعت ضروری نہیں اگر اکثر لوگ کسی خلیفہ کی بیعت قبول کر لیں اور دوسرے بعض اس امر کو تسلیم کر لیں تو خلیفہ کی خلافت منعقد ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام اب جو نصوص جمع ہیں ان کی بنا پر چاروں کی خلافت بلاشبہ نص سے ثابت ہے اگرچہ بوقت انعقاد نصوص کی بنا پر خلافت ثابت نہ ہوئی۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۳۸ تا ۴۱)

بیعت فاروقی اور حضرت علیؓ کا جواب

سوال...... حضرت صدیقؓ کی طرف سے ایک کاغذ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ حضرت صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ اس کاغذ میں جس کا نام ہے آپ ان کی بیعت قبول فرمالیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وان کان عمر: اس کاغذ میں اگرچہ حضرت عمرؓ کا نام ہو تب بھی میں نے ان کی بیعت قبول کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اس امر کے زیادہ قابل نہ تھے کہ آپ کی بیعت قبول کی جاتی چنانچہ ایسے ہی مقام میں کہا جاتا ہے اکرمت زیداً وان کان جاھلاً:

جواب...... وان کان: کے لفظ سے حضرت علیؓ کی مراد یہ تھی کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کی کامل اطاعت قبول کر لی حضرت عمرؓ احکام شرعیہ میں زیادہ تشدد فرماتے تھے اور ایسے صاحبوں کی اطاعت زیادہ دشوار ہوتی ہے تاہم اگر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت قبول کی جائے تب بھی میں نے آپ کی بیعت قبول کر لی چنانچہ ایسا لفظ اسی معنی میں حدیث میں بھی ہے لاتعقن والدیک وان امراک ان تخرج عن اھلک ومالک: یعنی اپنے والدین کو رنج نہ دو اگرچہ وہ حکم دیں کہ تم اپنا اہل اور مال چھوڑ دو اور اس سوال کا یہ جواب بھی ہے کہ لفظ وان کان عمر احادیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف اس طرح ہے ان علیاً لما اتی بالصحیفة من قبل الصدیق لیبایع من فیھا قال لانرضیٰ الاان یکون عمر فقال الصدیق وھو علی مشربته کانه عمر ھکذافی اسدالغابة یعنی حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے ایک کاغذ لکھا ہوا حضرت علیؓ کے پاس آیا اور آپ سے کہا گیا کہ اس کاغذ میں جس کا نام ہے اس کی بیعت قبول کرلیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں اس پر راضی نہیں سوا اس کے کہ اگر حضرت عمرؓ کا نام اس کاغذ میں ہو تو البتہ میں نے آپ کی بیعت قبول کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بالاخانہ پر سے فرمایا کہ یہی خیال کرو کہ جس کا نام اس کاغذ میں ہے گویا وہ حضرت عمرؓ ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۶۵)

خلافت علیؓ کے متعلق ایک حدیث کا مفہوم

سوال...... حدیث میں ہے ان تومروا علیاً ولا اراکم فاعلین: اس میں لا اراکم فاعلین وارد ہے یہ لفظ مخالفین ذکر کیا کرتے ہیں اس غرض سے کہ ان کا مذہب ثابت ہوا اور اس کا جواب بخوبی دل میں نہیں گزرتا۔

جواب...... لا اراکم فاعلین: کے تین معنی ہیں پہلا معنی یہ ہے اور یہ اہل کلام نے کیا ہے

کہ میں تم لوگوں کو ایسا نہیں دیکھتا کہ خلیفہ مقرر کرو گے مفضول کو باوجود موجود ہونے افضل کے یعنی باوجود ہونے شیخین کے اس واسطے کہ خلافت مفضول کی اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے باوجود موجود ہونے افضل کے، مگر یہ امر بہتر نہیں پس ایسے امر پر تم لوگ اقدام نہ کرو گے۔

دوسرا جواب محدثین نے دیا ہے وہ یہ کہ میں تم لوگوں کو ایسا نہیں دیکھتا کہ خلیفہ مقرر کرو گے علیؓ کو ایسی حالت میں کہ ان کا سن کم ہے اوران کی عمر نئی ہے اس واسطے کہ تم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ امامت صغریٰ میں زیادہ عمر والے کو ترجیح ہے کم سن پر جب کہ وہ دونوں شخص برابر ہوں علم اور قرأت اور ہجرت میں تو اسی پر امامت کبریٰ کو بھی قیاس کرو گے۔

تیسرا جواب یہ ہے جو میں نے اپنے حضرت شیخ سے یہ حدیث پڑھنے کے وقت سنا ہے اور وہ جواب میرے نزدیک زیادہ مرجح ہے وہ یہ کہ یہ ارشاد ہے اس امر کی طرف کہ باوجود اس کے کہ آپ کو اپنے زمانہ خلافت میں خلافت کا کامل حق حاصل ہوگا مگر اس امر پر امت کا اتفاق نہ ہوگا اس واسطے کہ سب اہل شامؒ اور حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور اصحاب جمل کا اتفاق آپ کی اتباع پر نہ ہوا۔ (فتاویٰ عزیزی ج اص ۸۸)

خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال...... جماعت اسلامی کے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حقیقی خلیفہ حضرت حسنؓ تھے مگر معاویہؓ نے جبراً قبضہ کر لیا اور اپنی حکومت کے زمانے میں طرح طرح کے مظالم کرتے رہے اس کا جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

جواب...... یہ عقیدہ دراصل شیعہ کا ہے جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب ماڈرن شیعہ تھے تفصیل کے لئے میرا رسالہ ''مودودی صاحب اور تخریب اسلام'' ملاحظہ ہو۔

کاش کہ شیعہ لوگ خود اپنی ہی کتابوں کے آئینہ میں حضرت معاویہؓ کا مقام دیکھ لیں ذیل میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے بیعت کی (**کشف الغمة فی معرفة الائمة مطبوع ایران ص ۱۷۰**) (**احتجاج طبرسی ص ۱۶۲**)

۲۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہؓ سے بیعت کی رجال کشی مطبوع کربلا ص ۱۰۲ بحار الانوار مطبوع ایران ص ۱۲۴ ج ۱۰) بلکہ حضرت معاویہؓ کے بعد حضرت حسینؓ یزید کی بیعت کا بھی عزم ظاہر فرما کر یزید کی خلافت کو تسلیم کر چکے تھے مگر آپ کو

مہلت نہ دی گئی کتب شیعہ میں سے الشافی مطبوع ایران ص ۴۷۱ میں بھی یہ روایت منقول ہے علاوہ ازیں یزید کی حکومت کے تحت جہاد کے لئے جانے کی درخواست پیش کرنے کی روایت سے کسی کو انکار کی مجال نہیں اور یہ خلافت یزید کو تسلیم کرنے کی واضح دلیل ہے۔

۳۔ حضرت حسنؓ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ حضرت معاویہؓ ان کیلئے تمام شیعوں سے بہتر ہیں (احتجاج طبرسی ص ۱۶۳)

۴۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کو ایک بار پندرہ لاکھ درہم دیئے ۵۱۰۳ء۵ ٹن چاندی اور ایک بار چار لاکھ درہم دیئے ۳۶۰۸ء ۱ ٹن چاندی اور ایک لاکھ درہم ۳۴۰ء۲ کلو چاندی مستقل سالانہ وظیفہ دیتے تھے تاریخ ابن عساکر ص ۲۰۰ و ۲۰۱ ج ۳ شیعہ مجتہد عرف ڈھکو نے اس کی صحت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ شرائط صلح میں سے ایک شرط کے تحت گزارہ الاؤنس تھا۔ (تجلیات صداقت ص ۴۹۲)

مذہب شیعہ میں امام معصوم ہوتا ہے اور حضرت معاویہؓ معاذ اللہ ظالم وفاسق اور غاصب تھے سوال یہ ہے کہ امام معصوم کیلئے ظالم وغاصب خلیفہ کے بیت المال سے یہ رقم وصول کرنا کیسے حلال تھا؟

کئی ٹن چاندی کی مقدار میں دراہم اور سالانہ ایک لاکھ درہم مستقل طور پر وصول کرتے رہنے کی شرط منوا کر خلافت جیسی خدائی امانت ظالم وفاسق کے حوالہ کر کے خود راحت وآرام کی زندگی بسر کرنا اور گزارہ الاؤنس کے عوض امت پر ظالم حکمراں کا تسلط قبول کر لینا عصمت امام کے خلاف نہیں؟ غرض یہ کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت سے انکار درحقیقت حضرت حسنؓ پر خیانت کا الزام قائم کرنا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۳)

حضرت عثمان اور میر معاویہ رضی اللہ عنہما کو غلطی پر قرار دے دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اللہ وسایا گازر نے دکان پر کافی لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ حضرت عثمانؓ کی غلطی تھی کہ انہوں نے مروان کو واپس بلایا اور ان سے مشورے لیتے رہے ان کی یہ غلطی ہے اور ان کا اپنا قصور ہے کہ وہ شہید ہوئے اس کے علاوہ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی غلط کہا اور کہا کہ ان کی غلطی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو ولی عہد مقرر کیا از روئے شریعت مذکورہ شخص کی کیا سزا ہے۔

جواب...... ذوالنورین حضرت عثمانؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق فرماتے ہیں الا استحی من رجل تستحی منه الملائكة (مشکوٰۃ) لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کی باتوں سے احتراز کرے اور جس صحابی سے

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے حیا کرتے ہیں اس کے متعلق دل میں عقیدت رکھے حضرت عثمانؓ حضرت معاویہؓ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت باعث خیر و برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۱۲۹)

حضرت امیرؓ کی خلافت پر ایک اشکال کا جواب

سوال..... قوم نواصب میں سے ایک شخص کا مقولہ ہے کہ جب حضرت امیرؓ کی حکومت خراسان اور فارس میں ہوئی تو آپ حکومت پر ایسے مغرور ہوئے کہ خدائی کا دعویٰ کیا اور فرعون ملعون وغیرہ دوسرے بعض حکام نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا تو ان دونوں دعووں میں کیا فرق ہے؟

جواب..... یہ امر کہ جناب حضرت امیرؓ نے خدائی کا دعویٰ کیا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے اس شخص کو چاہئے کہ پہلے یہ ثابت کرے کہ یہ دعویٰ کرنا صحیح نص سے ثابت ہے پھر اس کے جواب کا خواستگار ہو اور اگر اس شخص کی یہ مراد ہے کہ اولیاء اللہ سے بحالت وجد کلمات صادر ہوتے ہیں ان کلمات کا صدور آپ کی زبان مبارک سے بھی ہوا مثلاً انامنشی الارواح میں ارواح کا پیدا کرنے والا ہوں میں ان لوگوں کا اٹھانے والا ہوں جو قبروں میں ہیں میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوں میں اللہ تعالیٰ کا منہ ہوں میں قرآن ناطق ہوں تو اس امر کو اس کے مدعا سے کچھ واسطہ نہیں یہ حماقت ہے کہ ان کلمات سے خدائی کا دعویٰ سمجھا جائے ان کلمات سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظہور جناب الٰہی آپ کو بدرجۂ کمال ہوا اور صوفیہ کے اقوال کا یہی حاصل ہے اور پھر یہ قائل ان امور میں کیا کہے گا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ آگ ہے اور آگ یہ کہتی ہے انا اللہ رب العالمین اور ومارمیت اذرمیت: ایسے ہی اور بھی نصوص ہیں حاصل کلام فرعون کا یہ مقولہ تھا ماعلمت لکم من الہ غیری: وانا ربکم الاعلیٰ: اور فرعون اپنے سوا دوسرے کے خدا ہونے کا ہرگز قائل نہ تھا اور صوفیہ کے اقوال مذکورہ کا یہ مفہوم ہے کہ ان کلمات کے قائل کو حضرت جناب رب العزت سے ایسی نسبت حاصل ہوئی کہ بعض وجوہ میں احکام کا مدار اتحاد پر ہو گیا صوفیہ کے اقوال مذکورہ اور فرعون کے کلام میں بہت فرق ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۴۱)

دارالاسلام اور دارالحرب

دارالاسلام‘ دارالحرب‘ دارالجمہوریہ حکومت کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ دارالاسلام

اس حکومت کو کہا جاتا ہے کہ جہاں کا اقتدار اعلیٰ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور ایوان بالا کے قریب قریب سبھی افراد مسلمان ہوں اور غیر مسلم کو باقاعدہ الیکشن میں کھڑے ہو کر کلیدی عہدہ حاصل کرنے کا حق نہ ہو اگر کسی غیر مسلم کو کلیدی عہدہ ملتا ہے تو وہ محض مسلمانوں کے احسان پر مبنی ہو جیسا کہ پاکستان‘ بنگلہ دیش‘ سعودی عرب‘ لیبیا وغیرہ اسی طرح اگر کسی ملک میں سپر طاقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو اور کچھ غلبہ وطاقت غیر مسلموں کو بھی حاصل ہو تو ایسے ملک کو بھی بالاتفاق دارالاسلام کہا جاتا ہے (تالیفات رشیدیہ ص ۶۵۵) اس پر اشکال ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر ملکوں میں اسلامی احکام کلی طور پر نافذ نہیں ہوتے تو پھر دارالاسلام کیسے؟

اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ ممالک دارالاسلام ضرور ہیں‘ لیکن حکومت چلانے والے قرآنی احکام جاری نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہونگے یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص مسلمان ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھتا ہے مگر نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے گنہگار تو ضرور ہوتا ہے لیکن اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ وہ مسلمان ہی رہتا ہے تو ایسا ہی قرآنی احکام نافذ نہ ہونے کی وجہ سے دارالاسلام ہونے سے خارج نہ ہوگا بلکہ دارالاسلام ہی رہتا ہے۔ (مستفاد نظام الفتاویٰ ص ۱۹۸ ج ۲‘ مستفاد تالیفات رشیدیہ ص ۶۵۸‘ ۶۶۵ حاشیہ ملفوظات کشمیری ص ۱۶۸)

۲۔ دارالحرب

ایسی حکومت کو کہا جاتا ہے کہ جہاں کا اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہو اور ایوان بالا کے قریب قریب تمام ہی افراد غیر مسلم ہوں اور امور حکومت میں مسلمانوں کا کوئی دخل نہ ہو اور مسلمانوں کو حق رائے دہی اور الیکشن میں کھڑے ہونے کا حق بھی حاصل نہ ہو اگر اتفاقی طور پر کسی مسلمان کو کلیدی عہدہ دیا جاتا ہے تو وہ مستحق ہونے کی وجہ سے نہ ہو بلکہ صرف ان کے رحم وکرم اور

احسان پر مبنی ہو۔ (مستفاد ملفوظات کشمیری ص ۱۶۸' تالیفات رشیدیہ ص ۶۵۸)

جیسا کہ چین' اسرائیل' امریکہ کی حکومتیں وغیرہ اور یہ سب دارالحرب ہیں۔

دارالجمہوریہ' یا دارالامن یا دارالعہد

دارالجمہوریہ ایسی حکومت کو کہا جاتا ہے جہاں کا اقتدار نہ کلی طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور نہ ہی غیر مسلموں کے ہاتھ میں' اسی طرح ایوان بالا کے قریب قریب تمام ہی افراد نہ مسلمان ہوں اور نہ ہی غیر مسلم' بلکہ مسلم و غیر مسلم کے درمیان مشترک طور پر حکومت چلانے اور وطنی حقوق حاصل ہونے میں قانونی طور پر معاہدہ ہو اور ہر فریق کے افراد کو الیکشن لڑ کر کلیدی عہدہ حاصل کرنے اور نظام حکومت میں حصہ لینے کا پوری طرح حق حاصل ہو اگرچہ کسی ایک قوم کی اکثریت کی وجہ سے ایوان بالا کے افراد بھی اسی قوم کے زیادہ ہوں مگر حق رائے دہی ہر ایک کو برابری کے ساتھ حاصل ہوتا ہو۔ اور ہر قوم کو اپنے اپنے مذہبی معاملہ میں کلی طور پر آزادی حاصل ہو تو ایسی حکومت کو نہ دارالاسلام کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی دارالحرب بلکہ دارالجمہوریہ کہا جا سکتا ہے نیز دارالامن یا دارالعہد یا سیکولر ملک سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے یہ دارالامن کی اصطلاح شاید حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ایجاد کردہ ہے۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۷۳' ہماری اور ہمارے وطن کی حیثیت' از مولانا محمد میاں صاحب ص ۲۴) جو کہ موقع محل کے بالکل موافق معلوم ہوتی ہے نیز علامہ شامیؒ کی ذیل کی عبارت سے یہی بات ثابت ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں۔

لواجریت احکام المسلمین واحکام اهل الشرک لاتکون دارحرب الخ (شامی ص ۱۷۵ ج ۴)

اور اگر کسی حکومت میں مسلمانوں کے درمیان ان کے مذہبی احکام اور کفار کے درمیان ان کے مذہبی احکام دونوں جاری ہوتے ہوں تو ایسی حکومت دارالحرب نہیں ہوتی ہے (بلکہ اس کو دارالجمہوریہ کہا جا سکتا ہے) یہاں یہ واضح ہے کہ مدینہ منورہ میں ہجرت کے پانچ ماہ بعد یہودیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ شرطوں پر مشتمل جو معاہدہ لکھوایا تھا اس سے دارالامن اور دارالجمہوریہ پر استدلال اس لئے درست نہ ہوگا کہ ان شرطوں میں سے ہر ایک میں احکام اسلام کا پہلو غالب تھا۔ (سیرۃ المصطفیٰ ص ۴۵۶ ج ۱) اور سیکولر اور جمہوری حکومت کے دستور میں ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ دستور میں ہر مذہب کے لوگ برابر ہوا کرتے ہیں۔

آزادی کے بعد ہندوستان کی حیثیت

ہندوستان میں جب انگریزوں کا مکمل تسلط ہو چکا تھا اور علماء اور صلحاء کو تلاش تلاش کر سولی پھانسی کی نذر کیا جا رہا تھا اور مسلمانوں کو حکومت میں کوئی اختیار بھی نہیں تھا اور ہر طرف مسلمان خوف زدہ تھے اس وقت قطب عالم حضرت گنگوہی قدس سرہ نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا۔ (مستفاد تالیفات رشیدیہ ص ۶۶۸) اور انگریزوں کے آخری دور میں جب ظلم نسبتاً کچھ کم ہو گیا تھا تو حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ نے دور نبوت سے قبل معاہدہ حلف الفضول سے استدلال کر کے فرمایا کہ اگرچہ فی الحال ہندوستان میں انگریزوں کا غلبہ ہے مگر موجودہ حالات میں ہندوستان کو نہ دارالاسلام کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی دارالحرب' بلکہ دارالامن ہے۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۷۳ ہماری اور ہمارے وطن کی حیثیت از مولانا سید محمد میاں ص ۲۴) اور جب آزادی سے قبل ہندوستان کو دارالامن قرار دیا گیا ہے اور آزادی کے بعد بطریق اولے ہندوستان کو دارالامن اور دارالجمہوریہ کہا جا سکتا ہے۔ دارالحرب کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ آزادی کے بعد پارلیمانی قانون کے دفعات اور قراردادوں میں سیکولریزم کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے مسلم وغیر مسلم سب کو مشترکہ طور پر نظام حکومت میں دخل دینے اور الیکشن میں کھڑے ہو کر کلیدی عہدہ حاصل کرنے کا بلاتفریق حق حاصل ہو چکا ہے اور ہر مسلمان کو اپنے شہری حقوق حاصل کرنے اور مسلم پرسنل لاء کے بقاؤ سالمیت کے لئے آواز اٹھانے کا ہر وقت حق حاصل ہے اس میں کسی قسم کی رکاوٹ آزادی کے بعد اب تک پیش نہیں آئی ہے البتہ مسلمان اپنا حق وصول کرنے میں اتحاد سے کام نہ لینے کی وجہ سے کبھی ناکام بھی ہو جاتا ہے یہ ہم مسلمانوں کی کمی ہے قانون وقرارداد کی کمی نہیں ہے نیز اگرچہ غیر مسلم کی اکثریت کی وجہ سے ایوان بالا کے ممبران ان کے زیادہ ہیں مگر اس کی وجہ سے جمہوریت اور سیکولرزم میں کوئی فرق نہیں آتا ہے جو شامی اور عالمگیری کی عبارت ذیل سے اچھی طرح واضح ہو سکتا ہے۔

اما ان یغلب اھل الحرب علی دار من دورنا وارتد اھل مصر وغلبوا واجروا احکام الکفر ونقض اھل الذمة العھد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لا تصیر دار حرب الخ (ہندیہ ص ۲۳۲ ج ۲ شامی ص ۱۷۴ ج ۴)

یعنی اگر کفار کسی مسلم علاقہ پر اپنا غلبہ حاصل کر لیں یا کسی شہر کے سب لوگ مرتد ہو جائیں اور اپنا غلبہ جمالیں اور کفر کے احکام جاری کر دیں یا ذمیوں نے عہد شکنی کر کے اپنے ملک پر غلبہ حاصل کر لیا تو ان میں سے کسی بھی صورت میں وہ ملک دارالحرب نہ ہوگا۔

نیز حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسلم وغیر مسلم دونوں اپنے اپنے احکام اور پرسنل لاء کو اپنی اپنی قدرت واختیار سے علی الاعلان جاری کرتے ہوں تو ایسے ملک سے غلبہ اسلام بالکلیہ زائل نہیں ہوتا اور ایسے ملک کو دارالحرب بھی نہیں کہا جاسکتا حضرت گنگوہیؒ کی فارسی عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ اگر ہر دو فریق احکام خود را جاری بہ اعلان کردہ باشند غلبہ اسلام ہم باقیست۔

(تالیفات رشیدیہ ص ۶۸۹)

البتہ دونوں فریق یعنی اہل اسلام وکفار اپنے اپنے احکام کو اپنے اپنے غلبہ وقدرت سے علی الاعلان جاری کرتے ہوں تو ابھی تک اس سے غلبۂ اسلام بالکلیہ زائل نہیں ہوا اور اس ملک کو دارالحرب نہیں کہہ سکتے۔

حرف آخر

اور جو مسلمان بار بار یہ کہنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اب علماء کو ہندوستان کے بارے میں دارالحرب ہونے کا فتویٰ دینا چاہئے وہ ذرا دوسری طرف بھی غور کرلیا کریں کہ ارباب وطن کیا چاہتے ہیں؟ وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ علماء دارالحرب ہونے کا فتویٰ صادر کردیں تو باقاعدہ بعد میں دارالحرب ہونے پر قانونی شکل نکل جائے گی اور پھر مسلمانوں کو آزادانہ الیکشن میں کھڑے ہونے اور لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبر بننے اور مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کے لئے احتجاج کا جو قانونی حق باقی ہے وہ بھی ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس لئے ذرا سوچ کر ایسی باتیں کیا کریں لہٰذا جو کچھ حقوق ہم کو حاصل ہیں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر وہ بھی غیر مسلم کے ہاتھ میں دینے کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ نیز اس تفصیل سے ہندوستان کا دارالحرب نہ ہونا واضح ہو چکا ہے ہاں البتہ اگر کسی وقت خدانخواستہ دستور وآئین میں پاس کردہ قوانین ختم کرکے آزادانہ حقوق شہریت اور مسلم پرسنل لاء کے سارے حقوق سلب کردیئے جائیں تو دارالحرب کہا جاسکتا ہے اب تک الحمدللہ وہاں تک معاملہ نہیں پہنچا ہے۔

دارالحرب میں سودی لین دین

حکومت کی مذکورہ بالا تینوں قسموں میں سے دارالاسلام اور دارالجمہوریہ میں مسلمان کیلئے غیر مسلم سے سود لینا کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے اسی طرح کسی مسلمان کا غیر مسلم یا مسلمان کو سود دینا دارالاسلام، دارالجمہوریہ، دارالحرب میں سے کسی بھی حکومت میں جائز نہیں ہے البتہ دارالحرب میں مسلمان کیلئے کفار سے سود حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں اس سلسلہ میں ائمہ مجتہدین کے دو فریق ہیں۔

فریق اول:

حضرت امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ امام اورزاعی امام اسحاق بن ابراہیمؒ امام ابویوسف رحمہم اللہ وغیرہ کے نزدیک دارالحرب میں بھی مسلمان کے لئے غیر مسلم حربیوں سے سود حاصل کرنا اوران کوسود دینا دونوں ناجائز اور حرام اور مستحق لعنت ہے۔

ویحرم الربوافی دارالحرب کتحریمه فی دارالاسلام وبه قال مالک والا وزاعی وابویوسف والشافعی واسحاق الخ(مغنی ابن قدامه ص۴۷ج۴) ولاربوابین المسلم والحربی فی دارالحرب خلافالابی یوسف والائمة الثلثه (مجمع الانهر ج۲ص ۹۰ ' فتاویٰ محمودیه ص ۲۵۲ ج۴)

دارالسلام کی طرح دارالحرب میں بھی سودی معاملہ حرام ہے اور یہی امام سالک اوزاعی ابویوسف شافعی اور اسحاق بن ابراہیم وغیرہ فرماتے ہیں اور مسلمان اور حربی کے درمیان سود کی حرمت نہیں ہے مگر امام ابویوسف اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سود کی حرمت ثابت ہے۔

فریق ثانی:

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک مسلمان کے لئے دارالحرب میں کفار سے سود لینا جائز ہے مگر دینا ہرگز جائز نہیں ہے لیکن ان لوگوں کے نزدیک کسی قسم کے مسلمان کے لئے دارالحرب میں غیر مسلم سے سود حاصل کرنا جائز ہوتا ہے؟ اس سلسلہ میں کتب فقہ کی دو قسم کی عبارتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

ا۔البحرالرائق وغیرہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ دوسرے ممالک سے پاسپورٹ لیکر آنے والے اور خود دارالحرب کے رہنے والے دونوں قسم کے مسلمانوں کیلئے دارالحرب میں کفار سے سود حاصل کرنا جائز ہے بس صرف اتنی بات شرط کے درجہ میں ہے کہ غیر مسلم کی رضامندی سے سود حاصل کیا جائے اور کسی قسم کی غداری اور بدعہدی نہ ہو نیز امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جو مسلمان دارالحرب میں اسلام لاکر وہیں پر رہائش اختیار کر چکا ہے اور وہاں سے ہجرت نہیں کی ہے تو اس مسلمان سے بھی سود لینا جائز ہے علامہ ابن نجیم مصریؒ نے البحرالرائق میں اس مسئلہ کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

لاربوابین المسلم والحربی فی دارالحرب ولان مالهم مباح وبعقد

الامان منهم لم يصر معصوماً الاانه التزم ان لايتعرض لهم بغدرولا لمافي ايديهم بدون رضاهم فاذااخذ برضاهم اخذمالاً مباحاً بلاغدر فيملكه بحكم الاباحة السابقة (البحرالرائق ص۱۳۵ جلد۶ و ص ۱۳۶ هكذا فى البنايه ص ۱۶۵ ج ۳)

دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان سود کی حرمت نہیں ہے اس لئے کہ ان کا مال مباح ہے اور ان کے ساتھ جو امان اور ویزا کا معاملہ ہوا ہے اس کی وجہ سے ان کا مال معصوم نہ ہوگا البتہ یہ لازم ہے کہ بدعہدی کے ساتھ ان کا مال حاصل نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کے قبضہ کی چیزوں کو ان کی رضامندی کے بغیر حاصل کیا جائے لہٰذا جب ان کی رضامندی سے حاصل کیا جائے تو بغیر غداری کے مال مباح کا حاصل کرنا ثابت ہوگا لہٰذا اباحت سابقہ کی وجہ سے مسلمان اس کا مالک ہو جائے گا۔

اور الدرالمنتقی اور المغنی لابن قدامہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے اس قول کو بھی واضح کردیا ہے کہ دارالحرب میں دو مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے سے سودی لین دین کر سکتے ہیں جو حسب ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

وحكم من اسلم فى دارالحرب ولم يهاجر كحربى عنده الخ (مجمع الانہر ص۹۰ ج۲)

اور اس مسلمان کا حکم سودی لین دین میں حربی کافر کی طرح ہے جس نے مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت نہیں کی ہے۔

وقال ابوحنيفة لايجرى الربوابين مسلم وحربى فى دارالحرب وعنه فى مسلمين اسلمافى دارالحرب لاربوابينهما الخ (مغنى ابن قدامه ص ۴۷ ج۴)

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ سود کی حرمت مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں جاری نہیں ہوتی ہے اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ دارالحرب میں آپس میں ایسے دو مسلمانوں میں بھی سود کی حرمت جاری نہیں ہوتی ہے جو وہاں پر اسلام لائے ہوں۔

اب مذکورہ عبارت پر غور فرمائیں کہ کیا ہندوستان جیسے ممالک میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے سود لینا جائز ہو سکتا ہے؟ میرے خیال میں کوئی بھی اس کے جواز پر اتفاق نہیں کرے گا

۲۔ درمختار وغیرہ کتب فقہ کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ و امام محمد کے

نزدیک بھی دارالحرب میں ہر قسم کے مسلمان کے لئے کفار سے سود حاصل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ صرف ایسے مسلمان کے لئے جائز ہے جو دوسرے ممالک سے پاسپورٹ لیکر دارالحرب میں داخل ہوا ہو اور خود دارالحرب کے رہنے والے مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے لہٰذا پاکستان اور ہندوستان وغیرہ کا مسلمان اگر امریکہ، چین، برطانیہ وغیرہ جیسے دارالحرب میں عارضی طور پر جا کر وہاں کے غیر مسلم عوام یا حکومت کے بینک سے سود حاصل کرتا ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز اور حلال ہوگا لیکن خود وہاں کے رہنے والے مسلمان کے لئے وہاں کی غیر مسلم عوام یا سرکاری بینک سے سود حاصل کرنا جائز نہ ہوگا البتہ اگر کوئی ہندوستانی مسلمان چین، امریکہ، جرمنی، جاپان وغیرہ میں پاسپورٹ لیکر عارضی طور پر مستامن ہو کر رہتا ہے تو اس کے لئے وہاں کی غیر مسلم عوام یا سرکاری بینک سے سود حاصل کرنا جائز ہوگا۔

علامہ علاء الدین حصکفیؒ نے الدرالمختار میں اس مسئلہ کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

ولا بین حربی و مسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ الخ

(در مختار ص ۸۶ ج ۵)

دارالحرب میں حربی اور اس مسلمان کے درمیان سود کی حرمت نہیں ہے جو امن اور ویزا لے کر آیا ہو اگرچہ عقد فاسد یا جوا و قمار سے ان کا مال حاصل کرتا ہو (تب بھی حلال ہے)۔

ہندوستان میں سود

اب مذکورہ بحث کو دوبارہ پڑھ کر دیکھئے تو البحرالرائق اور مغنی وغیرہ کی عبارات سے ہر مسلمان کے لئے دارالحرب میں سود کا جواز معلوم ہوگا نیز وہاں کے مسلمانوں کا آپس میں سودی لین دین کا جواز بھی معلوم ہوگا اور درمختار وغیرہ کی عبارت سے صرف باہر سے پاسپورٹ لیکر آنے والے مسلمان کے لئے جائز معلوم ہوگا اور خود دارالحرب کے رہنے والے کے لئے جائز نہ ہوگا تو کیا ہندوستان میں خود یہاں کے رہنے والے مسلمان کے لئے غیر مسلم سے یا سرکاری بینک سے سود حاصل کرنا جائز ہوسکتا ہے حالانکہ خود علماء ہند بھی آپس میں ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں متفق نہیں نیز دارالحرب کی جو حقیقت بیان کی جاتی ہے اس کے تحت ہندوستان داخل نہیں ہوتا اور ادھر درمختار کی عبارت سے بھی دارالحرب تسلیم کرنے کے باوجود ہندوستانی مسلمان کے لئے جواز ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تو پھر ہندوستان جیسے ممالک میں خود وہاں کے باشندے کے لئے غیر مسلم سے سود حاصل کرنا کس طرح جائز قرار دیا جاسکتا ہے اسی وجہ سے حضرت تھانویؒ حضرت گنگوہیؒ حضرت مفتی

محمود حسن صاحب گنگوہی وغیرہ ہم نے دارالحرب تسلیم کرنے کے بعد بھی ہندوستان میں مسلم یا غیر مسلم سے سود حاصل کرنے کو ہندوستانی مسلمانوں کے لئے ناجائز اور حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۵۷ ج ۳ فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۰۲ فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۲ ج ۴ ص ۳۷۲ ج ۱۳)

اور ان وجوہات کی بنا پر ہم بھی عدم جواز ہی کا فتویٰ دیا کرتے ہیں۔

انڈین مسلمان کیلئے چین وامریکہ کے سود کا جواز

اگر کوئی ہندوستانی یا پاکستانی مسلمان چین امریکہ جرمنی اٹلی وغیرہ ممالک میں عارضی طور پر جا کر رہتا ہے تو اس کے لئے وہاں کے غیر مسلم عوام اور سرکاری بینک سے سود حاصل کرنا بلاشبہ جائز ہوگا جیسا کہ درمختار کی عبارت سے واضح ہوتا ہے اور تمام اکابر کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

(مستفاد امداد الفتاویٰ ص ۱۵۷ ج ۳) (رسالہ ایضاح النوادر ص ۸۷ تا ۹۸)

دارالاسلام میں کافروں کا تبلیغی اجتماع

سوال...... اسلامی ریاست میں کفر وشرک کی تبلیغ کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ کیا بطور حسن سلوک یا رواداری اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو انکے باطل دین کی تبلیغ کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

جواب...... دارالاسلام میں غیر مسلمین اپنے گھروں یا عبادت گاہوں میں مذہبی تبلیغ کر سکتے ہیں کھلے مقامات پر انہیں تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں دی جاسکتی حتیٰ کہ وہ اپنی مذہبی کتاب بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۸)

دارالاسلام میں عیسائیت کی تبلیغ کا حکم

سوال...... آج کل مملکت خداداد پاکستان میں عیسائی کھلے عام بازاروں میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ غیر مسلم دارالاسلام میں اپنے مذہب کی آزادی سے تبلیغ کرتے پھریں؟

جواب...... اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی غیر مسلم آزادی سے مسلمانوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرے بلکہ مسلمان حاکم وقت پر یہ لازم ہے کہ وہ انہیں اس عمل سے باز رکھے جہاں تک دارالاسلام میں غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کا تعلق ہے تو وہ صرف ان کے ہم مذہبوں تک محدود ہے یہاں تک کہ وہ بلند آواز سے اپنی مذہبی کتاب کی تلاوت بھی نہیں کر سکتے۔

لماقال العلامة ظفراحمد العثمانیؒ :وقدحکیٰ ابن تیمیةؒ اجماع

الفقهاء وسائر الائمة رحمهم الله علی مراعاة تلک الشروط قال ولولاشهر تها عندالفقهاء لذکرنا الفاظ کل طائفة فیها......ومن جملة الشروط مایعودباخفاء منکرات دینهم وترک اظهارها کمنعهم من اظهارهاالخمر والناقوس والنیران والاعیادونحو ذلک ومنها مایعود باخفاء شعائر دینهم کاصواتهم بکتابهم.

(اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۴۸۸ باب شروط اصل الذمة وما یجوزلهم فی دارنا ومالا یجوز لهم) (فتاویٰ حقانیہ ج ۵ ص ۳۲۲)

دارالاسلام میں غیرمسلمین کی نئی عبادت گاہ

سوال......کیا اسلامی ریاست میں غیرمسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ نئی عمارت کی تعمیر مقصود ہے۔

جواب...... غیرمسلمین کو دارالاسلام میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں ان کی مرمت بھی کر سکتے ہیں مگر قدیم عمارت پر اضافہ نہیں کر سکتے اسی طرح ان کا کوئی شہر فتح ہونے کے وقت اس میں اگر کوئی عبادت گاہ ویران تھی تو اسے از سرنو آباد کرنے کی اجازت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۹)

دارالاسلام بننے کے لئے شرائط

سوال......دارالحرب سے دارالاسلام بننے کے لئے کون سی شرائط ہیں؟

جواب......فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دارالحرب سے دارالاسلام بننے کیلئے صرف ایک شرط ہے کہ احکام میں اسلام کا ظہور ہو جائے تو وہ دارالاسلام شمار ہوگا۔

لماقال العلامة الحصکفیؒ :ودارالحرب تصیردارالاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیهاکجمعة وعید (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۷ کتاب الجهاد' لیل باب العشروالخراج والجزیة)

دارالحرب بننے کے لئے شرائط

سوال......دارالاسلام سے دارالحرب بننے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

جواب......دارالاسلام سے دارالحرب بننے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے امام

ابوحنیفہ کے نزدیک تین شرائط کا ہونا ضروری ہے (۱) احکام کفر اس میں ظاہر ہو جائیں (۲) دارالکفر کے ساتھ متصل ہو جائے (۳) مسلمان اور ذمی اپنے امن میں نہ رہ جائے بلکہ کفار کے امن میں داخل ہو جائیں اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک دارالحرب بننے کے لئے صرف ایک شرط ہے کہ کفر کے احکام کا ظہور ہو جائے۔

لماقال العلامة الکاسانی رحمه الله: قال ابوحنیفةؒ انهالاتصیر دارالکفر الا بثلث شرائط احدها ظهوراحکام الکفرفیها والثانی ان تکون متاخمة دارالکفر.

وقال العلامة الکاسانیؒ :لاخلاف بین اصحابنافی ان دارالکفر تصیر دارالاسلام ظهور احکام الاسلام فیها (بدائع الصنائع ج۷ ص ۱۳۰ کتاب السیر) ومثله فی الهندیة ج۲ ص۲۳۲ کتاب السیر' الباب الخامس فی استیلاء الکفار' والثالث ان لایبقی فیها مسلم ولاذمی' امناً بالامان الاول وهو امان المسلمین وقال ابویوسفؒ ومحمدؒ انها تصیردارالکفر بظهور احکام الکفر فیها. (بدائع الصنائع ج۷ ص ۱۳۰ فصل الاحکام تختلف باختلاف الدارین) وفی الهندیة: قال محمد فی الزیادات انما تصیردارالاسلام دارالحرب عندابی حنیفةؒ بشروط ثلثة احدها اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتهار وان لایحکم فیها بحکم الاسلام والثانی ان تکون متصلة بدارالحرب لایتخلل بینهما بلدمن بلادالاسلام والثالث ان لایبقی فیها مومن ولاذمی امناً بامانه الاول الذی کان ثابتاً قبل استیلاء الکفار رللمسلم باستلامه وللذی بعقد الذمة وقال ابویوسفؒ ومحمدؒ بشرط واحدلاغیروهو اظهاراحکام الکفر وهو القیاس (الفتاویٰ الهندیة ج۲ ص ۲۳۲ کتاب السیر' الباب الخامس فی استیلاء الکفار) ومثله فی تنویرالابصارعلی هامش ردالمحتار ج ص۲۷۷ کتاب الجهاد' قبل باب العشروالخراج والجزیة (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۳۱۷'۳۱۸)

دارالاسلام دارالحرب کب بنے گا؟

سوال......دارالاسلام دارالحرب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... معتبر کتابوں میں اکثر یہی روایت مختار ہے کہ جب تین شرطیں پائی جائیں تو دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے درمختار میں لکھا ہے کہ دارالاسلام دارالحرب نہیں ہو سکتا مگر جب تین امور پائے جاتے ہیں وہاں مشرکین کے احکام جاری ہو جائیں اور دارالاسلام دارالحرب سے مل جائے اور وہاں کوئی مسلمان باقی نہ رہے اور نہ وہاں کوئی ایسا کافر ذمی باقی رہ جائے جو پہلے مسلمانوں سے پناہ لے کر رہا ہو اور اب بھی اسی پناہ کی وجہ سے ہو اور دارالحرب اس حالت میں دارالاسلام ہو جاتا ہے کہ اہل اسلام کے احکام اس میں جاری ہو جائیں۔

اس شہر میں مسلمانوں کے امام کا حکم ہرگز جاری نہیں' نصاریٰ کے حکام کا حکم بے دغدغہ جاری ہے اور احکام کفر کے جاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ مقدمات انتظام وسلطنت وبندوبست رعایا وتحصیل خراج وباج وعشر اموال تجارت میں حکام بطور خود حاکم ہوں اور ڈاکوؤں اور چوروں کی سزا اور رعایا کے باہمی معاملات' اور جرموں کی سزا کے مقدمات میں کفار کا حکم جاری ہو اگرچہ بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ وعیدین واذان وگاؤکشی میں کفار تعرض نہ کریں لیکن ان چیزوں کا اصل اصول ان کے نزدیک بے فائدہ ہے کیونکہ مسجدوں کو بے تکلف منہدم کرتے ہیں جب تک یہ اجازت نہ دیں کوئی مسلمان اور کافر ذمی ان اطراف میں نہیں آ سکتا مصلحتاً واردین مسافرین اور تاجروں سے مخالفت نہیں کرتے دوسرے امراء مثلاً شجاع الملک' اور ولایتی بیگم بلا اجازت ان کے ان شہروں میں نہیں آ سکتے اور اس شہر سے کلکتہ تک ہر جگہ نصاریٰ کا عمل ہے البتہ داہنے بائیں مثلاً حیدرآباد اور لکھنو رام پور میں ان کا حکم جاری نہیں کیونکہ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے اور احادیث وصحابہ کرام کی رائے سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت صدیقؓ کے زمانے میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ بنی یربوع دارالحرب ہے۔

حالانکہ جمعہ اور عیدین واذان اس جگہ جاری تھا مگر وہاں کے لوگوں کو حکم زکوٰۃ سے انکار تھا اور ایسا ہی سماحہ اور اس کے اطراف کے بارے میں یہ حکم تھا کہ دارالحرب ہے۔ حالانکہ ان شہروں میں مسلمان بھی تھے علیٰ ہذا القیاس خلفاء کرام کے زمانے میں بھی یہی طریقہ جاری رہا بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے زمانے میں یہ حکم فرمایا تھا کہ فدک اور خیبر دارالحرب ہے حالانکہ ان مقامات میں اہل اسلام کے تجار' بلکہ وہاں کے بعض باشندے بھی مسلمان تھے اور فدک اور خیبر مدینہ منورہ سے نہایت متصل تھا۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۳۲)

دارالحرب دارالامن ہوسکتا ہے

سوال...... دارالحرب کی کیا تعریف ہے؟ کیا کسی ملک کے نظام میں مسلمانوں کو صرف

عبادات نماز روزہ کی ادائیگی آزادانہ اس ملک کے دارالامن ہونے کے لئے کافی ہوگی؟ جبکہ ملک کے عائلی قوانین مثلاً نکاح' طلاق میں مسلمان ان کے غیر اسلامی قوانین کی پابندی پر مجبور ہوں۔

جواب...... جہاں احکام اسلام کی تنفیذ پر قدرت نہ ہو وہ دارالحرب ہے دارالحرب میں اگر مسلمانوں کی جان' مال اور عزت محفوظ ہو اور عبادات محضہ پر کوئی پابندی نہ ہو تو یہ دارالامن ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج۶ ص۲۱)

ذمی کے حق میں مسلمان حاکم کا فیصلہ

سوال...... ذمی اپنے متبنی لڑکے کو حقیقی لڑکے کے برابر حصہ دیتے ہیں۔ اگر ان کا مقدمہ مسلمان حاکم کے یہاں آئے تو وہ کیا فیصلہ کرے؟

جواب...... خمر وخنزیر کی بیع وفروخت کے علاوہ تمام معاملات وعقوبات میں ذمی مسلمانوں کے تابع ہونگے مسلمان حاکم شریعت محمدیہ کے مطابق ذمی کے ترکہ کو تقسیم کریگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص۳۲۶)

دارالحرب میں دینی امور کے لئے امیر مقرر کرنا

سوال...... دارالحرب میں دینی معاملات کے لئے امام وغیرہ مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب...... دارالحرب میں یعنی اس ملک کے متعلق جس پر کفار کا تسلط ہو یہ تو فقہاء نے لکھا ہے کہ جمعہ وغیرہ کے انتظام کے لئے کوئی امام مقرر کرلیں اور اپنے معاملات باہمی کے فیصلہ کے لئے قاضی مقرر کرلیں باقی کفار ومحاربین کی مدافعت کے لئے اور مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو حکام وقت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا کیونکہ ان کے پاس ایسی قوت نہیں ہے کہ مدافعت کرسکیں اور امور سیاسیہ کا انتظام کرسکیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج۱۲ ص۲۷۴)

دارالحرب (ہندوستان) میں سود لینے کا حکم

سوال...... تمام ملک نصاریٰ کا بالاتفاق دارالحرب ہے یا نہیں؟ اگر تمام ملک دارالحرب ہے تو جائز ہے یا نہیں کہ اہل اسلام ان نصاریٰ سے سود لیں؟

جواب...... دارالحرب ہونے کی شرطیں اگر نصاریٰ کے ملک میں پائی جاتی ہیں تو وہ دارالحرب ہے اور جب کوئی چیز پائی جاتی ہے تو اس کے لوازم بھی ضرور پائے جاتے ہیں تو جب نصاریٰ کا ملک دارالحرب ہوا تو اس ملک میں کفار سے سود لینا اور دینا جائز ہوا' ہدایہ میں ہے کہ مسلمان اور حربی کے درمیان میں سود حرام نہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ روایات میں جو حکم مطلق ہوتا ہے وہ عام ہوتا ہے تو دونوں صورت یعنی سود لینا اور دینا حرمت کی نفی میں داخل ہوئی لیکن مسلمانوں کو چاہئے کہ کافر حربی کو سود

دینے میں احتیاط کرے بے ضرورت کافر حربی کو بھی سود نہ دیوے۔ (فتاویٰ عزیزی ج اص ۹۷)

دارالحرب میں حربیوں کے جان و مال سے تعرض کرنا

سوال...... اگر کوئی مسلمان امن لے کر دارالحرب میں جاتا ہے تو حربیوں کے جان و مال سے تعرض کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب...... حرام ہے کیونکہ اس میں غدر ہے ہاں اگر دارالحرب کا حاکم اس مسلم مستامن کا مال چھین لے یا قید کرے یا کوئی حربی اس قسم کا معاملہ کرے اور حاکم باوجود علم رکھنے کے اس کو منع نہ کرے تو اس صورت میں نقض عہد کی ابتداء خود حربیوں کی جانب سے ہے تو مسلمانوں کے لئے بھی ان کے جان و مال سے تعرض کرنا جائز ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۲۶۲)

دارالحرب میں جا کر چوری کرنا

سوال...... اگر مسلم مستامن نے کسی حربی کا مال چوری کیا یا زبردستی چھین لیا یا لوٹ لیا تو ایسی صورت میں مالک ہوگا یا نہیں؟

جواب...... دارالحرب میں رہتے ہوئے مسلم مستامن پر فرض ہے کہ اس مال کو واپس کرے لیکن جبکہ مال دارالحرب سے باہر آ گیا تو اس کی ملکیت ثابت ہو جائے گی مگر استعمال جائز نہ ہوگا بلکہ صدقہ کرے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۲۶۳)

دارالحرب سے اسمگل کرنا

سوال...... برما جو کافروں کی حکومت ہے اس کی سرحد کے متصل مسلمانوں کی حکومت ہے جس میں برما کے مسلمان اسمگل کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اسمگل کرنا ناجائز ہے تو وہاں کے بعض علماء جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ برما دارالحرب ہے دارالحرب سے دارالاسلام میں اسمگل جائز ہے ان کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

جواب...... اگر برما کے مسلمانوں اور حکومت کے درمیان علانیہ محاربہ نہیں تو وہاں سے مال اسمگل کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۲)

جنگ کے دوران کافر اگر کلمہ پڑھ لے تو اسے قتل کرنا جائز نہیں

سوال...... ایک کافر اور منکر خدا اگر دوران جنگ مجاہدین کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اور کلمہ توحید پڑھ لے تو کیا اسلام لانے کے بعد اس کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... حالت جنگ میں اگر کسی غیر مسلم نے مسلمانوں کے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کیا اور کلمہ توحید پڑھ کر وحدانیت باری تعالیٰ کا اقرار کرلیا تو شریعت مطہرہ میں ایسے شخص کو قتل کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسی صورت میں صرف اس کے اقرار ایمان پر ہی اکتفا کرلینا کافی ہے۔

لماقال العلامة ابن نجيمؒ :والكفاراقسام قسم يجحدون البارى جل وعلا واسلامهم اقرارهم بوجوده وقسم يقرون به ولكن ينكرون وحدانيته واسلامهم اقرارهم بوحدانيته (البحرالرائق ج۵ ص۷۴ كتاب السير) وفى الهندية: قال القدورى فى كتابه الكفار على نوعين فهم من يجحد البارى عزوجل ومنهم من يقربه الاانه ينكروحدانيته' كعبدة الاوثان فمن انكره اذا اقربه يحكم باسلامه ومن اقرومجدوحدانيته اذا اقربوحدانيته بان قال لااله الاالله يحكم بالاسلام' (الفتاوىٰ الهندية ج۲ ص۱۹۵ كتاب السير' الباب الثانى فى كيفية القتال) ومثله فى التاتارخانية ج۵ ص۲۳۳ كتاب السير' الفصل الرابع فى بيان ماينتهي به الامر بالقتال. (فتاوىٰ حقانيه ج۵ ص۲۰۴)

باغیوں کا قتل کرنا

سوال...... کیا بغاۃ ومفسدین کا قتل جائز ہے؟ جیسا کہ ایران میں خمینی نے یہ عمل شروع کیا ہے کہ بہت سے لوگوں کو مفسد فی الارض قرار دے کر تختہ دار پر چڑھا دیا اگر اس قسم کے لوگوں کا قتل جائز ہے تو کس صورت میں اور کن شرائط سے؟

جواب...... جو شخص یا جماعت حکومت مسلمہ کے خلاف بغاوت کرے اس کی بغاوت کچلنے کیلئے حکومت کا اسے قتل کرنا جائز ہے بشرطیکہ بدوں قتل اس کی قوت توڑنا ممکن نہ ہو اگر قتل کے بغیر کسی ذریعہ سے اس کے شر کا دفعیہ ممکن ہو تو قتل کرنا جائز نہیں بصورت قتال حاکم اگر عامۃ المسلمین سے باغیوں کے خلاف مدد طلب کرے تو مقدور بھر اسکی مدد کرنا ضروری ہے۔ جو باغی اور مفسد حکومت کے ہاتھوں گرفتار ہوں اگر ان کی قوت وشوکت ٹوٹ چکی ہو تو انہیں قتل کرنا جائز نہیں اور اگر ان کے پیچھے طاقت کارفرما ہے تو ان کا فیصلہ حکومت کی صوابدید پر ہے چاہے تو انہیں قتل کردے اور چاہے تو قید ہی میں رہنے دے تاوقتیکہ توبہ کرکے ان خیالات سے رجوع کرلیں توبہ کے بعد بھی جب تک حکومت کو اطمینان نہ ہو انہیں قید رکھنا جائز ہے۔

لیکن غلبہ پانے کی صورت میں ان کے بچوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈی بنانا جائز نہیں اسی طرح ان چھینے ہوئے اموال واسلحہ کو غنیمت کے طور پر تقسیم کرنا جائز نہیں وقتی طور پر اموال کو روک کر بغاوت تھم جانے کے بعد واپس کر دینا ضروری ہے۔

باقی رہا خمینی کا مسئلہ تو وہ خود رئیس المفسدین اور ابغی البغاۃ ہے اگر اسکے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے کچھ مفسدین اور باغین کو ٹھکانے لگا دیا تو یہ اس کے ارشاد "**وکذالک نولی بعض الظلمین بعضاً بما کانوا یکسبون**" اور **یذیق بعضکم باس بعض** کا مصداق ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج۶ص ۳۶۴)

کفار کے خلاف مدافعانہ اور اقدامی دونوں قسم کے جہاد مشروع ہیں

سوال...... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام میں صرف مدافعانہ جہاد مشروع ہے اور اقدامی جہاد مشروع نہیں ہے کیونکہ اقدامی جہاد اگر کفار کے خلاف شروع ہو جائے تو اسلام ایک خونخوار مذہب شمار ہوگا اور اس سے اسلام کی بدنامی ہوگی کیا واقعی اسلام میں اقدامی جہاد مشروع نہیں ہے؟

جواب...... اسلام درحقیقت ایک امن پسند دین ہے وہ خونریزی نہیں چاہتا تاہم بوقت ضرورت جب دین کو غیر مسلموں سے خطرہ ہو یا اعلاء کلمۃ اللہ مقصود ہو تو اسلام اقدامی اور دفاعی دونوں قسم کے جہاد کی اجازت دیتا ہے لیکن کسی صورت میں بھی ظلم و جبر کا قائل نہیں ہے۔

لماقال العلامة ابن نجیم رحمه الله: مناسبته للحدود من حیث ان المقصود منهما اخلاء العالم عن الفسادفكان كل منهما حسن لمعنى في غيره وقال لانه مافرض لعينه اذهوا فساد في نفسه وانما فرض لاعزاز دين الله تعالىٰ ودفع الشرعن العباد. (البحرالرائق ج۵ ص۷۰ كتاب السير) وقال العلامة ابن عابدينؒ : (قوله لاتحادالمقصود) وهواخلاء الارض عن الفساد الخ (وقوله غيرخفي) لان الحدود اخلاء عن الفسق والجهاداخلاء عن الكفر. (ردالمحتارج۳ ص۲۱۷ كتاب الجهاد) ومثله في فتح القدير ج۵ ص۱۸۷ كتاب السير. (فتاویٰ حقانیہ ج۵ص ۲۹۴)

باغیوں کا اموال کا حکم

سوال...... یہاں ظفار (سلطنت عمان) کے پہاڑوں پر حکومت اور باغیوں کے مابین لڑائی

رہتی ہے ایک دوسرے پر بمباری کے دوران بعض جانور گائے' بکریاں وغیرہ زخمی ہوجاتی ہیں مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جانور باغیوں کے ہیں یا اپنی رعایا کے اگر ان زخمی جانوروں کو ذبح نہ کیا جائے تو مردار ہوجاتے ہیں اس لئے فوجی جوان انہیں ذبح کردیتے ہیں اگر ذبح کے بعد یونہی چھوڑ دیئے جائیں تو بڑے بڑے درندے کھا جائیں گے کیا فوجی انہیں کھا سکتے ہیں؟

جواب...... جو جانور باغیوں کے مقبوضہ علاقے میں پائے جائیں انہیں فروخت کرکے انکی قیمت محفوظ رکھی جائے جب وہ بغاوت سے توبہ کرلیں تو یہ رقم انہیں دے دی جائے اور جو جانور اپنے علاقے میں پائے جائیں یا اپنی اور دشمن کی مخلوط آبادی میں ہوں یا جن سے متعلق کچھ تحقیق نہ ہوسکے تو وہ بحکم لقطہ ہیں اول ان کی تشہیر کی جائے اگر مالک کا پتہ کسی صورت میں نہ چل سکے تو کسی مسکین فوجی کی ملک کردیئے جائیں وہ چاہے تو غنی فوجیوں کو بھی ہبہ کرسکتا ہے لیکن استعمال کرنے کے بعد اگر کسی جانور کا مالک مل جائے تو اسے جانور کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ ص ۳۶۶)

اہل حرب کے باغات اور فصلوں کو برباد کرنا

سوال...... کیا کفار کے ساتھ جنگ کے دوران ان کے باغات اور فصلوں کو تباہ کرنا اور قطع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... کفار کے ساتھ جنگ کی حالت میں ان کے باغات اور فصلوں کو کاٹنے اور برباد کرنے میں چونکہ انکی شان وشوکت اور غرور وتکبر کو توڑنا مقصود ہوتا ہے لہٰذا دوران جہاد ان کے باغات اور فصلوں وغیرہ کو تباہ کرنے میں کوئی حرج نہیں' تاہم بلاوجہ مال مویشی اور باغات کو تباہ نہ کیا جائے۔

لماقال العلامة برهان الدين المرغيناني رحمه الله: قال وارسلوا عليهم الماء وقطعوا اشجارهم وافسد وازروعهم لان في جميع ذلك الحاق الكبت والغيظ بهم وكسرشو كتهم وتفريق جمعهم فيكون مشروعاً (الهداية ج۲ ص ۲۵۵ كتاب السير' باب كيفية القتال) وفي الهندية: ونصبوا عليهم المجانيق وحرقوهم وارسلوا عليهم الماء قطعوا شجرهم وافسدوازر وعهم (الفتاوىٰ الهندية ج۲ ص ۱۹۳ كتاب السير' الباب الثاني في كيفية القتال) ومثله في البحر الرائق ج۵ ص ۷۶ كتاب السير (الفتاوىٰ حقانيه ج۵ ص ۳۰۳)

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

سوال...... ہندوستان دارالکفر ہے یا دارالحرب ہے یا دارالاسلام یا کیا ہے؟ اس میں ہم کو

کس طرح رہنا چاہئے؟

جواب...... ہندوستان مشترکہ اور جمہوری حکومت ہے جس میں یہاں کے بسنے والوں کے لئے مساوی حقوق ہیں مسلمان بھی اپنے حقوق ومطالبات کا تحفظ کرتے ہوئے امن کی زندگی بسر کریں دارالحرب وہ ملک ہے جہاں پورا تسلط غیر مسلم کا ہو اور جہاں پورا تسلط مسلمانوں کا ہو وہ دارالاسلام ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ا ص ۳۰۷)

ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں

سوال...... ہندوستان میں جہاں تک عملداری انگریزوں کی ہے دارالحرب ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو صرف مطابق مذہب صاحبین رحمۃ اللہ علیہما یا مطابق مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی؟

جواب...... ہندوستان دارالحرب نہیں بلکہ دارالاسلام ہے دارالاسلام کے دارالحرب بننے کی شرط یہ ہے کہ احکام کفر علی سبیل الاشتہار جاری ہوں احکام اسلام بالکلیہ موقوف کردیئے جائیں اور شعائر اسلام وضروریات دین میں کفار مداخلت کرنے لگیں اور یہ شرط اتفاقی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے سوا اور بھی دو شرط زائد کیں ایک یہ کہ شہر دارالحرب میں کوئی شہر اہل اسلام کا باقی نہ رہے دوسرے یہ کہ امان اول مرتفع ہوجائے اور کفار کے امان میں رہنے کی نوبت آئی ہو اور یہ ظاہر ہے کہ بلاد ہندوستان میں یہ مفقود ہے اس وجہ سے کہ شعائر اسلام میں ہنوز حکام کی طرف سے مداخلت نہیں ہے اور اگرچہ قضاۃ کفار ہیں اور اسلام کے خلاف احکام جاری کرتے ہیں مگر بہت سے امور میں اہل اسلام کے فتاویٰ کی موافقت کرتے ہیں اور موافق شرع فیصلہ کرتے ہیں پس یہ ملک دارالحرب نہ ہوگا نہ بمذہب امام رحمۃ اللہ علیہ نہ بمذہب صاحبین رحمۃ اللہ علیہما۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۴۷۸) بعض محقق علماء کی تحقیق دوسری ہے۔ م ع

ہندوستان کے کافر ذمی ہیں یا حربی

سوال...... ہمارے ہندوستان میں جو کفار ہیں وہ ذمی ہیں یا حربی؟ اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ امور دینیہ میں کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

جواب...... وہ ذمی بھی نہیں کیونکہ مسلمان حاکم کی ماتحتی نہیں اور نہ محارب حربی ہیں جنہوں نے صلح ومسالمت کرلی ہے اور انکے اکثر اہل ذمہ کے مانند ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۴۶) یہ اس وقت کی بات ہے جب اقتدار فرنگی کا تھا اور مسلمانوں کو بھی کسی قدر قوت وشوکت حاصل تھی" م ع

ہندوستان میں ہندو ذمی ہیں یا حربی؟

سوال...... آج کل جو حالت ہندوؤں کی مسلمانوں کے ساتھ اکثر بلاد ہندوستان میں ہے وہ ظاہر ہے اب پوچھنا یہ ہے کہ ہندوستان کے اہل ہنود اب بھی ذمی کے حکم میں ہیں یا حربی کے؟ ہم مسلمانوں کے اوپر ان کے ذمی ہونے والے حقوق عائد ہوتے ہیں یا حربی والے؟

جواب...... درحقیقت ہندو اور مسلمانوں کی شان مستامن کی سی تھی لیکن جب سے ہندوؤں نے جگہ جگہ مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں اور علی الاعلان مسلمانوں کے دشمن ہو گئے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ وغیرہ نہیں رہا اور مصداق وھم بدئو کم اول مرة کے ہو گئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۲۷۳)

جہاد اور شہید کے احکام

اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کا مقام

سوال: اسلام میں جہاد اور شہادت کا کیا مرتبہ اور مقام ہے؟ ہمارے ہاں آج کل یہ عنوان موضوع بحث ہے، تفصیل سے آگاہ فرمادیں؟

جواب: اس عنوان پر نئی تحریر کے بجائے مناسب ہوگا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے اس مقالہ کا ترجمہ پیش کیا جائے جو راقم الحروف نے آج سے کئی سال قبل کیا تھا۔ حضرت بنوریؒ اواخر مارچ ۱۹۷۱ء میں مجمع البحوث الاسلامیہ مصر کی چھٹی کانفرنس میں شرکت کیلئے قاہرہ تشریف لے گئے تھے۔ تقریباً تیس بتیس عنوانات میں سے مذکورہ بالا عنوان پر مقالہ لکھا اور پڑھا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

الحمدللہ رب العالمین والعاقبة للمتقین. ولا عدوان الا علی الظالمین، والصلوٰة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و خاتم النبیین محمد وعلیٰ آله وصحبه وتابعیهم اجمعین.

امابعد: حضرات! اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ (نبوت وصدیقیت کے بعد) کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اس کی گرد کو نہیں پاسکتا۔ اسلام کے مثالی دور میں اسلام اور مسلمانوں کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ ان شہداء کی جاں نثاری و جانبازی کا فیض تھا جنہوں نے اللہ رب العزت کی خوشنودی اور کلمہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے خون سے اسلام کے سدابہار چمن کو

سیراب کیا۔ شہادت سے ایک ایسی پائیدار زندگی نصیب ہوتی ہے جس کا نقش دوام جریدہ عالم پر ثبت رہتا ہے جسے صدیوں کا گرد وغبار بھی نہیں دھندلا سکتا اور جس کے نتائج وثمرات انسانی معاشرے میں رہتی دنیا تک قائم ودائم رہتے ہیں۔ کتاب اللہ کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں شہادت اور شہید کے اس قدر فضائل بیان ہوئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور شک وشبہ کی ادنیٰ گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: **انّ اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بانّ لھم الجنّۃ یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون' ویقتلون وعدًا علیہ حقًّا فی التّوراۃ والانجیل والقرآن' ومن اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ من اللّٰہ فاستبشروا ببیعکُمُ الّذی بَایَعتم بہ' وذالک ھو الفوز العظیم. (التوبہ)**

ترجمہ: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے۔ توریت اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے ٹھہرایا ہے' خوشی مناؤ اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے۔''

سبحان اللہ! شہادت اور جہاد کی اس سے بہتر ترغیب ہوسکتی ہے؟ اللہ رب العزت خود بنفس نفیس بندوں کی جان ومال کا خریدار ہے جن کا وہ خود مالک ورزاق ہے اور اس کی قیمت کتنی اونچی اور کتنی گراں رکھی گئی جنت۔ پھر فرمایا گیا کہ یہ سودا کچا نہیں کہ اس میں فسخ کا احتمال ہو بلکہ اتنا پکا اور قطعی ہے کہ توریت وانجیل اور قرآن' تمام آسمانی صحیفوں اور خدائی دستاویزوں میں یہ عہد وپیمان درج ہے اور اس پر تمام انبیاء ورسل اور ان کی عظیم الشان اُمتوں کی گواہی ثبت ہے پھر اس مضمون کو مزید پختہ کرنے کے لیے کہ خدائی وعدوں میں وعدہ خلافی کا کوئی احتمال نہیں' فرمایا گیا ہے "**ومن اوفٰی بعھدہ من اللّٰہ**" یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ اور عہد وپیمان کی لاج رکھنے والا کون ہوسکتا ہے؟ کیا مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو خالق کے ایفائے عہد کی ریس کر سکے؟ نہیں! ہرگز نہیں! مرتبہ شہادت کی بلندی اور شہید کی فضیلت ومنقبت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی یہی ایک آیت کافی ووافی ہے۔ امام طبری' عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے مسجد میں ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا اور ایک انصاری صحابی بول اٹھے: واہ واہ! کیسی عمدہ بیع

اور کیسا سودمند سودا ہے۔ واللہ! ہم اسے کبھی فسخ نہیں کریں گے نہ فسخ ہونے دیں گے۔

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن یّطع اللّٰہ والرّسول فاؤلٰئک مع الّذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیّین والصّدّیقین والشّھداء والصّالحین وحسن اُولٰئک رفیقًا. (النساء ع ۹)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں راہ خدا کے جانباز شہیدوں کو انبیاء وصدیقین کے بعد تیسرا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔ نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون. (البقرہ ع ۱۹)

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم کو احساس نہیں۔''

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتًا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ان لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمة مّن اللّٰہ وفضل وان اللّٰہ لایضیع اجر المؤمنین. (آل عمران ع ۱۷)

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں، نہ وہ مغموم ہوں گے، وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔'' (ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ)

ان دونوں آیتوں میں اعلان فرمایا گیا کہ شہداء کی موت کو عام انسانوں کی سی موت سمجھنا غلط ہے شہید مرتے نہیں بلکہ مر کر جیتے ہیں، شہادت کے بعد انہیں ایک خاص نوعیت کی ''برزخی حیات'' سے مشرف کیا جاتا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ شہیدان راہ خدا' بارگاہ الٰہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس کے صلے میں حق جل شانہ کی طرف سے ان کی عزت وتکریم اور قدر ومنزلت کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی روحوں کو سبز پرندوں کی شکل میں سواریاں عطا کی جاتی ہیں۔ عرش الٰہی سے معلق قندیلیں ان کی قرارگاہ پاتی ہیں اور انہیں اذن عام ہوتا ہے کہ جنت میں جہاں چاہیں جائیں' جہاں چاہیں سیر وتفریح کریں اور جنت کی جس نعمت سے چاہیں لطف اندوز ہوں۔ شہید اور شہادت کی فضیلت میں بڑی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اس سمندر کے چند قطرے یہاں پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو لا ان اشق علی امتی' ماقعدت خلف سریّة ولو ددت انی اقتل ثم احیی ثم اقتل احیی ثم اقتل. (اخرجه البخاری فی عدة ابواب من کتاب الایمان والجهاد وغیرها فی حدیث طویل)

ترجمہ: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری اُمت کو مشقت لاحق ہوگی تو میں کسی مجاہد دستہ سے پیچھے نہ رہتا اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ میں راہ خدا میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔''

غور فرمایئے! نبوت اور پھر ختم نبوت وہ بلند وبالا منصب ہے کہ عقل وفہم اور وہم وخیال کی پرواز بھی اس کی رفعت وبلندی کی حدوں کو نہیں چھو سکتی اور یہ انسانی شرف ومجد کا وہ آخری نقطہ عروج اور غایۃ الغایات ہے جس سے اوپر کسی مرتبہ ومنزلت کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا لیکن اللہ رے مرتبہ شہادت کی بلندی وبرتری! کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مرتبہ شہادت کی تمنا رکھتے ہیں بلکہ بار بار دنیا میں تشریف لانے اور ہر بار محبوب حقیقی کی خاطر خاک وخون میں لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں:

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

صرف اسی ایک حدیث سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مرتبہ شہادت کس قدر اعلیٰ وارفع ہے۔

حدیث نمبر۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مامن احدید خل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا وله مافی الارض من

شیئی الا الشهید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری منالکرامة. (اخرجه البخاری فی باب تمنی المجاهدان یرجع الی الدنیا. ومسلم)

ترجمہ: ''کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو جائے یہ نہیں چاہتا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور اسے زمین کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت مل جائے' البتہ شہید یہ تمنا ضرور رکھتا ہے کہ وہ دس مرتبہ دنیا میں جائے پھر راہ خدا میں شہید ہو جائے کیونکہ وہ شہادت پر ملنے والے انعامات اور نوازشوں کو دیکھتا ہے۔''

حدیث نمبر۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں بعض دفعہ جہاد کے لیے اس وجہ سے نہیں جاتا کہ بعض (نادار اور) مخلص مسلمانوں کا جی اس بات پر راضی نہیں کہ (میں تو جہاد کے لیے جاؤں اور) وہ مجھ سے پیچھے بیٹھ جائیں (مگر ان کے پاس جہاد کے لیے سواری اور سامان نہیں) اور میرے پاس (بھی) سواری نہیں کہ ان کو جہاد کے لیے تیار کر سکوں۔ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میں کسی مجاہد دستے سے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جائے' پیچھے نہ رہا کروں اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تمنا یہ ہے کہ میں راہ خدا میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں۔'' (بخاری و مسلم)

حدیث نمبر۴: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **واعلموا ان الجنة تحت ظلال السیوف** (بخاری)

''جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔''

حدیث نمبر۵: حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عند ربهم یرزقون. الآیة

ترجمہ: ''اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں' اپنے پروردگار کے مقرب ہیں' ان کو رزق بھی ملتا ہے۔''

تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ارواحهم فی جوف طیر خضر لها قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة

حیث شاء ت ثم تأوی الیٰ تلک القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃً فقال: ھل تشتھون شیئًا' قالوا: ایَّ شیءٍ نشتھی ونحن نسرح من الجنۃ حیث شئنا؟ ففعل ذالک بھم ثلاث مَرات' فلما راؤا انّھم لن یترکوا من ان یسألوا قالوا: یا ربّ! نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتّی نقتل فی سبیلک فلمّا رأی ان لیس لھم حاجۃ ترکوا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں سواری کرتی ہیں۔ ان کی قرارگاہ وہ قندیلیں ہیں جو عرش الٰہی سے آویزاں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر وتفریح کرتی ہیں' پھر لوٹ کر انہی قندیلوں میں قرار پکڑتی ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان سے بالمشافہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کیا: ساری جنت ہمارے لیے مباح کردی گئی ہے ہم جہاں چاہیں آئیں جائیں' اس کے بعد اب کیا خواہش باقی رہ سکتی ہے؟ حق تعالیٰ نے تین بار اصرار فرمایا (کہ اپنی کوئی چاہت تو ضرور بیان کرو) جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی نہ کوئی خواہش عرض کرنا ہی پڑے گی تو عرض کیا: اے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دی جائیں تاکہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر جام شہادت نوش کریں' اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ اب ان کی کوئی خواہش باقی نہیں' چنانچہ جب یہ ظاہر ہوگیا تو ان کو چھوڑ دیا گیا۔''

حدیث نمبر۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لایکلم احد فی سبیل اللّٰہ. واللّٰہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ. الاجاء یوم القیامۃ وجرحہ یثعب دمًا' اللون لون الدم والریح ریح المسک. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ''جو شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہو...... اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون کا فوارہ بہہ رہا ہوگا' رنگ خون کا اور خوشبو کستوری کی۔''

حدیث نمبر۷: حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

للشھید عنداللّٰہ ست خصال یغفرلہ فی اول دفعۃ ویری مقعدہ من الجنۃ

ویجار من عذاب القبر ویأمن من الفزع الاکبر ویوضع علی رأسہ تاج الوقار' الیاقوتۃ منہا خیر من الدنیا ومافیہا' ویزوج ثنتین وسبعین زوجۃً من الحور العین' ویشفع فی سبعین من اقربائہ. (رواہ الترمذی وابن ماجۃ ومثلہ عند احمد والطبرانی من حدیث عبادۃ بن الصامت)

اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ انعام ہیں:

۱-اول وہلہ میں اس کی بخشش ہوجاتی ہے۔

۲-(موت کے وقت) جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔

۳-عذاب قبر سے محفوظ اور قیامت کے فزع اکبر سے مامون ہوتا ہے۔

۴-اسکے سر پر ''وقار کا تاج'' رکھا جاتا ہے جسکا ایک نگینہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔

۵-جنت کی بہتر حوروں سے اس کا بیاہ ہوتا ہے۔

۶-اور اس کے ستر عزیزوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

حدیث نمبر۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشہید لایجد الم القتل کمایجد احدکم القرصۃ. (رواہ الترمذی والنسائی والدارمی)

ترجمہ: ''شہید کو قتل کی اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔''

حدیث نمبر۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا وقف العباد للحساب جاء قوم واضعی سیوفہم علیٰ رقابہم تقطر دماً. فازدحموا علیٰ باب الجنۃ فقیل من ھولاء؟ قیل الشھداء کانوا احیاء مرزوقین. (روہ الطبرانی)

ترجمہ: ''جبکہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے جن سے خون ٹپک رہا ہوگا' یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہوجائیں گے لوگ دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا' سیدھے جنت میں آگئے) انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے جنہیں رزق ملتا تھا۔''

حدیث نمبر۱۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مامن نفس تموت لها عندالله خير يسرها ان ترجع الى الدنيا' الاالشهيد' فانّه يسره ان يرجع الى الدنيا فيقتل مرةً اخرىٰ لما يرى من فضل الشهادة. (رواه مسلم)

ترجمہ: ''جس شخص کے لیے اللہ کے ہاں خیر ہو جب وہ مرے تو کبھی دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرتا' البتہ شہید اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کی بہترین خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسے دنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ وہ ایک بار پھر شہید ہو جائے اس لیے کہ وہ مرتبہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔''

حدیث نمبر۱۱: ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

''وہ کہتے ہیں کہ اپنے مال کی دیکھ بھال کے لیے میں غابہ گیا' وہاں مجھے رات ہوگئی' میں عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو شہید ہو گئے تھے) کی قبر کے پاس لیٹ گیا' میں نے قبر سے ایسی قرأت سنی کہ اس سے اچھی قرأت کبھی نہیں سنی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قاری عبداللہ (شہید) تھے تمہیں معلوم نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھتے ہیں اور انہیں جنت کے درمیان (عرش پر) آویزاں کر دیتے ہیں' رات کا وقت ہوتا ہے تو ان کی روحیں ان کے اجسام میں واپس کر دی جاتی ہیں اور صبح ہوتی ہے تو پھر انہیں قندیلوں میں آ جاتی ہیں۔''

یہ حدیث حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں ذکر کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی شہداء کے لیے طاعات کے درجات لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر۱۲: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احد کے قریب سے نہر نکلوائی تو وہاں سے شہداء احد کو ہٹانے کی ضرورت ہوئی' ہم نے ان کو نکالا تو ان کے جسم بالکل تر و تازہ تھے۔ محمد بن عمرو کے اساتذہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (جو احد میں شہید ہوئے تھے) نکالا گیا تو ان کا ہاتھ زخم پر رکھا تھا' وہاں سے ہٹایا گیا تو خون کا فوارہ پھوٹ نکلا' زخم پر ہاتھ دوبارہ رکھا گیا تو خون بند ہو گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں دیکھا تو ایسا لگتا تھا گویا سو رہے ہیں جس' چادر میں ان کو کفن دیا گیا تھا وہ جوں کی توں تھی اور پاؤں

پر جو گھاس رکھی گئی تھی وہ بھی بدستور اصل حالت میں تھی' اس وقت ان کو شہید ہوئے چھیالیس سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس واقعہ کو کھلی آنکھوں دیکھ لینے کے بعد اب کسی کو انکار کی گنجائش نہیں کہ شہداء کی قبریں جب کھودی جاتیں تو جونہی تھوڑی سی مٹی گرتی اس سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔''

یہ واقعہ امام بیہقی نے متعدد سندوں سے اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے جیسا کہ تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے۔ مندرجہ بالا جواہر نبوت کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ہیں:

اول: شہادت ایسا اعلیٰ وارفع مرتب ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس کی تمنا کرتے ہیں۔

دوم: مرنے والے کو اگر موت کے بعد عزت وکرامت اور راحت وسکون نصیب ہو تو دنیا میں واپس آنے کی خواہش ہرگز نہیں کرتا۔ البتہ شہید کے سامنے جب شہادت کے فضائل وانعامات کھلتے ہیں تو اسے خواہش ہوتی ہے کہ بار بار دنیا میں آئے اور جام شہادت نوش کرے۔

سوم: حق تعالیٰ شہید کو ایک خاص نوعیت کی ''برزخی حیات'' عطا فرماتے ہیں' شہداء کی ارواح کو جنت میں پرواز کی قدرت ہوتی ہے اور انہیں اذن عام ہے کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں' ان کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں اور صبح وشام رزق سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

چہارم: حق تعالیٰ نے جس طرح ان کو ''برزخی حیات'' سے ممتاز فرمایا ہے' اسی طرح ان کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں۔ گویا ان کی ارواح کو جسمانی نوعیت اور ان کے اجسام کو روح کی خاصیت حاصل ہوتی ہے۔

پنجم: موت سے شہید کے اعمال ختم نہیں ہوتے نہ اس کی ترقی درجات میں فرق آتا ہے بلکہ موت کے بعد قیامت تک اس کے درجات برابر بلند ہوتے رہتے ہیں۔

ششم: حق تعالیٰ ارواح شہداء کو خصوصی مسکن عطا کرتے ہیں جو یاقوت وزبرجد اور سونے کی قندیلوں کی شکل میں عرش اعظم سے آویزاں رہتے ہیں اور جنت میں چمکتے ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

بہت سے عارفین نے جن میں عارف باللہ حضرت شیخ شہید مظہر جان جاناںؒ بھی شامل ہیں۔ ذکر کیا ہے کہ شہید چونکہ اپنے نفس' اپنی جان اور اپنی شخصیت کی قربانی بارگاہ الوہیت میں پیش کرتا ہے اس لیے اس کی جزا اور صلہ میں اسے حق جل شانہ کی تجلی ذاتی سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں کونین کی ہر نعمت ہیچ ہے۔ آپ کے مسائل ج ۸ ص ۳۵۶۔

حکومت کیخلاف ہنگاموں میں مرنیوالے اورافغان چھاپہ مارکیا شہید ہیں؟

سوال: حکومت کے خلاف ہنگامے کرنے والے جب مرجاتے ہیں یا افغان چھاپہ مار مرجاتے ہیں یا ہندوستان کے مسلمان فوجی مارے جاتے ہیں یہ سب شہید ہیں یانہیں؟ کیونکہ یہ جہاد کے طریقے سے نہیں لڑتے اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے؟ اخبار میں لکھا جاتا ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے؟

جواب: افغان چھاپہ مار تو ایک کافر حکومت کے خلاف لڑتے ہیں انکے شہید ہونے میں شبہ نہیں۔ ہندوستان کے مسلمان فوجی جب کسی مسلمان حکومت کیخلاف لڑیں ان کو شہید کہنا سمجھ میں نہیں آتا اور حکومت کیخلاف بلوؤں اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں' بعض بے گناہ خود بلوائیوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور بعض بے گناہ پولیس والوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور دنگا فساد کی پاداش میں مرتے ہیں اس لیے انکے بارے میں کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے۔ (آپکے مسائل ص ۳۷۵ ج ۸)

کنیزوں کا حکم

سوال: آپ کی توجہ اسلام کے ابتدائی دور میں کنیز' لونڈی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جیسا کہ سورۃ مومنون میں ارشاد خداوندی ہے جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا کنیزوں جو ان کی ملک ہوتی ہیں اسلام میں اب کنیز لونڈی رکھنے کی اجازت ہے یانہیں؟ اور خلفاء راشدین کے دور میں کنیز رکھنے کی اجازت تھی یانہیں؟

جواب: اسلامی جہاد میں جو مرد اور عورتیں قید ہو کر آتی تھیں ان کو یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا یا ان کا مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کرایا جاتا تھا ان کو غلام اور باندیاں بنایا جاتا تھا۔ اس قسم کی کنیزیں یا باندیاں بشرط یہ کہ مسلمان ہو جائیں ان کو بغیر نکاح کے بیوی کے حقوق حاصل ہوتے تھے کیونکہ وہ اس شخص کی ملک ہوتی تھیں قرآن کریم میں وماملکت ایمانکم کے الفاظ سے انہیں غلام اور باندیوں کا ذکر ہے اب ایک عرصے سے جہاد نہیں اس لیے شرعی کنیزوں کا وجود نہیں' آزاد عورتوں کو پکڑ کر فروخت کرنا جائز نہیں اور اس سے وہ باندیاں نہیں بن جاتیں! (آپ کے مسائل ص ۳۸۲ ج ۸)

کیا ہنگاموں میں مرنے والے شہید ہیں

سوال:۔ حیدرآباد اور کراچی میں فسادات اور ہنگاموں میں جو بے قصور ہلاک ہو رہے ہیں

کیا ہم ان کو شہید کہہ سکتے ہیں؟ کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟ اور نہیں کہہ سکتے تو کیوں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

جواب:۔ شہید کا دنیاوی حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہیں دیا جاتا اور نہ اس کے پہنے ہوئے کپڑے اتارے جاتے ہیں' بلکہ بغیر غسل کے اس کے خون آلود کپڑوں سمیت اس کو کفن پہنا کر (نماز جنازہ کے بعد) دفن کردیا جاتا ہے۔

شہادت کا یہ حکم اس شخص کے لئے جو: ا۔ مسلمان ہو' ۲۔ عاقل ہو' ۳۔ بالغ ہو' ۴۔ وہ کافروں کے ہاتھوں سے مارا جائے یا میدان جنگ میں مرا ہوا پایا جائے اور اس کے بدن پر قتل کے نشانات ہوں' یا ڈاکوؤں یا چوروں نے اس کو قتل کردیا ہو' یا وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے' یا کسی مسلمان نے اس کو آلہ جارحہ کے ساتھ ظلماً قتل کیا ہو۔

۵۔ یہ شخص مندرجہ بالا صورتوں میں موقع پر ہلاک ہوگیا ہو اور اسے کچھ کھانے پینے کی' یا علاج معالجے کی' یا سونے کی' یا وصیت کرنے کی مہلت نہ ملی ہو' یا ہوش وحواس کی حالت میں اس پر نماز کا وقت نہ گزرا ہو۔ ۶۔ اس پر پہلے سے غسل واجب نہ ہو۔

اگر کوئی مسلمان قتل ہوجائے مگر متذکرہ بالا پانچ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اسکو غسل دیا جائیگا اور دنیوی احکام کے اعتبار سے شہید نہیں کہلائے گا۔ البتہ آخرت میں شہداء میں شمار ہوگا۔

اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصور

سوال: شرعی لونڈی کا تصور کیا ہے؟ کیا قرآن شریف میں بھی لونڈی کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے؟ میں نے کہیں سنا ہے کہ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ مسلمان چار بیویوں کے علاوہ ایک لونڈی رکھ سکتا ہے اور لونڈی سے بھی جسمانی خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں؟ اگر زمانہ قدیم شرعی لونڈی رکھنا جائز تھا جیسا ہوتا رہا ہے تو اب یہ جائز کیوں نہیں ہے؟ پہلے وقتوں میں لونڈیاں کہاں سے اور کس طرح سے حاصل کی جاتی تھیں جہاں تک میں نے پڑھا اور سنا ہے زمانہ قدیم میں لونڈیوں کی خرید وفروخت ہوا کرتی تھی اب یہ سلسلہ ناجائز کیوں ہے؟

جواب: جہاد کے دوران کافروں کے جو لوگ مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے ان کے بارے میں تین اختیار تھے ایک یہ کہ ان کو معاوضہ لے کر رہا کردیں' دوسرا یہ کہ بلا معاوضہ رہا کردیں' تیسرا یہ کہ ان کو غلام بنالیں۔ ایسی عورتیں اور مرد جن کو غلام بنالیا جاتا تھا ان کی خرید وفروخت بھی ہوتی تھی' ایسی عورتیں شرعی لونڈیاں کہلاتی تھیں اور اگر وہ کتابیہ ہوں یا بعد میں مسلمان ہوجائیں تو آقا

کوان سے جنسی تعلق رکھنا بھی جائز تھا اور نکاح کی ضرورت آقا کے لیے نہیں تھی چونکہ اب شرعی جہاد نہیں ہوتا اس لیے رفتہ رفتہ غلام اور باندیوں کا وجود ختم ہو گیا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۳ جلد ۸)

لونڈیوں پر پابندی حضرت عمرؓ نے لگائی تھی

سوال: لونڈی کا لکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں اور اس کے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات بغیر نکاح کے درست ہیں یا کہ نہیں؟ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی حالانکہ اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات حسنینؓ کے گھروں میں لونڈیاں ہوتی تھیں جو کہ جنگ کے بند بعد بطور مال غنیمت ملتی تھیں؟

جواب: شرعاً لونڈی سے مراد وہ عورت ہے جو کہ جہاد میں بطور مال غنیمت کے مجاہدین کے ہاتھ قید ہو جائے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کے ساتھ جنسی تعلقات جائز ہیں۔ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی بلکہ آپ غور فرمائیں تو شیعہ اصول کے مطابق نہ لونڈیوں کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ سیدوں کا نسب نامہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ اوپر لکھا لونڈی وہ ہے جو جہاد سے حاصل ہو اور جہاد کسی مسلمان عادل خلیفہ کے ماتحت ہو سکتا ہے خلافت راشدہ کے دور کو شیعہ جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے۔ جب خلفائے ثلاثہ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تو ان کے زمانہ میں ہونے والی جنگیں بھی شرعی جہاد نہیں ہوئیں اور وہ شرعی جہاد نہ تھا تو جو لونڈیاں آئیں تو ان سے تمتع شرعاً جائز نہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات حسنینؓ کے پاس شرعی لونڈیاں کہاں سے آ گئی تھیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ سالہ دور میں کوئی جہاد کافروں سے نہیں ہوا' لونڈیاں آئیں تمام سید جو حسن بانو کی نسل سے ہیں یہ نسب اس وقت صحیح تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ شرعی لونڈی ہوں اور شرعی تب ہو سکتی ہیں کہ جہاد شرعی ہو اور شرعی جہاد جب ہو سکتا ہے کہ حکومت شرعی ہو تو معلوم ہوا کہ شیعہ یا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کو شرعی حکومت مانیں یا سیدوں کی ''صحت نسب'' سے انکار کر دیں۔ (آپ کے مسائل جلد ۸ ص ۳۸۳)

افغانستان کے دار الحرب ہونے یا نہ ہونے کا حکم

سوال...... جناب مفتی صاحب: جہاد افغانستان کے وقت افغانستان دار الحرب تھا یا نہیں؟

جواب...... فقہاء کرام نے کسی ملک کے دار الحرب بننے کے لئے جن شرائط کا لحاظ کیا ہے وہ

جہاد کے وقت افغانستان میں مکمل طور پر نہیں پائی جاتی تھیں اس لئے افغانستان کا دارالحرب ہونا فقہی نقطہ نظر سے درست معلوم نہیں ہوتا ہے۔

لماقال العلامة بدرالدين محمود بن اسمعيل رحمه الله: لاتصير دارحرب الاباجراء احكام الشرك واتصالها بدارالحرب بان لايكون بينها وبين دارالحرب مصرللمسلمين وان لايبقى فيها مسلم اوذمى امنا على نفسه بالامان الاول لايبقى امنا الابان المشركين وعند هماباجراء احكام الشرك تصيردارحرب اتصلت اولاوبقى احدبالامان الاول اولا (جامع الفصولين ج۱ ص۱۳ كتاب السير) وقال العلامة التمرتاشیؒ :لاتصيردارالاسلام دارحرب الا بامور ثلاثة باجراء الاحكام اهل الشرك وباتصالها بدارالحرب وبان لايبقى فيها مسلم اوذمى امنا بالامان الاول' (تنويرالابصارعلى هامش ردالمحتارج۴ ص۲۷۷ كتاب الجهاد' فصل استمنان الكافر) ومثله فى الهندية على هامش الهندية ج۲ ص۳۱۲ كتاب السير' باب الرابع فى المرتدومايصير الكافر به مسلماً

(فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۳۲۱)

ہجرت کے بعض مسئلے

دارالحرب سے ہجرت کا حکم

سوال..... مسلمانان برما پر جور وستم ہو رہا ہے واضح ہے اسلام کے رکن اعظم حج پر پابندی ہے اس صورت میں مسلمانوں کو یہاں سے ہجرت ضروری ہے یا نہیں؟

جواب..... جہاں دین یا جان' یا عزت یا مال محفوظ نہ ہو وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے مطلق دارالحرب ہونا موجب ہجرت نہیں اگر برما میں مسلمانوں کی جان یا مال محفوظ نہیں یا نماز روزہ یا قربانی وغیرہ شعائر اسلام پر پابندی ہو تو ہجرت فرض ہے صرف حج پر پابندی کی وجہ سے ہجرت فرض نہیں اس لئے کہ حج کا ارادہ ظاہر کئے بغیر بھی حج ادا کیا جا سکتا ہے اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حج فرض نہیں صاحبینؒ کے نزدیک دوسرے سے

حج کرانا فرض ہے اس کے بعد عذر ختم ہو جائے تو خود حج کرنا فرض ہے تصحیح میں اختلاف ہے اکثر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے صاحبینؒ کے قول کو اختیار فرمایا ہے علاوہ ازیں احوط بھی یہی ہے یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ حکومت کی طرف سے پابندی کے بعد حج فرض ہوا ہو اگر پابندی سے پہلے حج فرض تھا تو بالاتفاق دوسرے سے حج کرانا فرض ہے۔(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۱)

دارالحرب سے مال غنیمت لانے کی قدرت نہ ہو تو اس کا حکم

سوال...... جہاد کے دوران اگر مسلمان کفار کے بہت سارے مال واسباب پر قبضہ کر لیں اور اس میں بعض ایسی اشیاء بھی شامل ہوں کہ ان کو دارالاسلام میں منتقل کرنا مشکل ہو مثلاً حیوانات اور دوسری بھاری اشیاء تو ایسی اشیاء کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب......اگر مقبوضہ اشیاء ایسی ہوں کہ ان کو دارالاسلام میں منتقل کرنا مشکل ہو (جیسا کہ حیوانات اور بھاری اسلحہ وغیرہ تو شریعت کی رو سے حیوانات کو پہلے ذبح کر کے بعد میں دارالحرب میں چھوڑا جائے تا کہ کفار ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں اور اسلحہ وغیرہ کو کسی ایسی خفیہ جگہ دفن کیا جائے کہ کفار کو اس کا پتہ نہ چل سکے بچوں اور عورتوں کو ایسی جگہ چھوڑ دیا جائے کہ وہاں بھوک اور پیاس سے دم توڑ جائیں تا کہ کفار کو ان سے تقویت نہ پہنچے اور برتن وغیرہ توڑ دیئے جائیں۔

لماقال العلامة التمرتاشیؒ: وحرم عقردابة شق نقلها فتذبح وتحرق كما تحرق اسلحة وامتعة تعذر نقلهاومالا يحرق منها يدفن بموضع خفي وتكسر اوانيهم وتراق ادهانهم مغايظة لهم ويترك صبيان ونساء منهم شق اخراجها بارض خربة حتى يموتوا جوعاً (تنويرالابصارعلى صدر ردالمحتارج۴ ص۱۴۰ كتاب الجهاد' باب المغنم وقسمته) وقال العلامة الكاسانیؒ :هذا اذانقل الامام فان لم ينقل شيأ وقتل رجل من الغزاة قتيلاً لم يختص بسلبه عندنا(بدائع الصنائع ج۷ ص۱۱۵ كتاب السير ومثله فی الهداية ج۲ ص۲۶۳ كتاب السير باب انغنائم وقسمهتا. (فتاویٰ حقانیه ج۵ ص۳۱۳)

دور حاضر میں ہجرت فرض ہے یا نہیں؟

سوال......اس زمانہ میں ہجرت کرنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب......اس زمانے میں بھی جہاں کفار کا زور ہے اور احکام شرعیہ آزادی کے ساتھ ادا نہ

کیے جاسکتے ہوں تو ترک وطن کر کے کسی اسلامی مملکت میں چلے جانا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۲ص۴۱۴) تاکہ احکام اسلامیہ کی خوب پیروی کی جاسکے۔ م ع

ہجرت فرض ہو تو مکہ جائے یا مدینہ؟

سوال...... ہجرت فرض ہونے کی صورت میں مکہ جائے یا مدینہ یا کسی تیسری جگہ؟

جواب...... ہجرت کر کے کسی جگہ جانے کی تخصیص نہیں، جہاں اسلامی ارکان آزادی سے ادا کرسکے وہاں جاسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۲ص۴۱۴)

حکومت وسیاست

اسلامی ملک اور حکومت اسلامی کی تعریف

سوال...... اسلامی ملک کی تعریف کے لئے قرآن پر عملدرآمد ضروری ہے یا صرف مسلمانوں کی آبادی کا ہونا کافی ہے؟ یعنی جس ملک میں قرآن وسنت کے عملی نظام کا نفاذ نہ ہو تو ایسی صورت میں یہ ملک اسلامی ملک ہے یا غیر اسلامی؟

جواب...... جس ملک میں اگرچہ عملاً احکام اسلام کا نفاذ نہ ہو مگر احکام نافذ کرنے پر قدرت ہو وہ دارالاسلام ہے اس معنی سے اسے اسلامی ملک بھی کہا جاسکتا ہے مگر ایسے ملک کی حکومت کو اس وقت تک حکومت اسلامیہ نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ وہ احکام اسلام کی تنفیذ نہ کرے۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ص۲۱)

دارالحرب کے مسلمانوں کو حکومت مسلمہ کا مقابلہ کرنا

سوال...... کافروں کی فوج میں مسلمان فوج بھی ہو اور یہ مسلمان فوج دوران جنگ کسی مسلم ملک پر حملہ کرے یہ مسلم فوج جو کفار کی طرف سے لڑ رہی ہے اگر مسلمان کے ہاتھ سے ماری جائے تو کیا یہ شہید ہوں گے؟ کیونکہ یہ مجبور ہیں حکومت کافرہ کے ملازم ہیں حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔

جواب...... کفار کی فوج میں اگر مسلم حمایتاً آئے تو وہ انہی میں سے ہے اس کے ہاتھ سے حکومت مسلمہ کا کوئی فوجی مر جائے تو وہ شہید ہے اور اسے حکومت مسلمہ کا فوجی قتل کر دے تو یہ شہید نہیں یہ مجبور نہیں اسے اختیار تھا کہ حکومت کافرہ کی فوجی ملازمت نہ کرے اگر کافر حکومت کی طرف سے جبر ہو تو بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں نکلنا حرام ہے اگر حکومت کی طرف سے سزائے موت کی تہدید ہو تو بھی قتل مسلم جائز نہیں حکومت نے اسے قتل کر دیا تو جائز ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج۶ص۱۲)

چند جاہلوں کی جابرانہ حکومت

سوال...... چند جاہلوں اور مولویوں نے ایک خودساختہ حکومت بنا رکھی ہے۔ اہل دیہات اگر کوئی مسجد بنائیں شادی کریں ان سے اجازت لینا ہوگا ورنہ سزا کا مستحق ہوگا جرمانہ دینا ہوگا یہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟

جواب...... شرعاً یہ حکومت جبر اور ظلم ہے اپنی اولاد کی ہر شخص شادی کرنے کا حق رکھتا ہے اس میں کسی غیر شخص سے اجازت کی ضرورت نہیں' اسی طرح اگر کسی جگہ مسجد کی ضرورت ہو اور کوئی شخص یا چند آدمی اپنی زمین وقف کر کے' یا خرید کر مسجد بنائیں تو کسی کو منع کرنے کا حق نہیں یہی حکم مدرسہ کا ہے بلکہ بعض اوقات یہ چیزیں شرعاً ضروری ہو جاتی ہیں اور مال کا جرمانہ ناجائز اور ظلم ہے۔ جس قدر روپیہ جرمانہ کا جس سے لیا ہو اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۸۹)

ورنہ وہ خودساختہ حاکم گناہ گار اور ظالم رہیں گے۔ م'ع

سیاست شریعت سے جدا نہیں

سوال...... سیاست دین میں داخل ہے یا اس سے الگ نئی چیز؟ آج کل یہ نعرہ عام ہے کہ سیاست وحکومت کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب...... سیاست کے لغوی معنی تدبیر واصلاح کے ہیں شرعاً اور عقلاً اس کے تین شعبے ہیں۔

۱۔ اپنی ذات سے متعلق تدبیر۔ ۲۔ بیوی' اولاد واقارب ومتعلقین سے متعلق تدبیر۔

۳۔ پورے علاقہ یا ملک میں اصلاح وفلاح کی تدبیر۔ پھر اس اصلاح وتدبیر کے مختلف مدارج اور مختلف صورتیں ہیں مگر ایک مسلمان کے لئے صرف وہی تدبیر مفید وکارآمد ہے جو اس کی آخرت کے لئے نافع ہو کہ اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے لہٰذا اپنی ذات' اہل خانہ یا اپنے ملک کے حق میں ایسی سیاست اختیار کرنا جو کسی حکم شریعت سے متصادم ہو ناجائز اور حرام ہے ہاں اگر شریعت کے دائرہ میں رہ کر سیاست وتدبیر کی جائے تو یہ اعلیٰ درجہ کی نیکی اور ہر شخص پر حسب استطاعت فرض ہے ایسی ہی سیاست میں اپنی ذات اور عوام کی اصلاح وفلاح اور ہمدردی مضمر ہے۔

مروجہ سیاست اور اس کے تمام تر طور طریقے چونکہ یورپ سے درآمد ہوتے ہیں لہٰذا مغرب گزیدہ لوگوں نے یہ سوچ کر کہ ایسی سیاست کا دین اسلام سے کوئی جوڑ نہیں بیٹھتا اور دونوں ایک قدم بھی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے یہ نعرہ لگایا ''دین وسیاست دوالگ الگ چیزیں ہیں''

جن کا مقصد ظاہر ہے کہ میدان سیاست میں کھلی چھوٹ ہے اس میں جتنا جھوٹ بولو' فریب

دؤدغا کرؤ سیاست میں سب روا ہے اس کی بجائے اگر یہ لوگ صاف صاف یہ نعرہ لگاتے

''سیاست داں اور دیندار مسلمان دو الگ الگ مخلوق ہیں ایک کا دوسرے سے جوڑ نہیں''

تو بہتر ہوتا یورپ والوں کو یہ نعرہ زیب دیتا ہے کہ ان کے دین میں سیاست کی کوئی گنجائش نہیں حکومت وسلطنت کے لئے کوئی ہدایات نہیں مگر ایک مسلمان کی طرف سے اس قسم کا نعرہ درحقیقت اس الحاد و بے دینی کا اظہار ہے کہ ہمارے دین میں بھی سیاست وحکومت کے لئے کوئی رہنما اصول نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیوۃ طیبہ میں اس پہلو پر کوئی روشنی نہیں پائی جاتی اس لئے ہم سیاست کو دین سے الگ رکھنے پر مجبور ہیں اس کا کفر والحاد ہونا محتاج دلیل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ سیاست دین سے جدا نہیں بلکہ دین ہی کا ایک اہم شعبہ ہے مروجہ نعرہ مغرب پرست آخرت بیزار قسم کے لوگوں کا پھیلایا ہوا ہے۔ ع

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۲)

نومسلمہ کو ہندو والدین کے سپرد کرنا

سوال.....ایک مسلمان نے ہندو لڑکی کو اغواء کیا پھر اس کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کر لیا اب بعض مسلمان چاہتے ہیں کہ اس لڑکی کو اس کے ہندو والدین کے پاس واپس بھیج دیں کیا حکم ہے؟

جواب.....جس نے کافرہ لڑکی کو اغواء کیا اس نے بہت برا کیا مگر اسکے قبول اسلام کے بعد جب اس سے نکاح کیا تو نکاح درست ہو گیا اب اس لڑکی کو کفار کے حوالہ کرنا قطعاً جائز نہیں۔

بلکہ یہ نومسلمہ از خود کفار کے پاس جانا چاہے تب بھی اسے نہ جانے دیا جائے ہاں! وقتی طور پر والدین یا محرم رشتہ داروں سے ملنے میں مضائقہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۹)

اوقاف پر قبضہ کرنے سے حکومت مالک نہ ہوگی

سوال.....کافر حکومت غلبہ کر کے مسلمانوں کی مملوکہ جائیدادوں اور اوقاف پر قبضہ کرے تو وہ مالک ہو جاتی ہے؟

جواب.....اوقاف میں یہ حکم جاری نہ ہوگا کیونکہ وقف کا نہ کوئی مالک ہوتا ہے اور نہ اسکا کسی کو مالک بنایا جا سکتا ہے اور یہ مطلق ہے اور نیز قیدوان غلبوا علی اموالنا الخ سے اوقاف خارج ہو گئے۔

سوال.....جب کہ مسلمان اس کافر حکومت کے ہاتھ سے چھڑانے پر قادر نہیں ہیں تو اس حالت میں اگر حکومت نے ایک شخص کی جائیداد دوسرے کے وقف کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس خریدار کو

باوجود علم کے کہ یہ فلاں شخص کی مغصوبہ جائیداد ہے یا وقف ہے خریدنا یا اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جائیداد مملوکہ میں یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ کفار کے غلبہ کے بعد مشتری کے حق میں تصرف جائز ہے لیکن اوقاف میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا اوقاف کے مصارف میں صرف کرنا لازم ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۲۷۰)

جاسوسی کی صورتیں اور ان کا حکم

سوال......الف: ایک ملک کے خفیہ حالات دوسرے ملکوں کو سپلائی کرنا'

ب: ایک ملک کے خفیہ راز اور فوجی ٹھکانوں کی اطلاع دوسرے دشمن ملک کو پہنچانا یا جاسوسی کا عمل اپنے ملک میں کرنا یا دوسرے ملک میں کرنا کیسا ہے؟ اس عمل میں دارالحرب اور دارالاسلام کا کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب......اگر اسلام اور مسلمانوں کے لئے ضرر رساں نہیں ہے بلکہ باعث تحفظ ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۷۱)

دشمن کے جاسوس کو قتل کرنے کا حکم

سوال......جو شخص کافر حکومت کا جاسوس بن کر مسلمانوں کے خفیہ حالات اس تک پہنچائے یا کافر حکومت کے تعاون سے وہاں کے مسلمانوں کو ستائے تو یہ شخص اگر پکڑا جائے تو اسے قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......اگر بدون قتل کے کوئی تدبیر اس کی فہمائش کے لئے کارگر نہ ہو تو اسے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ اس صورت میں ہے کہ پکڑا جانے والا جاسوس مسلمان ہو اور اگر حربی ہو تو اس کو قتل کرنے میں کوئی کلام نہیں اگرچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور بعض دوسرے ائمہ سے مسلمان جاسوس کو قتل نہ کرنے کے اقوال مروی ہیں۔

لماقال العلامة الامام القرطبیؒ: فان کان الجاسوس کافراً فقال الاوزاعیؒ یکون نقضاً لعهده وقال اصبغ: الجاسوس الحربی یقتل والجاسوس المسلم والذمی یعاقبان الاان تظاهرا علی الاسلام فیقتلان (الجامع احکام القرآن ج ۱۸ ص۵۳ سورة الممتحنه. وقال الحافظ العینیؒ وقال القدوریؒ: الجاسوس یقتل وانمانفی القتل عن حاطب لماعلم النبی صلی الله علیه وسلم منه ولکن مذهب الشافعی وطائفة ان الجاسوس المسلم یعزر ولایجوز قتله وان کان ذاهیئة عفی عنه بهذا الحدیث وعن ابی حنیفة والاوزاعی یوجع عقوبة ویطال حبسه وقال

ابن وهب من المالكية يقتل الان يتوب وعن بعضهم انه يقتل اذا كانت عادته ذلک وبه قال ابن الماجشون وقال ابن القاسم يضرب عنقه لانه لاتعرف توبته وبه قال سحنون ومن قال يقتله فقد خالف الحديث واقوال المتقدمين وقال الاوزاعیؒ فان كان كافراً يكون ناقضاً للعهدوقال اصبغ: الجاسوس الحربى يقتل والمسلم والذمى يعاقبان الان يظاهراعلى الاسلام فيقتلان (عمدة القارى ج۱۴ ص۲۵۶ باب الجاسوس' كتاب الجهاد) وقال العلامة الحصكفیؒ: وفی المجتبیٰ: الاصل ان كل شخص رأى مسلماً يزنى ان يحل له قتله' وانما يمتنع خوفاً من ان لايصدق انه زنى وعلى هذا القياس المكابربا لظلم وقطاع الطريق وصاحب المكس وجميع الظلمة بادنى شى ء له قيمة وجميع الكبائروالاعونة والسعاة يباح قتل الكل وثياب قاتلهم انتهى وافتى الناصحى بوجوب قتل كل مؤذ...... وقال العلامة ابن عابدینؒ:(بعدقوله وجميع الكبائر)اى اهلهاوالظاهران المرادبها المتعدى ضررها الى الغير فيكون قوله والاعونة والسعاة عطف تفسير اوعطف خاص على عام فيشمل كل من كان من اهل الفسادكالساحرو قاطع الطريق واللحن والوطى والخناق ونحوهم ممن عم ضرره' ولاينزجربغير القتل قوله والا عونة كانه جمع معين اوعوان بمعناه والمرادبه الساعى الى الحكام بالافساد فعطف السعاة عليه عطف تفسيره وفى رسالة احكام السياسة عن جمع النسفى سُل شيخ الاسلام عن قتل الاعونة والظلمة والسعاة فى ايام الفترة قال يباح قتلهم لانهم ساعون فى الارض بالفساد فقليل انهم يتمنعون ذلک فى ايام الفترة ويختنون قال ذلک امتناع ضرورة "ولوردوالعادوالمانهواعنه" كما نشاهدوسُلنا الشيخ اباشجاع عنه فقال بياح قتله وثياب قاتله قوله وافتى الناصحى لعل الوجوب ينظر للامام ونوابه والاباحة بنظر لغيرهم. (ردالمحتار ج۳ ص۱۹۷' ۱۹۸ باب التعزير' مطلب يكون التعزير بالقتل) ومثله فى البحرالرائق ج۵ ص۴۲ فصل فى التعزير.(فتاویٰ حقانیه ج۵ ص ۳۰۱' ۳۰۲)

دوسرے سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنا

سوال......ایک لڑکے نے ٹیکنیکل کورس کیا ہے مگر اس کے پاس سرٹیفکیٹ نہیں تو کہیں سے سرٹیفکیٹ لے کر نوکری حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ وہ لڑکا تجربہ کار بھی ہے۔

جواب......اگر قانوناً سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہے بغیر اس کے ملازمت حاصل کرنا جرم ہے تو قانون کی پابندی لازمی ہے کہ اس میں جان و مال کی حفاظت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۸۶) ملازمت فرض نہیں کذب کی کیا ضرورت ہے جہاں نصاب صنعت کیا ہے وہیں سے تصدیق نامہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ م ع

قتل وقتال اور اس کے احکام

جہاد پر قدرت نہ رکھنے کی صورت میں عالم اسلام کی ذمہ داریاں

سوال......اگر کفار مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیں جیسا کہ روس نے جارحیت کرتے ہوئے افغانستان پر قبضہ کر لیا اور وہاں ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہے تو کیا افغانستان کی عوام کے علاوہ ہمسایہ اسلامی ممالک پاکستان وغیرہ کی عوام پر روس کے خلاف جہاد فرض عین ہے یا نہیں؟

جواب......افغانستان پر روسی جارحیت سے جہاد کا حکم نفیر عام ہے لیکن جہاد کی فرضیت کے لئے یہ شرط ہے کہ قدرت علی الجہاد ہو لہٰذا افغانستان کی عوام اور پاکستان کی عوام کی عدم قدرت کی وجہ سے روسی فوجوں سے مقابلہ دشوار معلوم ہوتا ہے اس لئے یہ فرضیت اہل اقتدار اور دونوں ممالک کے سربراہان حکومت پر عائد ہوتی ہے اور علی الترتیب الاقرب فالاقرب کی بناء پر حتیٰ کہ شرقاً وغرباً تمام اسلامی حکومتوں پر روسی جارحیت کے خلاف جہاد فرض ہوتا ہے۔

لماقال العلامة ابن عابدينؒ :ونقل صاحب النهاية عن الذخيرة ان الجهاد اذاجاء النفيرانما يصير فرض عين على من يقرب من العدوفاما من ورائهم يبعد من العدوفهوفرض كفاية عليهم حتى يسعهم تركه اذالم يحتج اليهم فان احتيج اليهم بان عجزمن كان يقرب من العدو عن المقاومة مع العدو اولم يعجزوا منها لكنهم تكاسلوا ولم يجاهدوا فانه يفترض على من يليهم فرض عين

کالصلوٰۃ والصوم لایسعھم ترکہ ثم وثم الی ان یفترض علی جمیع اھل الاسلام شرقاً وغرباً علی ھذاالترتیب (ردالمحتارج۳ ص۲۲۰ کتاب الجھاد، مطلب فی الفرق بین فرض عین وفرض کفایۃ) وفی الھندیۃ: ثم بعد مجیئ النفیرلایفترض الجھاد ععی جمیع اھل الاسلام شرقاً وغرباً فرض عین وان بلغھم النفیر وانما یفترض فرض عین علی من کان یقرب من العدوھم ویقدرون علی الجھاد الی ان قال فانہ یفترض علی من یلیھم فرض عین ثم وثم الی ان یفترض علی جمیع اھل الارض شرقاً وغرباً علی ھذاالترتیب. (الفتاویٰ الھندیۃ ج۲ ص۱۸۸ کتاب السیر، الباب الاول فی تفسیر) ومثلہ فی فتح القدیر ج۵ ص۱۹۱ کتاب السیر(فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۲۹۹)

کافروں کی لڑائی میں جو مسلمان قتل ہوں

سوال......دونوں جانب سے کافر لڑ رہے ہیں درمیان میں مسلمانوں کی آبادی ہے دونوں جانب کی گولیوں سے وہاں کے لوگ مر جاتے ہیں یا شبہ کی بنا پر قتل کر دیتے ہیں ان لوگوں کو شہید کہیں گے یا نہیں؟

جواب...... جو لوگ بلاقصور ایسی حالت میں مرے ہیں وہ بھی حکماً شہید ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۸ص۲۸۹)

مجرم کے عوض دوسروں کو قتل کرنا

سوال...... ہندو قوم کے افراد اگر مسلمان کو صرف مسلمان ہونے کی بنا پر قتل کر دے اور قاتل کی گرفتاری بھی قوانین انگلشیہ یا پولیس کے جانبدارانہ رویہ سے عمل میں نہ آ سکے تو ایسی حالت میں جواباً مسلمان قوم کے افراد بھی اگر مجبوراً اپنے موقع کے مطابق نہتے ہندوؤں کو جہاں پائیں قتل کر دیں تو اس میں ثواب یا گناہ کی کیا کیفیت ہوگی؟

جواب......مجرموں کو گرفتار کرانا یا ان سے انتقام لینا تو صحیح ہے مگر اصل مجرم گرفتار نہ ہو سکیں تو انکے عوض میں دوسرے بے گناہوں پر حملہ کرنا اور انہیں مارنا صحیح نہیں ہے۔(کفایت المفتی ج۹ص۳۳۹)

خودکشی کے بعد بھی مغفرت کی امید

سوال......اگر کوئی خودکشی کو حرام سمجھتے ہوئے خودکشی کر ڈالے تو اس کو کیسا گناہ ہوگا؟ اور عنداللہ اس کی بخشش کی امید ہے یا نہیں؟

جواب..... خودکشی حرام ہے لیکن جب کوئی اس کو حرام سمجھ کر کرتا ہے عقاب کا خوف بھی اس کو ہے تو انشاء اللہ مغفرت کی امید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۴۰۶)

دشمن کے اندیشہ سے بیوی کو قتل کرنا

سوال..... میاں اور بیوی پر کافر حملہ زن ہیں عورت مایوس ہو کر اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے قتل کردے تاکہ میں ان کافروں کے شر سے بچوں میاں نے اسکو قتل کردیا تو شریعت کا خاوند پر کیا حکم ہے؟

جواب..... یہ قتل حرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۸۸)

غیر مسلموں سے امداد لینے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ڈاکٹر آرنسٹ لعل ڈائریکٹر کرسچین ہسپتال ٹیکسلا نے اس بات کے پیش نظر کہ دیر کے غریب عوام علاج معالجہ کے لئے ان کے قائم کردہ کرسچین ہسپتال ٹیکسلا میں آرہے ہیں دیر ہی کے ایک گاؤں اخگرام میں ایک ہسپتال بنانے کی منظوری دی ہے اور وہاں پر پائندہ خیل قبیلے کے ایک جرگے نے ۱۳۲ ایکڑ مشترکہ زمین اس ہسپتال کی تعمیر کیلئے دی ہے جبکہ مقامی طور پر کچھ لوگوں نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ یہ لوگ ہسپتال کی آڑ میں عیسائیت پھیلانے کے لئے تبلیغ کریں گے پمفلٹ تقسیم کریں گے مریضوں اور ان کے تیمارداروں کو عیسائیت کی دعوت دیں گے وغیرہ وغیرہ' یہ خدشات جب مجوزہ ہسپتال کی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر آرنسٹ لعل کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے کہا کہ اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوگی آپ لوگ جو شرط لگانا چاہتے ہیں لگالیں ہم ان کی پابندی کریں گے چنانچہ ڈاکٹر مذکورہ کے سامنے چند شرائط پیش کی گئیں جو کہ اس نے تسلیم کرلیں اور سرکاری اسٹامپ پیپر پر بیان حلفی کی صورت میں لکھ کر سٹیمپ (مہر) لگا کر دستخط کردیئے ہیں یہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اخگرام ہسپتال میں کوئی مسیحی تبلیغ نہ ہوگی۔

(۲) مذکورہ ہسپتال میں کوئی مسیحی لٹریچر تقسیم نہ ہوگا۔

(۳) اخگرام ہسپتال میں کوئی گرجا گھر تعمیر نہ ہوگا۔

(۴) اخگرام ہسپتال میں کوئی صلیب کا نشان نہیں لگایا جائے گا۔

(۵) ہسپتال کے بیت الخلاء اسلامی اقدار کے مطابق شمالاً جنوباً بنائے جائیں گے۔

(۶) اخگرام ہسپتال کا نام مسیحی نام سے مبرا ہوگا۔

(۷) سٹیشنری پر کسی قسم کی بائیبل مقدس کی آیات طبع نہ ہوں گی۔

(۸) اخگرام ہسپتال کی بلڈنگ سادہ اور مضبوط بنائی جائے گی جو کسی بھی سرکاری ہسپتال کی بلڈنگ سے اچھی ہوگی۔

(۹) یہ ہسپتال خالص انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کام کرے گا نیز ہسپتال میں جو کوئی مریض آئے گا اس کا علاج کم خرچ اور رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر کیا جائے گا۔

(۱۰) ہسپتال کے احاطہ کے اندر ایک طرف مسجد کے لئے جگہ مختص کی جائے گی لیکن مریضوں کی تکلیف کے پیش نظر لاؤڈ سپیکر لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔

اس تمام صورت حال کے پیش نظر اب سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر آرنسٹ لعل جو کہ عیسائی ہے کے تعاون سے اس ہسپتال کی تعمیر شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مسئولہ کے مطابق کرسچن ہسپتال بنانے والوں نے جرگے کی طرف سے مقرر کردہ جن شرائط کی ہر لحاظ سے پابندی کرنے کا معاہدہ کیا ہے ان تمام شرائط کا لحاظ اور پابندی کرنے کی صورت میں اس ادارہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ہسپتال بنانا جائز ہے اگر ہسپتال بنانے والوں کی طرف سے کسی بھی مرحلہ پر ان شرائط کی خلاف ورزی کی گئی تو مسلمانوں کو اس کے بند کرنے کا حق حاصل ہوگا اصولاً تعلیم، صحت، سائنس وٹیکنالوجی اور دیگر دنیاوی امور ومعاملات میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا ایک دوسرے سے افادہ اور استفادہ کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ اسلام اور اسلامی اقدار اس سے متاثر نہ ہوتے ہوں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم (فتاویٰ حقانیہ ج ۵ ص ۳۴۱)

غاصب کا قبضہ ہٹانے کے لئے قتل کرنا

سوال..... زید کے بھائی نے زید کا کافی مال وجائیداد غصب کر رکھا ہے کافی کوشش کی مگر وہ ہرگز نہیں دیتا تو کیا ایسے فاجر شخص کو شرعاً قتل کرنا حلال ہے؟

جواب..... کیا قتل کرنیکے بعد قاتل خود بھی قتل ہونے سے بچ جائیگا اور اس مال واسباب سے فائدہ اٹھا سکے گا؟ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں بلکہ قانونی چارہ جوئی کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۱۷)

ڈاکوؤں کو تعویذ کے ذریعہ ہلاک کرنا

سوال..... ایک گاؤں کے چند آدمی ڈاکہ زنی کے عادی ہوگئے ہیں جن سے عام لوگ بہت پریشان ہوگئے ہیں اگر تعویذات وعملیات سے ان کو ہلاک کر دیا جائے؟

جواب.....ڈاکوؤں کی اصل سزا تو قتل، صلب، قطع ید وغیرہ ہے لیکن اس کے لئے غلبہ والا امیر ہونا ضروری ہے البتہ جان و مال اور اولاد عزت کی حفاظت کے لئے تدبیر اختیار کرنا بہر حال ضروری ہے حکومت سے تعاون کرائیں خود بھی ہوشیار رہیں جائز تعویذات سے حفاظت ہو سکے تو شرعاً اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۳۸۴)

مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنا

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ ایک اسلامی ملک کسی دوسرے اسلامی ملک کے خلاف کسی کافر ملک کی امداد وتعان کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ ملک خالص اسلامی ہے اس میں کلی طور پر اسلامی قوانین رائج ہیں اور کافر ملک صرف اسلامی قوانین جاری کرنے کی وجہ سے اس کا مخالف بن گیا ہے اور اس پر ظلم وزیادتی کرنے کیلئے بے بنیاد اور من گھڑت الزامات لگا رہا ہے جس کا اسکے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں ہے مہربانی فرما کر اس بارے میں شرعی نقطہ نظر سے مطلع فرمائیں؟

جواب.....کسی مسلمان ملک کے خلاف کسی بھی کافر ملک سے محض دنیاوی مفادات کی خاطر تعاون کرنا یا اس کا آلہ کار بننا شرعی نقطہ نظر سے حرام وناجائز ہے کسی بھی مسلمان ملک کا سربراہ اگر ایسا کرتا ہے تو اس کے خلاف بغاوت کرنا اور ایسی لادین قیادت کو ختم کر کے صالح اور دیندار شخص کو حاکم مقرر کرنا مسلمان رعایا پر لازم اور ضروری ہے اس لئے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ تو خود اس پر ظلم کرے گا اور نہ بے بنیاد الزامات کی بنا پر اسے کسی کافر کے حوالے کرنے کا شرعاً مجاز ہے۔

لقوله عليه السلام: المؤمن اخوالمؤمن لايظلمه ويسلمه (الحديث)(فتاوىٰ حقانيه ج ۵ ص ۳۴۲)

مقتول اور قاتل کی مدد کرنا

سوال.....ایک مسلمان کو چند مسلمانوں نے مل کر قتل کر دیا اب چند مسلمان قاتلوں کی جانی ومالی مدد کر رہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ جبکہ مقتول بظاہر بے گناہ ہے۔

جواب.....ناحق قتل کرنا ظلم عظیم ہے ظلم کا ساتھ دینا اور اسکی مدد کرنا بھی سخت گناہ ہے اسکی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی مظلوم کی مدد کرنا حسب حیثیت لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۸۰)

موذی کتے کو مار کر ہلاک کرنا

سوال.....ہمارے محلہ میں ایک شخص کا کتا ہے اس کے سبب سے سخت تکلیف ہے برتن

وغیرہ خراب کر جاتا ہے رات کے وقت بھی دق کرتا ہے تو اس کو کچلہ دے کر مار ڈالنا جائز ہے؟ مالک کتے کا کچھ بندوبست نہیں کرتا۔

جواب......اسکا ہلاک کرنا تو جائز معلوم ہوتا ہے مگر اسکے دام مالک کو دینا ہونگے خواہ کسی حیلہ سے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ص ۲۶۴)

کتے، بلی کو مارنا

سوال......اگر کوئی بلی، یا کتا کسی شخص کا عرصہ سے زیادہ کا نقصان کر دے تو اس بلی یا کتے کا مارنا جان سے درست ہے یا نہیں؟

جواب......بہتر یہ ہے کہ نہ مارا جائے لیکن اگر نقصان سے حفاظت مشکل ہو جائے تو جان سے مارنا درست ہے مگر تر سا تر سا کر مارنا برا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ص ۳۹۳)

چیونٹی، بھڑ وغیرہ کو جلانا

سوال......بہت سے لوگ تتیا، شہد کی مکھی، چیونٹی وغیرہ کو آگ سے جلا کر ہلاک کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب......اگر ان کی اذیت سے بغیر جلائے حفاظت نہیں ہو سکتی تو مجبوراً جلانا بھی درست ہے مگر بغیر جلائے حفاظت کچھ دشوار نہیں ایسی حالت میں جلانا سخت گناہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۶)

چوہے وغیرہ کو زہر دے کر مارنا

سوال......اکثر گھروں میں چوہے نقصان کرتے ہیں تو ان کو زہر وغیرہ دے کر مار دیا جاتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب......زہر دینا، یا ویسے ہی مارنا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۷)

کھٹملوں کو گرم پانی سے مارنا

سوال......کھٹمل کے دق کرنے پر آیا چارپائی پر کھولتا ہوا پانی ڈال کر کھٹملوں کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......جب وہ دق کرتے ہیں اور دوسری طرح نہیں مرتے تو گرم کھولتا ہوا پانی چارپائی پر ڈالنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ص ۳۶۳)

جانور بنام سیہ کو آگ میں جلانا

سوال......جنگل میں ایک جانور بنام سیہ ہے وہ کھیت کو بہت نقصان پہنچاتی ہے اور اس کے سوائے زمین کو آگ دینے کے اور کچھ نہیں تو ان کو آگ دے کر مار دیا جائے یا نہیں؟

جواب......اگر وہ کسی اور طریق سے دفع نہ ہو تو پھر مجبوری کو آگ دینا جائز ہوگا اور اگر کسی اور طریق

سے ہلاک ہو جائے یا وہاں سے کسی اور جگہ دفع ہو جائے تو جلانا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۶۵)

کیچوے وغیرہ کو بضرورت قتل کرنا

سوال......طلاء کے نسخہ میں جو کیچوے وبچھوے بیر بہوٹی وغیرہ مار کر ڈالی جاتی ہے مرض کے لئے ان چیزوں کی جان کھونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... چونکہ شرع میں یہ ضرورتیں معتبر ہیں اس لئے جائز ہوگا ہاں تکلیف زائد از ضرورت دے کر مارنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۶۴)

سزائے قتل میں سفارش کرنا

سوال......ایک شخص نے دھوکہ سے دوسرے کو قتل کر دیا اس کا مقدمہ چل رہا ہے چیف کورٹ نے پھانسی کا حکم دیا ہے وارثوں نے اپیل کر دی ہے قاتل کے ورثاء کا کیا حکم ہے؟

جواب......سوال میں یہ ظاہر نہیں ہوا کہ قتل کس طرح واقع ہوا تا کہ حکم شرعی معلوم ہوتا کہ قصاص کا ہے یا دیت کا اور بہر حال کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ مقتول کے اولیاء اور ورثا اگر قاتل کو معاف کر دیں تو یہ افضل ہے اس کے بعد یہ ہے کہ کچھ مال لے کر صلح کر لیں اور قاتل کے ورثا اگر قاتل کے بچانے میں کوشش کریں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فی الواقع وہ قتل اس طرح واقع ہوا ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے تو سزائے موت ساقط کرانے کے لئے کوشش کرنا ممنوع نہیں ہے اور یہ بھی درمختار میں تصریح ہے کہ قصاص میں سفارش کرنا جائز ہے حدود میں نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۲ ص ۱۷۴)

قتل اور مفضی الی القتل کی تفصیل

سوال......زید نے قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق یا چاقو یا زہر سے یا اپنی جان کو بھوک اور پیاس میں رک کر ہلاک کرنے کا ارادہ کیا یہ فعل عمداً ہے کیونکہ لوگ اس کو روکتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا کیا ایسے شخص کو مرنے کے بعد شہید کہا جائے گا؟

جواب......اگر چاقو یا چھری سے اپنا گلا کاٹ لیا یا بندوق سے گولی مار لی یہ خودکشی ہے جو گناہ کبیرہ لیکن اگر تنہا دشمنوں کی صفوں میں گھس گیا یا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہوگا کھانا نہ کھاؤں گا یہ کام اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں (معلوم ہوا کہ ایسا شخص شہید نہیں) (کفایت المفتی ج ۲ ص ۱۴۸)

دشمن سے اسلحہ لیکراسے مجاہدین کے خفیہ راز بتانے والے کوقتل کرنیکا حکم

سوال...... پاکستان یا افغانستان کے بعض قبائلی علاقوں میں کچھ لوگ مجاہدین کو نقصان پہنچانے اور ان کے عسکری راستوں کو قطع کرنے کے لئے روسی کمیونسٹ حکومت سے اسلحہ لیتے ہیں اور مجاہدین کے خفیہ حالات اور مراکز کی اطلاع بھی دشمن کو کرتے ہیں تو کیا ایسے لوگوں کو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جو لوگ مجاہدین اسلام کے خلاف کمیونسٹوں یا دیگر مخالفین اسلام کے ساتھ کسی بھی قسم کی معاونت کرتے ہوں، اور مجاہدین اسلام کے خفیہ راز اور عسکری مراکز کی نشاندہی دشمنوں کو کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو قتل کرنا جائز ہے ان کا حکم زنادقہ کا حکم ہے۔

لماقال العلامة محمد كامل الطرابلسیؒ :ومنهم من لجأ للمسلمين وصاريقاتل العدومعهم وهومع ذلک يعين العدو خفية ويعلمه باحوال عساكر المسلمين ويطلعه على عوراتهم ويتربص بهم الدوائروقد اطلع لهم على كتب كتبها فی ذلک الوقت كثيرمن مشائخهم المعروفين بالاجواد...... الى ان قال وحكم اولئک حكم الزنادقة ان اطلع عليهم قتلوا وان لافامرهم الى الله (الفتاویٰ الكاملية ص ۲۵۱ كتاب الجنايات)

جہاد کے دوران مونچھیں بڑھانا

سوال...... کیا مجاہدین کے لئے جہاد کے دوران مونچھیں بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... جہاد کے دوران ہر مناسب طریقے سے دشمن پر رعب اور دباؤ ڈالنا اور اس کی شان و شوکت کو ٹھیس پہنچانا مشروع ہی نہیں بلکہ مستحسن بھی ہے مونچھیں بڑھانے کی صورت میں چونکہ دشمن پر رعب پڑنے کا امکان ہوتا ہے اس لئے جہاد کے دوران مونچھیں بڑھانا ایک اچھا اقدام ہے۔

قال العلامة الحصكفی رحمه الله:وجميع الكبائر والاعونة والسعاة يباح قتل كل ويثاب قاتلهم انتهى وافقى الناصحی بوجوب قتل كل موذ، وقال ابن عابدينؒ :(تحت قوله وجميع الكبائر) ای اهلها والظاهران المرادبها المتعدی ضررها الى الغير فيكون قوله والاعونة والسعاة عطف تفسير

اوعطف خاص علی عام فیشمل کل من کان من اھل النساء کالساحر وقاطع الطریق واللص واللوطی والخناق ونحوھم من عم ضررہ ولاینز جربغیرالقتل قولہ والا عونۃ کانہ جمع معین اوعوان بمعناہ والمرادبہ الساعی الی الحکام بالافساد فعطف السعاۃ عطف تفسیر. (رد المحتار ج۴ ص۱۹۸ باب التعزیر) قال العلامۃ ابن نجیمؒ: ویندب للمجاھد فی دارالحرب توقیرالا ظفاروان کان قصھامن الفطرہ لانہ اذاسقط السلاح من یدہ ودنامنہ العدوربما یتمکن من دفعہ باظافیرہ وھونظیر قصر الشوارب فانہ سنۃ ثم الغازی فی دارالحرب مندوب الی توقیرھا وتطویلھا لیکون اھیب فی عین من یبارزہ والحاصل ان مایعین المرء علی الجھاد فھومندوب الی اکتسابہ لمافیہ من اعزازالمسلمین وقھرالمشرکین. (البحرالرائق ج۵ ص۷۶ کتاب السیر) وفی الھندیۃ: قالوالابدعن طول الشارب للغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدو کذافی الغیاشیۃ (الفتاویٰ الھندیۃ ج۵ ص۳۵۸ کتاب الکراھیۃ)(فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۳۰۸)

ظالم اور فسادی لوگوں کو قتل کرنا

سوال......ایک شخص کا کام یہ ہے کہ لوگوں میں فساد پیدا کرتا ہے قتل بھی کرواتا ہے اسی طرح بے حیائی منکرات اور ایذا کا مرتکب ہوتا ہے اسے حکومت بھی منع کرنے کی کوشش نہیں کرتی سب لوگ بہت پریشان ہیں کیا اس صورت میں دوسرا کوئی شخص خفیہ اس طرح سے کہ فساد کا اندیشہ نہ ہو اس کو قتل کرسکتا ہے؟ یا نہیں؟ اسی طرح ہمارے علاقے میں کچھ لوگ ڈکیتی اور چوری میں مشہور ہیں اور حکومت سے بھاگے ہوئے ہیں موقع ملنے پر بے گناہوں کو مارتے ہیں کسی عزت وآبرو کا خیال نہیں کرتے یہ بھی یقین ہے کہ حکومت ان کے گرفتار کرنے سے عاجز آ گئی ہے اس حال میں اگر کوئی دوسرا شخص ان ملزمان کو قتل کرے اور حکومت سے پناہ چاہے تو حکومت اسے پناہ دے گی بلکہ خوش ہوگی البتہ یہ خطرہ ضرور ہے کہ یہ شخص شاید خود ہی مارا جائے اور ڈاکو بچ نکلیں تو کیا ایسی حالت میں کوئی شخص لوگوں کو ایذا سے بچانے کی غرض سے ان ڈاکوؤں کو قتل کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب......فعل کے کر گزرنے کے بعد حاکم' زوج اور مولیٰ کے سوا کسی کو تعزیر لگانے کی اجازت نہیں البتہ ایسے لوگ جو ظلم اور فساد میں مشہور ہوں اور حکومت سے چھپے ہوئے ہوں انہیں

قتل کرنا جائز بلکہ ثواب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۵ص ۵۱۷)

سیاست کا مفہوم اور سیاستاً قتل کرنا

سوال...... فقہاء کے نزدیک سیاست کا کیا مفہوم ہے؟ اور سیاستاً قتل ہر ایک جرم کے بدلہ میں ہوسکتا ہے یا صرف ایسے شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو گلا گھوٹنے کا عادی ہو؟

جواب...... سیاست ہر وہ کام کہلاتا ہے کہ حاکم کسی خاص مصلحت کی وجہ سے اس کو اختیار کرے باوجود یکہ کوئی خاص دلیل اس کے بارے میں نہ ہو اور تعزیرات میں جو سیاست جاری ہوتی ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے مثلاً سخت سزاؤں میں قتل کر دینا اور زمانہ دراز کے لئے قید کرنا اور شہر بدر کر دینا وغیرہ اور سیاستاً قتل کرنا کسی جرم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حاکم وقت مصالح کے پیش نظر جس جرم کی سزا چاہے جاری کرسکتا ہے ہاں البتہ بعض جرائم میں تکرار فعل شرط ہے مثلاً گلا گھوٹنا چوری کرنا لواطت کرنا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۲۵۸)

غیر مسلم قیدیوں کے معاملہ کا حکم

سوال...... جہاد کے دوران اگر مجاہدین کچھ کافروں کو قیدی بنالیں اور اسی طرح کافروں نے بھی کچھ مسلمانوں کو قیدی بنالیا ہو تو ان غیر مسلم قیدیوں کے ساتھ شرعاً کیا معاملہ کرنا چاہئے؟ کیا انہیں قتل کیا جائے یا انکے بدلے میں مسلمان قیدیوں کو رہا کرایا جائیگا یا فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں گے؟

جواب...... جہاد کے دوران جب کفار قیدی بنا لئے جائیں تو حاکم وقت کی مرضی ہے کہ چاہے تو ان کو قتل کر دے یا ان کو غلام بنالے یا ان پر ذمی کے احکام لگا کر چھوڑ دے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دشمن کی قید میں مسلمان قیدیوں کے بدلے میں غیر مسلم قیدیوں کو آزاد نہیں کیا جائے گا جبکہ صاحبین کے نزدیک ان سے فدیہ لینے کے بجائے مسلمان قیدیوں کو رہا کرایا جائے گا۔

لماقال العلامة برهان الدين المرغيناني رحمه الله: وهوفي الاسارى بالخيار ان شاء قتلهم...... وان شاء استرقهم وان شاء تركهم احراراً ذمة للمسلمين...... الى ان قال ولايفادى بالاسارىٰ عندابى حنفية وقالا يفادى بهم اسارى المسلمين (الهداية ج۲ ص ۵۶۱ كتاب السير' باب الغنائم)
قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: وقتل الاسارى ان شاء ان لم يسلموا اواسترقهم اوتركهم احراراً ذمة لنا الامشرك العرب والمرتدين كما

سیجی وحرم منهم ای اطلاقهم مجاناً ولوبعد اسلامهم ابن کمال لتعلق حق الغانمین وجوزه الشافعی لقوله تعالیٰ: فامامنا بعدوامافداءً حتی تضع الحرب اوزارها قلنانسخ بقوله: فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم. شرح مجمع وخرم فداء هم بعد تمام الحرب واماقبله فیجوز بالمال لابالا سیرالمسلم درر وصدر الشریعة وقال یجوزوهو اظهرالروایتین عن الامام شمنئی. (ردالمحتارج۳ ص۲۵۱ کتاب الجهاد'باب المغنم وقسمته' فتاویٰ حقانیه ج۵ ص۳۱۹)

متفرقات

کمیونسٹوں کے ساتھ رہنے والے مسلمانوں کے احکام

سوال......افغانستان پر روسی قبضہ کے بعد اکثر لوگوں نے ہجرت کر لی لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی اور کمیونسٹوں کے قرب وجوار میں رہ رہے ہیں تو کیا ایسے لوگوں کا قتل کرنا اورانہیں نقصان پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......صورت مذکورہ میں جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی ہے اور وہاں کمیونسٹوں کے قرب وجوار میں زندگی بسر کر رہے ہوں اور مجاہدین کے خلاف کمیونسٹوں کی اعانت نہیں کرتے ہوں تو اگرچہ وہ لوگ ہجرت نہ کرنیکی وجہ سے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن شریعت مقدسہ ان کو قصداً وارادۃً قتل کرنیکی اجازت نہیں دیتی البتہ انکے اموال کو ضبط کرنا جبکہ اس سے کفار کو فائدہ ہو رہا ہو درست ہے۔

لماقال العلامة محمدکامل الطرابلسیؒ :ومنه تعلم من یدخل تحت جوارهم وامانهم من غیراعانة لهم بنفسه وبماله ولایکون عینالهم علینا ولا رداءً دونهم لایباح قتله وانماهوعاص معصیةً لاتبیح ماعصمه الاسلام من دمه وماله وانما ابیح اخذاموالهم ایضاً لکونهم یعینون به العدوعلی مقاتل الاسلام ومقاومته ومناواته ومنا هفته فابیح اخذه لذلک. (الفتاویٰ الکاملیة ص۲۵۱ کتاب الجنایات) قال العلامة ابن عابدینؒ :قوله بالمجانیق ای برمی النار بها علیهم لکن جواز التحریق والتغریق مقید کما فی شرح السیر بمااذالم یتمکنوامن الظفر بهم بدون

ذلک بلامشقة عظیمة فان تمکنوا بدونها فلایجوز لان فیه اهلاک اطفالهم ونسائهم ومن عندهم من المسلمین (ردالمحتار ج۴ ص ۱۲۹ کتاب الجهاد' مطلب فی ان الکفار مخاطبون ندبا) ومثله فی الهدایة ج۲ ص ۲۵۶ کتاب السیر. فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۳۰۵۔

اسلام میں مغربی جمہوریت کی کوئی گنجائش نہیں

سوال...... موجودہ جمہوری نظام جو دنیا کے اکثر ممالک میں نافذ ہے جس میں بیک وقت کئی جماعتوں کا وجود شرط ہے کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے؟

جواب...... اسلام میں مغربی جمہوریت کا کوئی تصور نہیں اس میں متعدد گروہوں کا وجود (حزب اقتدار وحزب اختلاف) ضروری ہے جبکہ قرآن اس تصور کی نفی کرتا ہے

واعتصموا بحبل الله جمیعاً ولاتفرقوا:

اس میں تمام فیصلے کثرت رائے سے ہوتے ہیں جبکہ قرآن اس انداز فکر کی بیخ کنی کرتا ہے وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل الله الایه (۱۱۶۱۶) یہ غیر فطری نظام یورپ سے درآمد ہوا ہے جس میں سروں کو گنا جاتا ہے تولانہیں جاتا ہے اس میں مرد وعورت' پیرو جواں' عامی وعالم بلکہ دانا و ناداں سب ایک ہی بھاؤ تلتے ہیں۔

جس امیدوار کے پلے زیادہ ووٹ پڑ جائیں وہ کامیاب قرار پاتا ہے اور دوسرا سراسر ناکام مثلاً کسی آبادی کے پچاس علماء' عقلاء اور دانشوروں نے بالاتفاق ایک شخص کو ووٹ دیئے مگر ان کے بالمقابل علاقہ کے بھنگیوں' چرسیوں اور بے دین واوباش لوگوں نے اس کے مخالف کو ووٹ دیئے جن کی تعداد اکاون ہوگئی تو یہ امیدوار کامیاب اور پورے علاقے کے سیاہ وسفید کا مالک بن گیا یہ مفروضہ نہیں حقیقت واقعہ ہے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست (پاکستان) میں 1970ء کے انتخابات میں اس کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوا کہ بڑے بڑے علماء ومشائخ کے مقابلہ میں بے دین' بے نماز بے ریش وبروت' عیاش وفحاش قسم کے لوگ کھڑے ہوئے اور بھاری اکثریت سے جیت گئے 1988ء کے الیکشن میں اس سے بھی تلخ تجربہ ہوا کہ پورے ملک میں جگہ جگہ مغرب زدہ فاحشہ عورتیں کھڑی ہوئیں اور اپنے مقابل بشمول علماء ومشائخ بڑے بڑے مشہور سیاست داں مردوں کو شکست دے کر ایوان اقتدار میں پہنچ گئیں۔

پھر ووٹ لینے کے لئے ہر جائز ناجائز حربہ کا استعمال لازمۂ جمہوریت ہے لیلائے اقتدار

کی خاطر تمام انسانی اقتدار بلکہ خونی رشتے تک فراموش کر دیئے جاتے ہیں ایک ہی علاقے میں سگے بھائی باپ بیٹا بلکہ میاں بیوی تک مدمقابل ہوتے ہیں ہر فریق اپنے مقابل کو چت کرنے کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہاتا ہے چنانچہ ہر الیکشن میں اربوں روپے برباد ہوتے ہیں مزید برآں دھونس، دھاندلی، دھوکہ، فریب، رشوت، غرض تمام ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں اور کوئی ہتھکنڈا کارگر نہ ہو تو مخالف ووٹروں کو ڈرایا دھمکایا بلکہ قتل تک کر دیا جاتا ہے۔

فرنگ آئین جمہوری نہادست رسن از گردن دیوے کشاداست

اس کا تجزیہ پاکستان کے ایک مشہور صحافی نے یوں کیا ہے "الیکشن کے چند دن پورے ملک میں گناہوں کے سیزن ہوتے ہیں چنانچہ ملک کے چپے چپے پر جس قدر جھوٹ، چغلی، غیبت فریب ودغا، بددیانتی، ضمیر فروشی، بے حیائی اور ڈھٹائی کا ارتکاب ان چند دنوں میں ہوتا ہے پورے سال میں نہیں ہوتا"

جب الیکشن کا دن آتا ہے تو پورے ملک پر خوف وہراس کے بادل چھا جاتے ہیں اس میں پولیس رینجرز بلکہ فوج کی نگرانی کے باوجود ہنگامہ آرائی، مار دھاڑ قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوتا ہے پھر جس گھڑی نتائج کا اعلان ہوتا ہے وہ قیامت کی گھڑی ہوتی ہے ہارنے والوں میں بہت سے لوگ دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ 1988ء کے الیکشن ہونے پر اخباروں میں آیا کہ نفسیاتی ہسپتال اس قسم کے پاگلوں سے بھر گئے ہیں جو رات کو ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھتے ہیں اور نعرہ بازی سے ہسپتال سر پر اٹھا لیتے ہیں اور جو کامیاب ہوتے ہیں انکی چاندی ہو جاتی ہے اور ایوان اسمبلی میں پہنچ کر ان کی بولی لگتی ہے فیکٹریوں کے پرمٹ، پلاٹس، وزارتیں، غرض کہ یہ طرح طرح کے لالچ اور چکمے دیکر انہیں خریدا جاتا ہے کچھ عرصہ پیشتر صدر مملکت کا بیان اخباروں میں شائع ہوا تھا کہ ہماری قومی اسمبلی بکرا منڈی بن چکی ہے۔

پھر قوم کے یہ منتخب نمائندے اسمبلی میں بیٹھ کر کیا گل کھلاتے ہیں؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں آئے دن اخباروں میں چھپتا ہے کہ فلاں وزیر نے سود کے جواز پر دلائل پیش کئے فلاں نے ملا ازم کہہ کر اسلامی نظام کا مذاق اڑایا فلاں عورت نے ڈاڑھی کا تمسخر کیا اور ان مہذب لوگوں کے مابین گالم گلوچ دشنام طرازی اور تو تکار تو عام سی بات ہے بات بڑھ جائے تو ایک دوسرے سے دست وگریباں ہو جاتے ہیں پھر گھونسہ بازی بلکہ کرسی بازی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

سابق مشرقی پاکستان کی اسمبلی میں اس زور کی کرسی بازی ہوئی کہ پارلیمانی اسپیکر بیچ بچاؤ کرتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے بالآخر اسمبلی کی عمارت میں زمین سے پیوست کرسیاں بچھانا پڑیں کہ لڑائی میں استعمال نہ کر سکیں۔

یہ تمام برگ وبار مغربی جمہوریت کے شجرۂ خبیثہ کی پیداوار ہیں اسلام میں اس کافرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں نہ ہی اس طریقے سے قیامت تک اسلامی نظام آ سکتا ہے "بفحوائے الجنس یمیل الی الجنس" عوام (جن میں اکثریت بے دین لوگوں کی ہے) اپنی ہی جنس کے نمائندے منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھیجتے ہیں۔

اسلام میں شورائی نظام ہے جس میں اہل حل وعقد غور وفکر کر کے ایک امیر کا انتخاب کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے وفات کے وقت چھ اہل حل وعقد کی شوریٰ بنائی جنہوں نے اتفاق رائے سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ نامزد کیا اس پاکیزہ نظام میں انسانی سروں کو گننے کے بجائے انسانیت کا عنصر تولا جاتا ہے اس میں کسی ایک ذی صلاح مدبر انسان کی رائے لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کی رائے پر بھاری ہوسکتی ہے

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو کہ در مغز دو صد خر فکر انسانی نمی آید

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کسی سے مشورہ کے بغیر صرف اپنی صوابدید سے حضرت عمرؓ کا انتخاب فرمایا آپ کا یہ انتخاب کس قدر موزوں مناسب اور جچا تلا تھا اس کا جواب الفاظ میں دینا ممکن نہیں اس حقیقت کا مشاہدہ پوری دنیا کھلی آنکھوں سے کر چکی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۴)

مودودی صاحب نے تفہیمات میں حدود کے متعلق جو کچھ لکھا ہے کیا وہ درست ہے مغربی پاکستان کے صوبائی اسمبلی میں جو بل پیش کیا گیا وہ بالکل درست ہے اگر حکومت بینک کے نظام کو درست کرنے کیلئے وقت مانگے بیت المال اور چور کا ہاتھ کاٹنا جاری نہ کرے کیا یہ ظلم ہوگا

سوال..... محترم المقام جناب مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب! مہربانی فرما کر تفہیمات حصہ دوم مرتبہ جناب محترم ابوالاعلیٰ مودودی ص ۲۸۰ قطع ید اور دوسرے شرعی حدود کا غور سے مطالعہ فرمائیں اور مکمل غیر جانب داری اور جماعتی تعصب سے بالاتر ہو کر بحیثیت مفتی فتویٰ دیں کہ عبارت تفہیمات شرع اور اسلامی نظریات کے مطابق ہے یا اس تحریر میں اسلام کے خلاف نظریہ پایا جاتا ہے کیا ان عقائد پر یقین رکھنے سے دین میں خرابی واقع ہو جاتی ہے یا یہ فروعی قسم کا مسئلہ ہے کیا کفریہ عقائد تو نہیں۔

جواب..... تفصیلی جواب کی فی الحال گنجائش نہیں کہ ایک ایک جملہ پر بحث کی جائے اجمالی

طور پر اتنا عرض ہے کہ پورے مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے کوئی بات اس میں ایسی نہیں لکھی جو اسلام کے نظریہ حدود وقصاص کے خلاف ہو البتہ بعض تعبیرات ابتداء میں ایسی ہیں کہ جو غلط ہیں ان سے اشتباہ ضرور ہوتا ہے لیکن آخر میں جا کر اس اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے پورا مضمون دلالت کر رہا ہے چنانچہ یہ الفاظ کہ جو لوگ اس قانون کو وحشیانہ قانون کہتے ہیں وہ خود وحشی ہیں صریح طور پر پہلی عبارت کی مراد کو واضح کر دیتا ہے بعض حضرات اس عبارت کا مطالعہ کرنے سے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ صاحب مقالہ اجراء حدود وقصاص میں ترتیب کے قائل نہیں کہ جس دن اسلامی قانون کا نفاذ ہوگا اس دن حدود وقصاص کے اجراء کا اعلان نہیں کیا جائے بلکہ کچھ عرصہ تک اصلاح معاشرہ کے لئے حدود وقصاص ملتوی رکھا جائے گا صاحب مقالہ چونکہ زندہ موجود ہے ان سے استفسار کر لیا جائے اگر وہ اب ترتیب کے قائل ہوں اور حدود وقصاص کو ملتوی یا مؤخر کرنے کے حق میں ہوں تو بے شک مجرم ہوں گے یہ جواب جماعتی تعصب سے بالاتر ہو کر مکمل غیر جانبداری کے تحت تحریر میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق پر استقامت دے واضح رہے کہ مسئلہ کے اس تحریر پر تصور نہ کیا جائے کہ ہم مودودی صاحب کے ساتھ ان کے تمام نظریات اعتقادی یا فروعی فقہ حنفی کے بارے میں جو اختلاف ہمارے اور انؒ کے درمیان میں ہیں ہم متفق ہو گئے ہیں ہمارے مودودی صاحب کے ساتھ نظریاتی وفقہی جزئیاتی اختلافات کافی موجود ہیں جن میں ہم ان مسائل کے بارے میں انشاء اللہ صحیح مذہب حق کو دلائل کے ساتھ پیش کریں گے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۱۲۳)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی میں ایک بل پیش ہے جس کی رو سے پاکستان میں عصمت فروشی جرم قرار دے دی جائے گی ظاہر ہے کہ اس صورت میں بازار میں عصمت فروشی بند ہو جائے گی مگر عورتوں کو بے پردہ بن سنور کر پھرنے سے بازاروں سے پبلک کے مقامات سے روکا نہ جائے اور نہ ہی کالجوں و تجربہ گاہوں وہسپتالوں نیز کلبوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں مردوں کے اختلاط کو روکا جائے تو کیا اس صورت میں مجرموں کو سزا دینا ظلم ہوگا یا شرع کے حکم کے مطابق اسلامی حد نافذ کی جائے گی تو یہ ظلم ہوگا۔

جواب...... یہ بل مبارک ہے جس کے ذریعہ سے پاکستان میں عصمت فروشی جرم قرار دے دی جائے اور اس جرم کی سزا دینا اور شادی شدہ کو سنگسار کرنا قانونی طور پر نافذ کیا جائے یہ ظلم ہرگز ہرگز نہیں بلکہ عین رحمت اور شفقت ہے اس سے فواحشات ومنکرات میں کمی ہوگی اس کے ساتھ

ساتھ سکولوں کالجوں اور دیگر مقامات پر اختلاط مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے حتی الامکان قانون سے اور وعظ سے اور تقریر سے وغیرہ جو بھی تشہیر پروپیگنڈہ کے ذرائع مروج ہیں ان سب سے کام لیتے ہوئے پوری کوشش فواحش ومنکرات کو مٹانے کی کی جائے لیکن اگر منکرات وفواحش کو مٹایا نہ جارہا ہو تب بھی اگر شرعی حد زنا (رجم، سنگسار کرنا) درے لگانا وغیرہ نافذ ہو سکتے ہیں تو نافذ کر دیا جائے اور یہ سزا ظلم نہ ہوگی جو شخص اس سزا کو ان حالات میں ظلم کہے اور یہ دعویٰ کرے کہ العیاذ باللہ میں اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو ظلم نہیں کہتا بلکہ اس کو حکومت یا معاشرہ کا ظلم کہتا ہوں کہ انہوں نے اس برائی کے قلع قمع کرنے کی پوری کوشش نہیں کی انہوں نے تو نومن ببعض ونکفر ببعض پر عمل کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے یا ازیں قسم کی کوئی اور تاویل کرے تو اس ☆ کی تاویل مقبول ہوگی اور اگر اس قسم کی تاویل نہیں کرتا اور بغیر تاویل کے قانون الٰہی کے نفاذ کو ظلم قرار دیتا ہے تو وہ کافر ہے فقط واللہ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس میں کہ پاکستان کی قومی پارلیمنٹ میں اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سود ایک غیر اصولی فعل ہے۔ اسے بند کرنے کی مناسب صورت پر غور کیا جائے اگر حکومت سود اور بینکوں کے نظام کو بدلنے کیلئے دس سال کی میعاد مقرر کر دے عوام کو اسلامی حکومت کے تحت ابتدائی ضروریات بھی مہیا نہ کرے۔ زکوٰۃ کو جمع کر کے بیت المال بھی قائم نہ کرے ملک میں کثرت جرائم خصوصاً چوری کو ختم کرنے کیلئے چور کو اسلامی سزا یعنی ہاتھ کے کاٹنے کا قانون بنا دے تو کیا یہ ظلم یا دوہرا ظلم ہوگا الخ۔

جواب۔ حکومت کا سود اور بینکنگ کے نظام کو بدلنے کیلئے دس سال کی میعاد مقرر کر لینا غلط ہوگا اور ممبران پارلیمنٹ کا فرض ہوگا کہ اپنی طرف سے پورا زور خرچ کریں کہ اس حرام فعل اور لعنت کو ایک لمحہ برداشت نہ کیا جائے اور عوام کے لئے ابتدائی ضروریات مہیا کرنا حکومت کا جو فرض بتایا جارہا ہے حاصل ہیں اور زکوٰۃ اموال باطنہ کی عوام المسلمین اغنیاء کو خود ادا کرنا فرض ہے۔ حکومت کے فرائض میں اموال باطنہ کی زکوٰۃ جمع کرنا ضروری نہیں۔ کثرت جرائم کو ختم کرنے کیلئے چور کو اسلامی سزا دینا اول یوم سے لازم ہے اور یہ ظلم نہیں عین شفقت ہے۔

اگر کوئی شخص اس صورت حالات میں حدود وقصاص وغیرہ کے اجراء کو اس تشریح کے ساتھ ظلم کہے کہ یہ پارلیمنٹ کے ممبران یا حکومت یا معاشرہ یا سوسائٹی کا ظلم ہے کہ انہوں نے بعض اسلامی احکام کو چھوڑ کر بعض کو نافذ کیا۔ یہ انہوں نے (مخلوق پر یا قوم پر) ظلم کیا اور ظلم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی

طرف نہیں کرتا تو ایسی صورت میں یہ تاویل محتمل ہے۔ قائل سے دریافت کیا جائے کہ کیا اس کی مراد یہ ہے؟ اگر وہ یہ مراد لے تو اس وغیرہ کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔ اگر وہ اس تشریح کو تسلیم نہیں کرتا اور حدود قصاص کے اجراء کو مطلقاً ظلم کہتا ہے تو وہ کافر ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۸ ص ۱۳۳)

اسلام کے دستور غلامی کو ناپسند کرنا

سوال...... اگر کوئی شخص اسلام کے دستور غلامی کو ناپسند کرتا ہو تو وہ مسلمان باقی رہ جائیگا یا نہیں؟

جواب...... یہ ناپسندیدگی اصل حقیقت کے معلوم نہ ہونیکی وجہ سے ہے جیسا کہ دیگر اقوام آج کل ناپسند کرتی ہیں اور وہ حقیقت سے واقف نہیں اب بجائے اسکے کہ ایسے شخص کیلئے کوئی سخت حکم حاصل کریں آپ اسکو حقیقت سمجھائیں تاکہ وہ دیگر اقوام کا اتباع چھوڑ کر اسلام کا اتباع کرے۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۱۶)

غیر مسلموں کے حلیہ اور لباس وغیرہ پر پابندی

سوال...... کیا حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں کفار کے نام تبدیل کرائے تھے یا ان کے حلیۂ ولباس پر پابندی لگائی گئی تھی؟

جواب...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں غیر مسلموں کے نام تبدیل کرنے سے متعلق کوئی روایت نظر سے نہیں گزری البتہ حلیہ لباس اور سواری وغیرہ سے متعلق پابندیاں تھیں۔ **وقال فی شرح التنویرویمیزالذمی عنافی زیه ومرکبه وسرجه وسلاحه فلایرکب خیلا ویرکب سرجاً کالاکف ولایعمل بسلاح ویظهر الکتج ویمنع من لبس العمامة وزنارالابریشم والثیاب الفاخرة المختصة باهل العلم والشرف** (ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۲)۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۰)

اپنے آپ کو فروخت کرنا

سوال...... ہندہ نے بسبب اپنی چند خاص ضرورتوں کے اپنے آپ کو فروخت کے لئے پیش کیا اور زید نے بالعوض زر نقد مطلوبہ اس کو خرید لیا یہ خرید وفروخت جائز ہے یا ناجائز؟

جواب...... یہ خرید وفروخت قطعاً ناجائز ہے کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے نفس کو فروخت نہیں کرسکتا اور نہ کوئی آزاد شخص کو خرید سکتا ہے ہندہ زر خرید لونڈی کا حکم نہیں رکھتی زید اس سے نکاح کرسکتا ہے اور دی ہوئی رقم کو مہر قرار دیا جاسکتا ہے وہ آزاد عورت ہے دوسرے شخص سے بھی اسکا نکاح

جائز ہے اور زید نے جو قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ج۲ص۱۵۹)

غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا پینا

سوال...... ایک مسلمان کے لئے کفار اور مشرکین کے برتنوں میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... کفار کے برتنوں کو استعمال کرنے سے پہلے اچھی طرح دھولیا جائے۔ دھونے سے پہلے ایسے برتنوں میں کھانا پینا مکروہ ہے تاہم اگر دھوئے بغیر ان میں کھا پی لیا جائے تو جائز مع الکراہتہ ہے اور ایسا کرنے والا حرام کھانے پینے والوں میں شمار نہ ہوگا بشرطیکہ ان برتنوں کی ناپاکی کا علم نہ ہو اور اگر علم ہو تو دھونے سے پہلے ان برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں۔

لقوله عليه الصلوٰة والسلام: تاكل في انيتهم فان وجد تم غير انيتهم فلا تاكلوا فيها فان لم تجد وافاغسلو ها ثم كلوا فيها.
(صحیح بخاری ج۲ص۸۲۵ کتاب الذبائح باب ماجاء فی الصید)

غیر مسلموں کے ساتھ کھانا پینا

سوال...... غیر مسلموں کے ساتھ ایک برتن میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... غیر مسلموں میں جب تک کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو ان کے ساتھ ایک برتن میں کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں تاہم اعتقادی اختلاف باعث کراہت ہے۔

وفي الهندية: ولم يذكر محمدؒ الاكل مع المجوس ومع غيره من اهل الشرک انه هل يحل ام لاوحكي عن الحاكم الامام عبد الرحمن الكاتب انه ان ابتلىٰ به مسلم مرة اومرتين لا بأس به واما الدوام عليه فيكره كذافي المحيط. (الفتاویٰ الهندية ج۵ ص۳۴۷ كتاب الكراهية. الباب الرابع عشرفي اهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم) قال شيخ الاسلام حافظ الدين ابن البزازؒ :والاكل والشرب في اواني المشركين يكره والاكل مع الكفار لوابتلي به المسلم لابأس لومرة اومرتين اماالدوام عليه يكره. (الفتاویٰ البزازية على هامش الهندية ج٦ ص۳۵۹ كتاب الكراية. الثالث فيما يتعلق بالمناهي ومثله في الهندية ج۵ ص۳۴۷ كتاب الكراهية. الباب الرابع عشر في اهل

الذمة. ۲. قال شیخ الاسلام حافظ الدین ابن البزازؒ :والا کل مع الکفار لوابتلی به المسلم لابأس لومرة اومرتین اماالدوام علیه یکره. (الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة ج۶ ص ۳۵۹ کتاب الکراهیة. الثالث فیما یتعلق بالمناهی. (فتاویٰ حقانیه ج۵ ص ۳۲۵ ۳۲۶)

سی ٹی بی ٹی اور این پی ٹی یعنی ایٹمی پروگرام اس کی توسیع اور ٹیسٹ پر پابندی کا جامع معاہدہ

مملکت اسلامیہ پاکستان جو کہ برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی قربانیوں کا ثمرہ ہے اس کی تقسیم کا مقصد ہی یہاں پر ایک آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کا قیام تھا الحمدللہ پاکستان اسلام اور مسلمانوں کی قربانیوں کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور اس نے عالم اسلام کے لئے ہر دور میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا یہود و ہنود اور مغربی ممالک پاکستان کے قیام کے روز اول ہی سے اس کے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں اور مختلف سازشوں سے اس کو آئے دن کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف ہیں اس کا سب سے بڑا ثبوت ۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان کو پاکستان سے علیحدہ کرنا ہے پھر ۱۹۴۸ء میں جبکہ پاکستان کے قیام کا ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ اس پر جنگ مسلط کر دی گئی اس کے بعد ۶۵ء اور ۷۰ء میں جنگیں ہوئیں اور ہمارے خلاف بدترین جارحیت کی گئی اب جبکہ مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کے مجاہدین ہندوؤں کے خلاف جہاد میں سرگرم عمل ہیں اور پاکستان نے بھی ہر سطح پر خصوصاً بین الاقوامی فورم میں مسئلہ کشمیر اجاگر کیا ہے تو ہندوستان نے تحریک آزادی کشمیر کو ختم کرنے اور پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ۱۱ اور ۱۳ مئی ۱۹۹۸ کو ایٹمی دھماکے کئے یہ دھماکے ہندوستان میں واجپائی حکومت نے کئے جس کا بنیادی منشور ہی اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی ہے یاد رہے کہ ہندوستان ۱۹۷۴ء میں ایٹمی قوت بن چکا ہے ان حالات میں پاکستان کو یہ حق مکمل طور پر حاصل تھا کہ وہ بھی اپنے دفاع کے لئے قرآنی نص کے مطابق ہر ممکن صلاحیت خواہ وہ عسکری ہو یا حربی حاصل کرے اور ہر لحاظ سے خود کو مضبوط کرنے کی کوشش کرے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واعدو الهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل ترهبون به عدو الله وعدوکم (سورۃ الانفال آیت ۶۰)

اس وقت حکومت پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام یہود و ہنود کے مکروہ عزائم کو بھانپتے ہوئے

شروع کیا تھا اور اس عظیم مقصد کے لئے اپنے ذرائع و وسائل اور حیثیت سے بڑھ کر ملک وملت اور قابل فخر سائنسدانوں نے طویل اور صبر آزما ایثار کا مظاہرہ کیا اور اس پر اربوں روپے خرچ ہوئے اور بمشکل تمام اس کو عالم کفر کی خونخوار نظروں سے بچائے رکھا گویا پوری قوم نے خون جگر سے اس پروگرام کی آبیاری کی اور اپنے ملک وملت و عالم اسلام کو ایک نا قابل تسخیر ایٹمی قوت بنا کر عالم کفر اور بھارت کے مذموم ارادوں کو خاک میں ملا دیا جس سے تمام پاکستانی قوم اور پورے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند ہوا۔ قوم کو نئی راہ اور نئی سمت مل گئی اور ہم جو اکیسویں صدی میں عالم اسلام اور پاکستان کو ایٹمی قوت کی حیثیت سے (جو کہ سائنس، ٹیکنالوجی اور عسکری طاقت کی معراج سمجھی جاتی ہے) داخل ہو رہے ہیں تو موجودہ حکومت جس نے سی ٹی بی ٹی کے معاہدے پر دستخطوں کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے جو ہمارے قومی وفوجی دفاع کی شہ رگ کو کاٹنے کے مترادف ہے حکومت اس معاہدہ CTBT پر دستخط کر کے ہمیں ایک بے غیرت، بے حمیت بزدل اور سوداگر قوم بنانا چاہتی ہے اور معاہدے کے بعد ہمیں ہندوستان و اسرائیل کے خونخوار بھیڑیوں کے سامنے بے دست و پا پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں خاص کر ایسے حالات میں کہ جب ہندوستان جس کو ایٹمی پروگرام کو منجمد کرنے کے جامع معاہدے پر دستخط کرنے میں اب تک انکار و تردد ہے اور اگر اس نے دستخط کر بھی دیئے تو اس کی فوجی اور دفاعی ساز و سامان کی صلاحیت جنگی ٹیکنالوجی اور افرادی قوت ہم سے کئی گنا زیادہ ہے جس کا مقابلہ ہماری ایٹمی قوت کے بغیر نہیں ہو سکتا حالانکہ خود یہود و نصاریٰ اور عالمی کفر و استعمار کے پانچ بدمعاشوں اور دہشت گردوں نے بھی ابھی تک اس معاہدے کی توثیق نہیں کی ہے اور نہ ان کا کوئی ارادہ ہے اس معاہدے پر دستخط کر دینے کے بعد پاکستان اور عالم اسلام کا نا قابل تصور نقصان ہوگا چند نقصانات درج ذیل ہیں۔

(۱) کشمیر کی تحریک آزادی پر ہر لحاظ سے براہ راست برا اثر پڑے گا۔

(۲) ہندوستان اور عالم کفر کے ایٹمی پروگرام روز بروز جاری وساری اور ترقی کی منازل طے کرتے رہینگے اور اس کے برعکس ہمارا ایٹمی پروگرام اس معاہدہ کی پابندی کی وجہ سے منجمد ہو کر رہ جائیگا۔

(۳) بھارت کے مقابلے میں ہماری پوزیشن عسکری، حربی اور سیاسی لحاظ سے کمزور تر ہو جائیگی۔

(۴) معاہدہ پر دستخط کرنے کے بعد عالم کفر کی طرف سے ہم سے نت نئے مطالبات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کا مشاہدہ ہم عراق، لیبیا وغیرہ ملکوں میں کر رہے ہیں۔

(۵) ایٹمی دھماکے کرنے کے بعد عالم اسلام خصوصاً عالم عرب کو ایک ولولۂ تازہ عطا ہوا تھا

اور اسرائیل اور دوسری استعماری کفری طاقتیں مرعوب ہوگئی تھیں معاہدے کے بعد ہماری حیثیت محض ایک سوداگر قوم کی سی ہوجائے گی۔

(۶) اگر مستقبل میں عالم اسلام اور عالم کفر کے درمیان کوئی بڑی جنگ شروع ہوئی (جس کی ابتداء امریکہ عراق' لیبیا' سوڈان اور افغانستان سے کر چکا ہے) تو اس میں پاکستان اس معاہدے کے بعد کوئی اہم کردار ادا نہیں کر سکے گا بلکہ پاکستان امریکہ کی ایک کالونی کی حیثیت اختیار کر جائیگا۔

(۷) اس کے نتیجے میں عالم اسلام اور دوسرے مقامات میں جہادی قوتوں کو شدید دھچکا لگے اور مجاہدین کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

(۸) پاکستان عالم اسلام کو کبھی بھی ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل نہیں کر سکے گا۔

اس خطرناک صورتحال کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء کرام و مفتیان دین متین کیا فرماتے ہیں کہ۔

(ا) ملک و ملت کے ان عظیم نقصانات جو کہ معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد یقینی اور حتمی ہیں کیا موجودہ حکومت کو اس بات کا حق اور اختیار پہنچتا ہے کہ وہ ایک ارب مسلمانوں کے متفقہ فیصلے کے برعکس ذلت و رسوائی کے اس محضر نامے اور اپنی موت و قتل کے پروانے پر دستخط کردے؟ اور اس کے صلے میں جو موہوم امداد بلکہ خیرات اور بھیک ملے گی کیا وہ ماضی کی طرح حکمرانوں کی جیبوں میں نہیں جائے گی؟) ان نقصانات اور خطرناک حقائق کی موجودگی میں اس معاہدے پر دستخط کرنے کے لئے مہم چلانا یا اس کی حمایت کرنا اور اس پر دستخط کرنا دین و شریعت کی روشنی میں اس کا کیا حکم ہے؟ اور یہ معاہدہ شرعی اعتبار سے جائز ہے یا ناجائز؟

(ب) اور وہ لوگ جو اس پر دستخط کرتے ہیں یا اس کی حمایت کرتے ہیں یا اس پر دستخط کے لئے مہم چلاتے ہیں خواہ وہ حزب اقتدار سے ہوں یا حزب اختلاف سے' سیاستدان ہوں یا بیوروکریٹس اور حکومتی مشینری' ان کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(ج) اور آیا یہ لوگ ملک و ملت اور اپنے حلف سے انحراف کا ارتکاب کرنے والوں کے زمرے میں آتے ہیں یا نہیں؟

جواب......اعداد آلات حرب قرآن کریم کی روشنی میں:۔

اعداد (تیاری) آلات جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم واخرين من دونهم لاتعلمو نهم الله يعلمهم وماتنفقوامن شئی فی سبيل الله يوف اليكم وانتم**

لاتظلمون (سورۃ الانفال آیت ۶۰) ''اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سواء جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کے راستے میں وہ پورا ملے گا اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا'' (ترجمہ از معارف القرآن) اس کی تفسیر میں امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''وھذہ الایة تدل علی ان الاستعداد للجھاد بالنبل والسلاح وتعلیم الفروسیة فریضة'' (تفسیر کبیر ج ۱۵ ص ۱۸۵ سورۃ الانفال) یہ آیت کریمہ جہاد کیلئے تیاری اسلحہ' تیر اندازی اور شہسواری کی تعلیم کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اسی آیت کے ضمن میں فوائد عثمانی میں تحریر فرماتے ہیں ''مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارکہ میں گھوڑوں کی سواری' شمشیر زنی اور تیر اندازی کی مشق کرنا سامان جہاد تھا آج بندوق' توپ' ہوائی جہاز' آبدوز کشتیاں' آہن پوش کروز روغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب جہاد ہے اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب وضرب تیار ہوں وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں'' (تفسیر عثمانی ص ۲۴۴ سورۃ الانفال)

لہٰذا اس آیت کے عموم میں موجودہ وقت میں جو آلات حرب وضرب اور سائنس وٹیکنالوجی کی بدولت جو بم اور میزائل وغیرہ تیار کئے گئے ہیں مثلاً کروز میزائل' سکڈ میزائل' نیپام بم' ہائیڈروجن بم اور ایٹم بم جیسے مہلک ہتھیار یہ تمام مااستطعتم کے عموم میں آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی تفسیر معارف القرآن جلد ۳ ص ۲۵۵ سورۃ الانفال پر لکھتے ہیں لہٰذا اس آیت کی رو سے مسلمان حکومتوں پر جدید اسلحہ کی تیاری اور اس کے کارخانوں کا قائم کرنا فرض ہوگا اس لئے کہ اس آیت میں قیامت تک کے لئے ہر زمان ومکان کے مناسب قوت وطاقت کی فراہمی کا حکم دیا گیا ہے جس طرح کافروں نے تباہ کن ہتھیار تیار کئے ہیں ہم مسلمانوں پر بھی اسی قسم کے بلکہ ان سے بھی زیادہ تباہ کن ہتھیاروں کا تیار کرنا فرض ہوگا تاکہ کفر اور شرک کا مقابلہ کر سکیں۔

اسکے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور فقہاء کے اقوال

اسی طرح احادیث کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعداد آلات حرب کی تاکید اور ترغیب فرمائی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''عن عقبة بن عامر قال

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهوعلى المنبر يقول واعدوالهم ماستطعتم من قوة الاان القوة الرمى الاان القوة الرمى الاان القوة الرمى" (صحيح مسلم ج۲ ص۱۴۳ باب فضل الرمى والحث عليه' كتاب الجهاد)

(ترجمہ حدیث) ''عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس حال میں کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے آپ نے ارشاد فرمایا اور تیار کرو کافروں کے ساتھ جنگ کے واسطے وہ چیزیں جو تم قوت سے کرسکو خبردار! بیشک قوت تیراندازی ہے خبردار! بیشک قوت تیراندازی ہے' خبردار! بیشک قوت تیراندازی ہے''

اس حدیث کی تفسیر میں علامہ ابوبکر الجصاص الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ومعنى قوله الاان القوة الرمى انه من معظم مايحب اعادة للقوة على قتال العدو ولم ينف به ان يكون غيره من القوة بل عموم اللفظ شامل لجميع ما يستعان به على العدومن سائر انواع السلاح وآلات الحرب (احكام القرآن جلد۲ ص۸۵ سورة الانفال)

دوسری روایت ہے کہ عن عقبة بن عامرؓ قال سمعت رسول الله يقول ان الله يدخل بالسهم الواحدثلاثة نفرالجنة صانعه يحتسب فى صنعة الخير والرامى به ومنبله (رواه ابوداؤد بذل المجهود ج۱۱ ص۴۲۸ كتاب الجهاد' باب الرمى)

(ترجمہ حدیث) ''عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے اسکا بنانے والا جسکے بنانے سے اسکی نیت خیر کی ہو اور اس کا پھینکنے والا' تیسرا تیر دینے والا تیرانداز کے ہاتھ میں''

اس حدیث کے متعلق شارح ابوداؤد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں۔

ولم يكون فى زمن رسول الله الارمى السهام فيدخل بل يعوض عنه فيه مايرمى به من الرصاص بالبندوقيه والمدافع وغير ذلك من آلات الحرب الجديدة فى هذا الزمان فانها اغنت عن رمى السهام بالقوس وعطلته (بذل المجهودجلد۱۱ ص۴۲۸ باب فى الرمى' كتاب الجهاد)

فقہاء کرام میں فقہ حنفی کی مشہور ومعروف شخصیت علامہ ابن نجیم المصریؒ فرماتے ہیں۔

یندب للمجاهد فی دارالحرب توقیرالاظفار وان کان قصهامن الفطرة لانه اذا سقط السلاح من یده ودنامنه العدوربما یتمکن من دفعه بالاظافیروهو نظیر قص الشوارب فانه سنة ثم الغازی فی دارالحرب مندوب الی توقیرها وتطویلها لیکون اهیب فی عین من یبارز' فالحاصل ان مایعین المرء علی الجهاد فهومندوب الی اکتسابه لمافیه من اعزازالمسلمین وقهرالمشرکین (البحرالرائق ج۵ ص ۷۶ کتاب الجهاد)

(ترجمہ)''یعنی دارالحرب میں مجاہد کے لئے ناخن بڑھانا باوجودیکہ ناخنوں کا کٹوانا ایک فطری امر ہے مندوب اور مستحب ہے کیونکہ دوران جنگ وجہاد اگر اس کے پاس اسلحہ نہ ہو اور دشمن اس کے بالکل قریب ہو تو ناخنوں کے ذریعہ بھی وہ اپنے دشمن کو دفع کرسکتا ہے اور اس کی نظیر مونچھوں کو ترشوانا ہے کیونکہ یہ سنت ہے پھر غازی کے لئے دارالحرب میں مونچھوں کا بڑھانا مستحب ہے تاکہ اس سے اس کے مقابل دشمن پر رعب اور دھاک بیٹھ جائے حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو کہ مجاہد وغازی کے لئے جہاد میں ممد ومعاون ثابت ہو تو وہ مندوب اور مستحب ہے اس لئے اس میں مسلمانوں کا وقار اور مشرکین کی تذلیل وتوہین ہے''

ان تصریحات کی موجودگی میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مسلمانوں کے لئے ہر قسم کا اسلحہ اور جنگی ساز وسامان دشمن کے مقابلے کے لئے تیار رکھنا فرض اور ضروری ہے تاکہ جہاد کے وقت ان کی توجہ اسلحہ کی تیاری پر نہ ہو۔

آلات حرب یا عسکری قوت کو ضائع کرنے یا ان کو منجمد کرنے پر وعیدیں

جس مسلمان ملک کے پاس یہ آلات حرب اور وہ بھی جدید ترین شکل میں ہوں ان آلات کو ضائع کرنے یا استعمال میں نہ لانیکے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ عن عقبه بن عامر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من علم الرمی ثم ترکه فلیس منالوقدعصی (صحیح مسلم ج۲ ص ۱۴۳ باب فصل الرمی والحث' کتاب الجهاد)

(ترجمہ)''حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے تیراندازی سیکھی اور پھر اس کو چھوڑ دیا تو

وہ ہم میں سے نہیں یا وہ گنہگار رہا''

مندرجہ بالا حدیث کے ذیل میں شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"هذاتشديدعظيم فی نسيان الرمی" بعد علمه ومكروه كراهة شديدة من تركه بلاعذر. (صحيح مسلم ج۲ ص۱۴۳ باب فصل الرمی والحث. كتاب الجهاد)

اوراس حدیث کی تشریح میں ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''جس نے تیراندازی سیکھی اور پھراس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں گویا اس نے اس میں کوئی نقص دیکھا اوراس کے ساتھ استہزاء کیا اور یہ صورتیں کفران نعمت کے زمرے میں آتی ہیں شراح حدیث نے اس نعمت کو نعمت خطیرہ سے تعبیر کیا ہے'' (مرقاۃ ج۷ ص۳۱۴ باب اعداد آلۃ الجہاد)

اور یہی حدیث ایک اور روایت میں یوں بیان کی گئی ہے ''من تعلم الرمی ثم نسيه فهی نعمة حجدها'' (مجموعة الفتاویٰ لابن تيمية ص ۲۸ ج ۹ الجهاد)

مختصراً ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ جس طرح اعداد آلات حرب مسلمانوں کے لئے ضروری اور لازمی ہے اسی طرح فن عسکری کو سیکھ کر اس کو ترک کرنا اسے بھول جانا انتہائی لائق ملامت امر ہے جس کی طرف امام نوویؒ اور ملاعلی قاری نے بصراحت تنبیہ کی ہے موجودہ حالات اور زمانے کے تناظر میں دیکھا جائے تو ایک مسلمان ملک کے پاس جو قوت اور طاقت ہو جس سے دشمنان اسلام مرعوب ہوتے ہیں اس طاقت اور قوت کو ختم کرنا یا اس کو استعمال میں نہ لانا یا اس کو منجمد کرنا اسی وعید کے ضمن میں آتے ہیں۔

علامہ برہان الدین المرغینانیؒ نے حرمت اکل لحم فرس (یعنی گھوڑے کے گوشت کی حرمت) کی ایک علت یہ بھی لکھی ہے کہ: ويكره لحم الفرس عندابی حنيفةؒ ...... ولانه آلة ارهاب العدوفيكره اكله احتراماً له ولهذايضرب له بسهم فی الغنيمة ولانه فی اباحته تقليل آلة الجهاد" (الهداية علی صدر فتح القديرج۸ ص ۴۲۰، ۴۲۱ كتاب الجهاد) یعنی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اسکی ایک علت یہ ہے کہ دشمن کے ڈرانے دھمکانے اور مرعوب کرنے کا آلہ ہے اس لئے اسکے احترام کی وجہ سے اس کا کھانا مکروہ (تحریمی) ہے اور اسی طرح احترام وعظمت کی بناء پر مال غنیمت میں گھوڑے کا مستقل حصہ ہے (اور دوسری علت یہ ہے) کہ اسکی اباحت کی صورت میں آلۂ جہاد کی تقلیل ہوتی ہے''

کفار اور غیر مسلموں کے دباؤ میں آ کر ایٹمی صلاحیت اور عسکری قوت کو منجمد یا اس میں تخفیف کرنے کے متعلق کسی بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کرنے کے بارے میں ان نصوص قطعیہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے ارشاد ربانی ہے:۔

فلا تطع الکافرین و جاھدھم بہ جھاداً کبیراً (سورۃ الفرقان آیت ۵۲)

(ترجمہ) ''سو تو کہنا مت مان منکروں کا اور مقابلہ کر ان کے ساتھ بڑے زور کا''

دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (سورۃ ھود ۱۱۳) (ترجمہ) ''اور مت جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا پھر تم کو لگے گی آگ''

ایک اور فرمان ربانی ہے کہ: ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ (سورۃ النساء آیت ۱۰۲)

(ترجمہ) ''کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم بے خبر ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تا کہ تم پر حملہ کریں یکبارگی'' ان نصوص میں تدبر کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری شدومد کے ساتھ مسلمانوں کو ہر وقت کفار کے مقابلے میں تیار رہنے کا حکم دیا ہے اور کفار کی طرف معمولی میلان کو بھی موجب دخول نار ٹھہرایا ہے اب اگر ہمارے مسلم حکمران یہود وہنود اور نصاریٰ کے دباؤ میں آ کر اس رسوائے زمانہ معاہدہ (سی ٹی بی ٹی) پر دستخط کرتے ہیں تو لازمی طور پر ان نصوص قطعیہ اور ارشادات ربانیہ کی خلاف ورزی ہوگی۔

وہ معاہدہ جو مسلمانوں کے مفادات کے منافی ہو اسکی پابندی ضروری نہیں

اگر تخفیف اسلحہ کے متعلق کوئی بین الاقوامی معاہدہ موجود ہو اور اس کا کنٹرول بھی کفار کے ہاتھ میں ہو تو کیا اس صورت میں مسلمان اس معاہدہ کے پابند ہیں؟ سو اس بارے میں سب سے پہلے جب ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل آیات سامنے آتی ہیں (۱) یایھا الذین امنوا لاتتخذوا الکافرین اولیآء من دون المؤمنین. (سورۃ النسا آیت ۱۴۴)

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام'' (۲) واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء ان اللہ لایحب الخائنین (سورۃ الانفال آیت ۵۸) (ترجمہ) ''اور اگر تم کو ڈر ہو کسی قوم سے دغا کا تو پھینک دو ان کا عہد ان کی طرف اسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر، بیشک اللہ کو خوش

نہیں آتے دغاباز'' یعنی اگر آپ کو کسی قومی معاہدہ سے خیانت اور عہد شکنی کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو ان کا عہد ان کی طرف اسی صورت میں واپس کر دیں کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (معارف القرآن ج۴ ص۲۶۹ سورۃ الانفال)

یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود والنصاری اولیآء بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانه منھم ان اللہ لایھدی القوم الظلمین' فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرة فعسی اللہ ان یاتی بالفتح اوامر من عندہ فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم نادمین (سورۃ المائدہ آیت ۵۱'۵۲)

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست' وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے' اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں ہے' اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو' اب تو دیکھے گا ان کو جن کے دل میں بیماری ہے' ڈر کر ملتے ہیں ان میں کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آ جائے ہم پر گردش زمانہ کی سو قریب ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرما دے فتح یا کوئی امر اپنے پاس سے تو لگیں اپنے جی کی چھپی بات پر پچھتانے''

علامہ ابوبکر الجصاص الرازیؒ اس آیت کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ ''ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی دوستی اور ان کے ازلال سے منع فرمایا اور ان کی اہانت اور ازلال کا حکم فرمایا اور ان سے مسلمانوں کے (اجتماعی) کاموں میں امداد لینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں ان کی عزت اور برتری ہے۔ (احکام القرآن ج۳ ص۱۲۳)

ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی اور این پی ٹی پر دستخط کرنے اور اس کے لئے راہ ہموار کرنے اور اس سلسلے میں تعاون کرنے کی صورت میں جو لوگ کفار اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کا جو مظاہرہ کرتے ہیں ان کا حشر کفار اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہی ہو گا لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ اس معاہدہ پر دستخط کی صورت میں عقل و ہوش سے کام لے اور اس انجام بد سے اپنے آپ کو بچائے نیز سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے حامیوں کا یہ کہنا کہ دستخط نہ کرنے کی

صورت میں یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا اس کو ان آیات میں عذر لنگ قرار دیا گیا ہے۔

دستخط کرنے کی صورت میں کفار کی طرف سے امداد کے وعدے

تخفیف اسلحہ کے اس معاہدے (سی ٹی بی ٹی) پر دستخط کرنے کی صورت میں کفار کی طرف سے مالی امداد و تحفظات کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے برعکس اعداد آلات حرب کے متعلق جو آیت کریمہ ہم نے ذکر کی ہے کہ "واعدو الھم مااستطعتم" تو اس آیت کے آخر میں فرمان ربانی ہے: **وماتنفقوا من شئ سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لاتظلمون**"اس میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جہادی سامان پر جتنا بھی خرچ کریں گے اس کے متعلق خدائی وعدہ ہے کہ "یوف الیکم" یعنی وہ خرچ تم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورا پورا دیا جائے گا بغیر کسی کمی کے" گویا یہ آیت کریمہ تصریح ہے اس بات پر کہ اگر اعداد آلات حرب پر آپ کا کچھ خرچ ہوا ہو اور ضرور ہوتا ہے تو اس کا انتظام اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اب اقتصادی پابندیوں کے خوف سے سی ٹی بی ٹی یا این پی ٹی پر دستخط کرنا گویا اللہ کے وعدے سے انحراف ہے اسی طرح دیگر بھی کئی آیتیں ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اپنی عزت و وقار کو مجروح کر کے کفار سے استعانت لینا صحیح نہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے

(۱) **یایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالاً** (آل عمران ۱۱۸) (ترجمہ) "اے ایمان والو! نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں" علامہ ابوبکر الجصاص الرازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "**وفی ھذہ الآیۃ دلالۃ علی انہ لاتجوز الاستعانۃ باھل الذمۃ فی امورالمسلمین من العمالات والکتبہ**" (احکام القرآن جلد۲ص۴۴سورۃ آل عمران)

اسی آیت یعنی **لاتتخذو ابطانۃ** میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے (اجتماعی) کاموں اور ملازمتوں میں کفار اہل ذمہ سے امداد لینا جائز نہیں ہے۔

(۲) اسی طرح دوسری آیت کریمہ **یایھاالذین امنوا لاتتخذوا الیھود والنصاری اولیآء بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم** (سورۃ النساء آیت ۵۱ میں بھی اس چیز کی وضاحت کردی گئی ہے۔ اس آیت کے ذیل میں علامہ

ابوبکر الجصاص الرازیؒ فرماتے ہیں کہ ''ان آیات میں حق تعالیٰ نے کفار کی دوستی اور ان کے اعزاز سے منع فرمایا ہے اور ان کی اہانت واذلال کا حکم دیا ہے اور ان سے مسلمانوں کے (اجتماعی) کاموں میں امداد لینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اسی میں ان کی عزت اور برتری ہے'' (احکام القرآن جلد۳ ص۱۲۳ سورۃ النساء)

ارشاد ربانی ہے: الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤ منین ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعاً (سورۃ النساء آیت ۱۳۹)۔

(ترجمہ) ''جو لوگ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں کیا وہ ان کے ذریعے قوت وعزت چاہتے ہیں (وہ یاد رکھیں کہ) قوت وعزت تو ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے یعنی قوت وعزت اللہ تعالیٰ کے قوانین میں عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے''

مندرجہ بالا تصریحات اور نصوص کی رو سے کفار سے امداد طلب کرنا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اس خاطر سے کہ اس میں ہماری عزت ہے بالکل صحیح نہیں اور یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ مسلمان ممالک نے جن کافر ملکوں کے ساتھ جتنے بھی معاہدے کئے ہیں انہوں نے ایفائے عہد کا خیال نہیں رکھا پاکستان اور عربوں کے کافروں کے ساتھ ہونے والے معاہدے ہمارے سامنے ہیں جن کو سوائے خسارے کے اور کچھ ہمارے ہاتھ نہیں آیا۔

علامہ ابوبکر الجصاص رازیؒ مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''وهذا یدل علی انه غیر جائز للمؤمنین الاستنصار بالکفار علی غیرهم من الکفار اذا کان متی غلبوا کان حکم الکفر هو الغالب وبذلک قال اصحابنا'' (احکام القرآن ج۲ ص ۳۵۲ سورۃ النساء)

فتویٰ کا خلاصہ اور حاصل

مذکورہ بالا دلائل جو قرآن کریم کی صریح آیات' سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایات' مفسرین' محدثین اور فقہاء اُمت کی تشریحات پر مشتمل ہیں اور جن پر تمام فقہی مکاتب کا اجماع ہے سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

(الف)......اعداء اسلام کی جارحیت اور اسلامی ممالک کی حفاظت اور دفاع کیلئے ہر قسم کا فوجی سازوسامان' آلات حرب کی تیاری اور اس میں شب وروز ترقی اور دشمن کے ارہاب کے لئے اعداد آلات جہاد فرض عین ہے یہاں تک کہ اسلام کے اساسی عبادات مثلاً نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج کی فرضیت

محدود اوقات اور مقدار سے وابستہ ہیں مگر دشمن کے مقابلہ کی تیاری غیر محدود غیر مقید غیر موقت اور تمام ممکنہ استطاعتوں سے وابستہ ہے جسے اللہ نے واعدوا لھم ما استطعتم (الآیہ) میں بیان فرمایا ہے۔

(ب)......دشمنان اسلام کے کسی دباؤ اور ترغیب وترہیب میں آ کر ایسا کوئی اقدام یا معاہدہ ہرگز جائز نہیں جس سے فوجی اور حربی تیاریوں میں تعطل پیدا ہو یا اس میں کمی آ سکتی ہو یا تیار شدہ حربی ساز وسامان کے استعمال کو منجمد کیا جا سکتا ہو یا حربی ٹریننگ' مشق اور تربیت کو نقصان پہنچ سکتا ہو یا اس میں کمی آ سکتی ہو یا ان سارے امور پر کسی قسم کی قدغن لگ سکتی ہو۔

(ج)......سی ٹی بی ٹی اور این پی ٹی کی شکل میں زیر بحث معاہدہ میں یہ سارے خطرات خدشات اور گوناگوں پابندیاں موجود ہیں اس لحاظ سے اس پر کسی بھی مسلمان ملک کیلئے بشمول پاکستان کے دستخط کرنا یا اس کی تحریری اور زبانی کسی قسم کی تائید اور اتفاق کی ازروئے قرآن وسنت واجماع امت ہرگز اجازت نہیں اگر کسی بھی مسلم حکومت کا سربراہ وزیراعظم یا ممبر پارلیمنٹ یا کوئی عام شہری اس کی موافقت اور تائید کرتا ہے تو وہ قرآن وسنت اور اللہ ورسول کے واضح احکام کی صریح مخالفت اور ان احکام سے کھلی بغاوت کا مرتکب ہے ایسے لوگوں کو اپنے دین' عقیدہ اور ایمان کی خیر منانی چاہئے جان بوجھ کر ایسا کرنے والے ملک وملت کے غدار ہیں کہ اس طرح وہ ملک کی آزادی' سالمیت اور خود مختاری سلب کرانے جیسے قبیح جرم کے مرتکب ہوں گے ازروئے شرع ایسی صورت میں پوری قوم کو دینی ملی اور قومی جرم کے مرتکب حکمرانوں کے خلاف ہر قسم کی جدوجہد نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہوگی۔ (فتاویٰ حقانیہ ج۵ ص۳۴۴ تا ۳۵۵)

احکام القسمۃ

قسمت کسے کہتے ہیں؟

سوال..... قسمت کی حقیقت کیا ہے؟ اور اگر اس کے کچھ ارکان و شرائط بھی ہوں تو تحریر کر دیئے جائیں؟ اور اس کا ثبوت بھی تحریر ہو؟

جواب..... قسمت نام ہے افراز کا اور بعض حصہ داروں کے حصوں کو بعض سے جدا کرنے کا' قسمت کا رکن وہ فعل ہے کہ جس سے افراز (علیحدہ کرنا) اور حصہ داروں کے حصے الگ الگ ہو جائیں۔ **کمافی الهندية وامار كنها فهوالفعل الذى يحصل به الافرازو التمييزبين النصيبين كالكيل فى المكيلات** اور شرط اس کی یہ ہے کہ تقسیم ہو جانے کے بعد منفعت اور فائدہ ختم نہ ہو **حيث قال فى التنوير وشرحه (وشرطهاعدم فوت المنفعة بالقسمة ولذالايقسم نحوحائط وحمام** قسمت کا مشروع ہونا نص قرآنی اور قولی و فعلی حدیث نیز اجماع امت سے ثابت ہے **كمافى هامش الشامى ج۵ ص ۱۶۰ هى مشروعة بالكتاب قال تعالىٰ واذاحضرالقسمة اولوالقربىٰ وبالسنة فانه عليه الصلوٰة والسلام باشرهاالغنآئم والمواريث وقال اعط كل ذى حق حقه وكان يقسم بين نسائه وهذا مشهور واجمعت الامة على مشروعيتها: (منهاج الفتاویٰ غير مطبوعه)**

تقسیم کے وقت تمام شرکاء کے موجود رہنے کا حکم

سوال..... شئی مشترک کی تقسیم کے وقت تمام شرکاء یا انکے وکلاء کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر شئی مشترک ذوات الامثال میں سے ہو تو تمام شرکاء کا موجود ہونا ضروری نہیں خواہ یہ چیز میراث سے حاصل ہوئی ہو یا خرید و فروخت وغیرہ ہے۔ البتہ اگر غائب کا حصہ اس تک پہنچنے سے پہلے ضائع ہو جائے تو یہ نقصان حاضر و غائب دونوں کا ہوگا اور جو حصہ حاضر کو ملا ہے وہ دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر شئی مشترک ذوات القیم میں سے ہے تو وارث کی صورت میں ہر شریک یا اس کے نائب کا وجود ضروری ہے اور غیر ارث یعنی شراء وغیرہ کی صورت میں خود شریک

کا وجود ضروری ہے اس کے نائب کا وجود کافی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۶۳)

حدود متعین کئے بغیر اگر پلاٹ کو تقسیم کیا گیا ہے تو اس تقسیم سے رجوع جائز ہے

سوال۔۔۔۔۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر نے ایک پلاٹ خریدا پھر اس کی تقسیم کے بارے میں انہوں نے قرعہ اندازی کی کہ شرقاً غرباً کی جائے یا شمالاً جنوباً تو قرعہ سے شمالاً جنوباً متعین ہوا پھر قرعہ اندازی کی کہ کون سی جہت کس کو آئے تو زید کے نام شمالی اور بکر کے نام جنوبی جہت کا قرعہ نکلا اس کے بعد پلاٹ پر کسی نے کسی قسم کا تصرف نہیں کیا حتیٰ کہ پلاٹ کی درمیانی حد چونکہ بغیر کسی حساب دان کے متعین نہیں ہوسکتی تھی اس لئے درمیان کی حد ابھی تک متعین نہیں ہوئی نیز دونوں میں طے ہوا تھا کہ جس کو شمالی جانب قرعہ میں آئے گی وہ پلاٹ کے شرقی جانب والے حصہ دار سے یعنی بکر سے ۴ فٹ رستہ لے گا اور تا حال اس رستہ کی حدود بھی متعین نہیں ہوئیں اب کسی نقصان کی وجہ سے شمالی جانب والا فریق یعنی زید اس تقسیم سے رجوع کرنا چاہتا ہے آیا وہ رجوع کرسکتا ہے یا نہیں نیز اگر رجوع صحیح نہ ہو تو اس کا مطالبہ ہے رستہ شرقی جانب کی بجائے کی بجائے غربی جانب سے دیا جائے بکر اس میں سے کوئی بات نہیں مانتا دونوں کا ارادہ ہے اگر شرعی طور پر تقسیم مکمل نہ ہوئی تو دوبارہ تقسیم کرلیں اور اگر شرعی طور پر تقسیم مکمل ہوگئی پھر رستہ کی تبدیلی کا مطالبہ زید کو حاصل ہوگا یا نہیں جبکہ رستہ کا اقرار پیمائش سے نہیں کیا گیا اور رستہ کی جہت مصالحت سے طے ہوئی نیز زید کا دعویٰ ہے کہ تقسیم مکمل نہیں ہوئی کیونکہ یہ قرعہ اندازی بعد القسمت نہیں بلکہ قبل القسمت ہے اور یہ قرعہ اندازی کسی حکم سے نہیں بلکہ دونوں نے از خود کی ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

جواب۔۔۔۔۔اگر واقعی قرعہ اندازی کے وقت پیمائش نہیں ہوئی اور حدود قائم نہیں ہوئے صرف اطراف کی تعیین بھی ہوگئی اور اسی پر قرعہ ڈالا گیا ہے تو باوجود دونوں کے راضی ہوجانے کے بعد اس تقسیم سے رجوع جائز ہے درحقیقت یہ قسمت تام نہیں ہوئی اور رجوع قبل تمام القسمت شرعاً جائز ہے عالمگیری ص ۲۱۷ ج ۵ میں ہے ان کانت الداربین رجلین فاقتسما علی ان یأخذ احدھما الثلث من مؤخرھا بجمیع حقہ ویاخذالاخر الثلثین من مقدمھا بجمیع حقہ فلکل واحد منھما ان یرجع عن ذالک مالم تقع الحدود بینھما ولایعتبر رضاھما بما قالا قبل وقوع الحدود وانما یعتبر رضاھما بعد وقوع

الحدود کذافی الذخیرہ۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۹۹)

مشترک مکانوں کے منافع تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال...... دو مکان مختلف محلوں میں دو شخصوں کے درمیان مشترک ہیں اب ملکیت کو مشترک رکھتے ہوئے ان کے منافع تقسیم کرنا چاہتے ہیں اس تقسیم کی جائز صورت مطلوب ہے

جواب...... اس کے جواز کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ دونوں مکانوں کے منافع کے مجموعے کو بقدر حصہ تقسیم کریں۔

۲۔ باہم مکانوں کی تعیین کرلیں ایک مکان ایک شریک کے لئے دوسرا دوسرے کے لئے پھر ہر شریک کو اختیار ہے کہ اپنے متعین مکان میں خود رہے یا اس کو کرائے وغیرہ پر دے کر منافع حاصل کرے اس صورت میں ہر ایک اسی مکان کے منافع کا مستحق ہوگا جو اس کو تقسیم میں ملا ہے خواہ اس کے منافع دوسرے سے کم ہوں یا زیادہ۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۷۳)

اگر تقسیم کے بعد شئی قابل انتفاع نہ رہے تو تقسیم کا حکم

سوال...... عمر اور زید ایک مشترک مکان میں رہتے ہیں اور ہر فریق کی تعمیر اور قبضہ جدا جدا ہے اور مکان کا صحن زینہ پائخانہ اور دروازہ مشترک ہے زید چونکہ ایک تونگر آدمی ہے وہ عمر سے کہتا ہے کہ نصف صحن میں ایک دیوار کرلو اور دروازہ' پائخانہ اور زینہ بھی تقسیم کرلو چونکہ زید کے پاس اور مکان بھی ہیں لہٰذا تقسیم کے بعد زید کو مکان کی تنگی مضر نہ ہوگی اور عمر کے پاس بجز اس مکان کے کوئی دوسرا مکان نہیں اس کو صحن کی تنگی مضر ہوگی تو زید کا تقسیم پر مصر ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... منجملہ شرائط تقسیم کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ تقسیم کے بعد اس شی مشترک کی منفعت مقصودہ فوت نہ ہو پس اس صورت میں صحن کی تقسیم تو جائز ہے کیونکہ تقسیم کے بعد بھی صحن کی منفعت باقی رہتی ہے اور پائخانہ' زینہ اور دروازے کی تقسیم جائز نہیں کیونکہ تقسیم کے بعد ان کی منفعت باقی نہیں رہ سکتی۔ ہاں اگر دونوں شریک تقسیم چاہیں تو درست ہے فقط ایک کے اصرار پر جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۹)

مشترک مچھلیوں کو اندازے سے تقسیم کرنا

سوال...... مچھلی کے بچے ساجھے میں خرید کر تالاب میں چھوڑ دیئے جب بڑے ہوئے تو پکڑوا کر اندازے سے تقسیم کرلئے اور دونوں اس بات پر راضی ہیں کہ اگر کسی کے حصے میں کچھ

زیادہ گیا تو وہ معاف ہے اس کا دعویٰ نہیں ایسی تقسیم جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... چونکہ مچھلی عرفاً وزن کر کے بیچی جاتی ہے اور باہم ایک جنس ہونا ظاہر ہے اس لئے بلاوزن کے تقسیم اس کی جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۹)

ایسی حالت میں تقسیم کہ ورثہ میں کوئی صغیر ہو یا میت کا کسی وارث پر دین ہو

سوال...... ایک آدمی کی وفات کو پانچ سال گزر گئے اس نے ورثہ میں ایک بیوی پانچ لڑکے اور چھ لڑکیاں چھوڑیں فوت ہونے کے بعد فوراً جائیداد تقسیم کر دی گئی جائیداد غیر منقولہ میں ساڑھے پینتیس ایکڑ زمین ایک گھر اور ایک پلاٹ تھا اور منقولہ جائیداد میں چوپائے زیورات اور گھریلو سامان تھا گھریلو سامان زیورات اور چوپاؤں کی قیمت لگائی گئی اور بڑے لڑکے پر جو تیرہ سو روپے قرض تھا وہ بھی اسی قیمت میں جمع کیا گیا کل رقم چودہ ہزار روپے بنی جو ورثہ کے حصص کے مطابق تقسیم کر دی گئی۔

پھر تین بڑی، عاقلہ بالغہ شادی شدہ لڑکیوں نے اپنے حصہ جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ سے کچھ چیزیں لے کر باقی حصہ اپنے پانچ بھائیوں کو بخش دیا۔

اب بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ تخارج باطل ہے جائیداد کی از سر نو تقسیم ہوگی اس لئے کہ صحت تخارج کیلئے ایک تو تمام ورثہ کا عاقل، بالغ ہونا شرط ہے حالانکہ اس وقت ان میں ایک لڑکا ڈھائی سال کا تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک وارث پر دین تھا اور ترکہ میں دین ہونے کی صورت میں تخارج باطل ہوتا ہے حالانکہ یہ دین وارث پر تھا جو منقول جائیداد میں شامل کر کے تقسیم کیا گیا تھا بایں صورت کہ جس وارث پر دین تھا اسی وارث کے حصے میں اس کو وضع کیا گیا تھا۔

جواب...... یہاں چار امور قابل تحقیق ہیں۔

۱۔ میت کا کسی وارث پر دین ہو تو وہ تخارج سے مانع ہے یا نہیں؟

۲۔ مصالح اپنا حصہ صرف بعض وارثوں کو دے دوسروں کو نہ دے تو تخارج صحیح ہوگا یا نہیں؟

۳۔ تخارج غبن فاحش کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں؟

۴۔ ورثہ میں کوئی صغیر ہو تو تخارج درست ہے یا نہیں؟

ان امور اربعہ کی تحقیق بالترتیب تحریر کی جاتی ہے۔

۱۔ اگر ترکہ منقولہ میں مدیون کے حصہ میراث سے دین زائد ہو تو تخارج سے مانع ہے ورنہ نہیں

اس لئے کہ منع دین کی علت تملیک الدین من غیر من علیہ الدین ہے جو کہ ترکہ منقولہ میں حصہ میراث سے متجاوز دین میں موجود ہے کہ مصالح مدیون کے علاوہ دوسرے ورثہ کو بھی دین کا مالک بنا رہا ہے مگر ترکہ منقولہ سے غیر متجاوز دین میں یہ علت مفقود ہے اس لئے کہ ترکہ منقولہ کی تقسیم میں اس کی قیمت لگا کر تقسیم کرنے کا دستور ہے اور ظاہر ہے کہ کل ورثہ کی تراضی سے دین کو مدیون کے حصے میں محسوب کیا جائے گا پس یہ جس شخص پر قرض ہے اسی کو قرض کا مالک بنانا ہے اور یہ جائز ہے۔

مسئلہ زیر نظر میں یہی صورت ہے اس لئے یہ دین صحت تخارج سے مانع نہیں

۲۔ اگر بدل صلح ترکہ سے قرار نہیں پایا بلکہ مصالح اپنے پاس سے ادا کرتا ہے تو یہ تخارج مطلقاً صحیح ہے اور اگر بدل صلح ترکے سے قرار پایا تو اس میں چونکہ سب ورثہ کا حق ہے اس لئے اس کی صحت کے لئے سب کی رضا شرط ہے۔

۳۔ بدل صلح خواہ کتنا ہی قلیل ہو تخارج جائز ہے البتہ اگر کسی کیساتھ یوں دھوکہ ہوا کہ بوقت صلح وہ کسی چیز کی قیمت سے آگاہ نہ تھا بعد میں غبن فاحش ظاہر ہوا تو اسکو قاضی سے صلح فسخ کرانیکا اختیار ہے۔

۴۔ اگر صغیر خود عاقد ہو تو خرید و فروخت وغیرہ عقود دائرہ بین النفع والضرر کی طرح عقد صلح میں بھی صغیر کا عاقل ہونا شرط ہے بلوغ شرط نہیں نا سمجھ بچے کا عقد منعقد ہی نہیں ہوتا اور عاقل غیر ماذون کا عقد منعقد ہو جاتا ہے مگر اذن بعد البلوغ یا اذن ولی پر موقوف ہے ولی فی المال بالترتیب یہ ہیں باپ اس کا وصی' دادا' اس کا وصی' قاضی۔

اور اگر بچہ خود عقد نہ کرے بلکہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا عقد کرے تو بچے کا عاقل ہونا شرط نہیں بلکہ بہر صورت صلح منعقد ہو جائے گی البتہ ایسے عقد کے نفاذ کے لئے یہ شرط ہے کہ صبی کی طرف سے اس کا ولی فی المال عقد کرے اگر غیر ولی نے عقد کیا تو وہ منعقد تو ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت یا قاضی کی اجازت' یا بچہ کے بالغ ہونے کے بعد اجازت دینے پر موقوف رہے گا۔

البتہ ترکے کے علاوہ دوسری چیز کی تقسیم میں دو قول ہیں ایک یہ کہ عام عقود فضولی کی طرح یہ بھی موقوف ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ تقسیم باطل ہے یعنی منعقد ہی نہیں ہوتی رحمتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوجہ الفرق یہ بیان کی ہے کہ عقد فضولی کے منعقد ہونے میں متعاقدین کا وجود شرط ہے جو یہاں مفقود ہے۔

عبارات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم میں جہاں وجود صغیر کو ترکے کی تقسیم کے صحیح ہونے سے

مانع بتایا گیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ تقسیم لازم ونافذ نہیں بلکہ ولی یا والی یا بعد البلوغ بچے کی اجازت پر موقوف ہے۔ امور بالا کی تحقیق سے مسئلہ زیر بحث صاف ہوگیا اس میں صغیر کی طرف سے غیر ولی نے عقد تخارج کیا ہے اس لئے تخارج علی الارض کا عقد موقوف ہے۔ کوئی وارث قاضی سے اذن حاصل کرلے تو یہ عقد نافذ ہو جائے گا ورنہ صغیر کے بعد البلوغ اجازت پر موقوف رہے گا اگر صغیر قبل البلوغ فوت ہوگیا تو اس کے ورثہ کے اذن سے نافذ ہو جائے گا۔ اور تخارج علی العروض کا عقد ابتداً ہی نافذ ولازم ہے اس لئے کہ ماں اور بھائی کو صغیر کے مال میں سے مال منقول کو تجارتاً بیچنے کا حق ہے۔

تحقیق طلب:

یہ امر تا حال منقح نہیں ہوا کہ قسمت موقوفہ میں قبل الاذن دوسرے شرکاء کو حق فسخ ہے یا نہیں؟ رجحان عدم فسخ کی طرف ہے مگر تا حال شرح صدر نہیں **ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔**

تنبیہات:

۱۔ بچے کی زمین بیچنے کا ولی کو اختیار نہیں مگر چند مخصوص صورتوں میں لیکن ولی کو زمین تقسیم کرانے کا اختیار ہے اس لئے کہ تقسیم من کل الوجوہ بیع نہیں بلکہ من وجہ بیع ہے اور من وجہ افراز۔

۲۔ باپ اور اس کے وصی دادا اور اس کے وصی اور قاضی کے سوا کسی دوسرے کو جس طرح صغیر کے لئے تقسیم کا اختیار نہیں اسی طرح صغیر کے مال میں تصرف کا بھی اختیار نہیں اس کے مال میں تجارت' اور زمین میں زراعت وغیرہ کی اجازت نہیں۔

البتہ صغیر کی ماں' بھائی اور چچا کو اس کے مال کی حفاظت بیع منقول بغرض حفاظت اور صغیر کے لئے طعام ولباس وغیرہ ضروریات خریدنے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ صغیر ان کی پرورش میں ہو البتہ خود ترکے میں طعام ولباس ہو تو اس سے صغیر کا حصہ اس پر خرچ کرنے میں صغیر کا زیر پرورش ہونا شرط نہیں۔

۳۔ اوپر جو تحقیق لکھی گئی وہ نفس مسئلہ سے متعلق ہے صورت زیر نظر میں اگر بہنوں نے بھائیوں کی ناراضی کے خوف یا ظالمانہ رسم کے دباؤ سے ایثار کیا ہے تو بھائیوں کے ذمے ان کا شرعی حق باقی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۶۵)

صغیر کے ساتھ تقسیم ترکہ کا حکم

سوال......ایک شخص کا انتقال ہو گیا ورثہ میں ایک نابالغ لڑکا بھی ہے ورثہ نے جائیداد تقسیم کرلی تو نابالغ کو بعد البلوغ فسخ تقسیم کا اختیار ہے یا نہیں؟

جواب......صغیر کو بعد البلوغ اختیار فسخ ہے البتہ اس کے کسی ولی کی اجازت سے تقسیم ہو تو بعد البلوغ اس کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ حکم تقسیم ترکہ کا ہے بصورت شرکت صغیر کو بہر حال اختیار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۷۳)

دو بھائیوں نے ایک ایک باغ تقسیم میں لے لیا لیکن سال کے بعد ایک بھائی ناخوش ہے کیا حکم ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائیوں نے خدا کو حاضر ناظر کر کے آپس میں باغات کا تبادلہ کیا ایک دوسرے کو قبضہ بھی دے دیا جس کو تقریباً ایک سال آٹھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے اب ایک بھائی کا باغ سرسبز ہے دوسرے کا خراب ہو گیا ہے جس بھائی کا باغ خراب ہو گیا ہے وہ دوسرے سے باغ لینا چاہتا ہے کیا شرعاً وہ لے سکتا ہے اگر لے لے تو اس کا پھل کھانا اس کے لئے حلال ہے یا حرام۔ بینوا توجروا۔

جواب......واضح رہے کہ مشترک مال کی تقسیم اگر شرکاء کی رضامندی سے ہو کر مکمل ہو جائے تب کسی کو رجوع کا حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ قسمت میں معنی مبادلہ کا ہے طرفین کی رضامندی سے تبادلہ ہو جانے کے بعد دوبارہ اس کا فسخ کرنا جانبین کی رضامندی پر موقوف ہے اگر ایک شخص راضی نہ ہو تو دوسرا شخص اس کو فسخ نہیں کر سکتا بشرط صحت واقعہ وصورت مسئولہ میں تقسیم کے مکمل ہو جانے کے بعد اگر ایک بھائی دوسرے بھائی سے اس کی رضامندی کے بغیر اس کا باغ لے لے تو یہ غصب کہلائے گا اور اس کا پھل وغیرہ کھانا حرام اور ناجائز ہوگا۔ کماقال فی الهداية ص ۴۰۸ ج ۴ (کتاب القسمه) ومعنى المبادلة هو الظاهر في الحيوانات والعروض للتفاوت الخ. وفيها ايضاص ۴۰۹ ج ۴ ولو اصطلحوا فاقتسموا جاز الااذا كان فيهم صغير فيحتاج الى امر القاضى لانه لا ولايه لهم عليه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۹۹)

الحمدللہ جلد ۸ ختم ہوئی